

بیت العمارت

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

۲ - ۱

مؤلف
فضیل غنیانہ ام ایچ جی اے سی
ڈائریکٹر، جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی



بیت العمارت کراچی

تجارت

ۛ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف

مفتی محمد نعیم الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی



بیت العمارت کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

تجارت

بچوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

مؤلف: مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول: ۱۴۳۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے چتے

ملک بھر کے مشہور کتب

خانوں میں دستیاب ہے


ناشر

بیت العمارت کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارشن روڈ کراچی۔ ۷۴۳۰۰

0333-3136872, 0302-2205466

0333-3845224

صفحہ نمبر	عنوان
	
۴۷	ماپ تول کی مزدوری.....
۴۷	مادی وجود نہیں ہے.....
۴۷	مارک اپ.....
۴۸	مارکہ.....
۴۸	مارکیٹ آرڈر (Market Order).....
۴۸	مارکیٹ ریٹ خراب کرنا.....
۵۰	مارکیٹنگ (تسویق).....
۵۱	مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو.....
۵۲	مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا.....
۵۳	مارکیٹنگ میں اسراف سے بچیں.....
۵۳	مارکیٹنگ میں حرام چیزوں سے بچنا.....
۵۳	مال ایک نمبر کا چاہیے.....
۵۳	مال بدل کر آئے.....
۵۳	مال بری چیز نہیں ہے.....
۵۴	مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا.....
۵۵	مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا.....

علماء دیوبند کے علوم کا پاسان
 دینی علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیکگرام چینل
حقی کتب خانہ محمد معاذ خان
 درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
 ٹیکگرام چینل

صفحہ نمبر	عنوان
۵۶	مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا.....
۵۷	مال حرام تبادلہ میں حاصل ہوا.....
۵۷	مال حرام سے خریدی ہوئی چیز.....
۵۸	مال حرام سے کمایا ہوا نفع.....
۵۹	مال حرام سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ.....
۵۹	مال حرام عوض میں آئے.....
۵۹	مال حرام کا انجام.....
۶۰	مال حرام کو حلال کرنے کا حیلہ.....
۶۱	مالدار بننے کا راز.....
۶۲	مالدار کے لیے بیع سلم کرنا.....
۶۳	مالداری کا سبب.....
۶۳	مال راستہ میں ضائع ہو گیا.....
۶۳	مال غیر مستقوم.....
۶۳	مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا.....
۶۴	مال فقیر.....
۶۴	مال کافروں سے خریدنا.....
۶۴	مالک بلا شرط مضارب کے ساتھ کام کر سکتا ہے.....
۶۴	مالک کا ملازم بن کر مضاربت میں کام کرنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۶۴	مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا.....
۶۵	مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کر دی.....
۶۵	مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا.....
۶۵	مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں.....
۶۵	مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا.....
۶۵	مال کی پاکی.....
۶۶	مال کی تعریف.....
۶۶	مال کی ضرورت آخری زمانہ میں.....
۶۷	مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے.....
۶۷	مال کی فراوانی کا انجام.....
۶۸	مال کی قیمت بڑھ جائے.....
۶۸	مال کی قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا.....
۶۸	مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے.....
۷۰	مال کی محبت سے آخرت خراب ہو جاتی ہے.....
۷۱	مال کے پیچھے پڑنے کا انجام.....
۷۲	مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے.....
۷۲	مال مقنوم.....
۷۲	مال مقنوم نہیں.....

صفحہ نمبر	عنوان
۷۳	مال مسروقہ کی خرید و فروخت کا حکم
۷۴	مال ملک میں موجود نہ ہو
۷۴	مال منگوا یا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا
۷۵	مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا
۷۶	مال واپس کرنا بچا ہوا
۷۶	مانع حمل ادویات
۷۸	مانع شرعی
۷۸	مانع طبعی
۷۹	ماں اپنی زمین فروخت کر سکتی ہے
۷۹	ماہانہ رسالوں کی بیع
۸۰	ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا
۸۰	مبہم و مجہول
۸۰	مبیع
۸۰	مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا
۸۲	مبیع بائع کی ملکیت ہو
۸۲	مبیع بیع کے وقت موجود ہو
۸۲	مبیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو
۸۳	مبیع پر قبضہ

صفحہ نمبر	عنوان
۸۳	• مبیعہ پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے.....
۸۳	• مبیعہ پسند نہ آنے پر واپس کرنا.....
۸۴	• مبیعہ پہلے ادا کرے یا قیمت.....
۸۴	• مبیعہ چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا.....
۸۵	• مبیعہ حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا.....
۸۶	• مبیعہ روکنا.....
۸۶	• مبیعہ روکنے کا حق.....
۸۷	• مبیعہ قیمتی چیز ہو.....
۸۷	• مبیعہ کا ضامن میں آنا.....
۸۸	• مبیعہ کا علم ہونا.....
۸۹	• مبیعہ کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا.....
۸۹	• مبیعہ کو ادھار دینے کی شرط.....
۹۱	• مبیعہ کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا.....
۹۱	• مبیعہ کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا.....
۹۲	• مبیعہ کی تعیین ضروری ہے.....
۹۳	• مبیعہ (Sold Goods) کی شرائط.....
۹۴	• مبیعہ کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم.....
۹۴	• مبیعہ کے اوصاف میں کمی ہو.....

صفحہ نمبر	عنوان
۹۵ بیع کے ساتھ انعامی کوپن کا حکم
۹۵ بیع مسترد کرنے کی صورت میں بائع تک پہنچانے کا خرچہ
۹۵ بیع مشتری کے قبضہ سے پہلے کس کے ضمان پر ہے
۹۵ بیع معیار کے مطابق نہ ہو
۹۵ بیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں
۹۵ بیع میں اضافہ بائع کا حق ہے
۹۵ بیع میں تفریق جائز نہیں
۹۶ بیع میں زیادتی بائع کا حق ہے
۹۷ بیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا
۹۷ بیع واپس لینا
۹۷ بیع واضح طور پر معلوم ہو
۹۸ متروکہ جائیداد غیر مسلموں کی
۹۸ متعین وزن والی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا
۱۰۰ متفرق چیزوں کے جمع کرنے پر ہدیہ مشروط ہو
۱۰۰ متقی لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتا
۱۰۰ متوقع آمدنی فروخت کرنا
۱۰۰ متوقع نفع کی بنیاد پر نقصان کا تعین کرنا
۱۰۰ مٹھائی ڈبے کے ساتھ تولنا

صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۰	مٹھی بند.....
۱۰۱	مٹھی کھول کر دکھلا دیا.....
۱۰۱	مٹی کی وجہ سے مال زیادہ لینا.....
۱۰۱	مٹی ہے اناج وغیرہ میں.....
۱۰۲	مجبوری سے فائدہ اٹھانا.....
۱۰۲	مجبور کر کے چیز بکوانا.....
۱۰۳	مجبور کرنا بیچنے پر.....
۱۰۵	مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا.....
۱۰۶	مجبوری سے فائدہ اٹھانا.....
۱۰۷	مجسموں کو زیبائش کے طور پر رکھنا.....
۱۰۸	مجسمہ سازی.....
۱۱۰	مجسمہ کی بیع کھنڈرات سے ملنے والے.....
۱۱۱	مجسمے جو کھنڈرات سے ملتے ہیں.....
۱۱۱	مجسمے شوروم میں رکھنا.....
۱۱۱	مجسمے کی خرید و فروخت.....
۱۱۲	مجلس ایک ہونا.....
۱۱۲	مجلس عقد.....
۱۱۳	مجنون.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۳	مجھ سے خرید لو.....
۱۱۵	مجبور و مبہم ہو.....
۱۱۵	مچھلی.....
۱۱۵	مچھلی پانی میں چلی گئی.....
۱۱۶	مچھلی پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا.....
۱۱۶	مچھلی تالاب میں رہتے ہوئے فروخت کرنا.....
۱۱۶	مچھلی کا ٹھیکہ لینا.....
۱۱۶	مچھلی کا مالک بننے کی تین صورتیں ہیں.....
۱۱۷	مچھلی کا مالک نہ بننے کی ایک صورت.....
۱۱۷	مچھلی کی پرورش.....
۱۱۸	مچھلی کے مقدور لتسلیم ہونے کی صورتیں.....
۱۱۹	مچھلی مری ہوئی.....
۱۱۹	مخالقہ.....
۱۲۰	محتاج کی بیع.....
۱۲۰	مختب.....
۱۲۱	مختب قیمت کی تعیین کر سکتا ہے.....
۱۲۱	مختب کا عہدہ.....
۱۲۱	محصول چنگی.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۳	محصول چنگی اصل قیمت میں ملانا.....
۱۲۳	محکمہ جنگلات کی اجازت کے بغیر جنگل کا درخت فروخت کرنا.....
۱۲۴	محکمہ کنٹرول سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا.....
۱۲۵	محل معلوم ہو.....
۱۲۵	مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں.....
۱۲۵	مختلف اقسام کے پھل کا باغ بیچنا.....
۱۲۶	مختلف اقسام کی چیزوں کو ملا کر فروخت کرنا.....
۱۲۶	مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا.....
۱۲۶	مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا.....
۱۲۷	مختلف لوگوں سے مضاربت کے لئے رقم لے کر ملا لینا.....
۱۲۷	مختلف مدتوں کے مقابلہ میں مختلف قیمتیں لگانا.....
۱۲۷	مختلف ممالک کی کرنسی کی تجارت کا حکم.....
۱۲۷	مخدرات.....
۱۲۸	مخصوص نشان.....
۱۲۸	مقلو ط آمدنی سے خریدی گئی چیز.....
۱۲۸	مقلو ق خدا کی خدمت.....
۱۲۸	مدت ادا میں ابہام ہے.....
۱۲۹	مدت مضاربت.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۹	مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا.....
۱۳۰	مذہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا.....
۱۳۰	مذہب غیر پر فتویٰ دینا.....
۱۳۰	مرابحہ.....
۱۳۳	مرابحہ مؤجلہ.....
۱۳۵	مرابحہ مؤجلہ بینک کا.....
۱۳۸	مرابحہ میں آمدورفت کے خرچہ کا حکم.....
۱۳۸	مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم.....
۱۳۸	مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو.....
۱۳۹	مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا.....
۱۳۹	مرابحہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم.....
۱۴۰	مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے.....
۱۴۰	مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا.....
۱۴۱	مرابحہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے.....
۱۴۱	مرابحہ میں منافع کی مقدار.....
۱۴۲	مراتب تاجر.....
۱۴۲	مراہو جانور.....
۱۴۲	مرتد کے ساتھ تجارت.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۴۳	مردار.....
۱۴۴	مردار جانور کا اون.....
۱۴۴	مردار جانور کا چمڑا.....
۱۴۴	مردار جانور کے بال.....
۱۴۴	مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا.....
۱۴۵	مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا.....
۱۴۵	مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا.....
۱۴۶	مردہ جانور کی خرید و فروخت.....
۱۴۷	مردہ حیوان کی خرید و فروخت.....
۱۴۸	مردہ مچھلی.....
۱۴۸	مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی.....
۱۴۹	مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا.....
۱۴۹	مرغی کا انڈا.....
۱۴۹	مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا.....
۱۴۹	مرغی مرگئی.....
۱۵۰	مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا.....
۱۵۰	مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار کی خرید و فروخت.....
۱۵۱	مرغیوں کی بیٹ.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۲	مرغیوں کی خوراک.....
۱۵۲	مرغی وزن کر کے فروخت کرنا.....
۱۵۳	مرکنٹائل ایکسچینج میں کاروبار.....
۱۵۵	مرمت کے لئے چیز دی واپس لینے نہیں آیا.....
۱۵۵	مرنڈا.....
۱۵۵	مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے.....
۱۵۶	مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ.....
۱۵۷	مروجہ اسلامی بینکنگ کی چند خرابیاں.....
۱۶۰	مروجہ اسلامی بینکوں کے ترجمان.....
۱۶۱	مریض کے لئے خون خریدنا.....
۱۶۱	مری ہوئی مچھلی.....
۱۶۱	مری ہوئی مرغی.....
۱۶۲	مزابنہ.....
۱۶۲	مزاج دھوکہ دہی کا بن جائے.....
۱۶۲	مزارات کے چڑھاوے مجاور سے خریدنا.....
۱۶۳	مزارعت.....
۱۶۳	مزارعت صحیح ہونے کی شرائط.....
۱۶۳	مزارعت کی سات صورتیں ہیں.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۵	مزدوری کا حق فروخت کرنا.....
۱۶۵	مزدوری کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا.....
۱۶۵	مزدوری لینا زیورات کے تبادلے میں.....
۱۶۶	مزدوری نہ دینا کام کے بعد.....
۱۶۶	میرے لئے فروخت کر دیں.....
۱۶۷	مسابقت.....
۱۶۸	مساقات.....
۱۶۹	مساقاة کی شرائط.....
۱۷۰	مساومہ.....
۱۷۱	مسائل بتانے پر اجرت لینا.....
۱۷۲	مسائل تجارت سیکھنا فرض ہے تاجر پر.....
۱۷۲	مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں.....
۱۷۳	مستقبل کے سودے.....
۱۷۳	مسجد.....
۱۷۵	مسجد کا ضرورت سے زائد سامان.....
۱۷۶	مسجد کا مکان حرام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا.....
۱۷۷	مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں.....
۱۷۷	مسجد کی آمدنی سے تجارت کرنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۷۸	مسجد کی دکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا.....
۱۷۸	مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا.....
۱۷۹	مسجد کے لئے وقف شدہ زمین.....
۱۷۹	مسجد میں خرید و فروخت کرنا.....
۱۸۰	مسجد میں خرید و فروخت کی بات نہ کرے.....
۱۸۰	مسقطات خیار رویت.....
۱۸۰	مسلمان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی.....
۱۸۱	مسلمان تاجر کی فضیلت.....
۱۸۲	مسلمان مسلمانوں کی دکان کو ترجیح دیں.....
۱۸۲	مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیز خریدیں.....
۱۸۲	مسلمان نہیں عیب چھپانے والا.....
۱۸۲	مسلمانوں کا بازار الگ ہونا چاہیے.....
۱۸۲	مسلمانوں کی دکان سے مال خریدنا.....
۱۸۲	مسلمانوں کی ذمہ داری.....
۱۸۳	مسلمانوں کے تمام ممالک ایک ملک ہے.....
۱۸۳	مسلم فیہ دینے پر قادر نہ ہو.....
۱۸۳	مسلم فیہ نایاب ہو جائے تو.....
۱۸۳	مسودہ بیچنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۵	مشارکہ اور مضاربہ موجودہ زمانے کے
۱۸۶	مشارکہ صلکوک
۱۸۷	مشتبہ چیزوں سے بچنا
۱۸۷	مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا
۱۸۸	مشترکہ اراضی کی خرید و فروخت کا حکم
۱۸۸	مشترکہ تجارت پر زکوٰۃ
۱۸۸	مشترکہ تجارت کے لئے قرض لینا
۱۸۸	مشترکہ جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم
۱۸۹	مشترکہ جنگلات کی خرید و فروخت
۱۹۲	مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا
۱۹۱	مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ
۱۹۲	مشترکہ حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرنا
۱۹۲	مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ فروخت کرنا
۱۹۳	مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز میں سے ایک حصہ نکالنا
۱۹۴	مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ
۱۹۴	مشتری
۱۹۴	مشتری اور بائع کا ایک بار تو لے کر اکتفا کرنا
۱۹۴	مشتری کا قبضہ سے پہلے بیع بچنا

صفحہ نمبر	عنوان
۱۹۵	مشتری کو بیع وصول کرنے پر مجبور کرنا
۱۹۶	مشتری کی ٹال مٹول میں بیع کو فسخ کرنا
۱۹۶	مشتری کے قبضہ سے پہلے بیع کا ضمان کس پر ہے
۱۹۶	مشتری کے قبضے سے پہلے بیع ہلاک ہو گئی
۱۹۷	مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا
۱۹۷	مشتری نے بائع سے کہا بیع میرے کام کی نہیں واپس لے لیں
۱۹۸	مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا
۱۹۸	مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی
۱۹۹	مشرک کی عبادت گاہ کے لئے سامان فروخت کرنا
۱۹۹	مشرک کو ملازم رکھنا
۱۹۹	مشکلات آئیں
۲۰۰	مشورہ صحیح دینا چاہئے
۲۰۱	مشین پر بنے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین
۲۰۱	مصارف رجسٹری
۲۰۱	مصالحات کی کوشش کرنا
۲۰۳	مصنوعات
۲۰۳	مصنوعات کا انتخاب
۲۰۳	مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے

صفحہ نمبر	عنوان
۲۰۴	مصنوعات کی پیکنگ.....
۲۰۴	مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں.....
۲۰۴	مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں.....
۲۰۴	مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا.....
۲۰۵	مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا.....
۲۰۶	مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی.....
۲۰۶	مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد.....
۲۰۶	مصنوع کو قبول کرنا.....
۲۰۷	مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے.....
۲۰۸	مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو.....
۲۰۸	مصنوعی ریشم.....
۲۱۰	مصنوعی ریشم کی خرید و فروخت کرنا.....
۲۱۰	مصنوعی زعفران.....
۲۱۰	مصنوعی قلت پیدا کرنا.....
۲۱۱	مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی.....
۲۱۲	مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم.....
۲۱۳	مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں.....
۲۱۳	مضاربت بینک کی.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۳	مضاربت غیر مسلم کے ساتھ.....
۲۱۴	مضاربت فاسدہ کا حکم.....
۲۱۵	مضاربت فاسدہ ہو جائے.....
۲۱۶	مضاربت فسخ کرنا.....
۲۱۷	مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا.....
۲۱۷	مضاربت کی اہمیت.....
۲۲۰	مضاربت کی شرائط.....
۲۲۳	مضاربت کی مدت.....
۲۲۵	مضاربت کے احکام.....
۲۲۷	مضاربت کے ارکان.....
۲۲۷	مضاربت میں ایک فریق کے لئے خصوصی نفع مقرر کرنا.....
۲۲۸	مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف.....
۲۲۹	مضاربت میں شرط رکھی.....
۲۳۰	مضاربت میں مالک بلا شرط عمل کرے.....
۲۳۰	مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا.....
۲۳۱	مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا.....
۲۳۲	مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا.....
۲۳۳	مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۳	مضاربت میں نفع متعین نہ ہو.....
۲۳۴	مضاربت میں نفع نقصان.....
۲۳۷	مضاربت میں نفع نہ ہو تو فسخ کرنے کا حکم.....
۲۳۸	مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو.....
۲۳۹	مضارب کو ملازم رکھنا.....
۲۳۹	مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھہرانا.....
۲۳۹	مضارب کی حیثیت.....
۲۳۹	مضارب کے اختیارات.....
۲۳۹	مضارب کے اخراجات.....
۲۴۱	مضارب کے فرائض.....
۲۴۵	مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا.....
۲۴۵	مضارب کے لئے عقد تولیہ کا حکم.....
۲۴۶	مضاربہ.....
۲۴۷	مضاربہ صکووک.....
۲۴۸	مضاربہ کی حقیقت.....
۲۴۸	مضاربہ کے احکام.....
۲۵۰	معاملات میں توسع.....
۲۵۱	معاملہ کا حکم شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۱ معا ملے ایک ساتھ دو نہ کرے
۲۵۱ معا ملہ کا لکھنا
۲۵۱ معاوضہ خون
۲۵۱ معاہدہ
۲۵۲ معدوم چیز کی خرید و فروخت
۲۵۲ معیار بہتر بنانے کے لئے رنگ استعمال کرنا
۲۵۲ معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا
۲۵۳ مغربی ممالک میں سودی قرضوں کے ذریعہ گھر خریدنا
۲۵۳ مغصوبہ مال کے مالک کو راضی کرنے کے بعد اس مال کی خرید و فروخت کا حکم
۲۵۳ مغفرت کی دعا
۲۵۳ مغفرت ہو جاتی ہے
۲۵۵ مفت سروس
۲۵۶ مقابلہ کرنا
۲۵۶ مقبوض علی سوم الشراء
۲۵۶ مقبوض علی وجه النظر
۲۵۶ مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا
۲۵۷ مقدمہ کرنے کے لئے زائد کا دعویٰ کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۷	مقدمہ والی زمین فروخت کرنا.....
۲۵۸	مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی.....
۲۵۸	مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا.....
۲۵۹	مقررہ قیمت سے کم رقم دینا.....
۲۶۰	مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا.....
۲۶۰	مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم.....
۲۶۱	مقروض بھاگ گیا اس کا سامان موجود ہے.....
۲۶۲	مقروض قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کرے.....
۲۶۲	مقروض کا جنازہ.....
۲۶۲	مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا.....
۲۶۳	مقروض کے مال سے خفیہ خفیہ اپنا قرض وصول کرنا.....
۲۶۳	مقصد حرام ہے.....
۲۶۵	مکانات زمین کے تابع ہیں.....
۲۶۵	مکان بیچ کر کرایہ پر لینا.....
۲۶۶	مکان بیچتے وقت تین مہینے تک رہنے کی شرط رکھنا.....
۲۶۷	مکان خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا.....
۲۶۷	مکان فروخت کرتے وقت تین مہینے کے بعد قبضہ دینے کا حکم.....
۲۶۷	مکروہ بیع.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۸	مکڑہ کی بیج.....
۲۶۸	مکلی اور موزونی چیز.....
۲۷۰	مکینک کے لئے پرزہ دلوانے پر اجرت لینا.....
۲۷۰	ملازمت برقرار رکھنے کے لئے رشوت دینا.....
۲۷۱	ملازمت بینک.....
۲۷۱	ملازمت کا حق فروخت کرنا.....
۲۷۲	ملازمت کرنا انشورنس کمپنی میں.....
۲۷۲	ملازمت کرنا کافروں کے پاس.....
۲۷۲	ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے.....
۲۷۳	ملازمت کے لئے ستر کھولنا.....
۲۷۳	ملازم رکھنا شریک کو.....
۲۷۵	ملازم کا حیلہ کرنا.....
۲۷۵	ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے.....
۳۷۶	ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے.....
۲۷۷	ملازم کو بکری (Sale) میں سے مثلاً پانچ فیصد دینا.....
۲۷۷	ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے.....
۲۷۸	ملازم کو نفع کا بھی کچھ فیصد دینا.....
۲۷۹	ملازم کی تنخواہ.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۷۹	ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں
۲۷۹	ملازم کی ذمہ داری
۲۸۰	ملازم کے حقوق
۲۸۱	ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں
۲۸۳	ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے
۲۸۵	ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا
۲۸۵	ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی
۲۸۵	ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں
۲۸۵	ملازمہ
۲۸۶	ملاوٹ
۲۸۶	ملاوٹ کا نتیجہ
۲۸۶	ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا
۲۸۷	ملاوٹ کے وصول
۲۸۸	ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی
۲۸۹	ملاوٹ معمولی ہے
۲۸۹	ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا
۲۹۱	ملبوسات کفار
۲۹۱	ملٹی لیول مارکیٹنگ

صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۳	ملک ایک ہے.....
۲۹۴	ملک کے اسباب.....
۲۹۵	ملک میں موجود نہ ہو.....
۲۹۷	ملکی ترقی کی فکر.....
۲۹۷	ملکی کرنسی.....
۲۹۷	ملکی مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرنا.....
۲۹۷	ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا.....
۲۹۸	مملوکہ درخت سے شہد فروخت کرنا.....
۲۹۹	ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت.....
۳۰۰	ممنوعہ اسلحے کی خرید و فروخت.....
۳۰۱	منازہ.....
۳۰۱	منافع اور سود میں فرق.....
۳۰۱	منافع جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہوا.....
۳۰۲	منافع دور روپے لینے پر سودا کیا.....
۳۰۲	منافع زیادہ لینا.....
۳۰۳	منافع فروخت کرنا.....
۳۰۳	منافع کا تعین.....
۳۰۵	منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۵	منافع کی تقسیم یومیہ پیداوار کی بنیاد پر.....
۳۰۶	منافع کی حدود.....
۳۰۷	منافع کی مقدار.....
۳۰۸	منافع کی مقدار مراجمہ میں.....
۳۰۸	منافع لینے کی شرط لگانا وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے پر.....
۳۰۹	مستفیع بہ ہونے کا معیار.....
۳۰۹	منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا.....
۳۰۹	منڈی میں آنے سے پہلے راستہ میں سودا کرنا.....
۳۱۰	منشیات کی خرید و فروخت.....
۳۱۱	منفعت.....
۳۱۱	منی چیجر (Money Changer) کا کاروبار.....
۳۱۲	موبائل.....
۳۱۲	موبائل سے سودا کرنا.....
۳۱۲	موبائل کی ایسریز.....
۳۱۳	موبائل کی خرید و فروخت.....
۳۱۳	موبائل کے اسپئر پارٹس.....
۳۱۳	موبائل کے ذریعہ ایجاب ہوا.....
۳۱۳	مونا آنا اور باریک آنا.....


صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۳	موٹر سائیکل کی تجارت کا ایک خاص طریقہ.....
۳۱۴	مورتی چھپی ہوئی چیز بیچنا.....
۳۱۵	مورتی کی تجارت.....
۳۱۵	مورتیوں کی خرید و فروخت.....
۳۱۵	مورتیوں والے زیور.....
۳۱۶	موزونی اشیاء کو اپنی ہم جنس میں بلا وزن فروخت کرنا.....
۳۱۶	موزونی اور مکملی اشیاء.....
۳۱۷	موسم کی بنیاد پر قیمت میں کمی کرنا.....
۳۱۷	موسیقی کے آلات.....
۳۱۷	موسیقی کے اعلانات.....
۳۱۷	موقوفہ چیز فروخت کرنا.....
۳۱۷	موکل کا مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے.....
۳۱۷	موکل کا وکیل کو دوبارہ فروخت کرنا.....
۳۱۸	موکل کے مال سے وکیل کے لئے کچھ لینا.....
۳۱۸	موہوبہ زمین کی خرید و فروخت.....
۳۱۸	مہر کی زمین شوہر کے لئے فروخت کرنا.....
۳۱۹	مہلت ختم کرنا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے.....
۳۱۹	مہلت دینے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۹ مہلت کی شرط رکھنا بیع حوالہ کرنے کے لئے
۳۲۰ مہوا کی تجارت
۳۲۰ مہینے کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا
۳۲۱ میچورٹی (Maturity)
۳۲۱ میچورٹی ڈیٹ (Maturity Date)
۳۲۱ میڈیکل انشورنس کا حکم
۳۲۲ میراث کا حق
۳۲۲ میٹر اور گز
۳۲۳ میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا
۳۲۳ میٹر چھوٹا ہے
۳۲۳ میٹر غلط لگا کر اجرت زیادہ لینا
۳۲۵ میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا
۳۲۵ میعاد مجبول
۳۲۶ میعاد بیع
۳۲۷ میعاد بیع اور اس کا نفع
۳۲۷ میعاد بیع سے نفع حاصل کرنا
۳۲۸ میعاد بیع چیک کم قیمت میں فروخت کرنا
۳۲۹ میگزین کی خرید و فروخت

صفحہ نمبر

عنوان

۳۰

۳۲۹	میسوری کارڈ
۳۳۰	میسورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط
۳۳۰	مینڈک
	
۳۳۱	نابالغ
۳۳۱	نابالغ بچوں کی خرید و فروخت
۳۳۱	نابالغ بھائی کی زمین بیچنا
۳۳۲	نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا
۳۳۲	نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا
۳۳۲	نابالغ کی خرید و فروخت میں عرفی اجازت کافی ہے
۳۳۳	نابالغ کی زمین فروخت کرنے کا حکم
۳۳۴	نابالغ قیموں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم
۳۳۵	نابالغ کی خیار رویت
۳۳۶	ناپاک تیل
۳۳۷	ناپاک چیز
۳۳۷	ناپ تول کی مزدوری
۳۳۷	ناپ تول میں ڈنڈی کرنا
۳۳۷	ناپ تول میں کمی زیادتی کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۸	ناپ تول میں کمی کرنے سے عذاب آتا ہے.....
۳۴۰	نا پسند اللہ کا.....
۳۴۰	ناپ کر اشیاء فروخت کرنا.....
۳۴۰	ناپ کر اشیاء فروخت کرنا.....
۳۴۰	نا جائز طریقے سے آئی ہوئی رقم غلطی سے استعمال ہو جائے.....
۳۴۱	نا جائز قبضہ.....
۳۴۱	نا جائز قبضہ ہو گیا.....
۳۴۱	نا جائز کاروبار سے لکھ پتی بننا.....
۳۴۲	نا جائز کام میں دلالی نا جائز ہے.....
۳۴۲	ناج گانے کے اعلانات.....
۳۴۲	ناخن پالش.....
۳۴۲	ناخن پالش کی تجارت.....
۳۴۳	نام سرکاری کاغذ میں اندراج نہیں ہوا.....
۳۴۳	نام کرائے پر دینا.....
۳۴۳	ناموں کا رجسٹریشن.....
۳۴۴	ناول ڈائجسٹ.....
۳۴۴	ناول کرایہ پر دینا.....
۳۴۵	نبی آخر الزمان علیہ السلام کا پیشہ.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۴۶	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکت
۳۴۶	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بازار جاتے تھے
۳۴۷	نبی کا حکم ماننا لازم ہے
۳۴۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت
۳۴۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا
۳۴۸	نجس چیزوں کی بیع
۳۴۹	نجس
۳۴۹	نجس کی صورت
۳۵۰	نرخ دو مہینے کے بعد والی مقرر کرنا
۳۵۱	نرخ کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا
۳۵۱	نرخ متعین ہونے سے پہلے بیع میں تصرف کرنا
۳۵۲	نرخ مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا
۳۵۲	نرخ مقرر کرنا
۳۵۲	نرم برتاؤ کرنا قرض دار کے ساتھ
۳۵۲	نرمی سے کام لینا
۳۵۳	نرمی کرنا قرض طلب کرنے میں
۳۵۳	نروود کی خرید و فروخت
۳۵۳	نزدگی کی درخواست


صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۵	نشہ بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا
۳۵۵	نسوار
۳۵۶	نشاندہی کرنے کی اجرت
۳۵۶	نشہ آور چیزوں کا اعلان
۳۵۶	نشہ آور چیزیں
۳۵۷	نفع
۳۵۸	نفع تھوڑا بھی ہو تو بیچ دے
۳۵۹	نفع حلال طیب ہونے کے ضوابط
۳۶۰	نفع دوبارہ تجارت میں لگانا
۳۶۰	نفع زیادہ نہ لینا
۳۶۱	نفع کا بھی کچھ فیصد دینے کا معاہدہ کرنا ملازم کے ساتھ
۳۶۲	نفع کم لینا صدقہ ہے
۳۶۲	نفع کم میں چیز فروخت کرنا
۳۶۲	نفع کی تقسیم
۳۶۳	نفع کی تقسیم میں "وزن"
۳۶۵	نفع کی حد
۳۶۶	نفع کی حد مقرر نہیں
۳۶۷	نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار

صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۹	نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا.....
۳۶۹	نفع کی کم سے کم مقدار.....
۳۷۰	نفع کی کوئی تحدید نہیں.....
۳۷۰	نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان.....
۳۷۱	نفع کے ساتھ ادھار بیچنا نقد خرید کر.....
۳۷۱	نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں.....
۳۷۲	نفع لینا قرض دے کر.....
۳۷۲	نفع لینے میں خیر خواہی کرنا.....
۳۷۳	نفع متعین نہ ہو مضاربت میں.....
۳۷۳	نفع نقصان مضاربت میں.....
۳۷۳	نفع نقصان میں مضارب کو شریک ٹھہرانا.....
۳۷۳	نفع نہیں لے گا.....
۳۷۳	نقد.....
۳۷۵	نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا.....
۳۷۵	نقد رقم حاصل کرنے کا طریقہ.....
۳۷۵	نقد رقم قرض دینے کی بجائے کوئی چیز مہنگی بیچ دینا.....
۳۷۶	نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا.....
۳۷۸	نقد کاروبار کی شرط رکھنا مضاربت میں.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۸	نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے
۳۷۹	نقد لین دین لکھنے کی ضرورت نہیں
۳۸۰	نقد معاملہ ہوگا
۳۸۰	نقد میں اتنی اور ادھار میں اتنی قیمت ہے
۳۸۰	نقد میں قیمت کم ادھار میں زیادہ لینا
۳۸۱	نقصان ایک چیز میں کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا
۳۸۱	نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے
۳۸۲	نقصان کا سودا ہے
۳۸۲	نقصان کا عوض مشتری سے لینا
۳۸۳	نقصان کا مطلب موجودہ دور میں
۳۸۳	نقصان کر کے تلافی کرنا
۳۸۳	نقصان کی تلافی کی شرط لگانا خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت
۳۸۳	نقصان کی ذمہ داری شراکت میں
۳۸۵	نقصان کی وصولی ملاوٹ کے بقدر
۳۸۵	تقلی چیز اصلی ڈیزائن میں فروخت کرنا
۳۸۶	نکاح کافر
۳۸۶	نگران مقرر کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں
۳۸۶	نگرانی

صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۷	گمبھہ والا زیور کا تبادلہ.....
۳۸۷	نماز اور کمائی.....
۳۸۷	نماز کا اہتمام تجارت کے دوران.....
۳۸۹	نمائش میں سٹال لگانے کے لئے زیادہ آمد و رفت والی جگہ کا انتخاب..
۳۸۹	نمبر اول کا مال چاہیے.....
۳۸۹	نمبر خریدنا.....
۳۹۰	نمک لگائے ہوئے چمڑے کی خرید و فروخت.....
۳۹۰	نمونوں کے ہدیے.....
۳۹۲	نمونہ دکھا کے بیع کرنا مال کے بغیر.....
۳۹۳	نمونہ دکھا کر خرید و فروخت کرنا.....
۳۹۳	نمونہ سے گھٹیا نکلا.....
۳۹۵	نمونہ کی دو فروخت کرنا.....
۳۹۵	نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا.....
۳۹۶	نمونہ لے کر آرڈر پر مال تیار کرنا.....
۳۹۷	ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا.....
۳۹۸	نوٹ.....
۳۹۸	نوٹ پرانا ہے.....
۳۹۸	نوٹ پھینا ہوا ہے.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۹	نوٹ کب ایجاد ہوئے.....
۳۹۹	نوٹ کی بیج ریزگاری کے ساتھ.....
۴۰۰	نوٹ مستقل کرنسی ہے.....
۴۰۰	نوے فیصد عافیت تجارت میں ہیں.....
۴۰۱	نئی مرچ میں پرانی مرچ ملا کر بیچنا.....
۴۰۱	نئے نوٹ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا.....
۴۰۲	نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے.....
۴۰۳	نیا راکی خرید و فروخت.....
۴۰۴	نیا سامان لینا پرانا سامان دے کر.....
۴۰۴	نیا عیب ختم ہو گیا.....
۴۰۴	نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا.....
۴۰۴	نیت.....
۴۰۵	نیت میں فتور آنے سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے.....
۴۰۵	نیت ہو حلال روزی کمانے کی.....
۴۰۵	نیٹ کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم.....
۴۰۵	نیشنل ڈیننس سیونگ سرٹیفکیٹ.....
۴۰۶	نیک تاجر کا چہرہ.....
۴۰۶	نیویشن بینک.....


صفحہ نمبر	عنوان
۴۰۶	نیلام..... ❁
۴۰۷	نیلام کا مال خریدنا..... ❁
۴۰۸	نیلام کے ذریعہ خرید و فروخت کرنا..... ❁
۴۰۹	نیلام میں دھوکہ..... ❁
۴۱۰	نیند فجر کے بعد..... ❁
	
۴۱۱	واپس بیچنے کی شرط پر بیع کرنا..... ❁
۴۱۱	واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا..... ❁
۴۱۲	واپس دینے کا اختیار..... ❁
۴۱۳	واپس کرنا بچا ہوا مال..... ❁
۴۱۳	واپس کرنا چاہے..... ❁
۴۱۳	واپس کرنے کا اختیار تین دن تک ہے..... ❁
۴۱۴	واپس کرنے کی شرائط عیب کی وجہ سے..... ❁
۴۱۴	واپس کرنے کی شرط پر سودا کرنا..... ❁
۴۱۵	واپس نہیں لیتا..... ❁
۴۱۵	واپس نہیں ہوگا..... ❁
۴۱۵	واپس ثابت نہیں ہوگی..... ❁
۴۱۵	واپس ثابت ہو جائے گی..... ❁

صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۶	واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں
۳۱۷	واپسی قبول نہیں
۳۱۷	واپسی منع ہونے کی صورتیں
۳۱۸	واحد کا کلام
۳۲۰	وارثوں میں سے ایک وارث ترکہ میں تصرف کر دے
۳۲۰	وارثوں میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کر دیا
۳۲۰	واقعہ دیانت داری کا
۳۲۱	واؤچر کی خرید و فروخت
	وراثت کی جائیداد میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ بھی فروخت
۳۲۲	کر دیا
۳۲۲	وراثت کی زمین تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا
۳۲۲	وزن
۳۲۳	وزن کا خرچہ
۳۲۳	وزن کرتے وقت احتیاط کرنا لازم ہے
۳۲۳	وزن کر کے جانور فروخت کرنا
۳۲۵	وزن کر کے کپڑا بیچنا
۳۲۶	وزن کی بنیاد پر نفع تقسیم کرنا
۳۲۶	وزن میں غلط بیانی کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۴۲۶	وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی
۴۲۷	وصیت بھلائی کی
۴۲۷	وضعیہ
۴۲۷	وعدہ بیع
۴۲۸	وعدہ بیع اور بیع
۴۲۹	وعدہ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا
۴۲۹	وعدہ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں
۴۳۰	وعدہ بیع کی مثال
۴۳۰	وعدہ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے
۴۳۰	وعدہ بیع کے نقصانات کا حکم
۴۳۱	وعدہ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کر سکا
۴۳۲	وعدہ بیع میں بد نیتی
۴۳۲	وعدہ کی شرعی حیثیت
۴۳۵	وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا
۴۳۶	وقت پر حوالہ کرنا
۴۳۶	وقت مجبول ہو
۴۳۶	وقت مہین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا
۴۳۶	وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط


صفحہ نمبر	عنوان
۴۳۷	وقتی طور پر بیعانہ کو ضبط کرنا.....
۴۳۷	وقف زمین کی خرید و فروخت.....
۴۳۸	وقف شدہ زمین فروخت کرنا.....
۴۳۸	وقف کی چیز فروخت کرنا.....
۴۳۸	وکالت.....
۴۳۹	وکالت پر اجرت.....
۴۳۹	وکالت کا پیشہ.....
۴۴۰	وکالت میں دھوکہ دینا.....
۴۴۲	وکیل.....
۴۴۳	وکیل امین ہے.....
۴۴۳	وکیل اور دلال کا فرق.....
۴۴۴	وکیل بالبیع غیر مسلم کو بنانا.....
۴۴۴	وکیل بالبیع کمپنی کے.....
۴۴۴	وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا.....
۴۴۵	وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنے کا حیلہ کرنا.....
۴۴۵	وکیل بالشراء کا ظلم.....
۴۴۶	وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے.....
۴۴۷	وکیل بنانا غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۷	وکیل بننا
۳۳۷	وکیل کو صرف موکل کا مال فروخت کرنے کا پابند بنانا
۳۳۸	وکیل کا خود اپنے لئے خریدنا
۳۳۹	وکیل کا دکاندار سے کمیشن وصول کرنا
۳۵۰	وکیل کا دیکھ لینا
۳۵۰	وکیل کا موکل سے زیادہ قیمت وصول کرنا
۳۵۰	وکیل کا موکل کی رقم اپنے خرچ میں لانا
۳۵۱	وکیل کا موکل کے مال سے کچھ لینا
۳۵۲	وکیل کو ثمن کا ضامن بنانا
۳۵۲	وکیل کو فروخت کے لئے دیا ہوا سامان چوری ہو جائے
۳۵۳	وکیل کو بیع مفت ملے
۳۵۳	وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے
۳۵۳	وکیل کے لئے موکل کا مال خریدنا
۳۵۳	وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لئے
۳۵۳	وکیل نے متعینہ قیمت سے زائد پر فروخت کی
۳۵۵	وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا
۳۵۶	وگ
۳۵۷	ووٹ بیچنا

صفحہ نمبر	عنوان
۴۵۷	ووٹ خریدنا.....
۴۵۸	ووٹر خریدنا.....
۴۵۸	ووٹ کی خرید و فروخت.....
۴۵۹	ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا.....
۴۶۲	ویب سائٹس کی تیاری.....
۴۶۳	ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا.....
۴۶۳	ویب سائٹوں کے ذریعے ایجاب و قبول کرنا.....
۴۶۳	وی پی (V.P) کے ذریعے مال منگوانا.....
۴۶۴	ویڈیو بنانا.....
۴۶۵	ویڈیو کیسٹ.....
۴۶۶	ویڈیو گیم کے کاروبار.....
۴۶۷	ویزا کی خرید و فروخت.....
۴۶۸	وی سی آر.....
	
۴۶۹	ہاتھ سے بنائے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین.....
۴۶۹	ہاتھ کی کمائی.....
۴۶۹	ہاتھ لگا کر سودا کرنا.....
۴۶۹	ہارمونیم کی تجارت.....

صفحہ نمبر	عنوان
۴۴۰	ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے جائیداد خریدنا.....
۴۴۰	ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا قرضہ لیکر مکان خریدنا.....
۴۴۰	ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں.....
۴۴۱	ہاؤسنگ اسکیمیں.....
۴۴۲	ہبہ میں ملی ہوئی زمین فروخت کرنا.....
۴۴۲	ہدایات برائے تاجر.....
۴۴۲	ہدیہ دینا خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے.....
۴۴۲	ہدیہ دینے کا مروجہ طریقہ.....
۴۴۳	ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو.....
۴۴۵	ہدیہ کوئی خدمت ہو.....
۴۴۵	ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کر کے پھر اقالہ کرنا.....
۴۴۶	ہدیہ یا دہانی کے لئے.....
۴۴۶	ہڈی کی تجارت.....
۴۴۶	ہڈی کی خرید و فروخت.....
۴۴۷	ہڈیوں کی تجارت.....
۴۴۷	ہراج.....
۴۴۸	ہرجانہ لینا آرڈر کینسل کرنے پر.....
۴۴۸	ہر ہر دانہ الگ ہوتا ہے.....
۴۴۸	

صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۹	ہڑتال
۳۸۰	ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا
۳۸۱	ہلدی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا
۳۸۱	ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا
۳۸۲	ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا
۳۸۲	ہمدردی تاجروں کے ساتھ
۳۸۲	ہندوؤں کا تیار کردہ کھانا
۳۸۲	ہنڈی
۳۸۳	ہنڈی رسید کی خرید و فروخت
۳۸۵	ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں
۳۸۵	ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے
۳۹۰	ہنڈی کا معنی
۳۹۰	ہنڈی کو بٹاگانا
۳۹۰	ہنڈی کی بیع
۳۹۱	ہوا بند کرنے کے عوض پڑوسی سے معاوضہ لینا
۳۹۲	ہوا گوشت میں بھر کے بیچنا
۳۹۲	ہوٹلوں میں ملازمت کرنا
۳۹۳	ہول سیلر

صفحہ نمبر	عنوان
۴۹۳	میر کلر.....
	
۴۹۵	یاد دہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا.....
۴۹۵	یتیم نابالغوں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم.....
۴۹۵	یک طرفہ بیع.....
۴۹۶	یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم.....
۴۹۶	یونس بن عبیلہ کا واقعہ.....

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

ماپ تول کی مزدوری

ماپ تول کی ذمہ داری بیچنے والے پر ہے خریدار پر نہیں، اس لئے ماپ تول کی مزدوری خریدار پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

مادی وجود نہیں ہے

جن چیزوں کا اپنا کوئی مادی وجود نہیں ہے، ان کو اصطلاح میں ”حقوق مجردہ“ کہتے ہیں، الگ طور پر ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔^(۲)

مارک اپ

بینک وغیرہ کی جانب سے قرضہ لینے پر نفع کی جو شرط طے کی جاتی ہے، اس کو ”مارک اپ (Mark up)“ کہتے ہیں۔

(۱) عن عثمان رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له: إذا بعث فكل وإذا ابتعت فاكتل. (صحيح بخاري: (۲۸۵/۱) كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: قديمي).

مسند أحمد بن حنبل: (۶۲/۱) رقم الحديث: ۴۴۴، مسند الخلفاء الراشدين، مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

قوله: باب الكيل على البائع والمعطي) أي مؤنة الكيل على المعطي بانعاً كان أو موفاً دين أو غير ذلك، ويلتحق بالكيل في ذلك الوزن فيما يوزن من السلع وهو قول فقهاء الأمصار. (فتح الباري: (۳۴۴/۴) كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: دار المعرفة)

(۲) لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة (الدر مع الرد: (۵۱۸/۳) كتاب البيوع: مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

شرح الجلة للاساسي: (۱۱۹/۲۲) تحت المادة: ۲۱۶، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز ط، رشديه)

شرح الجلة لرستم باز: (۸۵/۱) المادة: ۲۱۶، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته)

اور قرض دینے یا لینے پر ”مارک اپ“ مقرر کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔^(۱)

مارکہ

مصنوعات کی پہچان کے لیے مخصوص نشان اور مارکہ بنانا جائز ہے، بلکہ بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے، مثلاً:

- ① مارکہ یا مخصوص نشان خریدار کو مصنوعات پہچاننے میں مدد کرتا ہے۔
- ② خریدار کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ اس مارکہ یا مخصوص نشان والی چیز معیاری ہوتی ہے۔

③ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

مارکیٹ آرڈر (Market Order)

شیرز میں ”مارکیٹ آرڈر“ سے مراد ایسا آرڈر ہے جس میں دلال سے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ مارکیٹ میں جو بھی ریٹ ہو اس پر فلاں کمپنی کے شیرز خرید لیے جائیں۔

مارکیٹ ریٹ خراب کرنا

ہر آدمی اپنی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کر سکتا ہے، شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔^(۲)

(۱) ”کل قرض جرم منعة فہو ربا“ (فیض القدير للمناوی: (۳۳۸۷/۹) رقم الحدیث: ۶۳۳۶، حرف الکاف، ط: مکتبۃ نزار مصطفیٰ البازریاض)

④ الدر مع الرد: (۱۶۶/۵) کتاب البیوع، فصل: فی القرض، ط: سعید

⑤ الاشباہ والنظائر: (۲۵۷) الفن الثانی، ط: قدیمی

(۲) وللہایع ان یربع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا یجب علیہ ان یربعه بامر السوق دائماً وللتجار ملاحظۃ مختلفۃ فی تعیین الائمان وتقديرها. (بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ: (۸/۱) احکام البیع بالتقسیم، (بإداتۃ الثمن من أجل التأجيل، ط: دارالعلوم کراچی) =

لیکن جس طرح بہت زیادہ منافع لینا منع ہے اسی طرح نامناسب حد تک قیمتیں کم کر کے مارکیٹ کا توازن خراب کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”موطا“ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

ان عمر بن الخطاب مزبحا طب بن ابی بلتعة وهو يبيع زبيبا له بالسوق فقال له عمر بن الخطاب إنا ان تزيد في السعر وإنا أن ترفع من سوقنا. (۱)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعة رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ بازار میں اپنا کشمش بیچ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا تو قیمت میں اضافہ کرو، یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت میں سامان بیچنا اصل میں مارکیٹ میں اجارہ داری قائم کرنا اور دوسرے تاجروں کا راستہ روکنا ہے، اس سے خاص طور پر چھوٹے تاجروں کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے، اور ان کا کاروبار بیٹھ جاتا ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعة کو انتہائی کم نرخ پر کشمش

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۳۸۷) كتاب الحظرو الإباحة، ط: حقانيه) (۱) (موطا: (ص: ۵۹۱) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربض، ط: قديمي)

عن سعيد ابن المسيب قال: مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه علي حاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيبا له بالسوق، فقال عمر رضي الله عنه: ”إنا أن تزيد في السعر وإنا أن ترفع من سوقنا فهذا مختصر، وتماه ليماروي الشافعي عن الدراوردي عن داود بن صالح التمار، عن القاسم بن محمد عن عمر رضي الله عنه مر بعاطب بسوق المصلي، وبين يديه غررارتان فيهما زبيب، فسأله عن سعرهما، فسعر له مدين لكل درهم، فقال له عمر رضي الله عنه: قد حدثت بعير مقبلة من الطائف تحمل زبيبا، وهم يعتبرون بسعرك إنا أن ترفع في السعر وإنا أن تدخل زبيك البيت فتبيعه كيف شئت، فلما رجع عمر حاسب نفسه ثم أتى حاطبا في داره فقال له: إن الذي قلت ليس بعزمة مني ولا قضاء، إنما هو شيء أردت به الخير لأهل البلد، فبعث شئت فبع، وكيف شئت فبع. (السنن الكبرى للبيهقي: (۶/۲۹) كتاب البيوع، باب التصعير، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

بیچنے سے منع فرما دیا۔

سنن بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع کرنے کی ایک روایت ہے لیکن وہ روایت صحیح سند سے ثابت نہیں کیونکہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے، اور ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔^(۱)

۵۰

مارکیٹنگ (تسویق)

☆ اسلام کی رو سے مارکیٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ مال فروخت کرنے والا ایک مسلمان تاجر شریعت کی پابندی کرتے ہوئے خریداروں کی ضرورت اور پسند کو دیکھتے ہوئے، مطلوبہ چیزوں کو بہتر انداز سے مہیا کر کے صارف اور خریداروں کی خدمت انجام دیتا ہے، پس اس کی مناسب قیمت مقرر کر کے اعلان، تشہیر اور عام تعلقات کے ذریعہ صارف اور خریداروں کو متوجہ کرتا ہے، اور ان کی ضرورت کی چیزوں کو ان تک پہنچاتا ہے، اور ان تمام کاموں میں مخلوق کی خدمت کا جذبہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: ایسے بازاروں، منڈیوں اور خریداروں کا انتخاب کرنا جن کے ساتھ مال فروخت کرنے والا تاجر لین دین اور کاروبار کرنا چاہتا ہے۔

☆ صارفین اور خریداروں کی ضرورتوں کو عمدہ اور احسن طریقہ سے پورا کرنے کے لیے مناسب مصنوعات، اور ان کا مناسب ڈیزائن، شکل و صورت اور صفات و خصوصیات کو متعین کرنا تاکہ مال فروخت کرنے والا تاجر ان کی راحت رسانی کا ذریعہ بن سکے، اور فروخت کرنے والے تاجر کی اشیاء اور مصنوعات ان میں مقبول ہو سکیں۔

☆ خریداروں کی خدمت کے جذبے سے چیزوں کی قیمت مناسب مقرر کرنا۔

☆ خریداروں کو اشیاء پہنچانے کا ایسا انتظام کرنا کہ انہیں مطلوبہ اشیاء

سہولت کے ساتھ دستیاب ہوں۔^(۱)

مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو

اگر کوئی سامان اور اس کی مارکیٹنگ صرف ایک شخص کے پاس ہو تو پھر اس کے لئے عام مارکیٹ سے زائد نفع لینا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں مارکیٹ سے زیادہ نفع لینا لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے مترادف ہوگا کہ جب بھی کسی شخص کو اس چیز کی حاجت ہوگی تو وہ اسی سے خریدنے پر مجبور ہوگا خواہ اس کی قیمت کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔^(۲)

(۱) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول الله ﷺ قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلّمه، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمي)

(ومن كان في حاجة أخيه) أي ساعياً في قضائها۔ (كان الله في حاجته)... وقد ورد في رواية مسلم عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ ولفظه: "والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه" وفيه تنبيه نبيه على فضيلة عون الأخ على أموره، وإشارة إلى أن المكافأة عليها بجنسها من العناية الاكفمية سواء كان بقلبه أو بدنه أو بهما لدفع المضار أو جذب المنافع إذا كلل عون۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۶۹/۹) ايضاً، ط: رشديه جديد)

(۲) وقال في الدر المختار: "وفي التنف بيع المضطر وشرائه فاسد" وقال الشامي: هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لا يباع على هذا الوجه، وأن لا يقنات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستعمل له إلى المبصرة، حتى يكون له في ذلك بلاغ ۵۱. (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

بديل المجهود: (۳۹/۱۵) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (۵۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب بيع المضطر وشرائه لاسد، ط: سعيد.

مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا

۵۲

اسلام نے جس طرح تاجروں کو خریداروں کے لیے سامان مہیا کر کے ان کی خدمت کرنے کی تعلیم دی ہے، ایسے ہی تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون، رواداری اور اچھا معاملہ کر کے تعاون اور مدد کرنے کی تعلیم دی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا، ایک دوسرے کو کاٹنا اور مقابلہ کرنا، دوسروں کا سامان بکنے میں رکاوٹ ڈال کر ان کو نقصان پہنچانا، مقابلے میں آ کر قیمتیں گرا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا، دوسروں کے خریداروں کو چھیننا وغیرہ ان سب کاموں سے منع کیا ہے۔^(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی گئی باتوں سے رک جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ”اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور ان کی جانیں امن میں ہوں۔“^(۲)

(۱) عن عمرو بن يحيى المازنى عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: لا ضد ولا ضرار۔ (مؤطا الإمام مالك ﷺ: (ص: ۶۳۳) كتاب الأفضية، القضاء في المرقى، ط: قديمي)

قوله: لا ضرر ولا ضرار أي لا يضر الرجل أخاه ابتداء ولا جزاء، فينقصه من حقه... وقيل الضرر ما تضر به صاحبك وتنتفع به أنت والضرار أن تضره من غير أن تنتفع۔ (كشف المغطاء عن وجه المؤطا: (ص: ۶۳۳) ايضاً، ط: قديمي)

(۲) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه... (مشكاة المصابيح: (۱۲) كتاب الإيمان: الفصل الأول، ط: قديمي)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من آمنه الناس على دمانهم وأموالهم۔ رواه الترمذي والنسائي، (مشكاة المصابيح: (۱۵) كتاب الإيمان: الفصل الثاني، ط: قديمي) =

مارکیٹنگ میں اسراف سے بچیں

”اسراف سے بچیں مارکیٹنگ میں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۰/۱)

مارکیٹنگ میں حرام چیزوں سے بچنا

”اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۶/۱)

مال ایک نمبر کا چاہیے

”ایک نمبر کا مال چاہیے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

مال بدل کر آئے

”بدل کر آئے ہوئے سامان“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۲)

مال بری چیز نہیں ہے

اگر مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا جائے یا گناہ اور نافرمانی کے کام میں لگایا جائے یا مال ہی کو مقصود بنا لیا جائے، اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے تو مال بری چیز ہے، اور اگر اس کو جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے، اور نیک کاموں میں لگایا جائے اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے تو مال اچھی چیز ہے، اور اس کی ضرورت بھی ہے۔

صحیح البخاری: (۹/۱) رقم الحدیث: ۱۰، کتاب الإیمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، ط: الطاف اینڈ سنز

صحیح المسلم: (۳۸/۱) کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام، ط: قدیمی

سنن الترمذی: (۹۰/۲) أبواب الإیمان، باب ماجاء المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، ط: قدیمی

سنن النسائی: (۲۶۶/۲) کتاب الإیمان وشرائعه، صفة المؤمن، وصفة المسلم، ط: قدیمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! نیک آدمی کے لئے حلال مال اچھا ہے۔^(۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ متقی آدمی کے لئے غنا اور مال داری میں کوئی حرج نہیں ہے۔^(۲)

حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زامانہ آئے گا جس میں درہم اور دینار (پیسے) کے علاوہ کچھ بھی لوگوں کو نفع نہیں دے گا۔^(۳)

مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

”خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) یا عمرو و یعمقاً بالعمال الصالح للرجل الصالح. (المستدرک للحاکم) (۳/۲) اول کتاب البیوع، ط: دارالمعرفة

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۳۲۶) کتاب الإمامة والقضاء، باب رزق الولاية، الفصل الثاني، ط: قایمی
مسند أحمد: (۲۹۹/۲۹) رقم الحدیث: ۱۷۷۳، مسند الشامیین، حدیث عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) لا بأس بالغنی لمن اتقی. (مستدرک الحاکم: (۳/۲) اول کتاب البیوع، ط: دارالمعرفة)
مشکاۃ المصابیح: (ص: ۳۵۱) کتاب الرقاق، باب استحباب المال والعمر للطاعة، الفصل الثالث، ط: قایمی.

مسند احمد: (۲۲۹/۳۸) رقم الحدیث: ۲۳۱۵۸، تمه مسند الأنصار، أحادیث رجال من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) عن مقدم بن معدیکرب... سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیأتین علی الناس زمان لا ینفع فیہ الا الدینار والدرهم. (مشکاۃ المصابیح: (۷/۲۴۳) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قایمی)

مسند أحمد: (۲۸/۴۳۳) رقم الحدیث: ۱۷۲۱۱، مسند الشامیین، حدیث المقدم بن معدی کرب.
مجمع الزوائد: (۴/۶۵) رقم الحدیث: ۶۲۴۳، کتاب البیوع، باب فیما یتخذ من الدواب، ط: مکتبة القدس۔

مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا

بعض تاجر مال باہر سے منگواتے ہیں، اور مال پہنچنے سے پہلے ہی اس کو منافع (۵۵) پر فروخت کر دیتے ہیں، تو یہ خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور منافع بھی حلال نہیں ہے، البتہ بیع صحیح ہونے کی دو صورتیں ہیں، ان میں سے کسی ایک صورت کو اختیار کریں، اس کے بعد پھر مال منافع کے ساتھ فروخت کریں تو بیع بھی جائز ہوگی اور نفع بھی حلال ہوگا، اور وہ دو صورتیں یہ ہیں:

۱) جہاں مال خریدا ہے وہاں کسی کو یا مال بردار کمپنی کو مال پر قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنا دیں، اس کے قبضہ کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا۔

۲) مال پہنچنے سے قبل سودا نہ کریں، بلکہ سودا کرنے کا وعدہ کریں، مال پہنچنے کے بعد قبضہ کر کے وعدہ کے مطابق سودا کریں۔

اس صورت میں وعدہ کے بعد سودا ہونے سے پہلے پہلے اگر دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک فریق سودا کرنے سے انکار کر دے گا تو وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا، جو کبیرہ گناہ ہے، اور نفاق کی علامت ہے، لیکن سودا کرنے پر اسے مجبور نہیں کیا جاسکے گا۔ واضح رہے کہ اگر مال پہنچانے کا کرایہ خریدار ادا کرتا ہے، تو اس کی اجازت سے بائع (سیلر) کا کسی بھی مال بردار کمپنی کی تحویل میں مال دے دینا خریدار کا قبضہ شمار ہوگا۔^(۱)

(۱) (لا یصح اتفاقاً... بیع منقول قبل قبضہ ولو من بانعہ... (الدر مع الرد: (۵/۱۳۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی التصرف فی المبیع والتمن قبل القبض، ط: سعید)

الہندیہ: (۳/۱۳) کتاب البیوع، الباب الأول، الفصل الثانی: فی معرفة المبیع والتمن والتصرف لہما قبل القبض، ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۶/۱۱۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید) =

مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا

اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کا مال تلف کرنے پر مجبور کیا جائے، نہ کرنے کی صورت میں قتل وغیرہ کی دھمکی دی جائے تو اس صورت میں مال تلف کر کے اپنی جان بچالے، بعد میں ”مکرہ“ یعنی مجبور کرنے والے کے ذمہ ضمان لازم

﴿إذا قال المشتري للبائع ابعت إلى ابني، واستاجر البائع رجلاً يحمله إلى ابنه فهذا ليس قبض، والاجر على البائع الا ان يقول استاجر علي من يحمله فقبض الاجير يكون قبض المشتري ان صدقه انه استاجرہ، دفع إليه وان انكر استيجاره ودفع إليه، فالقول قوله، كذا في التاتارخانية۔ (الهنديّة: ۱۳/ ۱۹) كتاب البيوع، الباب الرابع: في حبس المبيع بالثمن وقبضه... الفصل الثاني: في تسليم المبيع، ط: رشيدية﴾

﴿درر الحکام إلى مجلة الأحكام: (۲۳۹/۱) تحت المادة: ۲۶۲، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيةهما، ط: دار عالم الكتب/مكتبة سلطانية كوئٹہ﴾
﴿شرح المجله رستم باز: (۱۰۹/۱، ۱۱۰) أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹہ﴾

﴿أن البيع انما يتعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال، ولذلك لا يتعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا ”سوف أبيعك كذا“ أو ”سوف أشتري منك كذا“ وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانجاز البيع في المستقبل، وليس ببعاً، فمن وعد آخر بإنشاء بيع في المستقبل: هل يجب عليه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء، أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب، وهو من مكارم الأخلاق، ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء، والواعد إذا ترك الوفاء فقد فاتته الفضل وارتكب المكروه كراهة تنزيهية شديدة ولكنه لا يأنم... وكذلك يوجد عند الحنفية نصوص تدل على لزوم الوعد، وكون الوفاء به واجباً على الواعد، فقال الإمام أبو بكر الجصاص رحمته الله في تفسير قوله تعالى: ”يا أيها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔“ (الصف: ۲) يحتج به في أن كل من ألزم نفسه عبادة أو قرينة أو وجب على نفسه عقداً، لزمه الوفاء به، إذ ترك الوفاء به يوجب أن يكون قاتلاً ما لا يفعل، وقد ذم الله فاعل ذلك، وهذا فيما لم يكن معصية، فأما المعصية، فإن إيجابها في القول لا يلزمه الوفاء بها، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا نذر في معصية وكفارته كفارة يعين، وإنما يلزم ذاك فيما عقده على نفسه مما يقرب به إلى الله عز وجل، ومثل النذور، وفي حقوق الأدميين، العقود التي يتعاقدونها وظاهر ماتحتة خط من هذه العبارة يدل على أن الوعد يجب إيفاءها إذا كانت متعلقة بالعقد التي يتعاقد بها الناس۔ (فقه البيوع: ۱/ ۷۷، ۷۸، ۸۲) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، ۳۳: حكم الوعد أو المواعدة في البيع، ط: معارف القرآن﴾

مال حرام تبادله میں حاصل ہوا

”حرام مال تبادله میں حاصل ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

مال حرام سے خریدی ہوئی چیز

☆ اگر کوئی چیز بعینہ حرام رقم سے خریدی ہے تو بعینہ اس کو صدقہ کرنا بہتر ہے، یا پھر اس کی موجودہ مالیت کے بقدر صدقہ کر دے، ورنہ جتنی رقم سے چیز خریدی گئی تھی اتنی رقم صدقہ کر دے۔ (۲)

☆ اور اگر حرام مال کو حلال مال سے مخلوط کر کے کوئی چیز خریدی گئی ہے تو اس چیز کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ رقم صدقہ کر دینا کافی ہے۔ (۳)

(۱) وان اکره علی اتلاف مال مسلم باحدہما (ای القتل او قطع عضو منہ) (رخص) (الاتلاف (لہ) ای للمکره... والضمن علی المکره (بالکسر)۔ (ملتی الأبحر مع مجمع الأنهر: (۴/۳۴) کتاب الإکراه، ط: دارالکتب العلمیة۔

☐ (ورخص له إتلاف مال مسلم) أو ذمی، اختیار (بقتل أو قطع)... (وضمن رب المال المکره) بالکسر، لأن المکره بالفتح کالآلة۔ (الدر مع الرد: (۱۳۵/۶) کتاب الإکراه، ط: سعید۔
☐ البحر الرائق (۷۳/۸) کتاب الإکراه، ط: سعید

(۲) (قوله: اکتسب حراما) توضیح المسئلة ما فی التاتارخانیة حیث قال: رجل اکتسب ما لأمن حرام ثم اشتری فلهذا علی خمسة أوجه، إما ان دفع تلك الدراهم إلى البائع أولاً، ثم اشتری منه بها او اشتری قبل الدفع بها ودفعها، أو اشتری قبل الدفع بها ودفع غیرها او اشتری مطلقاً، ودفع تلك الدراهم او اشتری بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم... قال الکرخی: فی الوجه الأول والثانی لا یطیب، وفی الثالث الأخیرة یطیب، وقال أبو بکر: لا یطیب فی الكل، لكن الفتوی الآن علی قول الکرخی دفعاً للخرج عن الناس۔ (شامی: (۲۳۵/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اکتسب حراما ثم اشتری فهو علی خمسة أوجه، ط: سعید)

☐ الهدایة: (۳۷۵/۳، ۳۷۶) کتاب الفصب، ط: رحمانیہ

☐ مزید ”مال حرام سے کیا یا ہوا نفع“ عنوان کے تحت تخریج بھی دیکھیں۔

(۳) بان المراد لیس هو نفس الحرام؛ لآنه ملکہ بالخلط، وإنما الحرام التصرف فیہ قبل أداء بدلہ... =

مال حرام سے کمایا ہوا نفع

☆ حرام مال سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

☆ اگر مال حرام یا اس سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنے سے پہلے اس

سے کوئی چیز خرید لی تو اس کی دو صورتیں ہیں:

① اگر مال حرام کی طرف اشارہ کر کے کوئی چیز خرید لی، اور وہ مال حرام جس

کی طرف اشارہ کیا تھا قیمت میں ادا کر دیا، تو اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور صدقہ کرنا

واجب ہے۔

② اور اگر حرام مال کی طرف اشارہ کئے بغیر اس مال سے کچھ خریدا، یا حرام

مال کی طرف اشارہ کیا، لیکن حلال مال ادا کیا تو اس صورت میں امام ابو الحسن کرخی

رحمہ اللہ کے نزدیک کمایا ہوا نفع حلال ہوگا، صرف اصل مال جو حرام ہے اس کو صدقہ

کرنا واجب ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرام مال کو کمائی اور منافع کا ذریعہ

بنالے، ایسا کرنا بالکل جائز نہیں، ہاں اگر غلطی سے ہو گیا تو اس کی گنجائش ہے جو امام

= نعم لایباح الانفاع بہ قبل أداء البدل فی الصحیح من المذہب۔ (شامی: ۲۹۲/۲) کتاب الزکاة

باب زکاة الغنم، قبیل: مطلب: استحلال المعصیۃ القطعیۃ کفر، ط: سعید

ط: الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۹۲/۳) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: رشیدیہ

ط: والسبیل فی المعاصی ردھا وذلک ہننا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ...

(الہندیہ: ۳۳۹/۵) کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس عشر: فی الکسب، ط: رشیدیہ

ط: والحاصل انہ ان علم ارباب الأموال وجب ردہ علیہم والافان علم عین الحرام لایحل لہ، ویصدق

بہ بنیۃ صاحبہ... ومفادہ، الحرمة وان لم یعلم اربابہ ویبغی تقييدہ بما اذا كان عین الحرام لیوافق

مانقلناہ اذ لو اختلط بحيث لا یتمیز یملکہ ملکنا خبیثا لکن لایحل لہ التصرف فیہ مالم یؤد بدلہ...

(شامی: ۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی من ورث مالا حراماً، ط: سعید

ط: ویردونہا علی اربابہا ان عرفوہا والاتصدقوا بہا لأن سبیل الکسب الخبیث التصدیق اذا تعذر الرد

علی صاحبہ۔ (شامی: ۳۸۵/۲) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید

مال حرام سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ
 ”حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مال حرام عوض میں آئے

”حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

مال حرام کا انجام

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۱) اکتسب حراماً واشترى به، أو بالدرهم المغصوبة شيئاً، قال الكرخی رحمه الله: ان نقد قبل البيع تصدق بالربح والالاء۔ وفي رد المحتار: (قوله: اکتسب حراماً الخ) توضیح المسئلة ما فی التاتارخانیة حيث قال: رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشترى فهذا علی خمسة أوجه، إمان دفع تلك الدرهم إلى البائع أولاً، ثم اشترى منه بها أو اشترى قبل الدفع بها ودفعها، أو اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها أو اشترى مطلقاً، ودفع تلك الدرهم أو اشترى بدرهم آخر ودفع تلك الدرهم... قال الكرخی: فی الوجه الأول والثانی لا يطيب، وفي الثالث الأخيرة يطيب، وقال أبو بكر: لا يطيب فی الكل، لكن الفتوى الآن علی قول الكرخی دفعا للخرج عن الناس۔

وفي الولوالجية: وقال بعضهم: لا يطيب فی الوجوه كلها وهو المختار ولكن الفتوى اليوم علی قول الكرخی، دفعا للخرج لكثرة الحرام۔ (الدر مع الرد: (۲۳۵/۵) كتاب البيوع، باب المضارقات، مطلب إذا اکتسب حراماً ثم اشترى فهو علی خمسة أوجه، ط: سعيد)

لو تصرف فی المغصوب والوديعة) بان باعه (وربح) فيه (إذا كان) ذلك (معينا بالاشارة أو بالشراء بدرهم الوديعة أو الغصب ونقدها) یعنی يتصدق بربح حصل فيهما إذا كانا مما يتعين بالاشارة وإن كانا مما لا يتعين فعلى أربعة أوجه: فإن أشار إليه ونقدها فكذلك يتصدق (وإن أشار إليها ونقد غيرها أو أشار (إلى غيرها) ونقدها (أو أطلق) ولم يشر (ونقدها لا) يتصدق فی الصور الثلاث عند الكرخی رحمه الله، قيل: (وبه يفتى)۔ (الدر مع الرد: (۱۸۹/۶) كتاب الغضب، ط: سعيد)

والمختار أنه لا يحل مطلقاً كذا فی الملتقى، ولو بعد الضمان هو الصحيح، كما فی فتاوى نوازل واختار بعضهم الفتوى علی قول الكرخی رحمه الله فی زماننا لكثرة الحرام، وهذا كله علی قولهما وعند أبي يوسف رحمه الله لا يتصدق بشيء منه، كما لو اختلف الجنس ذكره الزيلعي۔ (حاشية الطحطاوى علی الدر المختار: (۱۰۵/۳) كتاب الغضب، ط: رشيدية۔

جو شخص حرام مال حاصل کرتا ہے اگر پاس رکھا تو برکت نہیں ہوگی، خرچ کرے گا تو اللہ پاک قبول نہیں فرمائیں گے، اگر چھوڑ کر مر گیا تو جہنم اس کا انجام ہوگا۔^(۱)

مال حرام کو حلال کرنے کا حیلہ

بعض لوگ حرام رقم کو حلال کرنے کے لیے اس طرح حیلہ کرتے ہیں کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر سامان وغیرہ خرید لیتے ہیں، اور حرام رقم سے قرض ادا کرتے ہیں، اس قسم کا حیلہ جائز نہیں ہے، اور اس حیلے سے حرام رقم حلال نہیں ہوتی، صرف اتنا ہوتا ہے کہ قرض سے جو سامان خریدے گا وہ حلال ہوگا،^(۲) لیکن حرام رقم ملکیت میں لانے، اور حرام رقم سے قرض ادا کرنے کا گناہ ہوگا، اور حیلہ کرنے اور نہ کرنے کا

(۱) عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما عبد أمسك مالا حراماً إن أمسكه لم يبارك له فيه، وإن أنفق لم يقبله الله عز وجل منه، فإن مات وهو عنده كان زاده إلی جہنم. (إصلاح المال لابن أبي الدنيا: ص: ۱۴۳) رقم الحديث: ۱۰، باب أخذ المال، ط: دار الوفاء.

(۲) وفي شرح حيل الخصاص لشمس الأئمة رحمه الله تعالى ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وما يأخذ من الجائزة يقضى بها ديونه، والحيلة في هذه المسائل ان يشتري نسيئة ثم ينقد ثمنه من ائ مال شاء، وقال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا. (الهنديّة: ۳۳۲/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيدية

و جاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر لصحة بيعه بخلاف دين على المسلم لبطلانه الا اذا و كل ذميا بيعه. (الدر مع الرد: ۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد.

وفي شرح حيل الخصاص لشمس الأئمة رحمه الله تعالى ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان ممن يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وما يأخذ من الجائزة كان يقضى به دينه، فالحيلة في مثل هذه المسائل ان يشتري شيئاً ثم ينقد ثمنه من ائ مال أحب، قال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا. (خلاصة الفتاوى: ۳۳۹/۳) كتاب الكراهية، الفصل الرابع في المال من الاهداء والميراث وغير ذلك، ط: رشيدية

و أن كل حيلة يحتال بها الرجل لا يبطال حق الغير أو لا يدخل شبهة فيه أو لتمويه باطل فهي مكروهة و كل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام أو ليتوصل بها إلى حلال فهي حسنة. (الهنديّة: ۳۹۰) كتاب الحيل، الفصل الأول في بيان جواز الحيل وعدم جوازها، ط: رشيدية

مالدار بننے کا راز

۶۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما بہت بڑے مالدار تھے۔ ① حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ② حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو خاندانی طور پر مالدار تھے، ان کے والد عنان مکہ مکرمہ میں بہت بڑے تاجر تھے مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر مالدار نہیں تھے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کر کے بڑی دولت کمائی۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی معروف و مشہور کتاب ”احیاء العلوم“ میں نقل کیا ہے کہ کسی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مالدار بننے کا سبب پوچھا تو

(۱) ... انه لا يربو اللحم نبت من سحت الا كانت النار اولى به۔ (سنن الترمذی: (۲۳۹/۱) ابواب

ما يتعلق بالصلاة، باب ما ذكر في فضل الصلاة، ط: رحمانية) و: (۱۳۲/۱) ط: قديمی)

② ... يا كعب بن عجرة انه لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت۔ (صحيح ابن حبان: (۹/۵) رقم الحديث: ۱۷۲۳، كتاب الصلاة، باب فضل الصلوات الخمس، ذكر البيان بان الصلاة قربان للعيد بشرىون بها إلى بارئهم جل وعلا، ط: موسسة الرسالة)

③ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: من اشترى ثوباً بعشرة دراهم وفيه درهم حرام، لم يقبل الله تعالى له صلوة مادام عليه، قال: ثم ادخل اصبعه في اذنيه ثم قال: صمنا إن لم يكن النبي ﷺ سمعته يقول۔ (مسند احمد بن حنبل: (۲۱۸/۵، ۲۱۹) رقم الحديث: ۵۷۳۲، مسند عبد الله بن عمر ﷺ، ط: دار الحديث القاهرة)

④ عن أبي هريرة رضي الله عنه ... ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه إلى السماء، يا رب يا رب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك۔ (الصحيح للإمام مسلم: (۳۲۶/۱) كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف تبيل، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمر، ط: مكتبة الحسن وقديمی۔

⑤ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال عن رسول الله ﷺ ... ولا يكسب عبد مالا من حرام لينفق منه لبيارك له فيه ولا يتصدق به فيقبل منه ولا يترك خلف ظهره الا كان زاده إلى النار۔ (مسند احمد: (۵۳۹/۳) رقم الحديث: ۳۶۷۲، مسند عبد الله بن مسعود ﷺ، ط: دار الحديث القاهرة)

انہوں نے فرمایا اس کے تین اسباب ہیں۔

① میں نے کبھی بھی (تھوڑے) نفع کو رد نہیں کیا یعنی تھوڑے نفع پر بھی مال

بیچ دیا۔

۶۲

② جب بھی مجھے جانور فروخت کرنے کی پیش کش کی گئی میں نے فروخت

کر دیا اس کی فروختگی کو مؤخر نہیں کیا۔

③ میں نے ادھار مال نہیں بیچا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک ہزار اونٹ

فروخت کئے اور نفع صرف اتنا کمایا کہ ہر اونٹ کی رسی بیچ گئی، پھر رسی کو ایک درہم

میں فروخت کر کے کل ایک ہزار درہم کا نفع کمایا۔^(۱)

مالدار کے لیے بیع سلم کرنا

عقد سلم کے جواز کی بنیادی وجہ غرباء اور فقراء کی ضرورت ہے، ان کے پاس

کام کرنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے، لیکن ضرورت کی موجودگی ایک خفیہ معاملہ ہے،

جس پر ہر کسی کو اطلاع ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے شرائط کے ساتھ بیع سلم کرنا

غرباء اور امراء دونوں کے لئے جائز ہے، جیسا کہ سفر کی حالت میں مشقت اور تکلیف

سے قطع نظر کر کے محض سفر کو مشقت کا قائم مقام قرار دیا ہے، اسی طرح سلم کرنے والا

امیر ہو یا غریب اگر شرائط کے مطابق ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔^(۲)

(۱) لیل لعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ما سبب یسارک؟ قال: ثلاث ما رددت ربھا قط، ولا طلب

منی حیوان لا خیرت ببعہ ولا بعث بنسیة. ويقال إنه باع ألف ناقة لماربع إلا عقلها باع کل عقل بدرهم

فربح فیھا ألفاً وربح من لفقته علیھا لیومہ ألفاً. (احیاء علوم الدین: ۲/۸۰) کتاب آداب الکسب

والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة

(۲) ولما کان جوازه للحاجة وهی باطنة أیظ ہامر ظاہر کما هو المستمر فی قواعد الشرع کالسفر

للمشقة ولحوره، وهو ذکر الاجل، فلم یلتفت بعد ذلک إلى کون المبیع معدوما عند المسلم إليه حقيقة

أو موجوداً قاذراً هو علیہ۔ (فتح القدیر: ۷/۸۳)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: رشیدیہ

مالداری کا سبب

”مالدار بننے کا راز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۱/۶)

مال راستہ میں ضائع ہو گیا

”باع کی طرف سے بھیجا ہوا مال“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۲)

مال غیر مقوم

اگر مال ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے تو وہ ”مال غیر مقوم“ ہے، مثلاً شراب مال غیر مقوم ہے، کیونکہ بعض آسمانی دین والے اہل کتاب اس کو مال سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ شریعت اسلامیہ میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، اس لئے وہ ”مال غیر مقوم“ ہے۔^(۱)

مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا

اگر مال فروخت کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کو قبضہ دینے سے پہلے

﴿فلما شرعته لدفع حاجة المفاليس، والافلاس امر باطن لا يمكن الوقوف على حقيقته، والشرع بنى هذه الرخصة على الحاجة... والبيع بالخسران دليل الحاجة، ونظيره إقامة السفر مقام المشقة إقامة النكاح مقام الماء في النسب۔ (الكفاية في ذيل فتح القدير: (۲۲/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، تحت وقوله: (لو كان قادر على التسليم لم يوجد المرخص)﴾، ط: رشیدیہ۔

﴿العناية على هامش فتح القدير: (۸۳، ۸۳/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشیدیہ۔

(۱) المال المقوم يستعمل في معنيين الأول بمعنى ما يباح الانتفاع به، والثاني: بمعنى المال المحرز فالمسك في البحر غير مقوم وإذا اصطيد صار مقوماً بالإحراز... فيعرف بأنه المال المحرز الذي يمكن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فما يباح بلامول لا يكون مالا كحبة حنطة، وما يمول بلا إباحة النفع لا يكون مقوماً كالخمر، وإذا عدم الأمران لم يثبت واحد منهما كالدوم۔ (شرح المجلة للإمامي: (۱۸، ۱۷/۲)، المادة: ۱۲۷، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة، ط: رشیدیہ۔

﴿شرح المجلة لروستم باز: (۵۸/۱)، المادة: ۱۲۷، أيضاً، ط: فاروقیہ كونتہ۔

﴿البحر الرائق: (۲۵۶/۵)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ریٹ بڑھ گیا تو بائع (سیلر) کے لئے بڑھے ہوئے ریٹ کے مطابق پیسہ لینا جائز نہیں ہوگا، بلکہ جس قیمت پر سودا ہوا تھا اس قیمت کے مطابق رقم یعنی ہوگی، اس سے زائد رقم کا مطالبہ جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری اپنی خوشی سے بڑھا کر دے تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

مال فقیر

”بھیک کے مال“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۲)

مال کافروں سے خریدنا

”کافروں سے مال خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۵)

مالک بلا شرط مضارب کے ساتھ کام کر سکتا ہے

”مضاربت میں مالک بلا شرط عمل کرنے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۰/۶)

مالک کا ملازم بن کر مضاربت میں کام کرنا

”مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا

”بیع فضولی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۵/۲)

(۱) (قولہ: وحکمہ ثبوت الملک) ای فی البدلین لکل منہما فی بدل، وهذا حکمہ الاصلی، والتابع

وجوب تسلیم المبیع والتمن... (الدرمع الرد: ۵۰۶/۳) کتاب البیوع، ط: سعید۔

المشتري أن يزيد في الثمن بعد العقد... (شرح الجلة لرستم باز: ۱۰۶/۱)، الكتاب الأول:

البيوع، الباب الرابع: في بيان المسائل المتعلقة في الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثاني: في بيان

التزويد والتزويل في الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقية كولتہ۔

البحر الرائق: (۲۶۱/۵)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

فتح القدير: (۲۳۸/۶، ۲۳۹)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کر دی

”اجازت کے بغیر چیز فروخت کر دی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۳/۱)

مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا

”دلال کا قیمت کم کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۳)

مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں

”قبضہ ہو گیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

”مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۲۳۱/۲)

مال کی پاکی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی حلال مال کما کر اپنے آپ کو کھلائے یا پہنائے، اور اپنے

علاوہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرے، یہی اس کی اور اس کے مال کی پاکی ہے۔^(۱)

(۱) وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایما رجل اکتسب مالا

من حلال فاطعم نفسه، او کساها، فمن دونه من خلق اللہ کان له به زکاة. رواه ابن حبان (الترغیب

والترہیب: (۲/۴۴۱) کتاب البیوع، الترغیب فی طلب الحلال والاکل منه والترہیب من اکتساب

الحرام. الخ، ط: دار الکتب العلمیة)

صحیح ابن حبان: (۲/۴۸) رقم الحدیث: ۴۳۶، کتاب الرضاع، باب النفقة، ط: مؤسسة الرسالة.

شعب الایمان: (۲/۸۶) الثالث عشر من شعب الایمان: وهو باب التوکل بالله عزوجل والتسليم

لامره تعالیٰ فی کل شیء، ط: دار الکتب العلمیة.

مال کی تعریف

۶۶

مال اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہو، اور ضرورت کے وقت کے لئے اس کی ذخیرہ اندوزی کی جاسکے، کبھی تو کوئی چیز تمام ادیان کے انسانوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً گندم، چاول اور بکری وغیرہ، اور کبھی صرف بعض لوگوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً شراب اور سور۔^(۱)

مال کی ضرورت آخری زمانہ میں

آخری زمانہ میں بیت المال کا نظام باقی نہیں رہے گا، اور لوگوں میں ایک دوسرے کی اعانت اور نصرت کا اور کام آنے کا جذبہ ختم ہو جائے گا، ہر شخص اپنی عیش و عشرت اور آرام و راحت کی فکر میں رہے گا، لہذا دینی ضرورت میں اس کا کوئی خیال نہیں کرے گا، ایسی حالت میں اگر مال نہیں ہوگا تو اپنی دین اور دنیا کو درست رکھنا مشکل ہوگا اس لئے دینداروں کو بھی تجارت میں حصہ لینا چاہئے تاکہ دنیا داروں کے محتاج نہ رہیں۔

حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں لوگوں کے لئے دراہم و دنانیر (روپیہ پیسہ) ضروری ہوگا تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنی دنیا اور دین کو درست رکھ سکیں۔^(۲)

(۱) المال ما یعیل الیہ الطبع و یمنکن ادخارہ لوقت الحاجة، و المالیة انما تثبت بتمول الناس کافة او

بقوم البعض، و تقوم بشت بہا و یباحة الانضاع له شرعاً... و ما یكون مالا بین الناس و الا یكون مباح

الانضاع لایكون مقوماً، كالخمر۔ (البحر الرائق: ۲۵۶/۵، ۲۵۷)، کتاب البیع، ط: سعید

شامی: (۵۰۱/۳)، کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال و الملک و المتقوم، ط: سعید

شرح المعجلہ للانسائی: (۱۷/۲)، المادة: ۱۲۶، البیوع، المتقدمة، ط: رشیدیہ

المعجم الأوسط للطبرانی: (۳۲۵/۳)، رقم الحدیث: ۳۲۹۵، من اسمہ بکر، ط: دار الحرمین۔

(۲) عن حبیب بن عبید قال: رأیت المقدم بن معدی کرب فی السوق و جاریة له تبیع لبناً، و هو جالس =

مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے

۶۷

آخری زمانہ میں دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت ہوگی۔
حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانے میں لوگوں کو درہموں اور دیناروں کی زیادہ ضرورت ہوگی تاکہ آدمی ان سے اپنا دین باقی رکھ سکے اور اپنی دنیاوی ضرورت پوری کر سکے۔^(۱)

مال کی فراوانی کا انجام

ضمیرہ ابن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے افکار زیادہ ہوں گے، اور جس کی فکر زیادہ ہوگی اس کا دل ادھر ادھر بھٹکتا رہے گا، ایسے شخص کی اللہ کو کوئی پروا نہیں کہ کدھر جائے گا اور

= يقبض الدراهم، فقيل له في ذلك، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إذا كان في آخر الزمان لا بد للناس فيها من الداهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه وديناه." (مجمع الزوائد: ۶۵/۳) رقم الحديث: ۶۲۳۵، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس

كرب، ط: مكتبة ابن تيمية.

كنز العمال: (۲۳۸/۳) رقم الحديث: ۶۳۳۳، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعدد الأخلاق المحمودة على ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) عن المقدم بن معديكرب رضي الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا كان في آخر الزمان لا بد للناس فيها من الدراهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه وديناه. (مجمع الزوائد: ۶۵/۴) رقم الحديث: ۶۲۳۵، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس.

كرب، ط: مكتبة ابن تيمية.

كنز العمال: (۲۳۸/۳) رقم الحديث: ۶۳۳۳، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعدد الأخلاق المحمودة على ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة.

جس شخص نے ایک فکر (آخرت) اختیار کر لی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا کی فکروں میں کافی ہوگا۔^(۱)

مال کی قیمت بڑھ جائے

اگر کسی تاجر نے مال خرید لیا، پھر اس کی قیمت بڑھ گئی تو اسے بازار میں موجود بڑھی ہوئی قیمت پر مال بیچنا جائز ہے، اگرچہ موجودہ مارکیٹ قیمت سابقہ قیمت فروخت سے بہت زیادہ بڑھ چکی ہو، اگر گاہک اس صورت میں قیمت خرید پوچھ لے تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے، صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ بازار میں اس کی موجودہ قیمت یہی ہے۔^(۲)

مال کی قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا

”قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی چیز آزمائش اور

(۱) (حاکم: ۳۲۹، ابن ماجہ)

(۲) من اشتری شیئاً وأغلی فی ثمنہ، فباعہ مرابحة علی ذلك جاز. (الفتاویٰ الہندیہ: ۳/۱۶۱) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولية والوضعية ط: رشیدیہ

فالبیوع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي یقابله العوض حلال. (المبسوط للسرخسی: ۱۱۱/۱۱۹) کتاب البیوع ط: دار المعرفۃ

لأن الثمن حق العاقد لہ تقدیرہ. (الجوہرۃ الثمیرۃ: ۳۸۷/۲) کتاب الحظر والإباحة ط: حقانیہ

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن... وللتجار ملاحظۃ مختلفۃ فی تعیین الأثمان وتقديرہا، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا یمنع الشرع من أن یبیع المرء سلعته بثمان فی حالہ، وبثمان أخرى فی حالۃ أخرى (بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرۃ: ۸/۱، ۹) أحكام البیوع بالتقسیم ط: دارالعلوم کراچی.

فتنہ کی سبب بنی ہے، میری امت کا فتنہ اور آزمائش کی چیز مال ہے۔^(۱)

یعنی دوسری امتیں مختلف فتنوں میں تباہ ہوئیں، ہلاک ہوئیں، میری امت کی ہلاکت و تباہی مال کے فتنے کی وجہ سے ہوگی، یہ لوگ مال سے محبت کریں گے، اس کی طمع اور حرص کریں گے، جس کے نتیجے میں عبادات و اخلاق کو بالائے طاق رکھ دیں گے مال کمانے کے پیچھے حلال و حرام، جائز و ناجائز کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔ غرض دنیا کی محبت اور دنیا کی حرص یہ ہے کہ آدمی کو یہ فکر دامن گیر ہو کہ جس طرح بھی ہو دنیا کا ساز و سامان، مال و دولت جمع ہو جائے، ظاہر ہے جب کسی چیز کی محبت اور فکر پیدا ہو جاتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے واسطے ہر جائز و ناجائز طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، لہذا جس کو مال و دولت کی محبت اور فکر پیدا ہو جائے، تو وہ ظلم سے، غصب سے، رشوت سے، دھوکہ سے، خیانت سے، سود اور قمار و جوئے سے ہر طرح سے کوشش کرے گا کہ محبوب چیز کو حاصل کر لے، آج کل بازاروں، دکانوں میں دفتروں میں یہی ہو رہا ہے، جہاں جائیں رشوت، چوری، ظلم، خیانت، دھوکہ وغیرہ کا بازار گرم ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مال کی محبت اور حرص ہر گناہ کی جڑ اور بنیاد ہے اس سے بچو۔^(۲)

(۱) عن كعب بن عياض قال: سمعت النبي ﷺ: أن لكل أمة فتنه وفتنة أمتي المال۔ (جامع الترمذی:

۵۹/۲)، أبواب الزهد، باب ما جاء أن فتنه هذه الأمة المال، ط: قديمی۔

مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۳۳۲)، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ط: قديمی۔

(۲) (حب الدنيا رأس كل خطيئة) بشاهد التجربة والمشاهدة، فإن حبها يدعو إلى كل خطيئة ظاهرة

وباطنة، سبفا خطيئة يتوقف تحصيلها عليها، فيسكر عاشقها حبها عن علمه بتلك الخطيئة وحبها

وعن كراهتها واجتنابها، وحبها يوقع في الشبهات ثم في المكروه ثم في المحرم وطلما وقع في الكفر۔

(فيض القدير للمناوي: (۳/۳۶۸) رقم الحديث: ۳۶۲۴، حرف الحاء، ط: دار المعرفة۔ بيروت۔

احياء علوم الدين للغزالي: (۳/۲۰۲) كتاب ذم الدنيا، ط: دار المعرفة۔ بيروت۔

كنز العمال: (۳/۱۹۲)، رقم الحديث: ۶۱۱۳، الكتاب الثالث، في الأخلاق، الباب الأول،

الفصل الثاني: في تعدد الأخلاق المحمودة... ط: مؤسسة الرسالة۔

مال کی محبت سے آخرت خراب ہو جاتی ہے

جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے یعنی دنیا کے عیش و آرام، مال و متاع، ساز و

۷۰

سامان سے دل لگاتا ہے، اس میں جان و مال و وقت لگاتا ہے تو اس کی آخرت خراب ہوتی ہے، اس کی آخرت کو نقصان پہنچتا ہے، اس کے برعکس جو دنیا سے محبت نہیں کرتا بلکہ آخرت سے اور آخرت والے کاموں سے محبت کرتا ہے اور اس میں جان و مال لگاتا ہے تو اس کی آخرت ٹھیک رہتی ہے، لیکن دنیا کو نقصان پہنچتا ہے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم آخرت کے اعمال کو اختیار کرو جو باقی رہتے ہیں اور کام آنے والے ہیں، دنیا اور دنیا کے مال و متاع، عیش و آرام جو ختم ہو جانے والی چیزیں ہیں ان سے محبت نہ کرو ان میں زیادہ محنت نہ کرو، کیونکہ جب آدمی ان کی محبت میں پڑتا ہے تو ان کی محنت پر لگ جاتا ہے اور اللہ و رسول کو بھول جاتا ہے، دین و ایمان چھوڑ دیتا ہے، جو کہ تباہی اور ہلاکت کے سبب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جس نے دنیا کے مال و متاع سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو خراب کیا اور نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت اور آخرت کے کاموں سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہذا تم ترجیح دو جو باقی رہنے والا ہے اس کو اس پر جو فنا ہونے والا ہے۔^(۱)

(۱) عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من أحب دنیاہ أضرب آخرتہ، ومن أحب آخرتہ أضرب دنیاہ، فأتروا ما یبقی علی ما یفنی، رواہ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۴۱) کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

مسند احمد: (۳/۴۱۲)، رقم الحدیث: ۱۹۷۱۲، حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ط: مؤستہ قرطبہ۔

السنن الكبرى للبيهقي مع الجوهر النقي: (۳/۳۷۰)، كتاب الجنائز، باب ما ينبغي لكل مسلم أن يستعمله من قصر الأمل والاستعداد للموت فإن الأمر قريب، ط: دائرة المعارف هندی۔

مال کے پیچھے پڑنے کا انجام

جس شخص پر دنیا ہر وقت سوار رہتی ہے، ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ کتنا مال (۷۱)

فروخت ہو اور کتنا نفع ہو، بس اسی سوچ بچار میں لگا رہتا ہے، حلال و حرام کی پرواہ نہیں ہوتی، نماز روزہ کی فکر نہیں ہوتی، جائز و ناجائز کا خیال نہیں ہوتا، ایسے شخص کی اللہ کے نزدیک کوئی عزت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیازی اور قناعت کو کھینچ کر فقر اور فکر کو اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں، مال اور جائیداد کی فراوانی کے باوجود تنگی اور کمی محسوس کرتا ہے، اور مال سے اسے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور دوسروں کو بھی اس کے مال سے فائدہ نہیں ہوتا، اور اللہ کے دین کی اشاعت میں اس کا مال صرف نہیں ہوتا کیونکہ وہ مالدار ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حد درجہ غریب اور محتاج سمجھتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا آدمی مال و جائیداد کے ایک بھاری بوجھ کا حساب لے کر قیامت کے دن اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مال سے پناہ مانگی ہے جو جان کے لئے وبال بنے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خنیف میں ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جس کے وہ لائق ہے، پھر فرمایا، جس کی ساری فکر دنیا سے وابستہ ہو (یعنی ہر وقت دنیا اور مال کی فکر میں مشغول رہتا ہو) اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو منتشر کر دے گا (یعنی سکون و طمانیت سے محروم کرے گا اور وہ شخص ڈپریشن اور ٹینشن کا شکار ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا (یعنی ہمیشہ مال کے باوجود تنگی ہی محسوس کرے گا) اور دنیا تو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی ہوگی۔ (۱)

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد الخیف فحمد اللہ و ذکرہ بما ہوا اہلہ ہم قال: "من كانت الدنيا همه لفرق اللہ شمله، و جعل فقرہ بین عینہ و لم یؤتہ من الدنيا =

مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے
 ”گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالِ متقوم

- ☆ مال متقوم وہ مال ہے جس کی عرف یا شریعت میں کوئی قیمت ہو۔^(۱)
- ☆ مال اگر ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز ہے تو وہ مال متقوم ہے۔^(۲)

مالِ متقوم نہیں

”مال متقوم“ یعنی قیمت والا مال ہو، جو بھی چیز شریعت اور عرف کے اعتبار سے مال نہیں ہے بلکہ بے قیمت چیز ہے، جیسے نجس، بے کار اور بے فائدہ چیزیں، انسان یا جانور کا بہتا ہوا خون، مردار، مردار کی کھال دباغت (TANNING) سے پہلے، خنزیر، شراب، انسانی اعضاء، انسانی دودھ مال متقوم نہیں ہیں، ان چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔^(۳)

= إلاماكتب له. (الترغيب والترهيب: (۳۹۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه وما جاء في ذم الحرص وحب المال، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (۲۶۶/۱۱)، رقم الحديث: ۱۱۶۹۰، باب العين، ط: مكتبة ابن تيمية.

مجمع الزوائد: (۲۳۸/۱۰) رقم الحديث: ۱۷۸۱۷، كتاب الزهد، باب فيمن كانت نيته وهمه الدنيا والآخرة، ط: مكتبة القدس.

(۱، ۲، ۳) والشرط الثاني لجواز البيع: أن يكون المبيع متقوماً، وهو شرط لانعقاد البيع، فماليس متقوماً بحكم العرف أو بحكم الشرع لا ينعقد بيعه، أما ما هو غير متقوم في العرف، فكل ما لا ينتفع به... فكل ما لا يباح الانتفاع به ليس متقوماً شرعاً ولا يجوز بيعه... فلا يجوز بيع الخمر، لأنه وإن كان ما لا ينافيه مال غير متقوم شرعاً... وكذلك الخنزير لا يجوز بيعه لكونه ليس بمال متقوم شرعاً... وكذلك الميتة ليست بمال متقوم شرعاً فلا يجوز بيعها، ولا بيع أي جزء تحل الحياة منها فلا يجوز بيع جلد ما قبل الدبغ... قد اتفق الفقهاء على نجاسة الدم وعدم جواز بيعه... وإن أجزاء الأدمى ليست ما لا ينافيه الحنفية، لكون الأدمى مكرماً فلا يصح بيعها لما فيه من الإبتدال... ولذلك قال الفقهاء الحنفية: =

مال مسروقہ کی خرید و فروخت کا حکم

جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کوئی مال خریدا، (۷۳) سودا کر لینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مال چوری کا ہے، تو خریدار پر ضروری ہے کہ مال اصل مالک کو واپس کر دے، اور خریدار بائع سے اپنی رقم واپس لے لے۔ اور جس چیز کے بارے میں قرائن سے غالب گمان ہو کہ یہ چوری کی ہے، تو اس کو نہ خریدے اور اگر غلط فہمی سے خرید لی گئی اور بعد میں حقیقت واضح ہو گئی، تو وہ چیز اس کے اصل مالک کو واپس کر دے، اور مشتری (خریدار) بائع (بیچنے والا) سے اپنی رقم واپس لے لے۔^(۱)

مزید ”چوری کا مال“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

= لايجوز بيع لبن امرأة في قدح... (فقه البيوع: (۱/۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۱۳) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والتمن... الشرط الثاني: كون المبيع متقوماً ط: معارف القرآن - وأما شرائط المعقود عليه ان يكون موجوداً مالا متقوماً... ولم ينعقد بيع ماليس بمال متقوم كبيع الحرو المدبر المطلق... والمبنة والدم... وجلد الميتة قبل الدبغ وجلد الخنزير مطلقاً وعظمه وشعره وعصبه على الصحيح كشعر الآدمي وعظمه... ولم ينعقد بيع الخمر والخنزير في حق المسلم... ولم ينعقد بيع النحل ودود القز إلا بتبعاً ولا بيع العذرة الخالصة... ولبن المرأة... (البحر الرائق: (۵/۲۵۹)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

شامی: (۳/۵۰۵)، كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔
المال المتقوم يستعمل في معنيين الأول بمعنى ما يباح الانتفاع به، والثاني: بمعنى المال المحرز فالمسك في البحر غير متقوم وإذا اصطيد صار متقوماً بالإحراز... فيعرف بأنه المال المحرز الذي يمكن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فما يباح بلا تمول لا يكون مالا كحبة حنطة، وما يتمول بلا إباحة انتفاع لا يكون متقوماً كالخمر، وإذا عدم الأمران لم يثبت واحد منهما كالدوم۔ (شرح المجلة للإناسي: (۲/۱۸، ۱۷)، المادة: ۱۲۷، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة، ط: رشيدية۔

شرح المجلة لرمم باز: (۱/۵۸)، المادة: ۱۲۷، أيضاً، ط: فاروقية كونته۔

البحر الرائق: (۵/۲۵۶، ۲۵۷)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۱) ولو باع السارق المسروق من انسان أو ملكه منه بوجه من الوجوه، فإن كان قائماً فلصاحبه أن يأخذه، لأنه عين ملكه، وللمأخوذ منه أن يرجع على السارق بالتمن الذي دفعه... (بدائع الصنائع: =

مال ملک میں موجود نہ ہو

”ملک میں موجود نہ ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۶)

۷۳

مال منگوا یا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا

بعض لوگ بیرون ملک سے مال منگواتے ہیں مثلاً گندم منگوالی، چاول منگوالی، چائے منگوالی، یا دوسری چیزیں، ابھی تک یہ چیزیں پاکستان میں پہنچی نہیں ہوتی، بعض دفعہ باہر ملک کے بیوپاری مال کو جہازوں میں چڑھا دیتے ہیں، بعض دفعہ مال ابھی جہازوں میں چڑھایا بھی نہیں ہوتا، صرف خرید و فروخت کے کاغذات پاکستانی تاجروں کو بھیج دیتے ہیں، اب پاکستانی تاجر خریداری کی رسید اور قیمت کی بنیاد پر منافع لگا کر وہی مال جو اب تک بیرون ملک میں ہے، ان کے قبضہ میں نہیں آیا ہے، دوسرے اور تیسرے شخص کو فروخت کر دیتے ہیں، اس طرح سلسلہ بسلسلہ کئی افراد تک ان کاغذات اور رسیدوں کی خرید و فروخت ہو جاتی ہے، جبکہ ابھی تک مال آیا نہیں ہوتا، اس طرح خرید و فروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ زائد قیمت اور منافع پر فروخت کرنے میں سود لینا ہوتا ہے اور کم قیمت پر دینے میں سود دینا ہوتا ہے، اس واسطے کہ اس خریدار نے بیرون ملک سے جب مال خرید اتو قیمت خرید مثلاً ہزار روپے فی بوری ادا کیے ہیں، اب اگر اس کو بارہ سو روپے پر فروخت کرتا ہے، مال تو موجود نہیں ہے، صرف ہزار روپے ادا کرنے کی رسید ہے، تو ہزار کی رسید کو گویا بارہ سو روپے پر فروخت کر رہا ہے، اس لئے یہ معاملہ سودی اور ناجائز ہوا، اور اگر کم

= (۸۵/۷) کتاب الحدود، فصل و اما حکم السرقة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶۸/۶) کتاب البیوع، باب خيار العیب۔ ط: سعید۔

لو ظہر غیر حلال ای مسروقاً و مفصوباً بایرجع علیہ المشتري۔ (شامی: (۴۲/۵) کتاب البیوع۔

باب خيار العیب، مطلب باعہ علی أنه کوم تراب أو حراق علی الزنادا و حاضر حلال، ط: سعید۔

قیمت پر فروخت کیا ہے تو بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ ہزار روپے کی رسید سو روپے پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ جتنے روپے کی رسید ہے اتنے روپے پر دوسرے یا تیسرے پر حوالہ کرنا جائز ہے۔^(۱)

مزید ”قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۹/۵)

مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا

اگر بائع (سیلر) یا ایکسپورٹر کے پاس مال نہیں ہے، بلکہ یا تو تیار کرنا ہے، یا تیار کرانا ہے یا خریدنا ہے، تو اس صورت میں امپورٹر یا خریدار کے ساتھ حقیقی بیع کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ایسے وقت میں ”ایگریمنٹ ٹوسیل“ (وعدہ بیع) کرنا چاہیے، اور اگر خریدار کے ذہن میں یہ ہو کہ وہ کنفرم معاملہ کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ خریدار، ایکسپورٹر کی طرف سے ”بیع کا وعدہ“ کنفرم کر رہا ہے بیع کا نہیں، ورنہ جائز نہیں ہوگا، پھر جس وقت ایکسپورٹر امپورٹر کو مال روانہ کرے گا اس وقت حقیقی بیع

(۱) لا يجوز بيع المنقول قبل القبض لما روينا ولقوله عليه السلام: إذا ابتعت طعاماً فلا تبعه حتى تستوفيه۔ (تبیین الحقائق: (۳/۳۳۷)، کتاب البيوع، فصل: صح بیع العقار قبل قبضہ، ط: دارالکتب العلمیہ/ اشرفیہ کوئٹہ۔

شرح المجملہ لمرستم باز: (۱/۱۰۳)، المادة: ۲۵۳، البيوع، الباب الرابع، الفصل الأول، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

البحر الرائق: (۶/۱۱۶)، کتاب البيع باب المرابحة والتولية، ط: سعید

تكملة فتح الملبم: (۱/۳۵۰)، کتاب البيوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، تحت رقم الحدیث: ۳۷۲۰، ط: دارالعلوم کراچی۔

اعلاء السنن: (۱۳/۲۳۶)، کتاب البيوع، باب النهی عن بیع المشتري قبل القبض، ط: إدارة القرآن۔

رومی شرعاً (نقل الدين من ذمة المحيل إلى ذمة المحتال عليه) ... (شرط لصحتها رضا الكل بلا خوف إلا في الأول) ... (وتصح في الدين) المعلوم (الدرمع الرد (۵/۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲)، کتاب الحوالم، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶/۲۳۳، ۲۳۷)، کتاب الحوالم، ط: سعید۔

مال واپس کرنا بچا ہوا

”بچا ہوا مال واپس کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۲)

مانع حمل ادویات

ڈاکٹروں کے تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ موجودہ دور میں بازاروں میں جتنی بھی مانع حمل اشیاء اور ادویات دستیاب ہیں، وہ سب نقصان دہ ہیں، بعض ادویات ایسی ہیں جن سے سینے اور رحم میں کینسر ہو جاتا ہے، اور بعض ادویات ایسی ہیں جن کے استعمال سے عورت کا جسم بہت بھاری ہو جاتا ہے۔

اگرچہ جوانی کے ایام میں یہ چیزیں نقصان دہ نظر نہیں آتیں لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ چیزیں ایک نہ ایک دن بلکہ چالیس سال کے بعد نقصان دہ بن جاتی

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فان يكون موجوداً... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد.

والشرط الثالث لصحة البيع في غير السلم والإستضاع: أن يكون المبيع موجوداً وهذا شرط لانعقاد البيع فلا ينعقد بيع المعدوم. والأصل في ذلك أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع حبل الحبله وهو بيع نتاج النتاج، وكذلك لا يجوز ما كان على خطر العدم... ومن أسلم في شئ فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يتسلمه من المسلم إليه، وكذلك من استصنع من آخر شيئاً فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يقبضه من الصانع، لأنه إما معدوم وإما غير مملوك للبائع... ولا يجوز بيع المعدوم ولا بيع ما لا يملكه الإنسان. (فقه البيوع: (۳۲۶/۱، ۳۳۳)، المبحث الثالث: في أحكام المبيع والتمن وما يشترط فيهما لجواز البيع، الباب الأول، الشرط الثالث، ط: معارف القرآن.

شامی: (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد.

أن البيع إنما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال، ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا ”سوف أبيعك كذا“ أو ”سوف اشتري منك كذا“ وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانعقاد البيع في المستقبل وليس بيعاً. (فقه البيوع: (۷۷/۱) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، حكم الوعد أو المواعيد في البيع، ط: معارف القرآن كراچی.

ہیں، پھر اس کا نقصان ظاہر ہوتا ہے اس لئے ایسی ادویات کی خرید و فروخت سے بچنا چاہئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار۔^(۱)

ترجمہ: کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے لہذا حمل ٹھہر جائے تو اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے، تاہم اگر وقفہ دینے کی شدید ضرورت ہے تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عزل کر لے، بخاری شریف کی روایت میں ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں:

کنا عزل والقرآن ينزل۔^(۲)

ترجمہ: ہم عزل کرتے تھے اور اس وقت قرآن مجید نازل ہوتا تھا۔

عزل سے مراد یہ ہے کہ ہمبستری کے وقت شرم گاہ سے باہر انزال کرے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کر لے ایک ہفتہ حیض کے ایام کا اور تین ہفتے پاکی والے، حیض کے دوران مباشرت کرنا حرام ہے باقی رہ گئے تین ہفتے، اب مباشرت صرف ایام حیض کے بعد والے ہفتے اور ایام حیض سے پہلے والے ہفتے میں کرے، درمیان والے تیسرے ہفتے میں مباشرت نہ کرے تو اس سے بھی عام طور پر وقفہ ہو جاتا ہے، حمل نہیں ٹھہرتا ہے، یا عورت اگر دن رات میں کم از کم ۲۴ دفعہ بچے کو دودھ پلائے تو اس دوران مباشرت سے حمل نہیں ٹھہرتا۔

(۱) مالک عن عمر بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطأ الامام مالك: (ص: ۶۴۳) كتاب الأفضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي)

(۲) السنن الكبرى للبيهقي: (۱۵۷/۶) كتاب إحياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ.

(۳) كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۴۹۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة.

(۴) الصحيح للبخاري: (۷۸۴/۲) رقم الحديث: ۵۲۰۸، كتاب النكاح، باب العزل، ط: قديمي.

مانع شرعی

خریدار بیع کے عیب پر آگاہ ہونے کے بعد اس میں زیادتی کر دے مثلاً سفید کپڑا خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے، اور اس نے کپڑا بائع کو واپس نہیں کیا بلکہ اس نے کپڑے کو رنگ کر دیا، یا اس سے قمیص یا کرتا بنا لیا تو اب اسے واپس کرنا ممکن نہیں ہے اس کو مانع شرعی کہتے ہیں۔^(۱)

۷۸

مانع طبعی

مثلاً عیب دار بیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کے پاس آسمانی آفت یا مشتری کے استعمال سے ہلاک ہو گیا تو واپس کرنا ممکن نہیں رہا اس لئے بیع لازم ہو جائے گی، البتہ عیب کی وجہ سے جوٹن میں کمی آئی ہے خریدار اس بارے میں بائع سے مطالبہ کر سکے گا۔^(۲)

(۱) وما مایمنع الرد دون أن یکون البائع ملتزماً بالضمان من أول الأمر فهو ما یبائی... ۲. المانع الشرعی: وهو أن یحدث فی المبیع قبل القبض زیادة متصلة غیر متولدة من الأصل کصبخ الثوب والبناء علی الأرض، أو یحدث بعد القبض زیادة متصلة غیر متولدة أو زیادة منفصلة متولدة کالولد والثمره. (الفقه الإسلامی وادلته: (۳۵۶۹/۵) القسم الثالث. العقود أو التصرفات المدنیة المالیه، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العیب، المطلب الخامس، ط: رشیدیہ)

☞ فلو قطعہ المشتري وخاطه أو صبه... ثم اطلع علی عیب رجع بنقصانه؛ لامتناع الرد بسبب الزیادة لحق الشرع لحصول الربا. قوله: ثم اطلع علی عیب)... قال ح: وهو یفید أن الزیادة لو کانت بعد الإطلاع علی العیب لا یرجع بالنقصان ووجهه ظاهر. (الدر المختار مع الرد: (۲/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب: فی أنواع زیادة المبیع، ط: سعید)

☞ حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۵۲/۳) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: دار المعرفه.

(۲) المانع الطبعی: وهو هلاک المبیع بألف سماویة أو بفعل المبیع أو باستعمال المشتري کأکل الطعام، فیمتنع الرد فی هذه الحالات لهلاک المبیع، وثبت للمشتري حق الرجوع علی البائع بنقصان العیب. (الفقه الإسلامی وادلته: (۳۵۶۹/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیه، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العیب، المطلب الخامس، ط: رشیدیہ)

☞ بدائع الصنائع: (۲۸۳/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید۔

ماں اپنی زمین فروخت کر سکتی ہے

ماں اپنی زمین فروخت کر سکتی ہے، خواہ اس پر بیٹے راضی ہوں یا نہ ہوں، (۷۹) کیونکہ وہ مالک ہے، اور مالک کو اپنی ملکیت کی چیزوں میں ہر قسم کے جائز تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے۔^(۱)

ماہانہ رسالوں کی بیع

موجودہ زمانے میں رسائل، ماہنامے، اخبار اور جرائد کی خرید و فروخت کا ایک دستور یہ بھی ہے کہ خریدار سال کے شروع میں پیشگی قیمت کی رقم ادا کر دیتا ہے، اور سال بھر تک رسالے، پرچے، روزنامے، ہفت وار اور ماہوار وغیرہ تیار کر کے مالک کی جانب سے خریدار کے پاس روانہ کئے جاتے ہیں، یہ معاملہ درست ہے اگرچہ بظاہر یہ بیع معدوم (غیر موجود چیز کی خرید و فروخت) ہے۔

معاملہ درست ہونے کی صورت یہ ہے کہ مجموعہ قیمت کو سال بھر کے پرچوں پر تقسیم کر کے ہر ہر پرچہ کی وصول یا بی کے وقت اس کی بیع کو درست کہا جائے گا، گویا یہ ایک بیع نہیں بلکہ متعدد بیوع ہیں، ہر ہر پرچہ، اخبار، رسائل اور ماہنامے وغیرہ کی بیع اس وقت ہوتی ہے جب وہ خریدار کے پاس پہنچ جاتا ہے، اور اس وقت وہ موجود ہے معدوم نہیں ہے۔^(۲)

۱۔ شرح المجملہ لرمتم ہاز: (۱/۱۵۴) شرح المادة: ۳۴۹، الكتاب الأول: فی البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس فی بیان خیارات العیب، ط: فاروقیہ.

(۱) ۳۳۳۳۳۳۳۳

ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا

”اسْتَجْرَار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۱)

۸۰

مبہم و مجہول

اگر چیز مبہم و مجہول ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔^(۱)

بیع

”بیع“ جو چیز بیچی گئی، فروخت کی گئی (Sold Goods)۔^(۲)

بیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا

ایک جیسی چیزوں میں سے ایک چیز مشتری (خریدار) کو دکھا کر فروخت کی، اور مشتری نے قیمت ادا نہیں کی اس لئے بائع نے وہ چیز دوسرے آدمی کو فروخت کر دی، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے یہ کہا تھا کہ مجھے یہی متعین چیز پسند ہے، دوسری چیز نہیں لوں گا تو پھر بائع وہ چیز کسی دوسرے آدمی کو فروخت نہیں کر سکتا، مگر مشتری کے آنے سے مایوس ہو جانے کی صورت میں ایک طرفہ عقد بیع کو فسخ کر لے اور اس کے بعد وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کر کے قیمت وصول کر لے۔

اور اگر بائع (سیلر) نے وہ چیز مشتری (خریدار) کو صرف نمونہ کے طور پر

(۱) والشرط السادس المتعلق بالمبيع أن يكون متعیناً معلوماً، وهذا شرط لصحة البيع لا لانعقادہ، ففسد بيع المجہول جهالة مفضية إلى المنازعة... (فقه البيوع (۱/۳۶۹) المبحث الثالث: فی احکام المبيع والتمن... الشرط السادس: أن يكون المبيع معلوماً، ط: مكتبة معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۷/۷۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد

الدرمع الرد: (۳/۵۲۹) كتاب البيوع، ب: سعيد

(۲) المبيع: ما يباع، وهو العين التي تتعين في البيع، وهو المقصود۔ (المجموعة للقواعد الفقهية ص

۲۷۲، التعريفات الفقهية، الميم ط: مكتبة البشري)

دکھائی تھی، اصل بیع (بیچی گئی چیز) کو نہیں دکھایا تھا تو یہ بیع نہیں بیع کا وعدہ ہے، اور بیع کا وعدہ کرنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، اور اگر عقد بھی کر لیا تھا تو جب مشتری آ جائے تو اس کو اس جیسی دوسری چیز دے دے، اگر مشتری کو پسند ہے تو لے لے، اور اگر پسند نہیں ہے تو نہ لے۔

واضح رہے کہ نمونہ کے طور پر جو چیز دکھائی جاتی ہے اس کی بیع نہیں ہوتی۔

مثلاً کسی دکاندار نے خریدار کو ایک فریژ فرورخت کیا اور نمونے کے طور پر ایک فریژ دکھایا، تو نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریژ میں بیع نہیں ہوگی، اس لئے نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریژ کو کسی اور کسٹم کو فروخت کرنا جائز ہوگا، اور خریدار کو اس جیسا فریژ دینا کافی ہوگا، اور اگر کسی فریژ کو متعین کر کے فروخت کیا تو وہ خاص ہو جائے گا اور وہ فریژ کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری نہ آئے اور آنے کی امید ختم ہو جائے تو یکطرفہ عقد فسخ کر کے بیچنے والے کے لئے وہ چیز کسی اور کو فروخت کر کے قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا۔^(۱)

(۱) قال: ومن اشترى عبدا فغاب، والعبء في يد البائع، وأقام البائع البيعة أنه باعه إياه، فإن كانت غيبته معروفة لم يبع في دين البائع؛ لأنه يمكن إيصال البائع إلى حقه بدون البيع، وفيه إبطال حق المشتري، وإن لم يدركه، يبيع العبد وأولى الثمن؛ لأن ملك المشتري ظهر بإقراره، فيظهر على الوجه الذي أقر به مشغولاً بحقه، وإذا تعذر استيفائه من المشتري يبيع القاضى فيه كالأمر إن إدامات والمشتري إذا مات مفلساً والمبيع لم يقبض. (الهداية: ۱۰۳/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيدية

فتح القدير (۱۲۰/۷) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيدية

البحر الرائق: (۱۷۳/۶، ۱۷۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد

من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار إذا رآه، إن شاء أخذه بجميع ثمنه، وإن شاء رده، سواء رآه على الصفة التي وصفت له أو على خلافها، كذا في فتح القدير وهو خيار يثبت حكماً لا بالشرط كذا في الجوهرة النيرة - (الهندية: ۵۷۳، ۵۸) كتاب البيوع، الباب السابع: في خيار الرؤية، الفصل الأول: في كيفية ثبوت الخيار وأحكامه، ط: رشيدية

البحر الرائق (۲۶/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد

فتح القدير: (۳۰۹/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رشيدية

بیع بائع کی ملکیت ہو

فروخت کی جانے والی چیز بیع کے وقت بائع (بیچنے والے) کی ملکیت ہو، لہذا جو چیز فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہیں اسے بیچنا جائز نہیں، اگر اس چیز کی ملکیت حاصل کرنے سے پہلے اسے بیچتا ہے تو بیع باطل ہوگی۔

۸۲

مثلاً زید عمر کو ایک کار بیچتا ہے جو اس وقت بکر کی ملکیت میں ہے، لیکن اسے امید ہے کہ وہ کار بکر سے خرید لے گا، اور بعد میں عمر کے حوالے کر دے گا تو یہ بیع باطل ہے، اس لئے کہ کار بیع کرتے وقت زید کی ملکیت میں نہیں تھی۔^(۱)

بیع بیع کے وقت موجود ہو

بیچنے والے چیز (بیع) کا بیع کے وقت موجود ہونا ضروری ہے، لہذا جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی اسے بیچنا جائز نہیں ہے، اگر غیر موجود چیز کی بیع کی گئی اگرچہ باہمی رضامندی سے ہی ہو، یہ بیع شرعاً باطل ہوگی۔

مثلاً زید اپنی گائے کا بچہ جو کہ بھی تک پیدا نہیں ہوا ہے، عمر کو بیچتا ہے، تو یہ بیع باطل ہے۔^(۲)

بیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو

”بیچنے والے چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱، ۲) وأما شرائط المعقود عليه فان يكون موجوداً مالا متقوماً مملوكاً في نفسه وإن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه... ولم يتعقد بيع الملائق والمضامين وعسب الفحل... وخرج بقولنا: وإن يكون ملكاً للبائع، مالم يتعقد بيع مالم يملكه بعد... (البحر الرائق: ۲۵۹/۵، ۲۶۰) كتاب البيع، ط: سعيد

شامی (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد.

شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۸۷/۲) البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول، في حق شروط المبيع

وأوصاه، ط: رشيد.

مبیعہ پر قبضہ

مبیعہ (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کے ضمان میں (۸۳) داخل ہونے کی وجہ سے مشتری ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ سے پہلے بائع ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ کی حقیقت عرف پر مبنی ہے، نیز اشیاء کے اعتبار سے بھی فرق ہوگا۔^(۱)

مبیعہ پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے ”قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے مبیعہ واپس لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیعہ پسند نہ آنے پر واپس کرنا

عقد بیع کے وقت مبیعہ کو خریدنے پر رغبت دلانے کے لئے جن اوصاف اور معیار کو بیان کرتے ہیں مبیعہ میں ان اوصاف اور معیار کا موجود ہونا ضروری ہے، ورنہ مشتری کو کل قیمت پر لینے یا بیعہ فسخ کر کے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ یہ فلاں کمپنی کی مصنوعات میں سے ہے، عمدہ اور اعلیٰ معیار کی حامل ہے، لیکن خریدنے کے

(۱) المبیع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيء على المشتري... إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيء على البائع. (شرح المجلة للإمامي (۲/۲۳۳، ۲۳۵) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: رشیدیہ)

قبض لیس بشرط فی البیع إلا أن العقد متى تم كان على المشتري أن يسلم الثمن أو لا ثم يسلم البائع المبيع... إلا أن لزوم الضمان للمشتري يتوقف على القبض... تختلف كيفية التسليم باختلاف المبيع (در الاحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۳۹، ۲۵۲) المادة: ۲۶۵، ۲۶۶، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الكتب رياض، مكتبة سلطانية)

شرح المجلة لرمتم باز: (۱/۱۰۹، ۱۱۰) المادة: ۲۶۵، ۲۶۶، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم وكيفية التسليم، و: (۱/۱۲۰، ۱۲۱) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقیہ كوئٹہ۔

بعد معلوم ہوا کہ وہ چیز عمدگی اور پائیداری میں اس معیار کی نہیں ہے جس معیار کا بائع نے عقد بیع کے وقت بتایا تھا تو ایسی صورت میں مشتری (خریدار) کو کل قیمت پر لینے یا واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔^(۱)

بیع پہلے ادا کرے یا قیمت

”قیمت پہلے ادا کرے یا چیز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۵)

بیع چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا

بعض لوگ دکان وغیرہ چلتے ہوئے کاروبار اور ساز و سامان کے ساتھ اس طرح خرید و فروخت کرتے ہیں کہ اس کی قیمت طے ہو جاتی ہے، مگر فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ قیمت تو آج وصول کریں گے لیکن دکان کو ساز و سامان کے ساتھ چھ ماہ بعد حوالہ کریں گے اتنے عرصے تک دکان میں موجود مالک یہی کاروبار کرتا رہے گا، تو اس طرح بیع (خرید و فروخت) کرنا بیع فاسد ہے، شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں ایسی شرط لگائی گئی ہے، جو بیع کے تقاضے کے منافی ہے، اور اس میں ایک فریق

(۱) وإن اشتری ثوباً علی انه عشرة أذرع بعشرة، أو أرضاً علی أنها مائة ذراع بمائة فوجدھا أقل، فالمشتری بالخيار إن شاء أخذھا بجملة الثمن، وإن شاء ترك وإن وجدھا أكثر من الذراع الذی سماه فهو للمشتري ولا خيار للبائع وإن نقص فقد فوات الوصف المرغوب فیختل رضاه فیخیر ولا یحط شیئ من الثمن کذا فی الکافی۔ (الهنديّة: (۱۲۳/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع: فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الثامن فی جهالة المبیع أو الثمن، ط: رشیدیہ)

اشتری من آخر فرس، ذکر البائع انھما من نسل خیل فلان لفرس مشہورة بالجودة، ثم تبین کذبہ هل له الرد أم لا؟ فأجاب: إذا اشترى ما بناه علی ما وصف له بثمن لو لم یصفها بهذه الصفة لا تشتري بذلك الثمن والفاوت بین الثمنین فاحش، وهي لاتساوی ما شرى ما به له الرد إذا تبین بخلاف ذلك۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۲۷۳/۱) کتاب البیوع، باب الخيارات) ط: رشیدیہ

شرح المجلة للاتاسی: (۲۵۳/۲) المادة: ۳۰۱، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخيارات، الفصل الثانی فی بیان خيار الوصف، ط: رشیدیہ

یعنی بائع (بیچنے والے) کو نفع بھی ہے، اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔
ہاں اگر فروخت کرنے والے کو رقم کی فوری ضرورت ہے، اور خریدنے والا
اس رقم دینے پر راضی ہے، تو خریدار مالک کوئی الحال قرضہ حسنہ کے طور پر مطلوبہ رقم
دے دے، جس سے مالک اپنی ضروریات فوری طور پر پوری کر سکے، اور قرض
دیتے وقت اس بات کی شرط نہ لگائی جائے کہ چھ ماہ بعد اس کے عوض بیع کر لیں
گے، البتہ چھ ماہ بعد باہمی رضامندی سے قرض کی رقم کے عوض دکان خرید لی جائے تو
اس طرح معاملہ کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

بیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا

☆ سودا کرتے وقت بائع (سیلر) کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ بائع، بیع
(بیچ گئی چیز) مشتری (خریدار) کو ابھی حوالہ نہیں کرے گا بلکہ پانچ دن بعد حوالہ
کرے گا، تو یہ شرط فاسد ہے، اور اس میں بائع کا فائدہ ہے، اس لئے یہ بیع فاسد
ہو جائے گی اس کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

☆ اور اگر بائع رقم لیکر چند دن بعد بیع تیار کر کے حوالہ کرنے کا وعدہ کرے
گا تو یہ ”بیع استجرار“ کی وجہ سے پیشگی رقم وعدہ بیع میں شمار ہوگی، اور بیع حوالہ کرتے

(۱) ومنها: شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة للبائع أو للمشتري أو للمبيع إن كان من بني آدم كالرفيق،
وليس بعلام للعقد ولا ماجرى به التعامل بين الناس، نحو ما إذا باع داراً على أن يسكنها البائع شهرًا ثم
يسلمها إليه... ونحو ذلك فالبيع في هذا كله فاسد: لأن زيادة منفعة مشروطة في البيع تكون رباً، لأنها
زيادة لا يقابلها عوض في عقد البيع وهو تفسير الربا... وأما بيع هذه الديون من غير من عليه والشراء بها
من غير من عليه... لم يجز، بخلاف البيع والشراء بالدين ممن عليه الدين: لأن ما في ذمته مسلم لغير
(بدائع الصنائع: (۵/۱۶۹، ۱۸۲) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد.)

البحر الرائق (۶/۸۳، ۸۵، ۸۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.)

فقہ البيوع، (۱/۳۸۷، ۳۸۸) المبحث الرابع: في الشروط التي ترجع إلى صلب العقد، الباب

الثاني: في الشرط الفاسد، ط: معارف القرآن (کراچی)

بیع روکنا

”قیمت کی وصولی کے لئے چیز روکنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۰/۱۵)

بیع روکنے کا حق

نقد بیع میں بائع (سیلر) کو ثمن وصول کرنے کے لئے بیع (بیچی گئی چیز) کو روکنے کا حق ہوتا ہے، قسطوار بیع میں بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے بیع کو روکنے کا حق نہیں ہوتا، بلکہ بیع کو مشتری کے قبضہ میں دینا ضروری ہوتا ہے، اور بائع کو صرف

(۱) ومن باع عینا علی أن لا یسلمہ الی رأس الشهر فالبیع فاسد؛ لأن الأجل فی البیع العین باطل، فیکون شرطاً فاسداً، ولهذا لأن الأجل شرعاً ترفیہ فیلیق بالدیون دون الأعیان۔ (الهدایة: ۶۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ

☞ إذا شرط الأجل فی المبیع العین فسد العقد، وإن شرط الأجل فی الثمن والضمن دین، فإن کان الأجل معلوماً جاز البیع، وإن کان مجهولاً فسد البیع۔ (الہندیة: ۱۳۲/۳) کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التي تفسد البیع والتي لا تفسد، ط: رشیدیة

☞ البحر الرائق: (۸۵/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

☞ وقد أسلفنا قول الإمام مالک رضی اللہ عنہ فی المؤطا: ”ولا بأس أن یضع الرجل عند الرجل درهماً ثم یأخذ منه بریع أو بثلت أو کسر معلوم سلعة معلومة“ وتبین بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بضمن مؤخر، ویكون المبلغ قرضاً عند البائع الی أن یقع البیع عند الأخذ، فتجرى مقاصة القرض بضمن المبیع، والمبلغ مضمون علی البائع، إن هلک هلک من ماله... (بحوث فی قضا یا فقہیة معاصرة: ۶۹/۱) البیع بالتعاطی والاستجرار، ط: دارالعلوم۔

☞ قال فی الولوالجیة: دفع دراهم الی خباز فقال: اشتریت منك مائة من خبز وجعل یأخذ کل یوم خمسة أمناء فالبیع فاسد وما أكل فهو مکروه... ولو أعطاه الدراهم وجعل یأخذ کل یوم خمسة أمناء ولم یقل فی الابتداء اشتریت منك یجوز وهذا حلال وإن کان نیتہ وقت الدفع الشراء، لأنه بمجرد النیة لا ینعقد البیع، وإنما ینعقد الآن بالتعاطی والآن المبیع معلوم، فینعقد البیع صحیحاً۔ (شامی: ۵۱۶/۳) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الاستجرار، ط: سعید

☞ فقہ البیوع: (۷۳/۱، ۷۵) المبحث الأول: فی حقیقة البیع وطرق انعقاده، الباب الثانی: فی أحكام الإیجاب والقبول، بیع الاستجرار، ط: معارف القرآن۔

قیمت کی رقم وصول کرنے کا حق ہوتا ہے۔^(۱)

مبیع قیمتی چیز ہو

”پہنچی جانے والی چیز کی کوئی قیمت ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۲)

مبیع کا ضمان میں آنا

موجودہ قانون کے اعتبار سے جب کسی چیز کی ”سیل“ (بیع) ہو جاتی ہے، تو اس سیل کے نتیجے میں مبیع خریدار کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے، اور عام حالات میں قبضہ سے پہلے اس کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، مثلاً ایک موبائل کا سودا ہوا اور ابھی تک موبائل خریدار نے قبضہ نہیں کیا بلکہ بائع (سیلر) ہی کے قبضہ میں ہے، تو سودا ہونے کی وجہ سے موبائل کی ملکیت خریدار کی طرف منتقل ہو جائیگی، اور اس صورت میں موجودہ ملکی قانون کے اعتبار سے اس موبائل کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جائے گا، اب اگر سیلر (بائع) کے قبضے میں وہ ضائع ہو جائے، یا چوری ہو جائے، یا خراب ہو جائے تو نقصان خریدار کا ہوگا، بائع کا نہیں ہوگا، اس لئے کہ موجودہ عام قانون میں رسک (ضمان) کا دار و مدار قبضہ پر نہیں ہے، بلکہ جیسے ہی سودا ہوگا، ملکیت منتقل ہو جائے گی، ضمان بھی منتقل ہو جائے گا۔

لیکن اسلامی قانون میں ایسا نہیں بلکہ اسلامی قانون میں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک ہے ٹائٹل اور ملکیت کا منتقل ہونا، اور دوسرا ہے اس کا رسک اور ضمان کا منتقل ہونا۔

شریعت میں جب تک خریدی ہوئی چیز پر خریدار یا اس کے وکیل اور نمائندہ کا قبضہ نہیں ہوگا، اس وقت تک وہ چیز خریدار کے ضمان میں منتقل نہیں ہوگی،

(۱) تفریح کے لئے ”لے بائے“ عنوان کے تخریج نمبر ۳ دیکھیں۔

خواہ قبضہ حقیقی ہو یا عرفی اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا، موجودہ اور شرعی قانون میں یہ فرق ہے۔^(۱)

بیع کا علم ہونا

جس چیز کا عقد ہو رہا ہے اس کا علم اشارے سے بھی ہو سکتا ہے، اور دیکھنے کے ذریعہ بھی اور اگر اس چیز کی جنس، نوع، صفات اور مقدار کو بیان کر دیا جائے تو یہ

(۱) وأما ضمان المبيع بعد البيع، ففيه تفصيل... فمذهب الحنفية والشافعية أن المبيع يبقى في ضمان البائع إلى أن يسلمه إلى المشتري، وذلك لأن الضمان عندهم انما ينتقل من البائع إلى المشتري بقبض المشتري للمبيع، لا بمجرد العقد: فلو هلك المبيع بعد قبض المشتري هلك من مال المشتري... وإن هلك المبيع قبل أن يقبضه المشتري بأفة سماوية انفسخ البيع بالإجماع... كل ما ذكرنا من أحكام انتقال الضمان ملخص للأحكام الشرعية، وبه يتبين دقة الفقهاء في هذا الموضوع، أما القوانين الوضعية، فإنها لاتذكر القبض أو التخلية من شروط انتقال الضمان، بل الأصل عندهم أن ضمان المبيع يتبع انتقال الملك، فينتقل ضمان المبيع إلى المشتري فور انتقال ملك المبيع إليه، وهذا ما صرحت به المادة: ۲۶ من قانون بيع المال السائد في بلادنا والمبنى على القانون الانكليزي۔ (فقه البيوع، ۲/ ۷۸۲، ۷۹۳، ۷۹۷) المبحث الثامن: تقسيم البيع من حيث ترتب آثاره، الباب الاول: في أحكام البيع الصحيح بدون خيار، ضمان المبيع بعد البيع، وانتقال الضمان في القانون الوضعي، ط: معارف القرآن

المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيء على المشتري۔ إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيء على البائع۔ (شرح المجلة للاتاسي (۲/ ۲۲۳، ۲۲۵) المادة: ۲۹۳، ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: رشيدية)

القبض ليس بشرط في البيع إلا أن العقد متى تم كان على المشتري أن يسلم الثمن أو لائتم يسلم البائع المبيع... إلا أن لزوم الضمان للمشتري يتوقف على القبض... تختلف كيفية التسليم باختلاف المبيع۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۲۳۹، ۲۵۲) المادة: ۲۶۲، ۲۶۵، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الكتب رياض، مكتبة سلطانية)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) المادة: ۲۶۲، ۲۶۵، البيوع، الباب الخامس،

الفصل الاول: في بيان حقيقة التسليم وكيفيةها، و: (۱/ ۱۲۰، ۱۲۱) المادة: ۲۹۳، ۲۹۳، الفصل

الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوثند۔

بیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا

اگر بائع اور مشتری راضی ہیں تو بیع کے ساتھ ظرف (ڈبہ، لفافہ، بوری، برتن وغیرہ) کے وزن کا حساب کرنا بھی جائز ہے، اور عرف و رواج کی وجہ سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس بیع موزون کا وزن ظرف کے ساتھ اتنا ہوگا۔

نیز یہ کہ موجودہ دور میں بائع (بیچنے والا) اور مشتری (خریدار) دونوں کا مقصد وہ خاص ڈبہ، لفافہ، بوری یا تھیلی ہوتا ہے، اسپر لکھا ہو اور وزن بیع میں مشروط نہیں ہوتا اس لئے خریدنے کے بعد وزن کے بغیر بھی اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ (۲)

بیع کو ادھار دینے کی شرط

اگر عقد بیع کے وقت بائع نے یہ شرط لگائی کہ بیع ادھار ہوگی یعنی حوالگی

(۱) ولا بد من معرفة قدر و وصف ثمن غير مشار لا مشار، أى لا يصح البيع إلا بمعرفة قدر المبيع والتمن و وصف الثمن إذا كان كل منهما غير مشار إليه، أما المشار إليه فغير محتاج إليهما... (البحر الرائق ۲۷۳/۵) کتاب البيع، ط: سعید

الدرع الرد (۳/۵۲۹، ۵۳۰) کتاب البيوع، ط: سعید

فتح القدير (۶/۲۳۰) کتاب البيوع، ط: رشیدیہ

(۲) قد شاع في عصرنا أن الموزونات تباع في علب معبأة مكتوب عليها وزنها ومعنى ذلك أن البائع عيها بعد وزنها، وكتب الوزن على العلب، وكذلك المكيلات، مثل الحليب، والأدهان والبنزين تباع معبأة في علب مكتوب عليها كيلها باللترات وقد سبق جواز بيعها في بيان البيع على البرنامج، ولكن الناس يشترطون هذه العلب دون أن يزنوا أو يكيلوا ما فيها، ولا يمكنهم الوزن أو الكيل، لأن ذلك يحتاج إلى فك العبنة، وفيه خرج شديد للبائع والمشتري كليهما فهل يجوز مثل هذا البيع؟... فيمكن أن يقال في بيع هذه العلب: إنها بعد تعبئتها صارت عددية، تباع على الصفة عددًا، وأما الوزن المكتوب عليها، فليس لكونها تباع ووزناً، وإنما تتميز صغیرها من کبیرها... فيمكن تخريج بيعها على أنها بيعت على الصفة مجازة وعلى هذا فقبضها يتحقق بما يتحقق به قبض العدديات المنقول. (فقه البيوع ۱/۳۰۹، ۳۱۰) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والتمن... الباب الأول: في المبيع... الشرط السابع: أن يكون مقبوضاً للبائع، قبض العلب المعبأة، ط: معارف القرآن

(Delivery) مؤخر کرنے کی باقاعدہ شرط لگادی کہ میں ایک مہینہ یا دو مہینے کے بعد دوں گا تو اس سے بیچ فاسد ہو جائے گی، شریعت کی رو سے بیچ ادھار نہیں ہو سکتی، اس کا نقد ہونا ضروری ہے، اور ثمن ادھار ہو سکتا ہے، نقد ہونا ضروری نہیں ہے۔

فرق کی وجہ یہ ہے کہ بیچ تو بائع کے پاس موجود اور متعین ہوتی ہے، ورنہ بیچ کرنا جائز نہیں ہوتا، جب وہ موجود اور متعین ہے تو اس میں ادھار کرنے کا کوئی مطلب نہیں بنتا اور ثمن معین نہیں ہوتا، اور بیچ صحیح ہونے کے لئے ثمن کی رقم خریدار کے پاس موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

ہو سکتا ہے خریدار کے پاس ابھی رقم کا انتظام نہ ہو، آئندہ اس کا بندوبست کر کے ادا کر دے گا، لہذا ثمن کی ادائیگی کو مؤخر کیا جاسکتا ہے، بیچ کی ادائیگی کو مؤخر نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ: بیچ سلم کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے اس میں بیچ (مسلم فیہ) کی حوالگی مؤخر ہوتی ہے اور ثمن مجلس عقد میں حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے۔^(۱)

(۱) (ومن باع عیناً علی أن لا یسلمہ إلی رأس الشهر فالبیع فاسد) لأن الأجل فی المبیع العین باطل، لیکون شرطاً فاسداً. (الہدایہ: (۶۹/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیہ)

ومن باع عیناً علی أن لا یسلمہ إلی رأس الشهر الخ) الأجل فی المبیع العین باطل لإفضائه إلی تحصیل الحاصل فإنه شرع ترفیہاً فی تحصیلہ باتساع المدۃ فإذا کان المبیع أو الثمن حاصلًا کان الأجل لتحصیل الحاصل وإنما قید بالعین احترازاً عن السلم فإن ترک الأجل فیہ مفسد للحاجۃ إلی التحصیل. (العنایۃ علی هامش فتح القدر: (۸۲/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ)

قولہ: لأن الأجل فی المبیع العین) قید بالعین احترازاً عن السلم فیہ: لأن الأجل شرع ترفیہاً لیتمکن المشتري من التحصیل فی مدۃ الأجل أما العین فحاصل فلاحاجۃ إلی ذکر الأجل للترفیہ، فإذا شرط فیہ یكون شرطاً فاسداً والبیع یفسد بالشرط الفاسد. (الکفایہ مع الفتح: (۸۲/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ)

الدر المختار مع الرد: (۸۲، ۸۷/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع الشرب، ط: سعید

بیع کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا

بیع کرتے وقت بیع (بیچی گئی چیز) کو دوبارہ بائع (بیچنے والے) پر فروخت کرنے کی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، اس لئے بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط نہ لگائی جائے ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی، کیونکہ اس میں بائع کا فائدہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کوئی چیز فروخت کرتے وقت مشتری (خریدار) کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ جب میرے پاس پیسے آجائیں اور میں ادا کر سکوں تو آپ اس چیز کو مجھ پر دوبارہ فروخت کریں گے، یا جب آپ اس چیز کو فروخت کرنا چاہیں گے تو مجھے ہی فروخت کرنا ہوگا کسی اور پر فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، تو بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اس سے بیع فاسد ہو جائے گی اور اس بیع کو ختم کرنا لازم ہوگا۔^(۱)

بیع کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

بیع کی قیمت خرید کو ظاہر کئے بغیر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے، البتہ مناسب قیمت یا عام مارکیٹ کی قیمت سے زیادہ لینا مروت کے خلاف ہے، بخیل اور لالچی ہونے کی دلیل ہے۔^(۲)

(۱) (ولا بیع بشرط) ... (لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفيہ نفع لأحدہما أو (فیہ نفع (لمبیع) ہو (من أهل الاستحقاق)۔ (الدر مع الرد: (۸۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط الفاسد، ط: سعید)

ولا یباع شیئاً علی أن یهب لہ مشتری أو یتصدق علیہ أو یبیع منہ شیئاً أو یقرضہ کان فاسداً۔ (الہندیہ: (۱۳۳/۳) کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشرط والنتی تفسد البیع والنتی لا تفسدہ، ط: رشیدیہ)

(۲) بدائع الصنائع: (۵/۱۶۹) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔
(۲) ولو اشتری ثوباً بعشرة دراهم ورقمہ اثنی عشر، فباعہ مرابحة علی الرقم من غیر بیان جاز إذا کان الرقم معلوماً والربح معلوماً ولا یكون خیانة؛ لأنہ صادق لکن لا یقول اشتریتہ، لأنہ یكون كاذباً فیہ۔ (بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما بیان ما یجب بیانہ فی المرابحة وما لا یجب، ط: سعید) =

بیع کی تعیین ضروری ہے

۹۲

☆ اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے، چاہے تول کے حساب سے لے، اور یوں کہہ دے کہ سو روپے کلو کے حساب سے گندم میں نے خریدی اور چاہے یوں ہی خرید کر کے لے لے اور یہ کہہ دے کہ گندم کا یہ ڈھیر میں نے سو روپے میں خریدا، پھر اس ڈھیر میں چاہے جتنی گندم نکلیں سب اسی کی ہوگی۔

☆ کیلے، مالٹے، کینو اور موسی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے لے یا وزن کر کے لے لے یا ویسے ہی ڈھیر کے حساب سے لے لے، اگر ایک ٹوکری یا کریٹ کے سب کیلے یا مالٹے وغیرہ پانچ سو روپے میں خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بھی بیع درست ہے، اور سب کیلے مالٹے وغیرہ خریدار کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔

☆ کوئی شخص بیروغیرہ کوئی چیز بیچنے آیا، اس سے کہا کہ سو روپے میں اس اینٹ کے برابر تول کر دے، اور بیچنے والا بھی اس اینٹ کے برابر تول کر بیچنے پر راضی ہو گیا اور اس اینٹ کا وزن کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی بھاری نکلے گی، تو یہ بیع درست ہے۔^(۱)

= المساومة: بیع یثقی فیہ البائع والمشتري علی ثمن محدد، دون نظر الی تکلفة البائع وربحته، بمعنی أن العقد لا یصرح بکم قام المبیع علی البائع وکم یربح فیہ، واکثر ما یتباع الناس بهذا الطریق... (فقہ البیوع، ۲/۶۳۱) المبحث السادس: تقسیم البیع من حیث ربحته، ط: معارف القرآن

الفقه الإسلامی وأدلته: (۵/۳۷۷۳) العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، بیوع الأمانة، المطلب الثالث ما یجب بیانہ فی المرابحة وما لا یجب، ط: رشیدیہ

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبیع و ثمن (ووصف ثمن)... (غیر مشار) إلیہ (لا) یشرط ذلك فی (مشار إلیہ) لفی الجهالة بالاشارة مالہ یکن ربویاً قبول بجنسه... (قوله: لا یشرط ذلك فی مشار إلیہ)... لأن المشار إلیہ مبیعاً کان أو لثمن لا یحتاج إلی معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعثک هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهی مجهولة العدد بهذه الدرهم التی فی یدک: وهی مرثبة له فقبل جاز ولزم لأن الباقي جهالة الوصف یعنی القدر وهو لا یضر إذ لا یمنع من التسليم والتسلم۔ (الدرمع الرد ۳/۵۲۹، ۵۳۰) کتاب البیوع، ط: سعید =

بیع (Sold Goods) کی شرائط

- بیع یعنی فروخت ہونے والی چیز کی بیع صحیح ہونے کے لئے چھ شرائط ضروری (۹۳) ہیں، اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی جائے گی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔
- ① یقینی طور پر وہ چیز موجود ہو، ہونے نہ ہونے میں شک (Uncertain) نہ ہو۔

② قیمتی مال ہو، خریدنے کے لئے لوگوں کے دل میں رغبت کے قابل ہو،

تقریباً اور بے قیمت چیز نہ ہو۔

③ شریعت نے اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو۔

④ ملکیت کے قابل ہو یعنی ایسی چیز نہ ہو جس میں ملک ثابت نہ ہو، جیسے

ہوا، سمندر اور دریا کا پانی، اور عام چراگاہ وغیرہ۔

⑤ وہ چیز ایسی ہو جو سودا ہونے کے بعد خریدار کے حوالہ کی جاسکے۔

⑥ بیع بیچنے والے کی ملکیت ہو۔^(۱)

① البحر الرائق (۲۷۳/۵) کتاب البیع، ط: سعید

② فتح القدیر (۲۳۰/۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ

(۱) وشرط المعقود علیہ ستة: كونه موجوداً، ملاً متقوماً، مملو كافی نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بيع الحر والمذبر... والميتة والدم، ولا بيع الخمر والخنزير في حق مسلم، وكسرة خبز؛ لأن أدنى القيمة التي تشتتر لجواز البيع فلس، ولا بيع الكلا ولو في أرض مملوكة له، والماء في نهر أو بئر، والصيد والحطب والحشيش قبل الاحراز ولا بيع ماليس مملو كاله وإن ملكه بعده... ولا بيع معجوز التسليم كالأبق والطير في الهواء، والسمك في البحر بعد أن كان في يده (شامی ۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع انواع أربعة، ط: سعید

③ البحر الرائق (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید

④ شرح المجلة للاتاسی (۸۷/۲) المادة: ۱۹۷، البیوع، الباب الثانی، الفصل الاول، فی حق

شروط المبيع وأوصافه، ط: رشیدیہ

بیع کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم

بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب و قبول ہونے کے بعد بیع تام ہو جاتی ہے، اور مشتری بیع کا مالک بن جاتا ہے، اس کے بعد بیع کی قیمت بڑھ جانے پر بائع کو مشتری کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، ہاں اگر مشتری راضی ہو جائے تو پھر فسخ کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

بیع کے اوصاف میں کمی ہو

”بیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

(۱) حدثنا ابو نعمان قال حدثنا حماد بن زيد قال حدثنا ايوب عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا أو يقول أحدهما لصاحبه اختر وربما قال: أو يكون بيع خيار. (صحيح البخاري: (۲۸۳/۱) كتاب البيوع، باب اذا لم يوقت الخيار هل يجوز البيع، ط: قديمي)

باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا... وبه قال ابن عمر رضي الله عنهما: أي بخيار البيعين ما لم يتفرقا، قال عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنه وقد مضى ان ابن عمر رضي الله عنه كان إذا اشترى شيئاً يعجبه فارق صاحبه، وروى الترمذی من طريق ابن فضيل عن يحيى بن سعيد، وكان ابن عمر رضي الله عنه إذا ابتاع بيعاً وهو قاعد قام ليحب له، وقد ذكرنا عن مسلم نحوه. (عمدة القاري: (۳۸۵/۸) كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ط: دار الحديث ملتان، و(۳۲۳/۱۱) ط: دار الكتب العلمية)

ومعنى قول النبي ﷺ الا بيع الخيار معناه: ان يخير البائع والمشتري بعد ايجاب البيع فإذا خيره، فاختار البيع فليس له خيار بعد ذلك في فسخ البيع، وإن لم يتفرقا هكذا المره الشافعي وغيره. (جامع الترمذی: (۲۳۶/۱) ابواب البيوع، باب ما جاء البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ط: قديمي)

البيع النافذ يفيد الحكم في الحال أي ثبوت الملك في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا هو الحكم الأصلي... إذا كان البيع لازماً فلذا فليس لأحد المتبايعين الرجوع عنه أي وإن لم يتفرقا مجلس العقد... (شرح المجلة للاتاسي (۳/۲)، المادة: ۳۷۳، ۳۷۵، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: رشدييه.)

البحر الرائق (۲۶۱/۵) كتاب البيع، ط: سعيد

الدرع مع الورد (۵۰۶/۳) كتاب البيوع، ط: سعيد

مبیع کے ساتھ انعامی کوپن کا حکم

”انعامی کوپن والی اشیاء خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۵/۱)

مبیع مسترد کرنے کی صورت میں بائع تک پہنچانے کا خرچہ
”آرڈر دینے والا مبیع واپس کرے تو بائع تک پہنچانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع مشتری کے قبضہ سے پہلے کس کے ضمان پر ہے
”مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع معیار کے مطابق نہ ہو

”مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں
”مشتری نے بائع سے کہا: مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں“ عنوان
کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۷/۶)

مبیع میں اضافہ بائع کا حق ہے

”مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۶/۶)

مبیع میں تفریق جائز نہیں

کسی نے رات کو دوریشمی ازار بند پچاس روپے میں لئے، جب صبح کو دیکھا
تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے سوتی ہے، تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی، نہ ریشمی
ازار بند کی اور نہ سوتی ازار بند کی۔

اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا ”نگ“ فیروزہ کا

ہے، پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے، اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔^(۱)

بیع میں زیادتی بائع کا حق ہے

مثلاً ایک آدمی نے دو جریب زمین فروخت کی اور اس کے چاروں طرف کے حدود بھی لکھ کر دے دیئے، اور ہر جریب کی قیمت بھی متعین کر لی، بیع کے بعد مذکورہ زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ متعین مقدار سے زائد نکلی، تو یہ زائد زمین بائع کا حق ہے مشتری کا نہیں ہے، البتہ مشتری کو یہ اختیار حاصل ہے یا تو وہ زمین نہ لے، بائع کو واپس کر دے یا پھر اضافی زمین کی بھی اضافی رقم بائع کو ادا کر کے پوری زمین لے لے۔^(۲)

(۱) شری دار اعلیٰ ان بناءها بالاجر فاذا هو بلین او ارض اعلیٰ ان شجرها کلھا مشمر فاذا واحدة منها لا تشر او ثوباً علیٰ انه مصبوغ بعصفر فاذا هو بزعفران ... (قوله: فسد) ای لفحش التفاوت لیکون اختلاف الجنس، وعند اختلاف الجنس لا یعتبر کونه خیر مما شرطه کالمصبوغ بزعفران ... (الدرمع الرد: ۵۹۰/۳) کتاب البیوع، باب اختیار الشرط، فروع، ط: سعید

البحر الرائق (۲۵، ۲۴/۶) کتاب البیع، باب اختیار الشرط، ط: سعید

فتح القدير (۳۰۸/۶) کتاب البیوع، باب اختیار الشرط، قبیل، باب اختیار الرؤية، ط: رشیدیہ

(۲) (وإذا أوجب واحد قبل الآخر) ... (فی المجلس) ... (کل المبیع بکل الثمن أو ترک) لتلازم تفریق الصفقة (إلا إذا) أعاد الإيجاب والقبول ... (قوله: إلا إذا أعاد الإيجاب والقبول) کان قال اشتریت نصف هذا المکیل بكذا، وقبل الآخر فیکون بیعاً مستأنفاً لوجود رکنیه وبطل الأول۔ (الدرمع الرد) (۵۲۶/۳) کتاب البیوع، مطلب ما یوجب اتحاد الصفقة وتفریقها، ط: سعید

(۲) ولو قال: بعث منک هذا الثوب أو هذه الأرض علیٰ أنها عشرة أذرع کل ذراع بدرهم، فوجدها عشرة لزمته بعشرة درهم ولا خيار له، وإن وجدها خمسة عشر ذراعاً فهو بالخيار إن شاء أخذ الجميع کل ذراع بدرهم، وإن شاء ترکها۔ (الهنديّة: ۱۲۳/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الثامن فی جهالة المبیع أو الثمن، ط: رشیدیہ۔

وإن زاد شیء علیہ فهو للبائع؛ لأن البیع وقع علی مقدار معین والقدر لیس بوصف۔ (البحر الرائق: ۲۸۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

الدرمع الرد: (۵۳۳/۳)، کتاب البیوع، مطلب المعتبر ما وقع علیہ العقد ... ط: سعید۔

مبیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا

- سودا کرتے وقت خریدار بیچنے والے سے خرید شدہ چیز کے علاوہ اور کوئی چیز (۹۷) بھی ساتھ مانگے اور بیچنے والا بھی خوشی سے دے دے تو یہ لینا جائز ہوگا، اور یہ مبیع (بیچی گئی چیز) کا جزء ہوگا، اگر کسی وجہ سے سودا کینسل ہوگا تو مبیع کو اس اضافی چیز کے ساتھ واپس کرنا لازم ہوگا۔^(۱)
- واضح رہے کہ اس قسم کی اضافی چیز لینے کی عادت بنانا مناسب نہیں، ایسے رواج کو ترک کر دینا چاہیے۔

مبیع واپس لینا

”مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع واضح طور پر معلوم ہو

جس چیز کی بیع ہو رہی ہے، اس کا واضح طور پر معلوم ہونا ضروری ہے، اور

(۱) (وکذا) صح (الزيادة في المبيع) ولزم البائع دفعها ان قبل المشتري ذلك؛ لانه تصرف في حقه و ملكه و يلتحق بالعقد، فيصير حصته من الثمن حتى لو هلكت الزيادة قبل القبض، تسقط حصتها من الثمن۔ (مجمع الانهر: ۱۱۶/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: لا يصح بيع المنقول قبل قبضه، ط: غفارية كوثنه/ دار الكتب العلمية۔

(۲) (وصح الزيادة في المبيع) ولزم البائع دفعها ان في غير سلم... (وقبل المشتري، وتلتحق أيضا بالعقد، فلو هلكت الزيادة قبل قبض سقط حصتها من الثمن) (الدر المختار مع رد المحتار: ۱۵۵/۱۵۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد

(۳) البحر الرائق: (۲۰۰/۶) كتاب البيع، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: رشديه، و: (۶/۱۲۰) ط: سعيد۔

(۴) تبين الحقائق: (۳۳۲/۳) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية بيروت، اشر فيه كوثنه

(۵) شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۰۷/۱) رقم المادة: ۲۵۷، البيوع، الباب الرابع: في بيان المسائل المتعلقة في الثمن والمؤمن بعد العقد، الفصل الثاني: في بيان التزويد والتزليل في الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقيه كوثنه۔

خریدار کو اس کی شناخت کرنا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ بیچی جانے والی چیز کی تعیین اشارہ کر کے بھی ہو سکتی ہے، اور ایسی تفصیلی وضاحت سے بھی ہو سکتی ہے جس سے وہ چیز ان اشیاء سے ممتاز ہو جائے جن کی بیع مقصود نہیں۔

مثلاً ایک بلڈنگ ہے، جس میں ایک ہی انداز کے بنے ہوئے کئی اپارٹمنٹ ہیں ”زید“ جو کہ بلڈنگ کا مالک ہے، ”عمرو“ سے کہتا ہے کہ آپ کو ان اپارٹمنٹس میں سے ایک اپارٹمنٹ بیچتا ہوں، ”عمرو“ قبول بھی کر لیتا ہے، تو یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، جب تک کہ زبانی وضاحت کے ساتھ یا اشارہ کر کے ایک اپارٹمنٹ کی تعیین نہ کر دی جائے۔^(۱)

متروکہ جائیداد غیر مسلموں کی

”غیر مسلموں کی متروکہ اشیاء فروخت کرنا“ (۶۹/۵) اور ”غیر مسلموں کی متروکہ جائیداد“ عنوانات کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۵)

متعین وزن والی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا

متعین وزن والی اشیاء جن کا وزن متعین و معلوم ہو، جیسے بند ڈبے یا پیکٹ وغیرہ ان میں دوبارہ وزن کرنے کی ضرورت نہیں، وزن کے بغیر خرید و فروخت کرنا درست ہے، کیونکہ ہر ظرف اصطلاحی وزن کا آلہ۔

(۱) (و شرط لصحنتہ معرفة قدر) مبيع و ثمن (و وصف ثمن) ... (غیر مشار) إلیہ (لا) یشرط ذلک فی (مشار إلیہ) لئلی الجہالۃ بالاشارة مالہ یکن ربو یا قبول بجنسہ ... (قولہ: لا یشرط ذلک فی مشار إلیہ) ... لأن المشار إلیہ مبیعاً کان أو ثمناً لا یحتاج إلی معرفة قدرہ و وصفہ فلو قال: بعتک هذه الصبرۃ من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي فی يدک: وهي مرئیة له فقبل جاز و لزم لأن الباقی جہالۃ الوصف یعنی القدر وهو لا یضر إذ لا یمنع من التسلیم و التسلم۔
(الدرمع الرد) (۵۲۹/۳، ۵۳۰) کتاب البیوع، ط: سعید

البحر الرائق (۲۷۳/۵) کتاب البیوع، ط: سعید

فتح القدير (۲۳۰/۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ

نیز موجودہ دور میں وزن والی اشیاء بلا ڈبے یا پیکٹ وغیرہ عدد و مقدار بہ کے درجے میں آگئی ہیں، اور وزن کے بارے میں دتھوکہ کا امکان بہت کم ہے، کیونکہ موجودہ زمانہ میں ناپ تول مشینی آلات کے ذریعہ فیکٹریوں میں ہوتا ہے اس میں ہٹا ہر کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہوتی اور موجودہ دور میں مشینی آلات پر لوگوں کا اعتماد بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے معاملہ مشکوک نہیں ہوتا، اور بیع بھی مجہول نہیں ہوتی۔^(۱)

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع الطعام حتی یجرى فیہ الصاعان، صاع البائع و صاع المشتري۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۶۱)، أبواب التجارات، باب النهی عن بیع الطعام قبل ما یقبض ط: قدیمی۔

ومن اشتری مکیلا مکیلة أو موزونا موازنة فاكتاله أو انزنه ثم باعه مکیلة أو موازنة لم یجز للمشتري منه أن یبعه ولا أن یأكله حتی یعید الكیل والوزن... ولأنه یحتمل أن یزید علی المشروط وذلك للبائع والتصرف فی مال الغیر حرام فیجب التحرز عنه۔ (الهدایة: (۷۷/۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية فصل: من اشتری شیئاً مما ینقل... ط: رشیدیہ۔

نہی النبی ﷺ عن بیع الطعام حتی یجرى فیہ الصاعان، فیکون للبائع الزیادة وعلیه النقصان۔ (السنن الكبرى: (۳۱۶/۵) رقم الحدیث: ۱۱۰۱۵، کتاب البیوع، باب الرجل یتاع طعاماً کیلاً فلا یبعه حتی یکتاله لنفسه... ط: دار المعرفة، بیروت)

وانما شرط ذلك؛ لأن المبیع یتناول ما یحویه الكیل أو الوزن وهو مجهول، فربما یزید وینقص، لعالم بكل نفسه أو لم یزن لا یمتاز المبیع عن غیره فكان المبیع مجهولاً۔ (الكفاية شرح الهدایة علی هامش فتح القدير: (۱۱۱/۶)، کتاب البیوع باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشیدیہ)

ومعناه ان المانع من التصرف هو احتمال الزیادة... أنه معلول باحتمال الزیادة علی المشروط، وذلك بما یتصور إذا بیع مکیلة فلم یتناول ماعداہ... وفيه ذکر جریان الصاعین، وليس ذلك الا لتعین المقدار، وتعین المقدار انما یحتاج إلیه عند توهم زیادة أو نقصان فكان فی النص ما یدل علی أنه معلول بذلك۔ شرح العبدی علی هامش فتح القدير: (۳۷۷/۶، ۳۷۸)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشیدیہ۔

نقول: ان البائع إذا كمال الطعام بعد البیع بحضرة المشتري یكون ذلك الصاع هو صاع المشتري... فعندنا قوله "حتى یجرى فیہ الصاعان" اعم من أن یكون جریان الصاعین حقيقة أو حكماً ویرشد إلیه قوله فی حدیث أبی هريرة: فیکون لصاحبه الزیادة وعلیه النقصان؛ لأنه یدل ان العلة فی النهی... العا هو امتیاز حق البائع عن حق المشتري۔ (إعلاء السنن: (۲۳۹/۱۳) تحت رقم الحدیث: ۳۷۰۳، کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الطعام حتی یجرى فیہ الصاعان، ط: إدارة القرآن۔

متفرق چیزوں کے جمع کرنے پر ہدیہ مشروط ہو

”ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو“ عنوان

کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۳/۶)

متقی لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتا

”شہادت سے بچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۴)

متوقع آمدنی فروخت کرنا

”آمدنی فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

متوقع نفع کی بنیاد پر نقصان کا تعین کرنا

”وعدہ بیع کے نقصانات کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۶)

مٹھائی ڈبے کے ساتھ تولنا

”ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۳)

مٹھی بند

کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلانی چیز دے دیں، اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے، روپیہ ہے یا پیسہ یا کوئی اور قیمتی چیز، جو اس کی قیمت بن سکتی ہو، اور ایک ہے یا دو، تو ایسی صورت میں بیع درست نہیں، کیونکہ سودا صحیح ہونے کے لئے قیمت معلوم ہونا ضروری ہے، اور یہاں قیمت معلوم نہیں۔ (۱)

(۱) يلزم ان يكون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البيع... إذا كان الثمن حاضرًا فالعلم به يحصل بمشاهدته والإشارة إليه، ولا يحتاج إذا ذاك إلى معرفة قدره ووصفه، فلو قال: اشترت منك هذه =

مٹھی کھول کر دکھلا دیا

کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں، اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے (۱۰۱) پیسوں کی یہ چیز دے دیں اور بائع نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے، اور وہ چیز دے دی، لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہاتھ میں کتنے پیسے ہیں، تب بھی بیع درست ہے، کیونکہ قیمت معلوم ہے، اور وہ یہ کہ مٹھی کے اندر جو پیسے ہیں وہی مراد ہیں۔^(۱)

مٹی کی وجہ سے مال زیادہ لینا

اگر نمک یا مال میں مٹی ہونے کی وجہ سے ہر ایک من میں ایک کلو نمک یا مال زیادہ لینے کی شرط رکھی جائے، اور اس پر بیچنے والا خوشی سے راضی ہو تو گنجائش ہوگی، اور اگر بیچنے والا فی من ایک کلو زائد دینے پر راضی نہ ہو تو ایک کلو زائد لینا جائز نہیں ہوگا۔^(۲)

مٹی ہے اناج وغیرہ میں

”اناج میں مٹی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۱)

= الفرس بهذه الدراهم التي في يدي فقبل البائع حال كونه مشاهداً تلك الدراهم صح البيع ولزم...

(شرح المعجلة لمرستم باز (۹۹/۱) المادة: ۲۳۸، ۲۳۹، البيوع الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة

بالثمن، الفصل الاول، في بيان المسائل المترتبة على اوصاف الثمن واحواله، ط: فاروقيه كونته)

شرح المعجلة للامامي (۱۵۸/۲، ۱۵۹) المادة: ۲۳۸، ۲۳۹، أيضاً، ط: رشيديه)

شامی (۵۳۰/۳) كتاب البيوع، ط: سعيد)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة.

(۲) قال الله تعالى: { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

مِنْكُمْ } [النساء: ۲۹]

اما تعريفه: فعبادة المال بالمال بالتراضي: (الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في

تعريف البيوع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳۳۰/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه، و (۲۵۶/۵) ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۲۷۵/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، و: أشرفيه كونته)

مجبوری سے فائدہ اٹھانا

۱۰۲

اگر کوئی شخص مجبور اور پریشان ہو کر یا کسی مصیبت سے متاثر ہو کر کوئی سامان فروخت کرے تو عام طور پر ایسے موقع پر وہ بہت زیادہ رعایت کر کے بیچتا ہے تو اس سے کم قیمت پر چیز خریدنا منع ہے، کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا انسانی اخلاق اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔^(۱)

ایسے موقع پر اس مجبور کی مدد اور نصرت کرنی چاہئے، اگر اس سے کوئی سامان خریدے تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت ادا کرے تاکہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا نہ ہو جو بری بات ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مجبور آدمی کو قرض دے دے تاکہ وہ اپنی ضرورت میں کام لاسکے، اور اتنی مہلت دے کہ وہ سہولت کے ساتھ ادا کر سکے۔^(۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور اور پریشان کی بیع سے منع فرمایا ہے۔^(۳)

مجبور کر کے چیز بکوانا

اگر کوئی آدمی اپنی چیز بیچنے پر راضی نہیں تو اس کو مجبور کر کے چیز بکوانا جائز

(۱، ۲) قال الخطابی: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سببه في حق الدين والمرورة ألا يباع على هذا الوجه، وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستعمل له إلى الميسرة، حتى يكون له في ذلك بلاغ ۵۱. (إعلاء السنن (۳۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

۳ وفيه أيضاً: (۳۸/۱۴) ايضاً، ط: إدارة القرآن.

۴ بلذ المعهود: (۳۹/۱۵) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) عن علي رضي الله عنه... وقد نهى النبي صلي الله عليه وسلم عن بيع المضطر. الحديث. (سنن أبي

داود: (۱۱۴/۲) كتاب البيوع، باب البيع المضطر، ط: رحمانيه)

۵ إعلاء السنن: (۳۵، ۳۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن.

۶ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب النهي منها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قدیمی.

نہیں ہے بیع صحیح ہونے کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ (۱)

مجبور کرنا بیچنے پر

۱۰۳

کسی کو اس کی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم بعض صورتوں میں حکومت یا کسی مجاز اتھارٹی کا معقول معاوضہ کے عوض میں مالک کو اپنی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز ہے، اور اس کی چند صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① پہلی صورت یہ ہے کہ مقروض آدمی اپنے ذمے پر آنے والا قرض ادا نہیں کر رہا ہے اور اس کے پاس نقد رقم بھی موجود نہیں ہے تو عدالت میں مقدمہ ہونے کی صورت میں عدالت اس کو اپنی جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے، اگر وہ عدالتی حکم کے باوجود پس و پیش کرے تو عدالت قرض خواہ کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے خود بھی اس کی جائیداد مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔ (۲)

② دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے جائیداد وغیرہ رہن (گروی) رکھ

(۱) ومنها الرضا؛ لقول الله تعالى: إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم... فلا يصح بيع المكره إذا باع

مكرها وسلم مكرها؛ لعدم الرضا. (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) كتاب البيع، ط: سعيد.

شاشمی: (۵۳/۴) كتاب البيوع، مطلب في بيع المكره والموقوف، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۳۰۵/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد.

(۲) (والقاضي يحبس الحر المديون لبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه وباع دنائره

بدراهم دينه وبالعكس استحساناً... لا يبيع القاضي عرضه ولا عقاره) للدين (خلافاً لهما وبه) أي

بقولهما يبيعهما للدين (بفتی). (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)

أجاز جمهور الفقهاء ما عدا أبا حنيفة. بيع أموال المدين لاداء ديون الغرماء مادام له مال،

حيث يعجز القاضي عليه إذا طلبوا ذلك، ثم يبيع القاضي ماله ويوزعه عليهم حسب حصص ديونهم

إذا امتنع المدين عن بيعه بنفسه، وذلك يشمل جميع الديون، سواء أكانت ديون قرض أو بيع أو نفقة أو

دابة أو تعريض. (الموسوعة الفقهية: (۳۶/۳۹) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف

والشؤون الإسلامية، الكويت)

بدائع الصنائع: (۱۷۳/۷) كتاب الحجر والحبس، فصل وأما بيان ما يمنع المحبوس عنه الخ، ط: سعيد

کر قرض لیا ہو اور وہ مقررہ مدت میں قرض کی ادائیگی نہیں کر رہا ہو تو قرض خواہ (مرتبہن) رہن رکھی ہوئی جائیداد وغیرہ کو فروخت کر کے اپنا حق وصول کر سکتا ہے، اگرچہ مقرض اس پر راضی نہ ہو، بشرطیکہ عدالت یا قرض خواہ مارکیٹ قیمت پر فروخت کرنے کو یقینی بنائیں، لہذا اپنی رقم وصول کرنے کے لئے کوڑیوں کے بھاء بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔^(۱)

④ تیسری صورت یہ ہے کہ جب غذائی اشیاء کی قلت ہو، اور کچھ لوگ غذائی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کر رہے ہوں تو اس صورت میں حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ تاجروں کو ذخیرہ کی گئی اشیاء فروخت کرنے کا حکم دے، اور اگر وہ تعمیل نہ کریں تو حکومت ان کی مرضی کے خلاف خود بھی مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔^(۲)

⑤ چوتھی صورت یہ ہے کہ حکومت کو عوامی مقاصد کے لئے کسی جگہ کی حقیقی

(۱) فإن حل الأجل وغاب الراهن أجز الوكيل على بيعه. وفي الرد: (قوله: وغاب الراهن)... وفيه رمز إلى أنه لو حضر الراهن لم يجبر الوكيل بل أجز الراهن، فإن أبي باعه القاضي عندهما ولم يبع عنده قهستاني. قال الرملي: وهذا فرع الحجر على الحر، وتقدم في الحجر أن قولهما به يفتي ٥١. (الدر المختار مع الرد: ٥٥٠/٦) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، ط: سعيد.

⑥ وفيه أيضاً: (٥٢٠/٦) أيضاً، ط: سعيد.

⑦ الموسوعة الفقهية: (٧٧/٩) حرف الباء، مادة: بيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت.

(۲) إذا خيف الضرر على العامة أجز بل اخذ منه ما احتكره وباعه وأعطاه المثل عند وجوده أو قيمته وهذا قدر متفق عليه بين الأئمة ولا يعلم خلاف في ذلك. (الموسوعة الفقهية: ٩٥/٢) مادة: احتكار، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت.

⑧ (وإذ رفع إلي الحاكم) أو القاضي (حال المحتكر أمره ببيع ما يفضل عن حاجته) على اعتبار السعة في ذلك بمثل القيمة أو بعين يسير ونهاه عن الاحتكار (فإن) باع فيها وإن (امتنع) عززه و (باع عليه) بالاتفاق على الصحيح كما في المنح. (الدر المنتقى على مجمع الأنهر: ٣١٤، ٣١٣/٤) كتاب الكراهية فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

⑨ مجمع الأنهر: (٣١٤، ٣١٣/٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

⑩ شامي: (٣٩٩/٦) كتاب الخطر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

ضرورت ہو، اور مالکان بیچنے پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت وہ جگہ زبردستی بھی حاصل کر سکتی ہے، لیکن مالکان کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے ادائیگی ضروری ہے، بازاری قیمت یا متبادل جگہ دیئے بغیر کسی شہری کو اس کی جائیداد سے محروم کرنا جائز نہیں۔^(۱)

مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

بعض دفعہ آدمی انتہائی بے بسی اور مجبوری کی بنا پر اپنی چیز بیچ رہا ہوتا ہے تو ایسے شخص سے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر چیز خریدنا انسانیت اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں، اگرچہ مجبور آدمی مجبوری کی وجہ سے بظاہر راضی ہی ہوتا ہے، البتہ معمولی کمی بیشی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن بہت زیادہ فرق کے ساتھ درست نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلبی خوشی کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ بات طے ہے کہ مجبور آدمی خوشدلی سے غیر معمولی کم ریٹ پر بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ آج کل مجبور آدمی سے سستے داموں پر چیز خریدنے کو فنکاری اور کمال سمجھا جاتا ہے جو کہ انتہائی گرا ہوا ناپسندیدہ رویہ ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے ورنہ اللہ کی رحمت اور

(۱) ذهب الفقهاء إلى أنه إذا ضاق المسجد بالناس فيجوز توسعته على حساب الأراضي المملوكة ملكاً خاصاً وكذلك الأمر إذا احتاج الناس إلى شق طرق عامة أو توسعتها ونحو ذلك ولكن لا بد من تعويض عادل يقوم بتقديره ذوو الخبرة. وقد نصت مجلة الأحكام العدلية على أنه: لذي الحاجة يؤخذ ملك كان من كان بالقيمة بأمر السلطان ويلحق بالطريق، لكن لا يؤخذ من يده مالم يؤد له الثمن. (الموسوعة الفقهية: ۱۵/۳۹) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت

(۲) يؤخذ لذي الحاجة ملك أي أحد بقيمته بأمر السلطان ويلحق بالطريق، ولكن لا يؤخذ ملكه من يده مالم يؤد له الثمن) يستملك ملك أي أحد بقيمته الحقيقية للمنافع العمومية كالطريق والمسجد ومسيل الماء ولو لم يرض صاحبه ببيعه. (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: ۱۳۳/۳) المادة: ۱۳۳، كتاب الشركة، الباب الثالث المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، أحكام الطرق... الخ، ط: دار عالم الكتب

مجسموں کو زیبائش کے طور پر رکھنا

مجسموں کی خرید و فروخت، درآمد، برآمدنا جائز اور حرام ہے۔ (۱)

☆..... اس مقصد کے لئے دکان بھی کرایہ پر دینا درست نہیں کیونکہ یہ گناہ اور زیادتی کے کام پر مدد دینے کی ایک صورت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (۲)

☆..... جاندار کے مجسمے حیوانات کے ہوں، یا گھوڑوں، شیروں یا اونٹوں، بچھو، مچھلی، حشرات وغیرہ کے سب ناجائز اور حرام ہیں، خواہ دیوار اور چھت پر لٹکے ہوئے ہوں، یا الماری اور شوکیس (Show Case) میں رکھے ہوں سب

قال الخطابی: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله لي حق الدين والمروءة ألا يباع على هذا الوجه، وأن لا يقتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستعمل له إلى الميسرة، حتى يكون له في ذلك بلاغ ۵۱. (إعلاء السنن (۲۳/۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

وفيهِ أيضاً: (۲۸/۴) ايضاً، ط: إدارة القرآن.

بذل المجهود: (۳۹/۱۵) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) ولو وجدوا في الغنائم صلياً من ذهب أو فضة أو تماثيل أو دراهم أو دنانير فيها التماثيل فإنه ينبغي للإمام أن يكسر ذلك كله فيجعله تبراً؛ لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيد واله في ثمنه رغبة منهم في لباسه. أو في أن يعبدوه فليحرز عن ذلك بكسر الصليب. (شرح السير الكبير: (۱۴۲/۳) باب ما يحمل عليه الفئ وما يركبه الرجل من الدواب، ط: دار الكتب العلمية)

رجاز بيع العصير من خمار واجارة بيت ليتخذ به بيت نار أو بيعة أو كنسية أو يباع فيه خمر بالسواء... وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالوا: لا ينبغي أن يكره لشي من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية، وقد قال الله تعالى: "وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان". (تبيين الحقائق: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه ملتان).

(۲) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان. (المائدة: ۲)

يا أمرت على عباده المؤمنين على فعل الخير... وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على

ناجائز اور حرام ہیں۔^(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔“^(۲)

۱۰۸

جب رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوں گے تو اس گھر میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہو سکتی۔ لہذا جس کے پاس مجسمے ہیں وہ اسے تلف کر دے یا کم از کم اس کا پورا سر کاٹ دے اس کو ضائع کر دے تاکہ رحمت کے فرشتے اس کے گھر میں داخل ہوں۔

مجسمہ سازی

☆ مختلف شکلوں کے مجسمے اور مورتی بنانا خواہ وہ مرد کی صورت کے ہوں یا عورت کی صورت کے، چھوٹے بچوں کی شکل میں ہوں یا بچیوں کی شکل میں، ناجائز اور حرام ہے۔

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط أو أما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل ومالا ظل له وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (۱۳/۳۲) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي

شامي: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد.

(۲) عن طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۲۰/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي.

وقال الخطابي: المراد من الصور التي فيها الروح مما لم يقطع رأسه أو لم يمتن بالوط: (عمدة القاري: (۲۸/۳۲) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: دار الكتب العلمية)

اسی طرح مجسمے اور مورتی بنانے والے کارخانے اور فیکٹریاں لگانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے، خواہ مجسمے سونے چاندی کے ہوں یا تانبے پیتل کے، مٹی کے ہوں یا پتھر کے، پلاسٹک کے ہوں یا کسی دوسری دھات کے، ان کو خریدنا اور گھروں یا دکانوں یا دفاتروں میں رکھنا یا زینت کا سامان بنانا جائز اور حرام ہے، کبیرہ گناہ ہے، ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے ہرگز داخل نہیں ہوتے، جو لوگ ان چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے، ان کی نماز، روزہ، حج صدقہ غرض کہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔^(۱)

☆ جاندار چیزوں کا مجسمہ بنانا جائز اور حرام ہے، اس کی خرید و فروخت کرنا اور اس کو معاش کا ذریعہ بنانا بھی ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، اس لئے ان چیزوں سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے۔^(۲)

(۱، ۲) عن سبعت بن ابی الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہما إذ أتاه رجل فقال يا أبا عباس (يا ابن عباس) إني إنسان إنما معيشتي من صنعة يدي وإني أصنع هذه التصاویر، فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما: لا أحدثك إلا ما سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول: سمعته يقول: من صور صورة فإن الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافع فيها أبداً، فربا الرجل ربوةً شديدةً واصفر وجهه فقال: ويحك إن أبيت إلا أن تصنع لعليك بهذا الشجر (و) كل شيء ليس فيه روح - (صحيح البخاري (۱/ ۵۸۷) رقم الحديث: ۲۲۲۵، كتاب البيوع، باب بيع التصاویر التي ليس فيها روح وما يكره من ذلك، ط: الطاف ايندسنز)

عن ابن عباس عن أبي طلحة قال: قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاویر، ... سمعت عبد الله قال سمعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله (يوم القيامة) المصورون... أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن الذين يصنعون هذه الصور، يعذبون يوم القيامة، يقال لهم أحيوا ما خلقتم... (صحيح البخاري (۲/ ۱۶۷۷، ۱۶۷۸) رقم الحديث: ۵۹۳۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، كتاب اللباس، باب التصاویر، وباب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: الطاف ايندسنز)

قال ابن عباس وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر لأنه منوع عنه عليه بهذا الرعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعة بما يمتن أو لغيره فصنعه حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها... ولا فرق في هذا كله بين ما له ظل وما لا ظل له،... (شرح مسلم للنووي (۲/ ۱۹۹))

كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان وتحريم اتخاذ ما فيه صور... ط: لديمي

مجسمہ کی بیچ کھنڈرات سے ملنے والے

”کھنڈرات سے نکلنے والے مجسمہ کی بیچ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۵)

☞ مرقاة المفاتیح: (۲۶۶/۸) باب التصاویر، الفصل الاول، ط: رشیدیہ۔

☞ ما حرم أخذه حرم إعطائه، و كما حرم الأخذ والإعطاء فعلا حرم الأمر بالأخذ إذا حرم لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شيء لا يجوز فعله، لا يجوز طلبه إيجاباً من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده... (شرح المجلة للاتاسی (۱/۷۷، ۷۸) المادة: ۳۳، ۳۶، القواعد، ط: رشیدیہ)

☞ شرح المجلة لرستم باز (۱/۲۷) المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد، ط: فاروقیہ کوئٹہ

☞ الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة (۲/۲۰۹) مبحث في البيوع المنهية عنها، ط: مير محمد كتب خانہ)

☞ كما أن الصلاة في الأرض المغضوبه تقع فرضاً، وإنما الحرام شغل المكان المغضوب... وهنا كذلك فإن الحج في نفسه مأمور به، وإنما يحرم من حيث الانقاق وكأنه أطلق عليه الحرمة لأن للمال دخلا فيه... (الدر مع الرد (۲/۳۵۶) كتاب الحج، مطلب: في من حج بمال حرام، ط: سعيد)

☞ عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: لا يقبل الله صلاة امرئ في جوفه حرام. (جامع العلوم والحكم (۱/۲۶۲) الحديث العاشر: إن الله تعالى طيب لا يقبل إلا طيباً، ط: مؤسسة الرسالة)

☞ مرقاة المفاتيح (۵/۳۱۳) كتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، الفصل الثاني، ط: رشیدیہ جدید) ☞ إذا حج رجل بمال من غير حله فقال: لبيك اللهم لبيك، قال الله: لا لبيك ولا سعديك هذا مردود عليك. (كنز العمال (۵/۲۳) رقم الحديث: ۱۱۸۹۱، كتاب الحج والعمرة، الباب الاول، الفصل الثالث في الحج ومحظوراته، ط: مؤسسة الرسالة)

☞ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً... الخ (صحيح مسلم (۱/۳۲۶) كتاب الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ط: قديمي) ☞ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لا تقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول. (جامع الترمذی: (۱/۳) أبواب الطهارة، باب ما جاء لا تقبل صلوة بغير طهور، ط: قديمي)

☞ ويجتهد في تحصيل نفقة حلال، فإنه لا يقبل الحج بالنفقة الحرام، كما ورد الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها، ولا تنافي بين سقوطه وعدم قبوله، فلا يثاب لعدم القبول، ولا يعاقب عقاب تارك الحج. (شامی: (۲/۳۵۶) كتاب الحج، مطلب في من حج بمال حرام، ط: سعيد)

مجسمے جو کھنڈرات سے ملتے ہیں

”کھنڈرات سے ملنے والے مجسمہ کی بیع“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۵) (۱۱۱)

مجسمے شوروم میں رکھنا

”شوروم میں مجسمے اور ڈمی لگانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۳)

مجسمے کی خرید و فروخت

☆..... آج کل بعض تاجر اور دکاندار اپنے شورومز میں مرد و عورت اور بچے بچیوں کے مجسمے مورتیاں اور ڈمی لگائے رکھتے ہیں، اور ان کو بنے ہوئے سوٹ اور تیار لباس پہنا کر رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو راغب اور متوجہ کر سکیں، ان مجسموں میں چہرہ، دوسرے اعضاء بلکہ چھاتیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں، شوروم وغیرہ میں ایسے مجسمے اور ڈمی لگانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید و فروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسا مجسمہ شوروم کے علاوہ گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔^(۱)

☆..... بعض مجسمے اور ڈمی دھڑکے ہوتے ہیں، ان کا سر نہیں ہوتا مگر چھاتیاں بنی ہوتی ہیں، جن کی نمائش ہوتی ہے ایسے مجسموں کی تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا اور رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔^(۲)

(۱، ۲) عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تدخل الملائكة بیتاً فیہ صورة ولا کلب ولا جنب (سنن ابی داؤد: ۴۲/۱) کتاب الطہارة، باب فی الجنب یؤخر الغسل، ط: رحمانیہ

❏ لا یحل عمل شیء من هذه الصور، ولا یجوز بیعها ولا التجارة فیها، والواجب أن یمنعوا من ذلك. (بلوغ القصد والمعراج: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص: ۸۹) عنوان: ”تصاویر کی تجارت“، ط: إدارة المعارف کراچی)

❏ ما قامت المعصية بعینه یکره بیعه تحریماً، وإلا فتنزیهاً. (الدر المختار مع الرد: ۳۹۱/۶) کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید

❏ إن اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام. (کنز العمال: ۷۹/۴) رقم الحدیث: =

☆..... اگر جاندار کے علاوہ باقی کسی بھی چیز کی ڈمی ہو تو اس کو بنانا، اس تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا، شوروم اور گھر وغیرہ میں رکھنا جائز ہے اور آمدنی بحال ہے۔^(۱)

مجلس ایک ہونا

”اتحاد مجلس“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۸/۱)

مجلس عقد

مجلس عقد (Place OF Contract) جس مجلس میں یہ عقد ہوتا ہے، اسے ”مجلس عقد“ یا ”محل عقد“ کہتے ہیں۔^(۲)

= ۶۶۹، کتاب البيوع، من قسم الأقوال، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أشياء لا يجوز بيعها، الفرق الأول، ط: مؤسسة الرسالة

☞ عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئاً حرم ثمنه. (إعلاء السنن: ۱۱۳/۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن

☞ الهداية: (۳۹۷/۳) كتاب الأشربة، ط: رحمانية

☞ أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة للبالغة: ۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتحن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اواناء أو حائط أو أما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل ومالا ظل له، وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: ۱۱۰/۳۲) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية

☞ شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي

☞ شامي: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد.

(۲) (وإذا أوجب واحد قبل الآخر) بانعاً كان أو مشترياً (في المجلس)... قوله: (في المجلس) حتى لو تكلم البائع مع إنسان في حاجة فإنه يبطل، بحر، فالمراد بالمجلس مالا يوجد فيه ما يبدل على الإعراض... (الدر مع الرد: ۵۲۶/۳) كتاب البيوع، ط: سعيد =

مجنون

۱۱۳

☆ مجنون کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے۔^(۱)

☆ خرید و فروخت کا معاملہ صحیح ہونے کے لئے دیگر شرائط کے علاوہ عقل کی درستگی بھی اہم شرط ہے، چونکہ مجنون اور دیوانہ میں اچھے بُرے اور نفع و نقصان کی تمیز نہیں ہوتی، اس لئے مجنون اور دیوانہ کی بیع صحیح نہیں ہے، ایسی بیع منعقد نہیں ہوگی۔^(۲)

مجھ سے خرید لو

اسلام نے دوسرے تاجروں کا مقابلہ کرنے کی تعلیم نہیں دی، بلکہ ان کی بیچنے کی کوششوں کا احترام کرنے کا حکم دیا ہے، جب دوسرا تاجر اپنا مال فروخت کرنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس دوران اپنی چیز بیچنے کی کوشش کرنے کو اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے معاملے پر معاملہ نہ

= المجوعة للقراعد الفقہیة: (۲۷۵) التعریفات الفقہیة، حرف المیم، المجلس، ط: البشری

البحر الرائق: (۲۷۲/۵) کتاب البیع، ط: سعید

(۱) فشرائط العاقد العقل فلا ینعقد بیع المجنون والصبی الذی لا یعقل (البحر الرائق) (۲۵۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید

شامی (۵۰۳/۳، ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع اربعة انواع، ط: سعید۔
شرح المجلة للاتاسی: (۸۷/۲) قبیل المادة: ۱۹۷، البیوع، الباب الثانی، الفصل الاول فی حق

شروط المبیع و اوصافه، ط: رشیدیہ

(۲) وأنا شرائطها... منها أن یكون حزا، فلا یشیت ولاية العبد... ومنها أن یكون عاقلا، فلا یشیت ولاية المجنون۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائطها فأنواع، ط: دار الکتب العلمیة)

فشرائط العاقد اثنان العقل والعدد، فلا ینعقد بیع مجنون وصبی لا یعقل۔ (شامی: (۵۰۳/۳) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع اربعة انواع، ط: سعید۔

الہندیة: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع۔ ط: رشیدیہ۔

کرے، یہاں تک کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے۔

یعنی بازار میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ کسی چیز کے بیچنے کی بات چیت کر رہا ہے، اتنے میں تیسرا آدمی آجائے اور خریدنے والے سے کہے کہ اس کے بجائے مجھ سے خرید لو، تو اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے، ہاں جب ان کا معاملہ ختم ہو جائے اور خریدنے والا دوسرے بھائی سے خرید کا معاملہ ختم کر لے، یا اس سے خریدنا ختم کر دے تو پھر تیسرا آدمی اسے بیچ سکتا ہے، اسلام نے ایک ہی لائن کے تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کا احترام اور تعاون کرنے کی تعلیم دی ہے، مقابلہ اور کھینچا تانی کرنے کی تعلیم نہیں دی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے تاجروں کو بازار میں اطمینان اور سکون حاصل ہوگا، اور تجارت میں ترقی ہوگی، آج کل تاجروں کی تمام توانائیاں اور کوششیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے بجائے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے میں ضائع ہو جاتی ہیں، جس سے دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔^(۱)

(۱) وعنه (ابن عمر رضی اللہ عنہما) قال: قال رسول الله ﷺ: لا يبيع الرجل على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له، رواه مسلم، وعن أبي هريرة: أن رسول الله ﷺ قال: لا يسم الرجل على سوم أخيه المسلم. رواه مسلم. (مشکوٰۃ المصابيح: (ص: ۲۳۷)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمی۔

صحیح مسلم: (۳/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، ط: قديمی۔
(وکرہ) تحريمًا... (والسوم على سوم غيره) لو ذمياً أو مستأناً... (بعد الاتفاق على مبلغ الثمن)... قوله: والسوم على سوم غيره) وكذا البيع على بيع غيره... وصورة السوم أن يتراضيا بمن ويقع الركون به فيجنى آخر فيدفع للمالك أكثر أو مثله، وصورة البيع أن يتراضيا على ثمن سلعة فيقول آخر أنا أبيعك مثلها بأنقص من هذا الثمن... (الدر مع الرد) (۵/۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، قبيل باب الإقالة، ط: سعيد

مجہول و مبہم ہو

اگر چیز مجہول اور مبہم ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔^(۱)

مچھلی

مچھلی شکار کرنے کے بعد شکار کرنے والا مالک بن جاتا ہے، اور مالک کے لئے یا مالک کی اجازت سے فروخت کرنا جائز ہے۔^(۲)

مچھلی پانی میں چلی گئی

اگر زندہ مچھلی پکڑنے کے بعد واپس پانی میں چلی گئی، اور اس کو پکڑنا مشکل ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ فروخت کرنے والا خریدار کو حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔^(۳)

(۱) بیع المجہول فاسد، فلو قال البایع للمشتري بعتك جميع الأشياء التي هي ملكي وقال المشتري اشتريتها وهو لا يعرف تلك الاشياء فالبيع فاسد، (شرح المجلة للاتاسی: (۲/۱۰۷) المادة: ۲۱۳، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني، فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشیدیہ)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۸۳) المادة: ۲۱۳، أيضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ

الدرمع الرد (۵/۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید

(۲، ۳) (قولہ: والسمک قبل الصيد) ای لم یجز بیعہ، لکونہ باع ما لا یملکہ فیكون باطلاً اطلقہ فشمّل ما اذا كان فی حظیرة اذا كان لا یؤخذ إلا بصید لکونہ غیر مقدور التسليم فیكون فاسداً، ومعناه إذا اخذہ ثم ألقاه فیہا، ولو كان یؤخذ بغير حيلة جاز،... والحاصل أن عدم جوازه قبل أخذه لعدم ملكه له فإن أخذه، ثم ألقاه فی حظیرة كبيرة، فعدم جوازه لکونہ غیر مقدور التسليم فإن سلمه بعد ذلك فكالروایتین فی بیع الآبق إذا سلمه، وإن كانت صغيرة جاز، وله خيار الرؤية بعد التسليم ولا اعتبار برؤيته فی الماء، وإذا دخل السمک الحظيرة باحتیاله ملكه وكان له بیعہ علی التفصیل، وقيل: لا مطلقاً لعدم الاحراز، والخلاف فيما إذا لم یهینها له فإن هیأها له ملكه اجماعاً۔ (البحر الرائق: (۶/۷۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید)

الدرمع الرد: (۵/۶۰، ۶۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فی البيع الفاسد، ط: سعید۔

فتح القدير: (۶/۳۷۴، ۳۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فروع، ط: رشیدیہ

مچھلی پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا

مچھلیوں کو سمندر اور تالاب وغیرہ سے پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا جائز

نہیں ہے۔ (۱)

مچھلی تالاب میں رہتے ہوئے فروخت کرنا

”تالاب میں مچھلی فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۸/۲)

مچھلی کا ٹھیکہ لینا

سمندر اور دریاؤں میں خود بخود پیدا ہو جانے والی مچھلیوں کا ٹھیکہ لینا اور دینا

جائز نہیں ہے کیونکہ وہ کسی کی ملک نہیں ہیں، اور جو بھی ان مچھلیوں کا شکار کرے وہ ان

کا مالک بن جائے گا۔ (۲)

مچھلی کا مالک بننے کی تین صورتیں ہیں

مچھلی کے مالک بننے کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ مچھلیوں کی نشوونما کے لئے اس کو خاص طور پر کسی نے تالاب میں

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، ۳، على الصفحة السابقة۔

(۲) وان كان مباحاً فالواجب عليه ان لا يمنعه ولا يأخذ القيمة. (بذل المعهود: ۱۵۲/۱۵) كتاب

الاجارة، باب في منع الماء ط: دار الكتب العلمية)

❏ واذا تقرر هذا فنقول: العلة في المنع عن البيع هو عدم الملك كما يدل عليه قوله عليه السلام: الناس

شركاء في ثلاث فتقييد الكلام بمعنى الحكم. (إعلاء السنن: ۱۶۴/۱۴) كتاب البيوع، باب بيع الماء

والكلام ط: إدارة القرآن)

❏ إذا أفرخ طير في أرض رجل فهو لمن أخذه. (الهداية: ۱۱۰/۳) كتاب البيوع، مسائل مشرفة

ط: رحمانية)

❏ لا يجوز بيع السمك قبل ان يصطاء؛ لانه باع مالا يملكه. (الهداية: ۵۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع

الفاسد، ط: رحمانية)

رکھا ہے تو اس مچھلی اور اس کی نسل کا وہی شخص مالک ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مچھلی تو اس نے تالاب میں نہیں ڈالی لیکن مچھلیوں کو تالاب میں لانے، یا آنے والی مچھلیوں کو تالاب میں روکنے کے لئے کوئی تدبیر کی، مثلاً واپس جانے کا راستہ بند کر دیا تاکہ تالاب میں آئی ہوئی مچھلی نہ نکل سکے، تو اس صورت میں بھی تالاب یا حوض میں آنے والی مچھلیوں کا مالک یہی آدمی ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مچھلی کا شکار کر کے اسے اپنے برتن یا تھیلی میں محفوظ کر لے، اس صورت میں بھی محفوظ کرنے والا آدمی ۱۱ مچھلیوں کا مالک ہوگا۔^(۱)

مچھلی کا مالک نہ بننے کی ایک صورت

اگر کسی کی زمین میں تالاب ہے، اور اس میں مچھلیاں از خود آ جائیں اور اس میں تالاب کے مالک کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس صورت میں صرف تالاب اس کی زمین میں ہونے کی وجہ سے تالاب کا مالک ان مچھلیوں کا مالک نہیں ہوگا۔^(۲)

مچھلی کی پرورش

مچھلیوں کو پالنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ ان کی پرورش میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

① ان کے پالنے سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔

(۲، ۱) والحاصل كما في الفتح انه إذا دخل السمك في حظيرة، فأما ان يعدها لذلك أو لا ففي الأول يملكه، وليس لأحد أخذه، ثم إن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مملوك مقدور التسليم، والالم يجوز لعدم القدرة على التسليم. وفي الثاني لا يملكه، فلا يجوز بيعه لعدم الملك إلا ان يسد الحظيرة إذا دخل فحينئذ يملكه، ثم إن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه وإلا فلا، وإن لم يعدها لذلك لكنه أخذه وأرسله فيها ملكه، فإن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مقدور التسليم أو بحيلة لم يجوز لأنه وإن كان مملوكاً فليس مقدور التسليم. (شامی: ۶۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع الفاسد، ط: سعید

② البحر الرائق: (۳۷/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

③ الفتح القدیر: (۳۷۳/۶، ۳۷۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ

ان کی خوراک کا پورا انتظام کیا جائے، اور اچھی طرح ان کی دیکھ بھال کی

جائے۔

۱۱۸

تالاب بڑا ہوتا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔^(۱)

مچھلی کے مقدور تسلیم ہونے کی صورتیں

مچھلی آسانی کے ساتھ مقدور تسلیم (حوالہ کرنے پر قدرت) ہونے کی

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ: احسن الناس خلقاً، وکان لی اخ یقال له ابو عمیر، قال: احسبه قال: کان لظیماً، قال: فکان اذا جاء رسول اللہ ﷺ فراه، قال: ”اباعمیر ما فعل النغیر“ قال: فکان یلعب به۔ (صحیح مسلم: ۲/۲۱۰) کتاب الآداب، باب جواز تکیة من لم یولد له وکئیة الصغیر، ط: قدیمی

صحیح البخاری: (۲/۱۷۲۲) رقم الحدیث: ۶۱۲۹، کتاب الآداب، باب الانبساط الی الناس، ط: الطاف اینڈ سنز

وفیه جواز تکیة من لم یولد له، وجواز لعب الصغیر بالطیر... وجواز انفاق المال فیما یتلھی به الصغیر من المباحات، وجواز إمساک الطیر فی القفص ونحوه... (تکملة فتح الملهم: ۳/۱۹۶) تحت رقم الحدیث: ۵۵۸۷، کتاب الآداب، باب جواز تکیة من لم یولد له، وکئیة الصغیر، ط: دار احیاء التراث العربی

عن عبد اللہ بن عمرو وجاءه قهر مان له، فقال له: أعطیت الرقیق قوتهم قال: لا۔ قال: فانطلق فأعطهم: فان رسول اللہ ﷺ قال: کفی بالرجل إثمأن یحبس عمن یملک قوته“ وفی روایة: ”کفی بالمرء إثمأ أن یضیع من یقوت“ رواه مسلم۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ۲۹۰) کتاب النکاح، باب النفقات وحق المملوک، الفصل الاول، ط: قدیمی

عن سهل بن الحنظلیة قال: مر رسول اللہ ﷺ بعبیر قد لحق ظهره ببطنه، فقال: ”اتقوا اللہ فی هذه البهائم المعجمة، فار کبوا صالحه واطر کبوا صالحه“ رواه ابو داؤد... وفیه دلیل علی وجوب علف الدواب وأن الحاکم یجبر المالك علیها... قال الطیبی رحمته اللہ علیہ: فیه ترغیب الی تعهدھا ای تعهدھا بالعلف لتکون مہیأة لانتقة لما تریدون منها... (مرقاة المفاتیح: ۶/۳۸۶) رقم الحدیث: ۳۳۷۰، کتاب النکاح، باب النفقات وحق المملوک، ط: رشیدیہ

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده... (مشکوٰۃ المصابیح: ۱۲) کتاب الایمان، الفصل الاول، ط: قدیمی

مرقاة المفاتیح: (۱/۱۳۷) رقم الحدیث: ۶، کتاب الایمان، الفصل الاول، ط: رشیدیہ

① ایک یہ کہ شکار کے بعد وہ کسی برتن یا تھیلی وغیرہ میں محفوظ کر لے،
 جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے، ② یا مچھلی کو کسی ایسے چھوٹے گڑھے میں رکھے جس
 سے نکالنا آسان اور سہل ہو۔

ان دونوں صورتوں میں مچھلی کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

مچھلی مری ہوئی

☆ جو مچھلی پانی میں طبعی موت مر کر پیٹ اوپر کر کے پانی میں بہنے لگے اس
 کو ”طافی“ کہتے ہیں، ایسی مچھلی کو کھانا اور انسانی خوراک کے لئے خرید و فروخت کرنا
 جائز نہیں ہے۔^(۲)

☆ اور اگر مچھلی کسی عارضی سبب مثلاً بارش یا اولے یا ژالہ باری یا گرمی یا پانی
 خشک ہونے کی وجہ سے مری ہیں، تو ان کا کھانا یا خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۳)
 ☆ اسی طرح مچھلی زندہ پکڑنے کے بعد مر گئی ہے تو وہ بھی کھانا اور خرید و
 فروخت کرنا جائز ہے۔^(۴)

محاقلہ

”محاقلہ“ یہ ہے کہ بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کر دینا، جیسے

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، ۲، على الصفحة السابقة رقم: ۲۲۲۲ (والحاصل كما في الفتح)
 (۲، ۳، ۴) والأصل أن السمك متى مات بسبب حادث حل أكله، وإن مات حنف أنفه لا بسبب ظاهر
 لا يحل أكله... (الهندية: ۳۲۸/۵) كتاب الصيد، الباب السادس في صيد السمك، ط: رشيدية
 (ولا يحل حيوان مائي إلا السمك) الذي مات باقاة ولو متولدا في ماء نجس ولو طفلية مجروحة
 ”وهيئة“ (غير الطافي) على وجه الماء الذي مات حنف أنفه - (الدر مع الرد: ۳۰۶/۱، ۳۰۷) (۳)
 كتاب الذبائح، ط: سعيد
 (۴) البحر الرائق: (۱۷۲/۸) كتاب الذبائح، فصل في ما يحل وما لا يحل، ط: سعيد

گندم کے کھیت کے بدلے میں گندم فروخت کرنا، چاول کی فصل کے بدلے میں چاول فروخت کرنا یہ محالہ ہے اور یہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، چونکہ اس میں کمی زیادتی اور دھوکہ کا احتمال ہے اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔^(۱)

محتاج کی بیع

”مجبوری سے فائدہ اٹھانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۶)

مختسب

بازار کے مختسب اور نگران وہ لوگ ہیں جن کو حکومت کی جانب سے بازاروں کی نگرانی کی ذمہ داری دی گئی ہوتی ہے، تاکہ بازاروں کا کام منظم شکل میں سرانجام پائے، اسلامی فقہ میں ایسے ذمہ دار کو مختسب کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو حکم فرمایا تھا وہ مسجد بنانے کا تھا، پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بازار کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام نے یہودیوں کے بازار کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے ایک خاص بازار بنانے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ابتداء میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروائی پھر اسکے بعد دوسرے نمبر پر بازار تعمیر کروایا، اس میں مسلمانوں کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی مستقل ہونے کی طرف

(۱) ومن البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر: بيع المضامين والملاقيح... وبيع ضربة القانص... وقد ثبت النهي عنها، وهي من بيوع الجاهلية. ومنها بيع المزبنة... وبيع المحاقلة: أي بيع الحنطة في منبليها بحنطة مثل كيلها حرصاً، لأن النبي صلى الله عليه وسلم: ”نهى عن المزبنة والمحاقلة“ لما في ذلك من الربا لجهالة مقدار المبيع. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۴۱۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: دار الفكر)

❏ بدائع الصنائع: (۱۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد.

❏ الهداية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه.

اشارہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے بازار ہیں، پس ان میں کوئی چیز کم نہ کی جائے، اور نہ ان میں خراج (لگان ٹیکس) مقرر کیا جائے۔^(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازاروں کے محتسب اور نگرانوں کے ذمہ دو کام لگائے، ایک تو یہ کہ وہ ایسا انتظام کریں کہ بازار میں خرید و فروخت کے دوران ناپ تول میں کوئی کمی نہ ہو، اور دوسرا بازار والوں پر کوئی ٹیکس مقرر نہ کرے۔

محتسب قیمت کی تعیین کر سکتا ہے

’قیمت کی تعیین‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۹/۵)

محتسب کا عہدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بازار کے لئے محتسب کا عہدہ قائم کیا تاکہ بازار کو خرابیوں سے بچانے کے لئے نگرانی کی جاسکے، خرید و فروخت میں دھوکہ نہ دیا جا رہا ہو، بازار کی قدرتی قیمت کو متاثر نہ کیا جا رہا ہو، سامان بازار میں آنے سے پہلے راستے میں خرید کر جمع نہ کیا جا رہا ہو، اور دوسروں کو پھانسنے کے لئے خریداری کے

(۱) (۱۷۸/۶) (۱) ومسجد قباء إنما أسسه النبي ﷺ بعد قدومه المدينة - فتح الباری لابن رجب: (۱۷۸/۶)

كتاب الأذن، باب إمامة العبد والمولى، ط: مكتبة الغرباء الأثرية

وذكر البخاری عن الزهري عن عروة أنه نزل في بني عمرو بن عوف بقاء وأقام فيهم بضع عشرة ليلة وأسس مسجد قباء في تلك الأيام - (سيرة ابن كثير: (۲۶۷/۲) باب هجرة رسول الله ﷺ بنفسه الكريمة من مكة إلى المدينة، ط: دار المعرفة)

أن رسول الله ﷺ ذهب إلى سوق النبط، فنظر إليه فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم ذهب إلى سوق، فنظر إليه، فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم رجع إلى هذا السوق، فطاف فيه، ثم قال: هذا سوقكم، فلا يتحصن ولا يضربن عليه خراج - (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱) كتاب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

العسند الجامع: (۳۳/۱۵)، رقم الحديث: ۱۳۰۸، حرف الميم، مالك بن ربيعة الساعدي،

أبو اسيد، ط: دار الجليل -

ارادے کے بغیر قیمت بڑھائی جا رہی ہو، اور ناجائز کاروبار جیسے سود اور دھوکہ اور چالاکी وغیرہ کر کے تجارت نہ کی جا رہی ہو۔^(۱)

محصول چنگی

محصول چنگی اور ایکسائز اور ٹیکس ناجائز ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔^(۲)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک گورنر کو لکھا: ”لوگوں سے محصول

(۱) قال ابن عبد البر فی الاستیعاب: استعمل رسول الله ﷺ سعید بن سعید بن العاص بعد الفتح علی سوق مكة۔ قلت: ترجمه فی الإصابة و ذکر ان ابن شاهین ذکر عن بعض شیوخه: أن إسلامه كان قبل الفتح بیسیر، فاستعمله رسول الله ﷺ علی سوق مكة، و فی الاستیعاب: سمراء بنت نهبک الأسدیة: أدرکت النبی ﷺ، و عمرت و كانت فی الأسواق تأمر بالمعروف و تنهی عن المنکر، و تنهی الناس عن ذلك لوسط معیها۔ (الترتیب الإداریة: (۱/۲۳۰) القسم الرابع فی العملیات الأحکامیة، باب فی المحتسب، فصل فیمن ولاه رسول الله ﷺ أمر السوق، ط: دار الأرقم)
 الطبقات الكبرى: (۲/۱۳۵) غزوة رسول الله ﷺ عام الفتح، ط: دار صادر۔

و مما یدل علی قوة اهتمام الإسلام بمراقبة التعامل فی الأسواق أن النبی ﷺ كان ینخرج إلى الأسواق بنفسه، و یرقب التعامل فیها، و كان یرشد التجار إلى حسن التعامل، و ینهاهم عن الكذب و الفس و الخیانة و الاحتمار و غیر ذلك، أنظر مجموعة من الأحادیث الدالة علی ذلك لدى المنذرى الترغیب و الترہیب۔ (هامش الفقه الإقتصادی لأمیر المؤمنین عمر بن الخطاب: (ص: ۵۳۳) الباب الثالث: مراقبة الدولة الاقتصاد، المبحث الثاني: الحسبة علی النشاط الإقتصادی، المطلب الثاني: الحسبة علی الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء)

(۲) عن عقبه بن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا یدخل الجنة صاحب مکس۔ (سنن أبی داؤد: (۲/۵۹) رقم الحدیث: ۲۹۳۷، کتاب الخراج، باب فی السعایة علی الصدقة، ط: رحمانیہ)
 مسند أحمد: (۳/۱۵۰) رقم الحدیث: ۱۷۳۹۱، مسند الشامیین، حدیث عقبه بن عامر الجهنی عن النبی ﷺ، ط: مؤسسة قرطبه)

السنن الكبرى للبيهقي مع الجوهر النقي: (۷/۱۶) كتاب الصدقات، باب لا يكتف منهن شيء، ط: مطبعة مجلس دار المعارف النعمانية، حيدرآباد هند۔
 الدر مع الرد: (۲/۳۱۰) كتاب الزكاة، مطلب ماورد في ذم العشار، ط: سعيد۔

چنگی لینا بند کر دو، کیونکہ یہ محصول نہیں بلکہ ظلم کا ٹیکس ہے۔^(۱)

محصول چنگی اصل قیمت میں ملانا

”ٹیکس“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۰/۳)

محکمہ جنگلات کی اجازت کے بغیر جنگل کا درخت فروخت کرنا

تقریباً ہر ملک کی زمین کے کچھ حصے میں قدرتی طور پر درخت ہی درخت اُگے ہوئے ہوتے ہیں اس کو عرف میں ”بن“ یا ”جنگل“ کہتے ہیں، وہ علاقہ کسی کی ملک نہیں ہوتا جو بھی حکومت آتی ہے یہ بن و جنگل اس کی نگرانی میں ہوتا ہے، اور جنگلات کے متعلق مستقل وزیر بھی ہوتا ہے، اور اس کی نگرانی میں ہزاروں افراد اس محکمہ میں کام کرتے ہیں، اور وہ اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں، اور صوابدید کے مطابق اس کو کٹاتے بھی ہیں اور اس کا دوسروں کو ٹھیکہ بھی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس جنگل کے ذمہ دار نگران حضرات سے مل کر کچھ روپے دے کر وہاں کی گری پڑی قیمتی لکڑی یا کاٹ کر لے جاتے ہیں اور دوسروں کو اچھی قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں، بعض لوگ چپکے سے لے جاتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے کیونکہ ایسے جنگلات کی زمین اور اس میں پائی جانے والی لکڑی اور درخت خواہ خود رو ہوں یا قصداً اگائے گئے ہوں سب کے سب حکومت کی ملکیت ہیں لہذا حکومت کی اجازت کے بغیر اس قسم کی لکڑی اور درختوں کو لے جا کر فروخت کرنا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور جنگلات میں کام کرنے والے ملازمین بھی اس زمین اور درختوں کے

(۱) کتب عمر بن عبدالعزیز الی عدی بن اوطاة أن ضَع عن الناس الغدبة وضع عن الناس المائدة، وضع عن الناس المعكس، وليس بالمعكس، ولكنه البخس الذي قال الله تعالى: ”ولا تبخسوا الناس اشياءهم ولا تعثوا في الارض مفسدين“... (كتاب الاموال لأبي عبيد: (۶۳۳) رقم: ۱۶۳۰، كتاب الصدقة واحكامها ومستها، باب ذكر العاشر وصاحب المعكس، ط: دار الفکر)

مالک نہیں ہیں، لہذا ان کی اجازت یا رضا مندی جائز ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ حکومت کے قانون اور ضابطے کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔^(۱)

اور اگر حکومت کی طرف سے لکٹری وغیرہ کاٹنے کی اجازت یا رعایت ہے پھر اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

۱۳۳

محکمہ کنٹرول سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا

محکمہ کنٹرول دوکانداروں کو کچھ ہدایات دیتا ہے کہ تم اقرار کرو کہ ہم مقرر کی گئی قیمت پر مال فروخت کریں گے، تو اس صورت میں مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں محکمہ کنٹرول سے بدعہدی ہوتی ہے، اور جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے، اور مخلوق سے بے رحمی اور سختی بھی ہوتی ہے، غرض کہ اس میں بہت سی ناجائز چیزیں شامل ہیں، اس طرح کمائے ہوئے روپے حلال طیب نہیں ہیں۔^(۲)

(۱) اما اذا غسل النحل في أرضه فهو لصاحب الأرض؛ لانه عذ من انزاله: اي من زيادات الارض اي ماينبت فيها فيملكه تبعاً للأرض كالشجر النابت فيها و كالتراب والطين المجتمع فيها بحريان الماء عليها: (فتح القدير: (۱۳۶/۷) مسائل مشورہ قبیل کتاب الصرف، ط: رشیدیہ)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وان فعل كان ضامناً. شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

لا يحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطيب نفس) أي بأمر أو رضا منه۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشیدیہ)

الدر المختار مع الرد: (۲۰/۶) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه: آية المنافق ثلاث... إذا حدث كذب، إذا وعد أخلف، وإذا أؤتمن خان، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (۱/۱) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمی)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال: أربع من كن فيه كان منافقا خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها، إذا أؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد

محل معلوم ہو

”بیع کا علم ہونا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۶)

مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں

”دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۰/۳)

مختلف اقسام کے پھل کا باغ بیچنا

☆ اگر کوئی باغ ایسا ہو جس میں مختلف اقسام کے پھلدار پودے ہوں، کوئی پودا پہلے پھل دیتا ہے، اور کوئی بعد میں، تو اس صورت میں اگر ایک ہی قسم کے پھلدار پودوں کو فروخت کرنا مقصود ہو تو اس پھل کی قسم کے تمام درختوں میں سے کم از کم بعض درختوں میں پھل آنا ضروری ہے، اور اگر اس قسم کے کسی بھی درخت پر پھل نہ آیا ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی۔

☆ اور اگر مختلف اقسام کے پھلوں والے باغ کو مکمل طور پر ایک وقت میں فروخت کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں ہر قسم کے پھلدار درختوں میں سے بعض بعض درختوں پر پھل آنا ضروری ہے، تب اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی، کیونکہ جن درختوں پر پھل آچکا ہے، ان کی خرید و فروخت اصالتہً جائز ہوگی، اور جن درختوں پر ابھی تک پھل نہیں آیا ان کی خرید و فروخت تبجا جائز ہوگی۔^(۱)

= غدر، و اذا خاصم فجر۔ (صحیح البخاری: ۱۰/۱) کتاب الایمان، باب علامة النفاق، ط: قدیمی
عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ لا یبرح اللہ من لا یبرح الناس۔ (مشکوٰۃ
المصابیح: ۳۲۱/۲) کتاب الاداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأزل، ط: قدیمی
(۱) بیع المعدوم باطل، فیظل بیع ثمرة لم تبرز أصلاً... الثمرة التي تبرزت جميعها یصح بیعها وهي
علی شجرها، سواء كانت صالحة للأكل أم لا... وما تلاحق المرادة یعنی أن ما لا یبرز دفعة واحدة بل
شیئاً بعد شیئ كالفواكه والأزهار والورق والخضروات إذا كان برز بعضها یصح بیع ما سیرز مهمما برز
تبعاً له بشفقة واحدة، هذا ما التی به شمس الأئمة الحلوانی وحکاه عن الإمام الفضلی، وقال: =

مختلف اقسام کی چیزوں کو ملا کر فروخت کرنا

”عیب دار اشیاء فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۴)

مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا

”گا بہوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۹/۵)

مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا

دکاندار کے لئے ایک ہی جیسا مال مختلف گا بہوں کو مختلف اور الگ الگ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ عین فاحش نہ ہو، اور اس میں کوئی دھوکہ، خیانت اور جھوٹ شامل نہ ہو۔

مثلاً کوئی چیز ایک گا بہ کو سو روپے، دوسرے گا بہ کو ایک سو پانچ اور تیسرے گا بہ کو پچانوے میں فروخت کر دی تو یہ جائز ہے۔

ادھار خریدنے والے کو زیادہ قیمت، اور نقد خریدنے والے کو کم قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

مستقل گا بہ کو کم قیمت پر اور عام گا بہ کو ذرا زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

= استحسن فیہ لتعامل الناس، وفي نزع الناس عن عادتهم حرج، واجعل الموجود أصلاً وما يحدث بعد ذلك تبعاً... ثم إن الذي يظهر أنه لا فرق في المبيع الذي تتلاحق المراد به بين أن يكون نوعاً واحداً كبيع ثمار أشجار تفاح مثلاً وقد برز بعضها دون بعض أو أنواعاً مختلفة كبيع ثمار بستان مشتمل على أنواع مختلفة من التفاح، والتين والمان والكمثرى وغيرها، وقد برز بعض تلك الأنواع دون بعض... (شرح المجلة للاتاسی: (۹۷، ۹۶، ۹۳، ۹۲/۲) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشیدیہ)

شرح المجلة لمرستم باز: (۸۱، ۸۰/۱) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، أيضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

تکملة فتح الملهم: (۳۹۳/۱) کتاب البيوع، باب النهی عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، حکم ما يتعامل به الناس اليوم، ط: دار العلوم کراچی۔

مختلف لوگوں سے مضاربت کے لئے رقم لے کر ملا لینا
”مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مختلف مدتوں کے مقابلہ میں مختلف قیمتیں لگانا
”ادھار کی قیمت مختلف بتانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۱)

مختلف ممالک کی کرنسی کی تجارت کا حکم
”کرنسی کی تجارت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۶/۵)

مخدرات

جو چیزیں نشہ نہ پیدا کرتی ہوں، لیکن صحت کے لئے ضرر رساں ہوں، اور ان کا استعمال انسان کو ان کا عادی بنا دیتا ہو، آج کل ان کو ”مخدرات“ کہا جاتا ہے۔ جسمانی صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور مخدرات کو استعمال کرنا جسمانی

(۱) (و) صح (الحط منه) ولو بعد هلاك المبيع وقبض الثمن (والزيادة) والحط (يلتحقان بأصل العقد) وقال المحقق الشامي: قوله: وصح الحط منه) أي من الثمن وكذا من رأس مال السلم والمسلم فيه كما هو صريح كلامهم رملي على المنح. (الدر المختار مع الرد: ۱۵۴/۵) كتاب البيوع، باب المراجعة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن الخ، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد
❏ ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الهداية: ۴۷۲/۴) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانیہ

❏ وللباع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخري في حالة أخري. وبالتالي فإن من يبيع البضاعة بشعبانية نقداً، وبعشرة نسينة، يجوز له بالإجماع أن يبيعها بعشرة نقداً، ما لم يكن فيه غش أو خداع، فلم لا يجوز له أن يبيعها بالعشرة نسينة. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۹، ۸) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دارالعلوم كراچی)

صحت کے ساتھ کھیلنا ہے، اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے، اس لئے ایسی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام کے قریب ہے۔^(۱)

مخصوص نشان

”مارکہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۶)

مخلوط آمدنی سے خریدی گئی چیز

اگر کوئی چیز حرام اور حلال مال سے خریدی ہوئی ہے، تو اس کو خریدنا مکروہ ہے، یعنی بیچ ہو جائے گی، مگر کراہت ہوگی۔^(۲)

مخلوق خدا کی خدمت

”مال کی پاکی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۶)

مدت ادا میں ابہام ہے

”قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۹/۵)

(۱) أن ما قامت به المعصية بعينه يكره بعه تحريماً، والافتز بهاً۔ (الدرمع الرد: ۲۶۸/۴) كتاب

الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعيد

فتح القدير: (۱۰۲/۶) كتاب السير، باب البغاة، ط: رشيدية

البحر الرائق: (۱۳۳/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد

(۲) ثم اعلم أنه ذكر في شرح السير الكبير في الباب الثاني والستين بعد المائة، أنه لم يرد بكرة

للمسلمين شراء منه؛ لأنه ملك خبيث بمنزلة المشتري فاسد إذا أراد بيع المشتري بعد القبض بكرة

شراء منه، وإن نفذ فيه بيعه وعتقه؛ لأنه ملك خبيث حصل له بسبب حرام شرعاً... ولهذا لا ينافي أن

نفس الشراء مكروه لحصوله للبائع بسبب حرام؛ ولأن فيه اعراضاً عن الفسخ الواجب۔ (شامی: ۱۵/

۹۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: البيع الفاسد لا يطيب له ويطيب للمشتري منه، ط: سعيد

شرح السير الكبير: (۱۲۸/۵) باب معاملة المسلم المستامن مع اهل الحرب في دار الحرب،

ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

منحة الخالق على البحر: (۹۵/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد

مدت مضاربت

”مضاربت کی مدت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۶)

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے اگر مدعی علیہ خود قسم اٹھانے کے بجائے یہ کہے کہ مدعی خود قسم اٹھائے تو میں مان جاؤں گا، تو مدعی کو قسم نہیں دی جائے گی، نہ ہی مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دعویٰ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے یہ قانون مقرر فرما دیا ہے کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ، یعنی مدعی کے پاس گواہ اور دستاویزات نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہے، لہذا کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ قانون کو بدل نہیں سکتا۔^(۱)

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: لو يعطى الناس بدعوىهم لا دعى الناس دماء رجال وأموالهم، ولكن اليمين على المدعى عليه، رواه مسلم، وفي شرحه للنووي أنه قال: وجاء في رواية البيهقي بإسناد حسن أو صحيح زيادة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً: لكن البينة على المدعى واليمين على من أنكر۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (۳۲۶) باب الأفضیة والشہادات، الفصل الاول، ط: قدیمی۔)

سنن الترمذی: (۲۳۹/۱) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعى واليمين على من انكر، ط: قدیمی)

سنن ابن ماجہ: (۱۵۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه، ط: قدیمی)

وكذا لو اصطالحنا أن المدعى لو حلف فالخصم ضامن) للمال (وحلف) أى المدعى (لم يضمن) الخصم لأن فيه تغيير الشرع، (واليمين لا ترد على مدع) لحديث: ”البينة على المدعى“ وحديث الشاهد واليمين ضعيف، بل رده ابن معين، بل أنكره الراوى عيني۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۳۹) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۰۴/۷) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

مذہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا
 ”امام باڑہ کی تعمیر کے لئے کچھ فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مذہب غیر پر فتویٰ دینا

”معاملات میں توسع“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۰/۶)

مراجہ

☆ ”مراجہ“ یہ ہے کہ آدمی چیز کا جتنے روپے میں مالک ہوا ہے، اس کی اور اس پر نفع کی صراحت کر کے فروخت کرے (Sale On Cost Plus) (۱)
 ☆ مراجہ بیع کی ایک خاص قسم ہے، جس میں بیچنے والا شخص بیچی جانے والی چیز کی لاگت صاف طور پر بیان کرتا ہے، اور اس پر کچھ منافع شامل کر کے دوسرے شخص کو بیچتا ہے۔ (۱)

☆ مراجہ میں نفع (مارک اپ) کا تعین آپس کی رضامندی سے دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے کیا جاسکتا ہے، یا لگی بندھی مقدار طے کر لی جائے، مثلاً اصل لاگت پر اتنے روپے زائد یا اصل لاگت پر خاص تناسب سے نفع طے کر لیا جائے، یعنی اصل لاگت پر اتنے فیصد زائد۔ (۲)

(۱) (المراہحة) مصدر رابح و شرعاً (بيع ملكه) من العروض... (بما قام عليه و بفضل) مؤنة وإن لم

تکن من جنسه... (الدر مع الرد: ۱۳۳/۳) کتاب البيوع، باب المراہحة و التولية، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۱۰۶/۶) کتاب البيع، باب المراہحة و التولية، ط: سعید۔

فتح القدير: (۳۵۶/۶) کتاب البيوع، باب المراہحة و التولية، ط: رشیدیہ

(۲) (المراہحة بيع ماملکه) من العروض... (بما قام عليه و بفضل) مؤنة وإن لم تکن من جنسه... لم

باعه مراہحة على تلك القيمة جاز... (و شرط صحتهما كون العوض مثلياً أو) قيمياً (مملوكاً

للمشترى و) كون الربح شيئاً معلوماً) ولو قيمياً مشاراً إليه... (الدر مع الرد: ۱۳۳/۵، ۱۳۳)

کتاب البيوع، باب المراہحة و التولية، ط: سعید) =

☆ بیچی جانے والی اشیاء حاصل کرنے کے لئے بائع کو جتنا خرچ کرنا پڑا ہے، مثلاً مال برداری کا کرایہ اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ وہ سب لاگت میں شامل ہوگا، اور نفع (مارک اپ) اس مجموعی لاگت پر لاگو کیا جائے گا، لیکن کاروبار کے وہ خرچے جو ایک ہی مرتبہ چیز حاصل کرنے پر نہیں ہوتے بلکہ بار بار ہوتے رہتے ہیں، جیسی ملازمین کی تنخواہیں، عمارت کا کرایہ، وغیرہ انہیں انفرادی معاملات میں لاگت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، البتہ اصل لاگت پر جو نفع متعین کیا جائے گا اس میں خرچوں کا بھی لحاظ رکھا جاسکتا ہے۔^(۱)

☆ مرابحہ اس صورت میں صحیح ہوگا جبکہ چیز کی پوری لاگت متعین کی جاسکتی ہو، اگر چیز کی پوری لاگت متعین نہ کی جاسکتی ہو تو اسے مرابحہ کے طور پر نہیں بیچا جاسکتا، اس صورت میں وہ چیز ”مساومہ“ (بارگیننگ) کی بنیاد پر ہی بیچی جاسکتی ہے، یعنی لاگت اور اس پر طے شدہ نفع کے حوالے کے بغیر بیچی جاسکتی ہے، اس صورت میں باہمی رضامندی سے ایک متعین قیمت طے کی جائے گی۔

مثال کے طور پر: ① زید نے جو توں کا ایک جوڑا پانچ سو روپے میں خریدا، وہ اسے دس فیصد مارک اپ پر بطور مرابحہ بیچنا چاہتا ہے تو اصل لاگت معلوم ہونے

= البحر الرائق: (۱۰۶/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید

فتح القدير: (۳۵۶/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشیدیہ

(۱) (ویضم) البائع (الی رأس المال أجرة القصار والصبغ) بأی لون كان (والطراز) بالكسر علم الثوب (والقتل وحمل الطعام) وسوق الغنم وأجرة الغسل والخياطة... وضابطه كل ما يزيد في المبيع أو في قيمته يضم، درر، واعتمد العینی وغیره عادة التجار (ويقول قام علی بكذا ولا يقول اشترته) لأنه كذب... (لا) يضم (اجر الطبيب) والمعلم... (والدلالة والراعى ولا نفقة نفسه، ولا اجر عمل عمل بنفسه أو تطوع به متطوع (وجعل الأبق وكراء بيت الحفظ)... (الدر مع الرد: (۳/۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید

بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما بیان ما بلحق برأس المال... ط: سعید۔

البحر الرائق: (۱۰۹/۶، ۱۱۰) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید۔

کی وجہ سے مرابحہ کے طور پر بیچنا جائز ہے۔

④ زید نے ایک ہی عقد میں ایک ریڈی میڈ سوٹ اور جوتوں کا ایک جوڑا

۱۳۲

دو ہزار میں خریدا، اب وہ سوٹ اور جوتے دونوں کو ملا کر مرابحہ کے طور پر فروخت کر سکتا ہے، لیکن وہ صرف جوتے کو مرابحہ کے طور پر نہیں بیچ سکتا، کیونکہ صرف جوتوں کی لاگت متعین نہیں ہے، اگر وہ صرف جوتے ہی کو بیچنا چاہتا ہے تو انہیں لاگت اور اس پر نفع کے ذکر کے بغیر ایک لگی بندھی قیمت پر بیچنا ہوگا۔^(۱)

☆ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے چیز کا پہلے سے خریدا ہوا ہونا ضروری

ہے، خریدنے سے پہلے مرابحہ کرنا درست نہیں۔^(۲)

(۱) ولو اشتری شيئاً نسيته لم يبعه مرابحة حتى يبين لأن للأجل شبهة المبيع... كأنه اشتری شيئاً ثم باع

أحدهما مرابحة على ثمن الكل لأن الشبهة ملحقمة بالحقيقة في هذا الباب فيجب التحرز عنها بالبيان.

(بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة، ط: سعيد)

⑤ فمئها... أن يكون الثمن الاول معلوماً للمشتري الثاني لأن المرابحة بيع بالثمن الاول مع زيادة

ربح والعلم بالثمن الاول شرط صحة البياعات كلها... فإن لم يكن الاول معلوماً له فالبيع فاسد إلى أن

يعلم في المجلس فيختار إن شاء فيجوز أو يتركه... وعلى هذا يخرج ما إذا اشتری رجلان جملة

مما له مثل فاقسمها ثم أراد كل واحد منهما أن يبيع حصته مرابحة أنه يجوز... وإن اشترى جملة مما

لا مثل له فاقسمها لا يجوز لأحدهما أن يبيع حصته مرابحة... ولو أسلم عشرة دراهم في ثوبين متفقين

من جنس واحد ونوع واحد وصفة واحدة وطول واحد حتى جاز السنم بالاجماع ولم يبين حصة كل

واحد منهما من رأس المال فحل الأجل له أن يبيعهما جميعاً مرابحة على العشرة بلا خلاف فإن باع

أحدهما مرابحة على خمسة لم يجز عند أبي حنيفة رضي الله عنه... ولو كان بين حصص كل واحد من الثوبين من

رأس المال جاز أن يبيع أحدهما مرابحة على خمسة بالاجماع. (بدائع الصنائع: (۲۲۱/۵) كتاب

البيوع، فصل: وأما شرائطه، ط: سعيد)

⑥ البحر الرائق: (۱۰۹/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد.

⑦ الدر مع الرد: (۱۳۴/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(۲) و شرط المعقود عليه سنة: كونه موجوداً مائلاً منقوماً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه

لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ماليس مملوكاً له وإن ملكه بعده.

(شامی: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد) =

مراہجہ مؤجلہ

☆ ”مراہجہ مؤجلہ“ یعنی ایک شخص نے ایک چیز سو روپے میں خریدی، اور (۱۳۳)

وہی چیز دوسرے کے ہاتھ مراہجہ کے ساتھ دس ماہ کے ادھار پر دو سو روپے کی فروخت کی، یعنی اس طرح کہہ کر فروخت کی کہ یہ چیز مجھ کو سو روپے کی پڑی، اور میں نے آپ کے ہاتھ ماہانہ دس روپے نفع کے حساب سے دس مہینے کے ادھار پر دو سو روپے میں اس کو فروخت کیا، یا صرف یوں کہا کہ یہ چیز سو روپے میں پڑی ہے اور میں نے دس مہینے کے ادھار کی بناء پر سو روپے نفع لگا کر آپ کے ہاتھ فروخت کی۔

اس صورت میں اگر خریدار پانچ ماہ بعد ہی اس چیز کی کل قیمت ادا کر دے یا اس کا پانچ ماہ بعد انتقال ہو جائے تو بائع صرف پچاس روپے نفع لے گا اور پچاس روپے چھوڑ دے گا، یہ صورت متاخرین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

اور اگر خریدار دس ماہ سے مزید دو ماہ تاخیر کے ساتھ ادائیگی کرے تو بائع (یلر) اس سے مزید بیس روپے نفع نہیں لے سکے گا، کیونکہ بائع دس ماہ بعد مزید مہلت دینے کا پابند نہیں ہے، اور وہ قانون کی مدد سے خریدار سے اپنی رقم وصول کر سکتا ہے اس لئے کہ سود اور سو روپے سے زائد پر نہ ہو سکے گا۔^(۱)

= ۱۳۳ = بیع مالیس فی ملکہ، لبطلان بیع المعدوم۔ (الدر المختار مع الرد: ۵۸/۵) کتاب البیوع، باب

البیع الفاسد، مطلب الأدمی مکرم شرعاً لو کافر، ط: سعید

۱۳۳ = البحر الرائق: (۲۶۰/۵) کتاب البیوع، ط: سعید

(۱) (قضى المدیون الدین المؤجل قبل الحلول أو مات) فحل بموته (فاخذ من تركه لا یأخذ من المرابحة التي جرت بینهما إلا بقدر ما مضى من الأيام وهو جواب المتأخرین) فنیة، وبه النبی المرحوم أبو سعید أفندی مفتی الروم وعلله بالرفق للجانبین (قوله: لا یأخذ من المرابحة الخ) صورته: اشتری شیئاً بعشرة نقد أو باعه لآخر بعشرين إلى أجل وهو عشر أشهر، فإذا قضاها بعد تمام خمسة أو مات بعدها یاخذ خمسة ویترك خمسة، ط: (الدر مع الرد: ۷۵۷/۶) کتاب الحظر والإباحة، قبیل کتاب الفرائض، ط: سعید

ط: (حظاوی علی الدر: ۳۶۳، ۳۶۳/۴) کتاب الحظر والإباحة، قبیل: کتاب الفرائض، ط: رشیدیہ =

☆ اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز خریدنے کی غرض سے قرضہ لینے کے

لئے آئے تو وہ شخص اس سے پوچھتا ہے کہ کس چیز کو خریدنے کے لئے رقم درکار ہے؟

تو وہ شخص اس کو رقم دینے کے بجائے وہ چیز خرید کر قبضہ کرنے کے بعد نفع شامل کر کے

مراجمہ کے طور پر ادھار میں بیچ دیتا ہے، اس کو مراجمہ مؤجلہ کہتے ہیں۔

لیکن آج کل بینکوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز پر عقد مراجمہ کیا جاتا

ہے وہ چیز پہلے سے ہی اس شخص کے پاس موجود ہوتی ہے جو بینک سے قرضہ لینے کے

لئے آتا ہے، بینک اس سے اس چیز کو نقد کی قیمت پر خرید کر پھر نفع پر اسی کو دوبارہ

ادھار بیچ دیتا ہے، اس کو Buy Back (بائی بیک) کہتے ہیں، اس طرح حقیقتاً

مراجمہ کے بجائے نفع (Mark up) کو ”بائے بیک“ سے وابستہ کر دیا جاتا ہے، یہ

شرعی اعتبار سے بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی شخص سے کم قیمت پر خرید کر قبضہ

کے بغیر فوراً ہی اسے زیادہ قیمت پر ادھار بیچ دینا حقیقت میں سودی قرض ہی کی ایک

شکل ہے، جبکہ پہلی خریداری میں ہی یہ شرط ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ بیچ دیا جائے گا۔

عام طور پر فرضی کارروائی ہوتی ہے، ایسا کوئی سامان سرے سے موجود ہی

نہیں ہوتا جس پر بائی بیک کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اداروں کے ایسے اخراجات جن

سے کوئی چیز خریدی نہیں جاتی مثلاً تنخواہیں، بلوں کی ادائیگی وغیرہ ان کے لئے بھی

= وکما يجوز أن تكون المرابحة بالثمن الحال، يجوز أيضاً أن تكون بضمن مؤجل لأنه بيع، فيجوز

فيه الأمران، كما في سائر البيوع، وهل يجوز أن يكون الربح مرتبطاً بزمان سداد الثمن؟ يوجد عند

متأخرى الحنفية ما يجوز ذلك... (فقه البيوع: (۲/ ۶۳۳) المبحث السادس، باب المرابحة

والتولية والوضعية، المرابحة المؤجلة، ط: معارف القرآن۔)

= واما يجب التنبيه عليه هنا: أن ما ذكر من جواز هذا البيع إنما هو منصرف إلى زيادة في الثمن نفسه،

أما ما يفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، وذكر القدر الزائد على أساس أنه

جزء من فوائد التأخير في الأداء، فإنه بأضرار... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۰) أحكام

البيع بالنسيطة، ط: دار العلوم كراچی)

بینکوں سے مرابحہ قرض مل جاتا ہے، جو درست نہیں ہے۔^(۱)

مرابحہ مؤجلہ بینک کا

۱۳۵

☆ ”مرابحہ مؤجلہ“ دو فقہی اصطلاحوں کو ملا کر ایک اصطلاح بنائی گئی ہے، اور یہ دونوں بیع کی الگ الگ قسمیں ہیں: ایک ”بیع المرابحہ“ دوسری ”بیع مؤجل“۔ ”بیع مرابحہ“ مدت اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، جبکہ ”بیع مؤجل“ لمبی یا مختصر مدت کے ساتھ ہونے والی بیع کو کہتے ہیں، مروجہ بینکاری نظام میں سودی قرضہ جات اور قسطوار اجارہ کے نفع کو جائز قرار دینے کے لئے اسلامی اور فقہی نام کا سہارا لیا گیا ہے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول الله ﷺ قال: من ابتاع طعاماً فلا يبعه حتى يستوفيه قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وأحب كل شيء مثله... (الصحيح لمسلم: (۵/۲) كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمي)

ومن اشترى شيئاً مما ينقل ويحول لم يجز له يبعه حتى يقبضه: لأنه عليه الصلاة والسلام نهى عن بيع مالم يقبض... (الهداية: (۷۴/۳) كتاب البيوع، باب التولية والمرابحة، فصل، ط: شركة علمية ملتان) البحر الرائق: (۱۱۶/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد۔

وعنه (أى عن ابن عمر) قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل سلف وبيع، ولا شرطان في بيع، ولا ربح مالم يضمن، ولا تبع ماليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

ولا ربح مالم يضمن) يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن يبعه فاسد۔ (مرقاة المفاتيح: (۷۹/۶) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيدية جديد)

عن علي أمير المؤمنين مرفوعاً: ”كل قرض جر منفعة فهو ربا“ إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۳) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن۔

الحيل جمع حيلة وهي ما يتوصل به إلى مقصود بطريق خفي، وهي عند العلماء على أقسام بحسب الحامل عليها، فإن توصل بها بطريق مباح إلى ابطال حق أو البات باطل فهي حرام۔ (فتح الباري: (۱۲/۳۲۶) كتاب الحيل، ط: دار المعرفة)

۱۱: بینک میں مرا بچہ مؤجلہ کے دو طریقے رائج ہیں:

① ایک طریقہ یہ ہے کہ بینک اپنے گاہک کو اپنے معاہدات اور قواعد کے مطابق کسی ایسے شوروم میں بھیج دیتا ہے جہاں پہلے سے مال یا گاڑی وغیرہ تیار موجود ہیں اور گاہک طے شدہ طریقہ کار کے مطابق وہاں سے مال یا گاڑی وغیرہ حاصل کر لیتا ہے۔

② دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مال فی الحال بینک کے دسترس میں نہیں ہے، یا کسی شوروم میں نہیں، بلکہ بینک مقامی یا بیرونی مارکیٹ سے مال منگوا کر اپنے طریقہ کار کے تحت مقررہ وقت پر حوالہ دیتا ہے۔

۱۲: دونوں صورتوں میں اس عمل کو شریعت کے مطابق ”مرا بچہ“ کہنا درست نہیں، کیونکہ مرا بچہ کے طور پر بیچنے کے لئے بیع (جس چیز کو فروخت کیا جائے گا) بائع کے پاس ہونا ضروری ہے، چاہے نقد میں خریدا ہو یا ادھار میں، حالانکہ بینک نے بیع اب تک خریدا نہیں، خریدنے سے پہلے ”مرا بچہ“ پر بیچ رہا ہے، اور اضافی لاگت خرچہ وغیرہ بھی لگا رہا ہے، جو سراسر جھوٹ، دھوکہ اور خیانت ہے اس لئے اس معاہدہ کو عقد مرا بچہ کہنا درست نہیں، کیونکہ بینک اب تک اس چیز کا مالک نہیں۔^(۱)

۱۳: اور اگر خریدار کو بینک کا وکیل کہیں، اور وکیل کے طور پر خریداری کو تسلیم

(۱) (المرا بحة) ... شرعاً (بيع ماملکہ) من العروض ... بما قام عليه وبفضل) مؤنة ... (الدرمع الرد: (۵/۱۳۲، ۱۳۳) کتاب البوع، باب المرا بحة والتولية، ط: سعید)
 ② الهندية: (۱/۱۶۰) کتاب البوع، الباب الرابع عشر: فی المرا بحة والتولية والوضعية، ط: رشیدیہ۔

③ فالأصل فيه أن بيع المرا بحة والتولية بيع أمانة ... فنحجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة، لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن قال الله تعالى عز شأنه: يا أيها الذين آمنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم وأنتم تعلمون، وقال عليه الصلاة والسلام: ليس منا من غشنا ... (بدائع الصنائع: (۵/۲۲۳) کتاب البوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرا بحة وما لا يجب، ط: سعید)

کر لیں تو بھی درست نہیں، کیونکہ موکل (بینک) سے دوبارہ مرابحہ کے طور پر سودا ہی نہیں ہوتا بلکہ سابقہ معاہدہ میں طے شدہ قیمت اور طریقہ کار کے مطابق خریدنے کی پابندی ہوتی ہے۔^(۱)

☆ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ کی رو سے گاہک مال کو فوراً اپنے قبضہ اور ضمان میں منتقل کرنے کا پابند رہتا ہے، یہاں تک کہ تاخیر کی صورت میں بینک اس کے نقصان کو پورا کرنے کا پابند نہیں ہوتا۔^(۲)

☆ بینکوں میں مرابحہ کے نام سے انجام پانے والے لین دین کا مال، بائع (بینک) کے ضمان میں عملاً اور وصولاً داخل نہیں ہوتا، بلکہ وہ فوراً گاہک کے ذمہ میں منتقل ہو جاتا ہے، اگر گاہک نے معاہدہ کے مطابق خریدا ہو مال فوراً اپنے ذمہ میں نہیں لیا تو اصل نقصان کی ذمہ داری گاہک پر عائد ہوتی ہے، لہذا شریعت کی رو سے اس کو مرابحہ کہنا درست نہیں۔^(۳)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ ہی عقد کی بنیاد ہے، بعد کے رسمی ایجاب و قبول بنیاد نہیں۔

☆ اور اگر بینک پہلے سے مال خرید کر رکھے پھر اس کے بعد قیمت خرید پر یا قیمت خرید اور خرچہ ملا کر جتنی رقم بنے گی اس پر خاص نفع لگا کر مرابحہ کے طور پر

(۱، ۲، ۳) وجملۃ الکلام فیہا أن ید المشتري قبل الشراء إماناً أن کانت ید ضمان وإماناً کانت ید أمانة... وإن کانت ید المشتري ید أمانة کید الو دبعة والعاریة لا بصیر قابضاً إلا أن یکون بحضرتہ أو یدھب إلى حیث یتمكن من قبضه بالتخلی؛ لأن ید الأمانة لیست من جنس ید الضمان فلا یتاوان۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۸/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید۔)

قوله فی المتن: فلو هلک فی یدہ قبل حبسه هلک من مال المؤکل ولم یسقط الثمن) وذلك لأن المبيع أمانة فی ید الوکیل؛ لأنه قبضه للموکل وليس علی الأمين شیء ما لم یحدث منعاً فلا یضمنه کما إذا هلکت الو دبعة فی ید الموعد ۵۱۔ (حاشیة الشلبی علی التبین: (۲۶۱/۳) کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: امدادیہ ملتان۔)

فتح القدیر (۳۵/۷) کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: رشیدیہ قدیم

فروخت کرے گا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ اس وقت مرابحہ کی تعریف بھی صادق آئے گی، جھوٹ اور خیانت سے بھی پاک ہوگا، اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا، لیکن بینک اس طرح پہلے سے خرید کر کبھی بھی مرابحہ نہیں کریگا، کیونکہ بینک تجارتی ادارہ نہیں ہے، صرف قرض کے لین دین کرنے کا ادارہ ہے۔^(۱)

۱۳۸

مرابحہ میں آمدورفت کے خرچہ کا حکم

”آمدورفت کا خرچہ اصل قیمت میں ملانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم

”اضافی اخراجات ملانے کی صورت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۷/۱)

مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو

اگر بیع مرابحہ میں بائع (بیچنے والے) کی جانب سے خیانت ظاہر ہو جائے، تو مشتری (خریدار) کو بیع فسخ (ختم) کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن مقررہ قیمت میں کمی کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، لہذا ایسی صورت میں مشتری یا تو خریدی ہوئی چیز بائع کو واپس کر کے اپنی پوری رقم واپس لے لے، یا پھر طے شدہ پوری قیمت ادا کر کے بیع رکھ لے۔^(۲)

(۱)

(۲) فإن ظهر خیانتہ فی مباحة باقرارہ أو برهان علی ذلک أو بنکولہ عن الیمین أخذہ مشتری بکل ثمنہ وأردہ لفوات الرضا۔ (الدرمع الرد: ۱۳۷/۵) کتاب البیوع، باب المباحة والتولية، ط: سعید۔
 بدائع الصنائع: (۲۲۵/۵، ۲۲۶) کتاب البیوع، فصل وأما حکم الخیانة... ط: سعید۔
 فإن اطلع مشتری علی خیانة فی المباحة فهو بالخيار عند أبي حنيفة رحمه الله، إن شاء أخذہ =

مراہجہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا

۱۳۹

بیع مراہجہ کا دار و مدار دیانت اور امانت پر ہے، اس میں ہر اس چیز سے (بیعنے والے) نے کوئی چیز ادھار خریدی ہے تو گا ہک کو قیمت خرید بتا کر فروخت کرنے کی صورت میں یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ میں نے اس کو اتنی قیمت میں ادھار خریدا ہے، اور اتنے نفع میں فروخت کر رہا ہوں، کیونکہ ادھار میں عام طور پر نقد کی نسبت سے قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور گا ہک نقد قیمت سمجھ کر خریدنے پر راضی ہو اور ادھار کی صورت میں راضی نہ ہو، اس لئے خیانت کا شبہ ہے، مراہجہ میں اس سے بھی بچنا ضروری ہے، ورنہ مشتری (خریدار) کو حقیقت معلوم ہونے کے بعد بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔^(۱)

مراہجہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم

اگر بیع مراہجہ میں بائع (سیلر) نے جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر مشتری (خریدار) سے زیادہ رقم لی مثلاً ۵۰ روپے کی خریدی ہوئی چیز کو ۶۰ روپے قیمت خرید

= جمع الثمن وإن شاء تركه۔ (الهدایة: ۷۳/۷۳) كتاب البيوع، باب المراهجة والتولية، ط: رشیدیہ

☞ (البحر الرائق: ۱۱۰/۶۶) كتاب البيوع، باب المراهجة والتولية، ط: سعید

☞ الہندیہ: (۱۶۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر فی المراهجة والتولية والوضیعة، ط: رشیدیہ

(۱) ومن اشتری غلاماً بأف درهم نسیئة فباعه بربح مائة ولم یبین فعلم المشتري فإن شاء رده، وإن شاء

قبل؛ لأن للأجل شبهة بالمبيع الا يرى أنه یزاد فی الثمن لأجل الأجل والشبهة فی هذا ملحقة

بالحقیقة... والإقدام علی المراهجة یوجب السلامة عن مثل هذه الخیانة فإذا ظهرت بتغیر كما فی

العیب۔ (الهدایة: ۷۳/۷۳) كتاب البيوع، باب المراهجة والتولية، ط: رشیدیہ

☞ اشتره بألف نسیئة و باع بربح مائة بلا بیان خیر المشتري، (قوله: خیر المشتري) أي بین رده

وأخذه بألف ومائة حالة؛ لأن للأجل شبهة بالمبيع الا ترى انه یزاد فی الثمن لأجله۔ (الدر مع الرد: ۱۳۱/۵)

۱۳۱، ۱۳۲) كتاب البيوع، باب المراهجة والتولية، قبیل: مطلب فی الكلام علی الرد بالغبن الفاحش،

ط: سعید

☞ بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بیان ما یجب بیانہ فی المراهجة... ط: سعید

کہہ کر مزید پانچ روپے نفع شامل کر کے ۶۵ روپے میں فروخت کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ بائع نے جھوٹ کہہ کر دھوکہ دیا ہے، تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار ہے چاہے اس سودے کو طے شدہ قیمت پر قبول کرے یا واپس کر کے بائع سے اپنے پیسے واپس لے لے، نقصان یا زیادتی کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔^(۱)

مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے

بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں سابقہ قیمت یا لاگت بیان کرنے میں خاص طور پر دیانت داری ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر بائع نے خود مال ادھار خریدا تھا تو اس کی بھی صراحت کرنا ضروری ہے۔^(۲)

مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا

اگر بائع عقد مرابحہ کرتے وقت اصل قیمت سے زائد نفع کی رقم کے لئے فیصدی کا سہارا لے مثلاً بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں آپ سے اس مال میں پانچ فیصد منافع لوں گا تو یہ درست ہے۔^(۳)

(۱) فان اطلع المشتري على خيانة في المراجعة فهو بالخيار عند أبي حنيفة رضي الله عنه ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء تركه۔ (الهداية: (۷۴/۳) باب المراجعة والتولية، طرشيدية)
 فان خان في مراجعة اخذ بكل ثمنه اوردہ۔ (كنز الدقائق مع البحر الرائق: (۱۱۰/۳) كتاب البيع، باب المراجعة والتولية، ط: سعيد)

(۲) شامی: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المراجعة والتولية، ط: سعيد۔

(۳) ”مرابحہ میں خیانت کے شہ سے اہتمام کرتا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) (وكون الربح شيئاً معلوماً) حتى لو باعه بربح ده بازده اى العشر باحد عشر لم يحز الا ان يعلم بالثمن فى المجلس فيخير... (فوله: حتى لو باعه)... ومعنى فوله: ده بازده اى بربح مقدار درهم على عشرة دراهم فان كان الثمن الاوّل عشرين كان الربح هز باذده درهين وان كان ثلاثين كان الربح ثلاثة دراهم... وحاصله: انه اذا كان الثمن فى العقد الاوّل قيمياً كالعبد. مثلاً و كان معلو كالمشتري فباع المالك المبيع من المشتري بذلك العبد، و بربح ده بازده لا يصح... لان القيمة مجهولة... بخلاف ما اذا كان

مراہجہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے

گاہک کو کسی چیز کی قیمت خرید بتا کر اس پر نفع شامل کر کے فروخت کرنے کا (۱۳۱)

نام مراہجہ ہے، اور اس میں صرف خیانت نہیں بلکہ خیانت کے شبہ سے بھی بچنا ضروری ہے، اس لئے میٹر اور گز میں چونکہ فرق ہے اس لئے مراہجہ کی صورت میں میٹر کے حساب سے خریدا ہے یا گز کے حساب سے اس کا بتانا بھی ضروری ہے، ورنہ (خریدار) مشتری کو معلوم ہونے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔^(۱)

مراہجہ میں منافع کی مقدار

شریعت مقدسہ میں خرید و فروخت صحیح ہونے کا دار و مدار بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی باہمی رضامندی پر ہے، لہذا بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) جس نرخ پر بھی خرید و فروخت کرنے پر متفق ہوں گے اسی نرخ پر بیع مراہجہ جائز ہوگا۔ فقہاء نے بیع مراہجہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے نفع کی تعیین نہیں فرمائی، لہذا بازار کے عام نرخوں سے زیادہ نفع لے کر فروخت کرنا جائز تو ہے لیکن انسانیت

= الثمن مثلیاً والربح دہ یا زدہ فإنه یصح... (الدر مع الرد: (۵/۱۳۳، ۱۳۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید۔

المرابحة: بیع ینفق فیہ الطرفان علی أن البائع ینبع المبیع بتکلفته و زیادة ربح معلوم مثل أن یقول: بعتک هذا الشئ بمقام علی و زیادة عشرة دراهم أو زیادة نسبة عشرة فی مائة علی ما قام علی“ (فقہ البیوع: (۲/۶۳۱)، المبحث السادس، التقسیم الثانی: من حیث ربحیة البیع، ط: معارف القرآن۔

المحرم الرائق: (۶/۱۰۸، ۱۰۹)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید۔
(۱) ولہذا کان مبناہما علی الأمانة والاحتراز عن الخیانة وعن شبہتھا۔ (الہدایة: (۳/۷۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشیدیہ۔

فالأصل فیہ أن بیع المرابحة والتولية بیع أمانة... فتجب صیانتھا عن الخیانة وعن سبب الخیانة والنہمة؛ لأن التحرز عن ذلك کله واجب ما أمکن۔ (بدائع الصنائع: (۵/۲۲۳) کتاب البیوع، فصل: وأما بیان ما یجب بیانہ فی المرابحة وما لا یجب، ط: سعید۔

شامی: (۵/۱۳۸) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید۔

اور مروت کے خلاف ہے۔^(۱)

مراتب تاجر

”تاجروں کے مراتب“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۳/۲)

۱۳۲

مراہو جانور

مراہو جانور خواہ مرغی ہو یا بکری یا گائے ہو یا بھینس وغیرہ، مسلمانوں کے حق میں وہ مال نہیں ہے، اس لئے مسلم ہو یا غیر مسلم کسی کے ہاتھ بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کا پیسہ حرام ہے۔^(۲)

مرتد کے ساتھ تجارت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرتد کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں، لہذا مرتد کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کی صورت میں وہ بیع موقوف رہے

(۱) ومن اشترى شيئاً وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك، جاز۔ (الہندیة: ۱۶۱/۳) کتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشیدیہ۔
 (۲) البيع مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (الكفاية في آخر فتح القدير: ۶/۳۹) کتاب البيوع، ط: رشیدیہ۔

فتح القدير مع العناية: (۲۲۹/۶) کتاب البيوع۔ ط: رشیدیہ۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”قل لا اجد فيما اوحى إلي محرماً على طاعم يطعمه“ ألا كل شيء من الميتة حلال، إلا ما أكل، فاما الجلد والقرن والشعر والصوف والسن والعظم، فكل هذا احلال: لانه لا يذكي. (سنن الدارقطني: ۷۰/۱) رقم: ۱۳۰) کتاب الطهارة، باب الدباغ، ط: مؤسسة الرسالة

لم يجز بيع الميتة. (كنز الدقائق مع البحر الرائق: ۷۶/۱) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة

والعالم يجز أخذ الثمن فيها، لأنها ميتة لا يجوز تملكها، ولا أخذ عوض عنها، وقد حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن الميتة والأصنام. (شرح البخاري لابن بطال: ۳۸/۵) کتاب الحجية، باب طرح جيف المشركين في البشر، ط: مكتبة الرشيد

گی، البتہ صاحبین کے نزدیک بیع نافذ ہو جائے گی، اس لئے جہاں ابتلائے عام اور شدید ضرورت ہو وہاں مجبوراً صاحبین کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوگی۔

البتہ ان کی دعوت و ضیافت اور خاطر مدارات سے پرہیز کیا جائے ورنہ ایمان کے لئے خطرہ ہوگا، البتہ اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے خاطر مدارات کرنا جائز ہے۔^(۱)

مردار

مردار مال نہیں، اس لئے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔^(۲)

(۱) (قولہ: وبيع المرتد) فإنه موقوف عند الإمام على الإسلام، ولا يوقف عندهما۔ (شامی: ۱۵/۱۱۱) کتاب البيوع، فصل في الفضولي، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۸۷/۳) کتاب البيوع، فصل: فی الفضولی، ط: رشیدیہ
 (اعلم ان تصرفات المرتد علی اربعة اقسام) ... (و یوقف منه عند الإمام) بناء علی زوال الملك
 كما سلف ... (وینفذ عندهما کل ما کان مبادلة مال بمال أو عقد تبرع) الا أنه عند أبی یوسف رحمہ اللہ
 تصح كما تصح من الصحيح؛ لأن الظاهر عوده إلى الإسلام، وعند محمد رحمہ اللہ كما تصح من
 المريض؛ لأنها تفضی إلى القتل ظاهراً، "ط" عن البحر۔ (شامی: ۲۳۹/۳، ۲۵۰) کتاب الجهاد،
 باب المرتد، قبیل: مطلب المعصية تبقى بعد الردة، ط: سعید۔

وأما البيع الجائر الذي لا نهى فيه فثلاثة: نافذ لازم و نافذ ليس بلازم، وموقوف ... وبيع المرتد عن
 الإمام أي موقوف۔ (البحر الرائق: ۶۹/۶) کتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعید
 قال العلامة السيد محمد أبو السعود المصري الحنفی رحمہ اللہ: قوله لهذا عند أبی حنیفة رحمہ اللہ
 اعلم ان تصرفات المرتد یتوقف فی الکسبین جميعاً وهو الصحيح، وقال بعض المشايخ ان تصرفه فی
 كسب الردة نافذ فی ظاهر الرواية، وموقوف فی رواية الحسن، والأول أصح ولهذا كله عند الإمام، وأنا
 عندهما لتصرفاته نافذة فی الكسبین قهستاني۔ (فتح المعین: ۳۶۳/۲)

(۲) (لم يجز بيع الميتة والدم) لانعدام المائتة التي هي ركن البيع فإنها لا يعبدان مالا عند أحد۔ (البحر
 الرائق: ۷۰/۶) کتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعید

الدر مع الرد: (۵۰/۵، ۵۱) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید

الهندي: (۱۱۶/۳) کتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس: فی
 بيع المحرم الصيد و فی بيع المحرمات، ط: رشیدیہ

مردار جانور کا اون

”مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۶)

۱۳۳

مردار جانور کا چمڑا

انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی مردہ جانوروں کا چمڑا ان کے بدن سے اتارنا جائز ہے، پھر اس کو دباغت دینے کے بعد فروخت کرنا بھی جائز ہے، البتہ دباغت دینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

مردار جانور کے بال

”مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۶)

مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا

مرے ہوئے غیر مذبوح جانور سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن

(۱) (وجلد میتة قبل الدبغ) لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعدہ) أى الدبغ (بیاع) الا جلد انسان و

خنزیر و حیة۔ (الدر مع الرد: ۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

و اما جلود السباع و الحمیر و البغال، فما كانت مذبوحة أو مذبوغة جاز بیعها، و ما كان بخلافه لم

یجز، و هذا بناء على أن الجلود كلها تطهر بالذکاة أو الدباغ الا جلد الإنسان و الخنزیر، و اذا طهرت

بالدباغ أو بالذکاة جاز الانتفاع به و یكون محلا للبیع۔ (المحیط البرهانی: ۳۳۹/۶) کتاب البیع،

الفصل السادس: فیما یجوز و ما لا یجوز بیعه، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: دار الکتب العلمیة۔

(وجلد الميتة قبل الدبغ) أى لم یجز بیعه؛ لأنه غیر منتفع به۔ (وبعدہ بیاع و ینتفع به) (البحر الرائق:

۸۱/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

الہندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصيد، و فی بیع المحرمات،

ط: رشیدیہ

(ولا بیع جلود الميتة قبل أن تدبغ؛ لأنه غیر منتفع به... ولا بأس بیعها و الانتفاع بها بعد الدباغ۔

(الهدایة: ۵۸/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ

اس کی کھال کو دباغت دے کر رنگنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا

خنزیر کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی ہڈیاں، بال اور اون کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ کسی جانور کی موت کی وجہ سے اس کی یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لہذا اگر جانور کو ذبح نہ بھی کیا گیا ہو، تو اس کی ہڈی، بال اور اون کی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۲)

مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا

مسلمانوں کے لئے مردار خشک ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑیوں میں بھرنا اور

(۱) ان عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما أخبرہ ان رسول اللہ ﷺ مز بشاة میتہ فقال: ہلا استمتعتم یا ہابہا قالوا: انہا میتہ، قال: إنما حزم آکلہا۔ (البخاری: (۲۹۶/۱) کتاب البیوع، باب جلود المیتة قبل ان تدبغ، ط: قدیمی)

و جلود المیتة قبل الدبغ... و بعدہ یباع و ینتفع بہ کعظم المیتة و عصبہا و صوفہا و قرنہا و برہا یعنی بعد الدباغ یجوز بیعہ کما یجوز بیع عظم المیتة۔ (تبیین الحقائق: (۳۷۷/۳) باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة)

قاضی خان علی ہامش الہندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ

الہدیہ: (۵۸/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ

(۲) ولا بأس ببيع عظام الميتة و عصبها و صوفها و قرنہا و شعرها و برہا و الانشاع بذلك كله؛ لأنها طاهرة لا یحلها الموت لعدم الحیاة۔ (الہدیہ: (۵۸/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ)

و جلود المیتة قبل الدبغ... و بعدہ یباع و ینتفع بہ کعظم المیتة و عصبہا و صوفہا و قرنہا و برہا یعنی بعد الدباغ یجوز بیعہ کما یجوز بیع عظم المیتة۔ (تبیین الحقائق: (۳۷۷/۳) باب البیع الفاسد، دار الکتب العلمیة)

و بیع جلود المیتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مذبوغة، و یجوز بیع عظامها و عصبها و صوفها و ظلفها و شعرها و قرنہا۔ (قاضی خان علی ہامش الہندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ)

اما شعر المیتة و عظامها و صوفها و قرنہا فلا بأس بالانشاع بہا و بیع ذلك كله جائز۔ (الہندیہ: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصيد و فی بیع المحرمات، ط: رشیدیہ)

ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱) البتہ جب تک تر ہوں اس وقت تک ناپاک ہیں۔^(۲)

مردہ جانور کی خرید و فروخت

مردہ جانور بھینس ہو یا بکری، مرغی ہو یا چڑیا، گائے ہو یا گدھا، اس کی بیع حرام ہے، جس طرح کسی مسلمان کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں اسی طرح کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا بھی جائز نہیں، اس کے عوض جو قیمت ملے گی وہ بھی حرام ہے، اگر کسی نے غلطی سے مردہ جانور بیچ کر قیمت لے لی، تو جس سے لی ہے، اس کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو تو مستحق زکوٰۃ لوگوں پر صدقہ کر دینا واجب ہے۔^(۳)

(۱) ويجوز بيع عظم الفيل والانتفاع به في الحمل والركوب والمقاتلة۔ (شامی: ۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید

ولا بأس ببيع عظام الموتى لان الموت لا يحلها وليس فيها دم فليست بجنسه إلا بيع عظام الآدمي والخنزير۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: ۱۱۳/۱) كتاب الطهارة، ط: دار الكتب العلمية بيروت / رشديه

وفيہ ايضاً: (۷۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة بيروت / رشديه

بدائع الصنائع: (۱۳۲/۵) فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعید

(۲) وفي المحيط: ان عظم الميتة إذا كان عليه دسومة، ووقع في الماء نجسه۔ (البحر الرائق: ۱/۱۰۷) كتاب الطهارة، ط: سعید

وشعر الميتة غير الخنزير على المذهب و عظمها وعصبها و حافرها و قرنھا ... طاهر (قوله: وعظمها) إلا إذا كانت عليه دسومة۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: ۱۱۳، ۱۱۳/۱) كتاب الطهارة، ط: دار المعرفة، بيروت، رشديه

وظاهره أنه لو كان فيه دسومة، فحكمها كالجلد واللحم۔ (شامی: ۲۰۷/۱) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ط: سعید

(۳) (لم يجز بيع الميتة والدم) لانعدام المالية التي هي ركن البيع فإنها لا يعبدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... وفي القاموس: الميتة مال لم تلحقه ذكاة وبالکسر للنوع فإن أريد بعدم الجواز عدمه في حق المسلمين بقيت على إطلاقها، وإن أريد الأعم للمسلم والكافر فيراد بها مامات حتف أنفه... (البحر الرائق: ۷۰/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید =

مردہ حیوان کی خرید و فروخت

مردہ مچھلی،^(۱) اور مردہ ٹڈی،^(۲) کے علاوہ باقی کسی بھی مردہ حیوان کی (۱۳۷) خرید و فروخت کرنا جائز نہیں اور قیمت بھی حرام ہے۔^(۳)

- ☐ الدر مع الرد: (۵/۵۰، ۵۱) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد
- ☐ الہندیة: (۳/۱۱۶) کتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس: في بيع المحرم الصيد، وفي بيع المحرمات، ط: رشيدية
- ☐ ما حرم أخذه حرم إعطائه... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/۷۷، ۷۸) المادة: ۳۳، القواعد، ط: رشيدية)
- ☐ لومات الرجل و كسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئاً وهو أولئى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها: لان سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه“ (الدر مع الرد: (۶/۳۸۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)
- ☐ البحر الرائق: (۸/۱۰۹) كتاب الغصب، ط: سعيد
- ☐ تبين الحقائق: (۶/۳۲۱، ۳۲۲) كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية
- (۱، ۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هو الطهور ماؤه والحل ميتة. (سنن الترمذي: (۲۷/۱) أبواب الطهارات، باب ما جاء في ماء البحر أنه طهور، ط: سعيد.
- ☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۵۱) كتاب الطهارة، باب أحكام المياة، الفصل الثاني، ط: قديمي.
- ☐ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أحلت لنا ميتتان ودمان فأما الميتان فالجراد والحوث وأما الدمان فالطحال والكبد. (السنن الكبرى للبيهقي: (۱/۲۵۴) كتاب الطهارة، جماع أبواب ما يفسد الماء، باب الحوت يموت في الماء والجراد، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)
- ☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۶۱) كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل أكله وما يحرم، الفصل الثاني، ط: قديمي
- (۳) حرمت عليكم الميتة. (المائدة: ۳)
- ☐ ونقل ابن المنذر وغيره: الإجماع على تحريم بيع الميتة، ويستثنى من ذلك السمك والجراد.
- (فتح الباري: (۴/۲۴۴)) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: دار المعرفة.
- ☐ عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو بمكة عام الفتح ”إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. الحديث. (صحيح البخاري: (۱/۲۹۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمي)“

مردہ مچھلی

مچھلی پکڑنے کے بعد مر جائے تو بھی اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۱)

۱۳۸

مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی

اگر کسی نے مرض الموت میں کوئی چیز کسی کو مارکیٹ قیمت سے کم میں خفیہ طور پر فروخت کر دی اور اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا میت کے کسی وارث کے ساتھ ہوا ہے مثلاً اولاد، بیوی یا والدین کے ساتھ، تو یہ سودا باقی وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ اجازت دیں گے تو نافذ ہو جائے گا، اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سودا نافذ نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا وارث کے علاوہ کسی اجنبی کے ساتھ ہوا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیانت دار اور تجربہ کار آدمی اس چیز کی قیمت کا اندازہ لگائیں اور پھر دیکھیں کہ خریدار نے اس سے کس قدر قیمت کم ادا کی ہے، اگر وہ کمی بائع (بیچنے والے) کے ایک تہائی ترکہ کے برابر یا اس سے کم ہے، تو بیع صحیح ہو جائے گی، اور اگر وہ کمی بائع کے ایک تہائی ترکہ سے زیادہ ہے تو وارثوں کی اجازت پر

= عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "إن اللہ تعالیٰ إذا حرم شیئاً، حرم ثمنه". (سنن الدارقطنی (۳۸۸/۳) رقم الحدیث: ۲۸۱۵، کتاب البیوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن (۱۱۳/۱۴) کتاب البیوع، أبواب البیوع الفاسدة، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، ط: إدارة القرآن.

(۱) ولا یحل حیوان مائی إلا السمک الذی مات بأقاة... وماتت بخز الماء أو برده وربطه فیہ أو الفاء شیء، فموتہ بأقاة... وحل الجراد... وأنواع السمک بلا ذکاة... (الدر مع الرد: (۶/۳۰۶، ۳۰۷) کتاب الذبائح، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/۱۷۲) کتاب الذبائح، فصل: فیما یحل وما لا یحل، ط: سعید

فتح القدر مع الکفاية: (۹/۵۱۳، ۵۱۵) کتاب الذبائح، فصل: فیما یحل آكله وما لا یحل، ط:

رشیدیہ

موقوف رہے گی اگر ورثہ بالغ ہیں تو خریدار سے کہا جائے گا کہ اس کی قیمت پوری کرو، ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت ایک تہائی تک نافذ ہوتی ہے، اس سے زیادہ میں نافذ نہیں ہوتی۔^(۱)

مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا

”صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۹/۴)

مرغی کا انڈا

”پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا

”انڈے کے عوض انڈے کی بیج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۰/۱)

مرغی مرگئی

کوئی مرغی یا بکری یا گائے وغیرہ مرگئی، تو اس کی بیج حرام اور باطل ہے،

(۱) إذا باع شخص فی مرض موتہ شیئا من مالہ لأحد ورثتہ، يعتبر ذلک موقوفا علی إجازة سائر

الورثة... فإن أجازوا بعد موت المريض، نفذ البيع والإفلا...

وإذا باع المريض فی مرض موتہ شیئا لأجنبي بضمن المثل، صح بیعہ وإن باعہ بدون ثمن

المثل وسلم المبيع، كان بیع محاباة يعتبر من ثلث مالہ، فإن كان الثلث وافيًا بصح، وإن كان الثلث

لا يفي بها، لزم المشتري إكمال ما نقص من ثمن المثل، واعطاه للورثة، فإن أكمل لزم البيع، والا كان

للورثة فسخه۔ (شرح المجلة لسلم رستم باز: (ص: ۲۲۱، ۲۲۲)، رقم المادة: ۳۹۳، ۳۹۴،

البيوع، الباب السابع فی بیان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الخامس فی أحكام بيع المريض، ط: مكتبة

حنفية كوئته، و: (۱/۱۷۶)، ط: فاروقيه كوئته۔

وقف بيع الغاصب علی إجازة المالك... وبيع المريض لو ارثه علی إجازة الباقي (الدر المختار)

أو علی صحة المريض، فإن صح من مرضه نفذ، وإن مات منه ولم تجز الورثة بطل۔ (شامی: (۱۱۲/۵)

كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فی الفضولي، ط: سعید)

الهندية: (۱۵۳/۳) كتاب البيوع، الباب الثاني عشر فی أحكام البيع الموقوف، ط: رشيدية۔

بلکہ اس مری ہوئی مرغی وغیرہ کو کسی کافر کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں، (۱) مری ہوئی بکری اور مری ہوئی گائے کی کھال اتروا کر دباغت دینے کے بعد کھال کو بیچنا اور اپنے کام میں لانا جائز ہے۔ (۲)

مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا

”وزن کر کے جانور فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۶)

مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار دونوں کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے خون اور مردار دونوں کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے، اور احادیث میں ان دونوں اشیاء کی تجارت کو بھی حرام کہا گیا ہے، لہذا ان چیزوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ (۳)

(۱) (لم یجز بیع الميتة والدم) لانعدام المالیتہ الی ہی رکن البیع فإنہما لا یعدان مالاً عند أحد و هو من قسم الباطل... فإن أريد بعدم الجواز عدمه فی حق المسلمین بقیت علی اطلاقها و إن أريد الأعم للمسلم والكافر فیراد بها مامات حتف أنفه... (البحر الرائق: ۶/۷۰) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

☞ الدر مع الرد: (۵/۵۰، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

☞ الہندیہ: (۳/۱۱۶) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصيد، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیہ

(۲) و جلد میتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... وبعده أى الدبغ یباع إلا جلد إنسان وخنزیر و حیة۔ (الدر مع الرد: ۵/۷۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

☞ البحر الرائق: (۶/۸۱) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

☞ الہندیہ: (۳/۱۱۵) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصيد، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیہ

(۳) قال الله تعالى: حرمت عليكم الميتة والدم والحمل الخنزير... الخ (المائدة: ۳)

☞ وقال تعالى: إنما حرم عليكم الميتة والدم... الخ (البقرة: ۱۷۳)

☞ عن عكرمة، عن ابن عباس أنه مثل عن الطحال، فقال: كلوه فقالوا: إنه دم، فقال: إنما حرم عليكم

الدم المسفوح. (تفسير ابن كثير: (۳/۵) المائدة: ۳، ط: مؤسسة قرطبة) =

مرغیوں کی بیٹ

آج کل پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بیٹ کو کھاد کے طور پر (۱۵۱) زمینداروں کو فروخت کر دیتے ہیں، یہ جائز ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ مٹی وغیرہ دوسری چیزیں مل جاتی ہیں۔^(۱)

عن أبي جحفة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم و ثمن الكلب و ثمن البغي، الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۱)، كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن جابر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر و الميتة و الخنزير و الأصنام الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

بيع الخمر و الميتة و الدم... باطل. (فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ)

بطل بیع مالیس بمال کالدم و الميتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(۱) ورجع الآدمی لم یغلب علیہ التراب، فلو مغلوباً به جاز کسرقین و بعر، و اکتفی فی البحر بمجرد خلطه بتراب۔

(قوله: کسرقین و بعر)... و المراد أنه يجوز بيعهما ولو خالصين و في البحر عن السراج: و يجوز بيع السرقين و البعر و الانتفاع به و الوقود به۔ (شامی (۵۸/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، قبل مطلب الآدمی مکرم شرعاً، ط: سعید)

ولا بأس ببيع السرقين أو السرجين وهو الزبل و بيع البعر؛ لأنه منتفع به؛ لأنه يلقى في الأرض لاستئثار الربيع فكان مالا و المال محل للبيع۔ (الفقه الإسلامي و أدلته: (۳۳۱/۵)، القسم الثالث: العقود و التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الرابع: البیع الباطل و البیع الفاسد، المطلب الأول أنواع البیع الباطل، بیع النجس و المتنجس، ط: رشیدیہ)

(کراهة بیع العذرة) رجوع الآدمی (خالصة لا) یکره بل یصح بیع (السرقین) الزبل خلافاً للشافعی (قوله الزبل) و فی الشرع لایلیة هو رجوع ماسوی الإنسان۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۸۵/۲)، کتاب المحظر و الإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/۱۹۹) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: سعید

مرغیوں کی خوراک

پولٹری فارم والے مختلف قسم کے مردار جانوروں کا خون، اور دوسرے بعض حرام جانور کے اعضاء اور دوائی وغیرہ ملا کر مرغیوں کی غذا تیار کرتے ہیں، اس قسم کی خوراک مرغیوں کو کھلانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، مرغیوں کو بھی حلال اور پاکیزہ غذا کھلانا چاہیے، البتہ ایسی غذا کھانے سے مرغی حرام نہیں ہوگی، کیونکہ مرغی شریعت کی مکلف نہیں ہے، ہاں انسان شریعت کے پابند ہیں، ان پر شریعت کی پابندی لازم ہے، ان کے لئے کسی جانور کو بھی خود حرام غذا کھلانے کی اجازت نہیں ہے۔

ہاں اگر ناپاک اور حرام غذا کی وجہ سے مرغی کے گوشت میں بدبو پیدا ہو جائے تو بدبو دور ہونے تک اس کو ذبح کرنا منع ہوگا۔

عام طور پر فارمی مرغیوں کا گوشت بدبو دار نہیں ہوتا، اس لئے فارمی مرغیوں کا گوشت کھانا حلال ہے۔^(۱)

مرغی وزن کر کے فروخت کرنا

موجودہ دور میں پولٹری فارم والے اور دوکاندار حضرات مرغی بیچتے وقت مشتری (خریدار) پر صرف گوشت فروخت نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ زندہ مرغی مکمل

(۱) وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجة وأربعة لشاء وعشرة لابل وبقر على الأظھر، ولو اكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت كما حل اكل جدى غدى بلبن خنزير؛ لأن لحمه لا يتغير وما غدى به بصير مستهلكا لا يبقى له أثر۔

(قوله: حلت) وعن هذا قالوا: لا بأس بأكل الدجاج؛ لأنه يخلط ولا يتغير لحمه، وروى أنه عليه السلام كان يأكل الدجاج، وماروى أن الدجاجة تحبس ثلاثة أيام تذبح فذلك على سبيل التنزه زيلعي۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۳۰، ۳۳۱) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۸۲، ۱۸۳) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل والشرب، ط: سعيد)

البنية شرح الهداية: (۱۱/۶۰۲) كتاب الذبائح، ط: دار الكتب العلمية۔

فروخت کرتے ہیں اس لئے اصل بیع (بیچی گئی چیز) معلوم ہونے کی وجہ سے وزن کر کے بیع کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔^(۱)

مزید ”وزن کر کے جانور فروخت کرنا“ عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔ (۴۲۴/۶)

مرکنٹائل ایکسچینج میں کاروبار

جس طرح اسٹاک مارکیٹ میں مختلف کمپنیوں کے حصص کا لین دین ہوتا ہے اسی طرح ”مرکنٹائل ایکسچینج“ (Mercantile Exchange) (سامان کے لین دین کا بازار) میں مختلف اجناس جیسے خام تیل، چاندی، کپاس، چاول اور گندم وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے، موجودہ دور میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کے سب سے زیادہ سودے مرکنٹائل ایکسچینج میں ہی ہوتے ہیں کیونکہ یہاں لین دین فیوچر سودوں کی شکل میں ہوتی ہے جن بیچی گئی چیز کی سپردگی اور قبضہ مستقبل کی کسی تاریخ پر طے ہوتا ہے، چونکہ یہاں کاروبار کرنے والوں کا مقصد چیز خرید کر قبضہ کرنا نہیں ہوتا اس لئے قبضہ اور سپردگی کی نوبت شاذ و نادر آتی ہے بلکہ مارکیٹ میں قیمت بڑھتے ہی وہ چیز آگے فروخت کر دی جاتی ہے، اور آخر میں قبضہ کے دن کی قیمت اور قیمت خرید کے درمیان فرق کا حساب کر لیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ”الف“ نے مرکنٹائل ایکسچینج میں پچاس ہزار روپے کی چینی

(۱) البیع شرعاً مبادلة شیئ مرغوب فیہ بمثلہ... علی وجه مفید مخصوص ای بایجاب أو تعاط۔ (الدر

مع الرد: (۵۰۲/۳، ۵۰۳) کتاب البیوع، ط: سعید)

البیع: اصطلاحاً عند الحنفیة مبادلة مال بمال علی وجه مخصوص أو هو مبادلة شیئ مرغوب فیہ

مثلہ علی وجه مفید مخصوص ای بایجاب أو تعاط۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۳۳۰/۵۵) القسم

الثالث: العقود أو التصرفات المرنية المالية، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الأول، المطلب

الأول: تعريف البیع۔ ط: رشیدیہ، دار الفکر۔)

فتح القدير: (۲۲۹/۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ)

خریدی جس کی سپردگی ایک ماہ بعد طے پائی لیکن اگلے ہی دن یا چند روز کے بعد اس کی قیمت بڑھ کر ساٹھ ہزار ہو گئی، تو اب ”الف“ صرف دس ہزار روپے منافع لے کر وہ چینی آگے فروخت کر دے گا، پھر سپردگی کی تاریخ آنے تک اس چینی پر مسلسل سودے ہوتے رہتے ہیں، جب سپردگی کی تاریخ آتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ آخری خریدار نے یہ چینی کس قیمت پر خریدی تھی، اور آج مارکیٹ میں اس کی قیمت کیا ہے، فرض کریں کہ آخری مشتری (خریدار) نے ۶۰ ہزار روپے میں خریدی تھی اور قبضہ کے دن اس کی قیمت ۶۲ ہزار روپے ہو گئی تو اس کے کھاتے میں دو ہزار روپے کا اندراج کر دیا جائے گا، اور اگر قبضہ کے دن قیمت کم ہو کر ۵۹ ہزار روپے رہ گئی تو اس کے کھاتے میں سے ایک ہزار روپے منہا کر لئے جائیں گے، اس طرح کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہاں خریدی ہوئی چیز پر قبضہ نہیں ہوتا، بلکہ قبضہ کرنا مقصد بھی نہیں ہوتا صرف نفع و نقصان کا فرق برابر کیا جاتا ہے اور یہ سٹہ ہے اس لئے یہ کاروبار حرام اور ناجائز ہے۔^(۱)

اور اگر اس میں قبضہ مقصود بھی ہو تو بھی ناجائز ہے کیونکہ چیز کی سپردگی اور قیمت کی ادائیگی دونوں ادھار ہوتی ہیں اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔
اور یہ بیع سلم بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں پوری قیمت پیشگی ادا نہیں کی جاتی۔

(۱) یا ایہا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی امتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: ۱۰۵/۱۱) رقم الحدیث: ۶۵۳۷، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ط: مؤسسة الرسالة

عن وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یخوز أن یدهب مالہ الی صاحبه ویجوز أن یتغید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۳۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید

خلاصہ یہ کہ یہ ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع ہے۔ جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)
مزید ”فیوچر سیل“ اور ”کومیکس کاروبار“ عنوانات کے تحت بھی دیکھیں۔

مرمت کے لئے چیز دی واپس لینے نہیں آیا

”سامان دیکر واپس لینے نہیں آیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۳)

مرنڈا

”پیپسی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے

پاکستان میں مروجہ اسلامی بینکنگ کے بارے میں بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے بلکہ اس کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں، اور ایڈوائزر بھی بنے ہوئے ہیں مگر اہل علم اور ارباب فتویٰ کی اکثریت نے اس نظام کے سودی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

28 اگست 2008ء میں صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ

خان رحمہ اللہ کی دعوت پر علماء اور مختلف مدارس اور دارالافتاء کے مفتیان کرام نے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی میں جمع ہو کر اپنے مشترکہ متفقہ فتوے کے ذریعہ اسلامی بینکنگ کو سودی اور غیر شرعی قرار دیا، اور اس فتوے کی بنیاد یہ تھی کہ سودی نظام کی بنیاد پر قائم بینکوں نے خود کو اسلامی بینک بنانے کے لئے جو ذرائع، طریقے

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه نہی عن بیع الکالی بالکالی ہو النسینة

بالنسینة. (المستدرک للحاکم: (۵۷/۲) کتاب البیوع، النهی عن بیع الکالی بالکالی، ط: دار المعرفہ.

سنن الکبریٰ للبیہقی: (۲۹۰/۵) کتاب البیوع، جماع أبواب الربا، باب ماجاء فی النهی عن بیع

الدین بالدین، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ

کنز العمال: (۱۷۲/۳) رقم الحدیث: ۱۰۰۲۵، کتاب البیوع، من قسم الأفعال، باب الکسب،

معظرات متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة.

اور حیلے اختیار کئے ہیں اسلامی لحاظ سے وہ کافی نہیں ہیں، اور اپنی اصل کے اعتبار سے ان بینکوں کا نظام سود ہی ہے، صرف نام کے اعتبار سے ”اسلامی“ کا لفظ شروع میں بڑھانے سے اسلامی نہیں ہوگا۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ

مروجہ اسلامی بینکنگ کا نظام کامیابی سے چلنے کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کے یہودی اور ان کے اتحادی حکمران مروجہ اسلامی بینکنگ کی حمایت اور سرپرستی کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے اربوں کھربوں کی دولت کا وہ حصہ جو وہ سودی بینکوں میں غیر اسلامی ہونے کی بنا پر نہیں رکھا جاتا تھا وہ ان کے تصرف اور استعمال میں آجائے۔

مزید یہ کہ 9/11 کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا ہے، اور صلیبی جنگ کسی ملک یا حکمران کے خلاف نہیں بلکہ صرف اہل حق مسلمانوں کے خلاف ہے، اور اہل حق وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دین اسلام کے خلاف کوئی کام ہو تو اس کا دفاع کرتے ہیں، اور ان لوگوں کا تعاون صرف دیندار لوگ کرتے ہیں، اور دیندار لوگ اپنی رقم سودی بینک میں جمع نہیں کراتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی دولت پر عیسائی اور یہودی کنٹرول نہیں کر پارہے تھے کیونکہ ان کی رقوم سودی بینکوں میں جمع نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نظر اور تصرف میں نہیں تھیں، اور وہ لوگ دینی طبقوں کی مدد سے نہیں روک پارہے تھے اس لئے اسلامی بینکنگ کے نام سے اسلامی بینک کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ دیندار طبقہ ان نام نہاد اسلامی بینکوں کو حقیقی اسلامی بینک سمجھیں اور ان میں اپنی اپنی رقوم جمع کریں چنانچہ عیسائی اور یہودی اس منصوبہ میں کامیاب ہو گئے اب اہل حق دینداروں کے پیسے مروجہ اسلامی بینکوں میں جمع ہیں اور وہ یہود و نصاریٰ کے تصرف اور استعمال میں ہیں اور وہ ان رقوم سے خوب کمائی کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف استعمال

کر رہے ہیں، اور کوئی بھی مالدار آدمی دینی اداروں کے لئے بینک کا چیک دینا چاہے تو نہیں دے سکتا گرفتار کر لیا جاتا ہے یہ مروجہ اسلامی بینکنگ کے کارنامے ہیں۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کی چند خرابیاں

☆..... جو علماء مروجہ اسلامی بینکنگ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ پہلے سودی بینک سے مالی معاملات کرنے کی وجہ سے سو فیصد سود میں ملوث تھے وہ اگر اپنے مالی معاملات اور سودی بینکوں کو چھوڑ کر مروجہ اسلامی بینک میں اپنی رقم رکھیں گے تو وہ سو فیصد سود میں ملوث ہونے کے بجائے مثلاً چالیس فیصد سود پر آ جائیں گے تو یہ سودی بینک سے بہتر ہے۔ ان حضرات کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس میں نقصان یہ ہے کہ جو لوگ پہلے اپنی دینداری اور احتیاط کی وجہ سے سودی معاملے سے بالکل پاک تھے، وہ بھی یقینی طور پر اسلامی بینک ہونے کے دعویدار بینکوں کو اسلامی بینک سمجھتے ہوئے سودی بینکنگ میں ملوث ہو جائیں گے اور اس طرح امت کے پرہیزگار لوگ بھی سود کے چالیس فیصد لیول پر آ جائیں گے، اور یہ آخرت کے اعتبار سے ایک بہت بڑا نقصان ہے، اور سودی معاملہ سو فیصد کرنا جس طرح حرام ہے ایک فیصد کرنا بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ پاخانہ ایک من کھانا جس طرح ناپاک اور حرام ہے ایک گرام کھانا بھی ناپاک اور حرام ہے، زہر ایک من پینا جس طرح نقصان دہ ہے ایک قطرہ پینا بھی اسی طرح نقصان دہ ہے، آگ اگر زیادہ ہے وہ جس طرح جلا کے راکھ کر دیتی ہے اسی طرح تھوڑی آگ بھی جلا کے راکھ کر دیتی ہے، اس لئے سود کی شرح کم یا زیادہ کہہ کر لوگوں کو تسلی دینا اور اس طرف رغبت دلانا جائز نہیں ہے۔^(۱)

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا و موكله و كاتبه و شاهده، و قال: هم سواء. (صحیح مسلم: (۲۷/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی) =

☆..... کسی چیز کی قیمت یا کرایہ طے کرنے کے لئے سودی بینکوں کے آپس کے لین دین کی شرح سود کو ہی معیار بنایا جاتا ہے، حالانکہ اسلامی بینکنگ میں شرح سود نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے مطابق معیار مقرر کرنا ضروری ہے۔^(۱)

☆..... مقررہ وقت پر قسطوں کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مروجہ اسلامی بینک بھی جبری صدقہ کے نام سے جرمانہ وصول کرتا ہے جو سود ہی کی ایک صورت ہے۔^(۲)

☆..... کارلیزنگ، اور ہوم فنانسنگ میں انشورنس یا تکافل کرایا جاتا ہے اور جس طرح انشورنس سود، جوئے اور دھوکے کا مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے

= عن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدارقطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)
(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربا وموكله وكتبه وشاهديه وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

= عن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدارقطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)
(۲) باب الربو هو فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال. (كنز الدقائق: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

= وأما إذا التزم المدعي عليه أنه ان لم يوفه حقه في وقت كذا فله عليه كذا وكذا، فهذا لا يختلف في بطلانه؛ لأنه صريح الربا... وأما إذا التزم أنه ان لم يوف حقه في وقت كذا فعليه كذا وكذا الفلان أو صدقة للمساكين، فهذا هو محل الخلاف المعقود له هذا الباب فالمشهور أنه لا يقضي به كما تقدم. (فتح العلي المالك في الفتوى على مذهب الإمام مالك: (۳۴/۱) مسائل الالتزام، أقسام الالتزام، الباب الثاني: الالتزام المعلق على فعل الملتزم، ط: دار المعرفة)

اسی طرح تکافل بھی انہی تینوں سے مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

☆..... اور بینک میں جب بھی کوئی عقد کیا جاتا ہے تو ایک عقد میں دو عقد

ہوتے ہیں اور یہ ناجائز ہے۔ (۲)

☆..... اسلامی بینک میں کام کرنے والے لوگ وضع قطع، بہیت و شکل میں

سوڈی بینک کے ملازمین سے مختلف نہیں ہیں، آخر جو لوگ اپنے وجود پر اسلام نافذ کرنے کو تیار نہیں وہ سوڈی بینک کے نظام کو اسلامی نظام بنانے کے لئے کیسے تیار

(۱) یا ایہا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی امتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۲۳/۱۱) رقم الحدیث: ۶۵۶۳، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ط: مؤسسة الرسالة)

القمار کلہ من المیسر... وهو السہام التي یجیلونہا فمن خرج سہمہ استحق منه ما توجہ علامۃ السہم... وحقیقۃ تملیک المال علی المخاطرة، وهو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعة علی الأخطار۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۶۵/۲)، المائدہ: ۹۰، ط: دار الکتب العربیہ)۔

القمار وسمى القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یخوز أن یدهب مالہ إلی صاحبه ویجوز أن یسئد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۳۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الحصاة وعن بیع الغرر۔ (صحیح مسلم: (۲/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذی فیہ غرر، ط: قدیمی)

انظر ایضاً رقم الحاشیہ: ۱ علی الصفحۃ السابقہ۔
(۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صفقتین فی صفقۃ واحدہ۔ (معجم الزوائد: (۸۱/۴) رقم الحدیث: ۱۳۸۲، کتاب البیوع، باب ماجاء فی صفقتین فی صفقۃ، ط: مکتبۃ القدس)

القمار لو باع عبداً علی أن یتخدمہ البائع شهر أو داراً علی أن یتسکنہا... لأنه شرط لا یقتضیہ العقد و فیہ منفعة لأحد المتعاقدين... ولأنه لو کان الخدمۃ والسکنی یقابلهما شی من الثمن یكون اجارۃ فی بیع ولو کان لا یقابلهما یكون إعارۃ فی بیع وقد نہی صلی اللہ علیہ وسلم عن صفقتین فی صفقۃ۔ (الهدایہ: (۶۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیہ)

البین الحقائق: (۵۹/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان)

ہوں گے اور جس حکومت نے غیر سودی بینکاری کے حق میں فیصلہ دینے کی وجہ سے فیصلہ دینے والے کو شرعی عدالت سے نکال دیا تھا اسی حکومت نے اور انہی لوگوں نے کچھ ہی دن کے بعد اسلامی بینکاری کی صدائیں لگانی کیسے شروع کر دیں؟ اور وقت کا سپر پاور جو ہمارے ہاں کا نصاب کی کتابوں میں قرآن مجید کی سورتوں کو برداشت نہیں کرتا خارج کر داتا ہے، وہ صرف ملکی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اتنے اہم اسلامی بینکنگ کے نظام کو کیسے برداشت کرتا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔

☆..... یہودیوں کے سودی نظام کو حیلے بہانے سے غیر سودی اور اسلامی قرار دینا اجتہاد اور جدید تحقیق نہیں بلکہ تجدد اور بدعت ہے، اور مغرب کے غیر اسلامی فکر و عمل کو اسلام قبول کرانا ہے بلکہ یہ الٹا اسلام کو مغربی فکر و عمل کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلام کے دشمنوں کی خواہش ہے۔

مروجہ اسلامی بینکوں کے ترجمان

مروجہ اسلامی بینکوں کے وکیل اور ترجمان اس بات پر مصر ہیں کہ ہم نے سودی بینک کے لیز وغیرہ میں پائی جانے والی تمام خرابیاں دور کر دی ہیں، اور ہمارا اجارہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، جو علماء اور مفتیان کرام مخالفت کر رہے ہیں وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کا طریق کار کیا ہوتا ہے یہ مخالفین اس معاملے میں بالکل بے علم ہیں لہذا ان کی مخالفت اور تنقید کا اعتبار نہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور بینکنگ کے نظام کو فقہاء کرام کے بتائے ہوئے طریقے کے ساتھ تطبیق دی جائے تو صورت حال اس کے بالکل الٹ نظر آتی ہے، کیونکہ مروجہ اسلامی بینکاری کے بارے میں جتنی زیادہ آگاہی حاصل کی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ

اس کی قباحتیں کھل کر سامنے آتی ہیں کیونکہ مروجہ اسلامی بینک شرعی اصطلاحات، مضاربہ، مراحہ، اجارہ اور مشارکہ وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں (اگر یہ حضرات غیر اسلامی انگریز اور یہودیوں کی اصطلاحات استعمال کرتے تب علماء کرام کے لئے سمجھنا کچھ مشکل ہوتا) جس سے ان کے معاملات سرسری نظر میں جائز ہونے کا تاثر دیتے ہیں، لیکن جب اسلامی بینک میں رائج اجارہ وغیرہ کے طریقے کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو ان کے نقائص اور شریعت کی مخالفت کھل کر سامنے آنا شروع ہو جاتی ہیں، لہذا مروجہ اسلامی بینکنگ کی مخالفت کرنے والے علماء کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کے طریق کار کے بارے میں بالکل بے علم ہیں وغیرہ یہ درست نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جو علماء اور مفتیان مروجہ اسلامی بینکوں کے حامی ہیں ان کی اسلامی بینکوں کے معاملات پر گہری نظر نہیں ہے اس لئے یہ ان کی حمایت کر رہے ہیں، اگر انہوں نے اسلامی بینکوں کے معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہوتا تو انہیں کبھی جائز قرار نہ دیتے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور دین پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

مریض کے لئے خون خریدنا

”خون مریض کے لئے خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۳)

مری ہوئی مچھلی

”مچھلی مری ہوئی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۹/۶)

مری ہوئی مرغی

”مرغی مرگئی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۹/۶)

مزایبہ

مزایبہ: یہ ہے کہ درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا۔

مثلاً اتاری ہوئے کھجوروں کے بدلے میں کھجور کے درخت پر لگی تازہ اور تر کھجوروں کی بیج کرنا، اور درخت پر لگے ہوئے انگور کے بدلے میں اتارے ہوئے انگور اور کشمش کی بیج کرنا، یہ بیج جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں کمی زیادتی کا احتمال ہے۔^(۱)

مزاج دھوکہ دہی کا بن جائے

”دھوکہ دہی کا مزاج ہو تو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۱/۳)

مزارات کے چڑھاوے مجاور سے خریدنا

قبروں پر چادریں ڈالنا، اور پھول وغیرہ دوسری چیزیں چڑھانا، ناجائز اور حرام ہے، قرآن و سنت، صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے۔ اور مجاور اور متولی ان چیزوں کے مالک نہیں بنتے، کیونکہ دینے والوں نے یہ چیزیں مجاور اور متولی کو نہیں دیں، بلکہ قبر میں موجود بزرگ کو دی ہیں، اس لئے مجاور اور متولی کے لئے ان چیزوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور لوگوں کے لئے بھی خریدنا جائز نہیں ہے، بلکہ خریدنے سے بھی مشتری (خریدار) ان چیزوں کے مالک نہیں بنیں گے۔

ہاں اگر ان چیزوں کو قبر پر چڑھانے والے مالک نے توبہ کر لی اور غلط نیت

(۱) وبيع المزایبہ: وهو بيع الثمر علی النخیل بتمر مع لود مثل کیلہ خرصاً لأنه نہی عن المزایبہ والمحاقلة... ولانه باع مکیلاً بمکیل من جنسه فلا یجوز بطریق الخرض کما إذا کان موضوعاً علی الأرض، وکذا العنب بالزبيب علی هذا. (الهدایة: ۵۴/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیہ
 ۱۹۴/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط جریان الربا، ط: سعید
 مجمع الأنهر: (۸۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة.

سے باز آ گیا پھر اپنی چیز کو بیچ دیا تو جائز اور درست ہے۔ (۱)

مزارعت

عقد مزارعت یہ ہے کہ زمین کا مالک کسی کسان سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ کسان اس زمین میں کھیتی باڑی کرے، اور جو پیداوار حاصل ہوگی، اس کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی مثلاً کسان کو دیا جائیگا بقیہ مالک کا ہوگا۔ (۲)

(۱) قال الله تعالى: { حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به } [المائدة]
 قوله تعالى: { وما أهل به لغير الله } أي ما أعلن به أو نودى عليه بغير اسم الله تعالى وهو مأخوذ من "أهل"
 إذا رفع صوته بالكلام... "فأهل" في آية مبني للمجهول، أي ما أهل عليه المهمل غير اسم الله ضمن
 "أهل" معنى "تقرب" فعدى لمتعلقه بالباء، وباللام مثل تقرب...
 وفائدة هذا التضمن تحريم ما تقرب به لغير الله تعالى - (التحرير والتوير للعلامة محمد

طاهر بن عاشور - (۲/ ۱۱۹، ۱۲۰) سورة البقرة، ط: الدار التونسية، دار سحنون تونس)
 وأنا النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض أو له حاجة
 ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه فيقول: يا سيدي فلان ان ردغائبى أو عوفى
 مريضى، أو قضيت حاجتى فلک من الذهب کذا، أو من الفضة کذا، أو من الطعام کذا، أو من الماء کذا
 أو من الشمع کذا، أو من الزيت کذا فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه: منها أنه نذر مخلوق، والنذر
 للمخلوق لا يجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لا تكون للمخلوق، ومنها: أن المنذور له ميت والميت
 لا يملك، ومنها: ان ظن ان الميت يتصرف فى الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر... ولا تشتغل
 الذمة به، ولأنه حرام بل سحت ولا يجوز لخادم الشيخ أخذه ولا آكله ولا التصرف فيه بوجه من
 الوجوه... فإذا علمت هذا فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء
 تقريباً إليهم فحرام بإجماع المسلمين ما لم يقصدوا بصرفها للفقراء الأحياء قولاً واحداً - (البحر
 الرائق: (۲/ ۲۹۸) كتاب الصوم، فصل: فى النذر، قبيل: باب الإعتكاف، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمى)
 الدر مع الرد: (۲/ ۳۳۹) كتاب الصوم، فروع، قبيل: باب الاعتكاف، ط: سعيد -
 تنمعة: فى الأحكام عن الحجة: تکره الستور على القبور - (شامى: (۲/ ۲۳۸) كتاب الصلاة، باب
 صلاة الجنائز، ط: سعيد)

(۲) هي عقد على الزرع ببعض الخارج، وهي جائزة عند أبي يوسف ومحمد؛ لأن النبي ﷺ عامل من
 أهل غير على نصف ما يخرج من ثمر وزرع، ولأن الحاجة ماسة إليها لأن صاحب الأرض قد لا يقدر
 على العمل بنفسه ولا يجد ما يستاجر به والقادر على العمل لا يجد أرضاً ولا ما يعمل به، فدعت الحاجة =

مزارعت صحیح ہونے کی شرائط

☆ مزارعت صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں:

- ① زمین زراعت کی صلاحیت رکھتی ہو۔
- ② زمیندار اور مزارع اہل عقد میں سے ہوں۔
- ③ مدت کی تعیین۔
- ④ بیج دینے والے کی تعیین۔
- ⑤ حصہ کی تعیین۔
- ⑥ مزارع کو زمین کا قبضہ دینا۔
- ⑦ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا بیان۔
- ⑧ بیج کی جنس کی تعیین۔^(۱)

مزارعت کی سات صورتیں ہیں

مزارعت کی سات صورتیں ہیں:

① زمین اور بیج دونوں ایک کے ہوں، ہل چلانے کی گائے اور عمل دوسرے

= إلى جوازها، دفعا للحاجة كالمضاربة۔ (الاختیار لتعلیل المختار: (۱۶، ۱۵۳) كتاب المزارعة، ط: دار الرسالة العالمية)

② الدر مع الرد: (۲۷۳/۶) كتاب المزارعة، ط: سعيد

③ البحر الرائق: (۱۵۹/۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد

(۱) (وعندهما تصح، وبه يفتى) ... (بشروط) ثمانية (صلاحية الأرض للزراع، وأهلية العاقدین،

وذكر المدة) ... وذكر (رب البذر) ... (وجنسه) لا قدره لعلمه بأعلام الأرض وشرطه في الإختیار،

وذكر (قسط) العامل (الآخر) ولو بينا حظ رب البذر وسكتا عن حظ العامل جاز استحساناً، وبشرط

(التخلية بين الأرض) ولو مع البذر (والعامل) وبشرط (الشركة في الخارج)۔ (الدر مع الرد: (۶/

۲۷۶، ۲۷۵) كتاب المزارعة، ط: سعيد

④ البحر الرائق: (۱۵۹/۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد

⑤ فتح القدير مع الكفاية: (۳۷۵/۹، ۳۷۶) كتاب المزارعة، ط: رشیدیہ

کا، موجودہ زمانہ میں ٹریکٹر اور عمل دوسرے کے۔

۱۶ زمین ایک کی، باقی بیج اور ٹریکٹر وغیرہ سب دوسرے کا۔

۱۷ عمل ایک کا، باقی سب دوسرے کا۔

۱۸ زمین اور گائے (ٹریکٹر) ایک کے، بیج اور عمل دوسرے کے۔

۱۹ گائے (ٹریکٹر) و بیج ایک کے، زمین و عمل دوسرے کے۔

۲۰ گائے (ٹریکٹر) ایک کے، باقی سب دوسرے کے۔

۲۱ بیج ایک کا، باقی سب دوسرے کے۔

ان سات اقسام میں سے مزارعت کی پہلی تین قسمیں صحیح ہیں، اور آخری

چار قسمیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔^(۱)

مزدوری کا حق فروخت کرنا

”ملازمت کا حق فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۱/۶)

مزدوری کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا

”اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

مزدوری لینا زیورات کے تبادلے میں

”نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۰۲/۶)

(۱) (و کذا) صحت (لو كان الأرض والبدر لزید، والبقر والعمل للآخر)، أو الأرض له والباقي للآخر،

(أو العمل له والباقي للآخر)، فلهذه الثلاثة جائزة، وبطلت في أربعة أوجه، (لو كان الأرض والبقر لزید،

أو البقر والبدر له، والآخران للآخر، والبقر أو البدر له والباقي للآخر فهي بالنقسيم العقلي سبعة أوجه۔

(الدر المختار مع الرد: (۲۷۸، ۲۷۷/۶) كتاب المزارعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۶۰/۸) كتاب المزارعة، ط: سعید)

فتح القدير مع الكفاية: (۳۷۷، ۳۷۶/۹) كتاب المزارعة، ط: رشیدیہ)

مزدوری نہ دینا کام کے بعد

۱۶۶

کسی سے کام لینے کے بعد مزدوری نہ دینا انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی بات ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ اگر اس دنیا میں اجرت نہیں دی تو کل قیامت کے دن اللہ پاک اس مزدور کے فریق بن کر مسئلہ حل فرمائیں گے، اور ایسے لوگوں کے مال اور کاروبار میں برکت بھی نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین آدمیوں کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا:

- ① جس نے میرے نام کی قسم کھائی اور پورا نہیں کیا۔
- ② جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی۔
- ③ جس نے کسی اجیر و مزدور کو رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔^(۱)

میرے لئے فروخت کر دیں

”باع سے کہا کہ آپ اس چیز کو خود اپنے لئے فروخت کر لیں“ عنوان کے

تحت دیکھیں۔ (۷۶/۲)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حراً فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيراً فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: ۱۹۷۶) كتاب البيوع، باب إثم من باع حراً، ط: قديمي.

② سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۶) ابواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.

③ السنن الكبرى للبيهقي: (۱۱۷/۶) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ.

④ ذكر ما يستفاد منه فيه: أن العذاب الشديد على الثلاثة المذكورين... وأما الثالث؛ فهو داخل في

بيع الحر؛ لأنه استخدمه بغير عوض، وهذا عين الظلم. (عمدة القاري: ۴۲/۱۲) كتاب البيوع، باب إثم

من منع الأجير أجره، ط: دار إحياء التراث العربی)

مسابقت

مسابقہ انعام کے معاوضہ کے بغیر خواہ انسانوں کے درمیان ہو یا جانوروں (۱۶۷)

کے درمیان سواری کے ساتھ ہو یا پیدل دوڑ میں جسمانی ورزش کی غرض سے ہو یا فوجی اور عسکری تعلیم و تربیت کی غرض سے ہونہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ امام نووی نے مستحب لکھا ہے، البتہ محض تماشہ اور کھیل مقصود ہو تو جائز نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے خود گھڑ دوڑ کرائی ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی گھڑ دوڑ میں حصہ لیا ہے۔ (۱)

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ سابق بالخيل التي قد أضمرت من الحفياء و كان أمد هائنية الوداع، و سابق بين الخيل التي لم تضر من الثنية إلى مسجد بنى زريق، و كان ابن عمر فيمن سابق بها۔ (صحيح المسلم: (۱۳۲/۲) كتاب الأمانة، باب المسابقة بين الخيل و تضميرها، ط: قديمي)

في ذكر حديث مسابقة النبي ﷺ بين الخيل المضمرة و غير المضمرة، و فيه جواز المسابقة بين الخيل، و جواز تضميرها و هما مجمع عليهما للمصلحة في ذلك... و اختلف العلماء في أن المسابقة بينهما مباحة أم مستحبة، و مذهب أصحابنا أنها مستحبة كما ذكرنا، (شرح مسلم للنووي: (۲/۱۳۲) كتاب الأمانة، باب المسابقة بين الخيل و تضميرها، ط: قديمي)

دل حديث الباب على جواز عقد المسابقة بين الخيل، و لا خلاف بين الفقهاء في جوازها إذا كان بغير عوض، لكن قصرها مالك و الشافعي على الخف و الحافر و النصل، و خصه بعض العلماء بالخيل و أجازوه عطاء في كل شيء كما في فتح الباري۔ و سئل ابن المسيب رضي الله عنه عن الدحو بالحجارة، فقال: لا بأس به، يقال: فلان يدحو بالحجارة أي يرمي بها كذا في المرقاة لعلي القاري۔ و أما المسابقة بعوض، وهي المراهنة فلها صور مختلفة: الأولى: أن يكون العوض كالجائزة المقدمة من غير المتسابقين كالإمام و غيره، و هذا جائز بالإجماع... الصورة الثانية: أن يكون المال من أحد الجانبين فقط، مثل: أن يقول: إن سبقتي فلک كذا، و إن سبقتك فلا شيء لي عليك أو على العكس، فهذا جائز... و الصورة الثالثة: أن يكون المال من الجانبين بان يقول: إن سبقتي فلک على كذا، و إن سبقتك فلا شيء لي عليك كذا، فهذا حرام بالإجماع: لأنه من المقامرة المنهي عنها... (تكملة فتح الملهم: (۲۴۰/۳۳) تحت رقم الحديث: ۳۸۰۵/۹۵، (۱۸۷۰) كتاب الأمانة، باب المسابقة بين الخيل، و تضميرها، مسألة المساق الخيل و المراهنة على ذلك، ط: دار القلم دمشق)

المساق بجوز في أربعة أشياء في الخف يعني البعير و في الحافر يعني الفرس و في النصل يعني الرمي و في المشي بالأقدام يعني العدو، و إنما يجوز ذلك إن كان البدل معلوماً في جانب واحد بان قال =

اور مسابقتہ عوض اور انعام کی شرط کے ساتھ ہے تو اس میں تفصیل ہے:

① مسابقت اور بازی لگانے والے فریقوں کے درمیان لین دین کی کوئی شرط نہ ہو، بلکہ حکومت، یا کوئی جماعت، یا انجمن یا تیسرا فرد بازی میں جیتنے والے کے لئے عوض اور انعام مقرر کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔

② مسابقت میں دو فریق میں سے کسی ایک فریق نے بازی جیت جانے پر دوسرے کے لئے انعام اور عوض دینے کا وعدہ کیا ہے، دوسرے نے اپنے لئے کوئی شرط نہیں رکھی تو یہ بھی جائز ہے۔

③ دو فریق آپس میں اس شرط کے ساتھ مسابقت میں حصہ لیں کہ جو فریق آگے بڑھے گا اس کے لئے ہارنے والے پر مثلاً ایک ہزار روپیہ لازم ہوگا، یہ صورت جائز نہیں، یہ قمار اور جوا ہے۔^(۱)

مساقات

”مساقة“ کا معنی اپنے درخت یا باغ کو کسی دوسرے کے حوالے کرنا

= إن سقتی فلک کذا وإن سقتک لاشی لی علیک أو علی القلب، أما إذا کان البدل من الجانبین فهو قمار حرام إلا إذا دخل محللاً بینہما... وما یفعلہ الأمرء فهو جائز أيضاً بأن یقولوا لاثنین ایکما سبق فله کذا... (الہندیہ: ۳۲۳/۵) کتاب الکراہیۃ، الباب السادس فی المسابقتہ، ط: رشیدیہ

④ (وجازت المسابقتہ بالفرس والابل والأرجل والرمی) لیرتاض للجہاد، (وحرّم شرط الجعل من الجانبین) إلا إذا دخل محللاً بشروطہ... (لا یحرم (من أحد الجانبین) استحساناً... وأما بلا جعل فیجوز فی کل شیء، وتماہ فی الزیلعی۔ (قولہ: وتماہ فی الزیلعی) حیث ذکر أنه لو قال واحد من الناس لجماعة من الفرسان أو لاثنین من سبق فله کذا من مال نفسه أو قال للرماء من أصاب الهدف فله کذا جاز لأنه من باب التفتیل... (الدرمع الرد: ۷۵۲/۶) مسائل شعی، قبیل: کتاب الفرائض، ط: سعید

⑤ البحر الرائق: (۳۸۶/۸) مسائل شعی، قبیل: کتاب الفرائض، ط: سعید

⑥ والمصارعة لیست ببدعة إلا للتلہی فتکرہ... (الدرمع الرد: ۳۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید

(۱) انظر الی الحاشیة السابقتہ رقم: ۱، علی الصفحہ السابقتہ۔

تاکہ وہ اس کو سیراب کرے، اور اس کی دیکھ بھال کرے، اور اس کو زیادہ پھل لگنے کے قابل بنائے، اور شرط یہ ہو کہ پیداوار کا ایک معین حصہ اجرت میں دیا جائے گا، مثلاً آدھا حصہ یا ایک تہائی حصہ، یا ایک چوتھائی حصہ اجرت میں دیا جائے گا۔^(۱) اس کو باغات اور درختوں کو بٹائی پر دینا کہتے ہیں۔

مساقاۃ کی شرائط

مساقاۃ صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں:

① عمل صرف عامل کے ذمہ ہو، باغ کا مالک عمل میں شریک نہ ہو، یہی

مساقاۃ کا تقاضہ ہے۔

② باغ مکمل طور پر عامل کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ باغ کی درستگی، نالہ وغیرہ بنانا، زائد کانٹے اور پتے وغیرہ کاٹنے کا عمل یکسوئی کے ساتھ انجام دے سکے۔

③ پیداوار کے بعض معین حصے کو اجرت مقرر کیا جائے، مثلاً آدھا، تہائی یا چوتھائی اور اگر اجرت اس طرح متعین کرے کہ پیداوار میں سے مثلاً دس من میرا ہوگا بقیہ تمہارا، تو عقد مساقاۃ باطل ہو جائے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل پیداوار ہی صرف دس من ہو یا اس سے کم، اس صورت میں عامل کا نقصان ہو جائے گا۔

④ مدت متعین ہونی چاہیے، وہ مدت جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار ہو سکتا ہے، اور اس کو اتارا جاسکتا ہے، اور اگر ایسی مدت مقرر کی جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار نہیں ہوتا، تو اس سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے گا، کیونکہ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔

(۱) می دفع الشجر إلى من يسقيه ويصلحه، بجزء مغین من ثمره۔ (ملتی الا بحر مع مجمع الأنهر:

۱۳۸/۳) کتاب المساقاۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

الدر مع الرد: (۶/۲۸۵، ۲۸۶) کتاب المساقاۃ، ط: سعید

البحر الرائق: (۸/۱۶۳) کتاب المساقاۃ، ط: سعید

(نوٹ) اگر شرط فاسد کی وجہ سے عقد مساقاة فاسد ہو جائے تو تمام پھل مالک کا ہوگا اور عامل کو اجرت مثل ملے گی۔ (۱)

مساومہ

”مساومہ“ یہ ہے کہ آپس کے بھاؤ تاؤ کے ذریعہ مارکیٹ ریٹ پر سودا طے کیا جائے۔ (۲)

”بیع مساومہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۲)

(۱) وإن سمی فی المعاملة، وقتا یعلم انه لا یخرج الثمر فیها، فسدت المعاملة لفوات المقصود وهو الشركة فی الخارج، ولو سمی بمدة قد یبلغ الثمر فیها، وقد تأخر عنها قليلا جازت؛ لأننا لا نتیقن بفوات المقصود، ثم لو خرج فی الوقت المسمى فهو علی الشركة لصحة العقد، وإن تأخر فللعامل أجر المثل لفساد العقد لأنه تبین الخطأ فی المدة المسماة... (الهدایة: (۳/۳۲۹، ۳۳۰) کتاب المساقاة، ط: رشیدیہ)

☞ وأما شرائطها: فمنها: أن یكون العاقدان عاقلین فلا یجوز عقد من لا یعقل... ومنها: أن تكون حصة كل واحد منهما من بعض الخارج مشاعة معلومة القدر، ومنها: التسليم إلى العامل، وهو التخلية حتى لو شرط العمل علیهما فسد، وأما بیان المدة فلیس بشرط لجواز المعاملة استحساناً ویقع علی أول ثمرة تخرج فی أول السنة لتعامل الناس فی ذلك من غیر بیان المدة... وأما حکم المعاملة الفاسدة فأنواع... منها: أن الخارج كله لصاحب الملك ولا یتصدق بشئ منه، ومنها أن وجوب أجر المثل لا یجب علی الخارج بل یجب وإن لم یخرج الشجر شیئاً... (الهندیة: (۵/۲۷۷، ۲۷۸) کتاب المعاملة، الباب الاول: فی تفسیرها وشرائطها وأحكامها، ط: رشیدیہ)

☞ (وهی كالمزارعة)... وشرطها عندهما شروط المزارعة فی جميع ما ذكرنا إلا فی أربعة أشياء أحدها: إذا امتع أحدهما یجب لأنه لا ضرر علیه فی المضي بخلاف المزارعة علی ماتقدم، الثاني: إذا انقضت المدة تترك بلا أجره علی ماتبین بخلاف المزارعة، الثالث: إذا استحق النخل یرجع العامل بأجر مثله والزراع بقيمة الزرع، والرابع: فی بیان المدة فإذا لم یبین المدة فیها یجوز استحساناً لأن التیقن وقت ادراك الثمرة معلوم وقلمما یتفاوت فیہ... (فإذا فسدت للعامل أجر مثله) لأنها فی معنى الإجارة كالمزارعة إذا فسدت. (البحر الرائق: (۸/۱۶۳، ۱۶۵) کتاب المساقاة، ط: سعید)

☞ الدر مع الرد: (۶/۲۸۶، ۲۸۷) کتاب المساقاة، ط: سعید

(۲) المساومة: بیع یتفق فیہ البائع والمشتري علی ثمن محدد، دون نظر إلى تكلفة البائع وربحیه... وأكثر ما یتباع الناس بهذا الطریق۔ (فقه البیوع: (۲/۶۳۱) المبحث السادس، التقسیم الثاني من حیث ربحیة البیع، ط: معارف القرآن کراچی)

☞ الدر مع الرد: (۵/۱۳۲) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید

مسائل بتانے پر اجرت لینا

☆ اگر کوئی شخص مفتی سے مسئلہ پوچھے اور مفتی کو معلوم ہے تو بتانا فرض ہے، (۱۷۱)

لہذا اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔

☆ اگر کوئی مفتی لوگوں کی سہولت کیلئے اپنا وقت فارغ کر کے صرف مسائل بتانے اور لکھ کر دینے کے لئے کسی جگہ بیٹھ جاتا ہے، تو چوں کہ ایسا کرنا اس پر فرض نہیں ہے، اس لئے وہ مخصوص وقت اس کام کے لئے خاص کرنے کی وجہ سے مسائل پوچھنے والوں سے اجرت لے سکتا ہے۔^(۱)

= البحر الرائق: (۱۰۷/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید

(۱) (يستحق القاضى الأجر على كتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر مايجوز لغيره كالمفتى) فإنه يستحق أجر المثل على كتابة الفتوى؛ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة باليد، ومع هذا الكف أولى احترازاً عن القيل والقال وصيانة لماء الوجه عن الابتدال... (الدر مع الرد: ۹۲۰/۶) کتاب الإجارة، مسائل شتى، مطلب فى اجرة صك القاضى والمفتى، ط: سعید

= خلاصة الفتاوى: (۳۸/۳) کتاب القضاء، الفصل العاشر: فى الحظر والإباحة، ط: رشيدية

= الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۹/۵) کتاب الإجازات، ط: رشيدية

= (ولابأس برزق القاضى) لأنه عليه السلام بعث عتاب بن اسيد رضى الله عنه إلى مكة وفرض له بعث علياً رضى الله عنه إلى اليمن وفرض له؛ ولأنه محبوس لحق المسلمين فتكون نفقته فى مالهم وهو مال بيت المال، وهذا لأن الحبس من أسباب النفقة كما فى الوصى، والمضارب إذا سافر بمال المضاربة وهذا فيما يكون كفاية، فإن كان شرطاً فهو حرام؛ لأنه استيجار على الطاعة إذا القضاء طاعة بل هو أفضلها، ثم القاضى إذا كان فقيراً فالأفضل بل الواجب الأخذ لأنه لا يمكنه إقامة فرض القضاء إلا به إذا الاشتغال بالكسب يقعه عن إقامته، وإن كان غنياً فالأفضل الامتناع على ما قيل وفقاً لبيت المال، وقيل: الأخذ وهو الأصح صيانة للقضاء عن الهوان ونظر العن يولى بعده من المحتاجين؛ لأنه إذا انقطع زماناً يتعذر إعادته لم تسميته رزقاً تعدل على أنه بقدر الكفاية۔ (الهداية: ۳۷۳/۳، ۳۷۵) كتاب الكراهية، فصل فى البیع، ط: رشيدية

= أرى وينبغى للقاضى ان ينصب قاسماً يرزقه من بيت المال يقسم بين الناس بغير أجر؛ لأن القسمة من جنس عمل القضاء من حيث أنه يتم به قطع المنازعة فاشبه رزق القاضى ولأن منفعة نصب القاسم تعم العامة فتكون كفايته فى مالهم غرضاً بالغنم (قال فإن لم يفعل نصب قاسماً يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص ويقدر أجر مثله كيلا يتحكم بالزيادة؛ والأفضل أن يرزقه من =

مسائل تجارت سیکھنا فرض ہے تاجر پر

”تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر کمانے والے مسلمان پر تجارت کے مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے، اور اس سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے، اگر تاجر نے علم حاصل کر لیا تو علم کی روشنی میں جو معاملات درست نہیں ہوں گے ان سے بچتا رہے گا، اور اگر بعض مسائل مشتبہ ہوں تو ان کے بارے میں علماء کرام سے پوچھ کر عمل کر سکے گا۔^(۱)

= بیت المال؛ لآتہ أرفق بالناس والبعد عن التهمة۔ (الهدایة: (۳۰۸/۳، ۳۰۹) کتاب القسمة، ط: رشیدیہ)
 فی المحيط: وإذا أراد القاضی أن یکتب السجل ویأخذ علی ذلک أجر یاخذ منه مقدار ما یجوز
 أخذه لغيره، وكذا لو تولى القسمة بنفسه بأجر، ولو أخذ الاجر فی مباشرة نکاح الصغار لیس له ذلک؛
 لآتہ واجب علیه وما لا یجب علیه مباشرة جاز أخذ الأجرة علیه۔ (خلاصة الفتاوی: (۷/۳)، کتاب
 القضاء، الفصل الثانی: فی أدب القضاء والحکام، الجنس الثانی، ط: رشیدیہ)

فصل وأما أجره السجل علی من تجب قبیل علی المدعی إذ به احياء حقه فنفعه له، وقيل علی المدعی
 علیه إذ هو يأخذ السجل، وقيل علی من استأجر الكاتب وإن لم يأمره أحد وأمره القاضی فعلى من يأخذ
 السجل۔ (معین الحکام: (ص: ۸۰) الباب الخامس: فی أركان القضاء، الفصل السابع: فی ذکر
 البنات، فصل: وأما أجره السجل، ط: دار الفکر)

(۱) اعلم ان تحصیل علم هذا الباب واجب علی کل مسلم مکتسب؛ لأن طلب العلم فریضة علی کل
 مسلم، وانما هو طلب العلم المحتاج الیه والمکتسب یحتاج الی علم الکسب ومهما حصل علم هذا
 الباب وقف علی مفسدات المعاملة فیتقیها وما شد عنه من القروع المشکلة فیقع علی سبب إشکالها
 فیتوقف فیها الی أن یسأل فإنه إذا لم یعلم أسباب الفساد بعلم جملی فلا یدری متی یجب علیه التوقف
 والسؤال ولو قال لا أقدم العلم ولكنی أصبر الی أن تقع لی الواقعة فعندها أتعلم وأستفتی. فیقال له: وبم
 تعلم وقوع الواقعة مهما لم تعلم جمل مفسدات العقود فإنه یستمر فی التصرفات ویظنها صحیحة مباحة
 فلا بدله من هذا القدر من علم التجارة یتمیز له المباح عن المحظور وموضع الإشکال عن موضع
 الوضوح. (احیاء علوم الدین: (۶۴/۲) کتاب أدب الکسب والمعاش، الباب الثانی: فی علم الکسب
 بطریق البیع والربا والسلم والإجارة والقراض، ط: دار المعرفة)

امام غزالی کا مقصد یہ ہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری نہیں ”میں کاروبار شروع کر دیتا ہوں“ جب کوئی واقعہ پیش آئے اور اشتباہ میں پڑوں تو مسائل سیکھوں گا یا عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر عمل کروں گا تو ہم جواب دیں گے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے جب آپ کو تجارت کے مسائل کا کچھ علم ہی نہیں تو آپ کو تجارت کا کونسا عقیدت صحیح نہیں ہے اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا، آپ کو اشتباہ ہی نہیں ہوگا اور علماء سے رجوع بھی نہیں کریں گے بلکہ ہر معاملہ کو جائز اور درست سمجھ کر کرتے ہی رہیں گے، اس لئے تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو سیکھنا واجب ہے۔

مستقبل کے سووے

”فیوچر سیل“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۵)

مسجد

☆..... جب کسی جگہ پر مسجد بنادی جاتی ہے تو وہ جگہ وقف ہو جاتی ہے، وقف کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کے لوگوں کی ملکیت سے نکل کر قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے، قیامت تک اس کو بیچنا خریدنا، گفٹ کرنا، وراثت میں تقسیم کرنا، تبدیل کرنا جائز نہیں ہوتا۔^(۱)

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن عمر رضی اللہ عنہ تصدق بعمال لہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وكان یقال لہ: لعم، وكان لعملاً، فقال عمر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ انی استفتدت مالاً وهو عندی لغیر لارذت ان تصدق بہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تصدق بأصلہ لا بیاع ولا یوہب ولا یورث ولكن یقل لعمرہ. (صحیح البخاری: ۳۸۷/۱) کتاب الوصایا، باب قول اللہ عز وجل: وابتلوا الیتیمی حتی اذا بلغوا النکاح... ومال للوصی ان یعمل فی مال الیتیم وما یأکل منه بقدر عملانہ، ط: قدیمی

و اما حکمہ عندہما زوال العین عن ملکہ الی اللہ تعالیٰ وعند ابی حنیفہ حکمہ: صیرورة العین =

☆..... اگر مسجد از خود کسی وجہ سے ویران ہو چکی ہو، اور مسلمان اس علاقے سے ہجرت کر گئے ہوں، یا راستے میں آگئی ہو تو اس کو بھی فروخت کرنا اور شہید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو باقی رکھ کر آباد کرنے کی کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ (۱)

☆..... مسجد کو فروخت کر کے کسی دوسری جگہ منتقل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

= محبوسۃ عن ملكه بحيث لا تقبل النقل عن ملك إلى ملك والتصدق بالغلة المعدومة متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو وصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لا يملك بيعة ولا يورث عنه. (الفتاوى الهندية: ۳۵۲/۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشديه)

☞ وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تملكه. (الهداية: ۶۴۰/۲) كتاب الوقف، شرکہ علمية ملتان

☞ فإذا تم ولزم لا يملك ولا يعار ولا يرهن. وفي الشامية: قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التملك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تملك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: ۳۵۷/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

(۱) وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تملكه. (الهداية: ۶۴۰/۲) كتاب الوقف، شرکہ علمية ملتان

☞ فإذا تم ولزم لا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التملك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تملك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: ۳۵۷/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

☞ ولو خرب ما حوله واستغني عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني أبدأ إلى قيام الساعة وبه يفتي. (الدر المختار مع الرد: ۳۵۷/۴) كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره، ط: سعيد)

☞ ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف فيه الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغني الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبدأ إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: ۲۵۷/۵) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: لعم، وكان نخلًا، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفتدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث =

☆..... مسجد کو فروخت اور برباد کرنے والوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور

آخرت میں عظیم عذاب ہے۔ (۱)

مسجد کا ضرورت سے زائد سامان

اگر مسجد میں پرانا سامان ضرورت سے زائد ہے، اور آئندہ یہ سامان اس مسجد کی ضرورت میں استعمال ہونے کی امید نہیں ہے اور رہ رہ کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس سامان کا کسی اور مسجد میں دینا، یا ان چیزوں کو فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم اس مسجد میں صرف کرنا ضروری ہے، اور اگر آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو گئی ہے تو اس رقم کو کسی دوسری مسجد کی

= ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (۳۸۷/۱) كتاب الوصايا، باب قول الله عز وجل: وابتلوا اليتيم حتى اذا بلغوا النكاح... ومال الوصي ان يعمل في مال اليتيم وما ياكل منه بقدر علمته، ط: قديمي)
 واما حكمه عندهما زال العين عن ملكه الى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين محبوسة عن ملكه بحيث لا تقبل النقل عن ملك الى ملك والتصدق بالغلة المعدومة متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو وصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لا يملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاوى الهندية: (۳۵۲/۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشدييه)
 وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تملكه. (الهداية: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، ط: شرکه علمية ملتان)
 فإذا تم ولزم لا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التملك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تملك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف في الشبخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرّب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنى عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أهدأ إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (۲۵۷/۵) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۱) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها أولئك ما كان لهم أن يدخلوها

إلا خائفين لهم في الدنيا خزي ولهم في الآخرة عذاب عظيم. (البقرة: ۱۱۴)

ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ مسجد کی زمین کو فروخت کرنا یا کسی دوسرے مقصد کے لئے

استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

مسجد کا مکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو مسجد کا مکان یا دکان کرایہ پر دینا

جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ حرام اور ناجائز کام میں تعاون کے مترادف ہے، اور گناہ

وزیادتی کے کاموں میں معاونت کرنا جائز نہیں۔^(۲)

(۱) (ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني) أبدأ إلى قيام الساعة (وبه

يفتى)... وعن الثاني ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضي، ومثله... حشيش المسجد وحصره مع

الاستغناء عنهما... إلى أقرب مسجد... قلت: لكن الفرق غير ظاهر فليتأمل، والذي ينبغي متابعة

المشايخ المذكورين في جواز النقل بلافرق بين مسجد أو حوض كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام

الحلواني، وكفى بهما قدوة، ولا سيما في زماننا، فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل

يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد، وكذلك أوقافه يأكلها النظار أو غيرهم...

وفى فتاوى النسفى: مثل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا، وتداعى مسجدوا إلى

الخراب، وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم، هل لو احد لأهل المحلة أن يبيع

الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟ قال: نعم۔

(شامى: ۳۵۹/۳، ۳۶۰) كتاب الوقف، مطلب فى نقل انقاض المسجد ونحوه، ط: سعيد

حشيش المسجد إذا كان له قيمة، فلأهل المسجد أن يبيعوها، وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب،

وكذا الحباب والنعش إذا فسدوا فلأهل المسجد أن يبيعوها وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب۔

(الفتاوى التاتارخانية: ۸۵۰/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون: فى المساجد، مسائل

وقف المساجد، و: (۸۳۶/۵) ط: إدارة القرآن۔

الهنديّة: (۴۵۸/۲) كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد وما يتعلق به۔ الفصل الاول:

ليما يصير به مسجداً، وفى أحكامه، وأحكام ماله، ط: رشيدية

(۲) [ولانعاونوا على الإثم والعدوان والنقوا لله إن الله شديد العقاب۔ (المائدة الآية رقم: ۲)]

الإهالة فى المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد فى الأرض،... (حجة الله

البالغة: ۲۰۹/۲) مبحث فى البيوع المنهى عنها، ط: مير محمد كتب خانہ

مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں

☆ اگر ایک مسجد غیر آباد ہو جائے، اس طرح کہ آبادی والے وہاں سے کسی (۱۷۷) اور جگہ چلے گئے، نمازی کوئی نہیں رہا، مسجد بالکل ویران پڑی ہوئی ہے، دوبارہ آباد ہونے کا بظاہر کوئی امکان بھی نہیں، تو اس صورت میں بھی مسجد کو کسی اور جگہ منتقل کرنا یا فروخت کرنا جائز نہیں، جو جگہ ایک بار مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اور اس کو بدستور باقی رکھنا بھی واجب ہے، اور اگر آباد رکھنے کی کوئی صورت ہے تو اس کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

☆ اگر ویران مسجد کے سامان پر خطرہ ہو تو اس کو دوسری قریب ترین مسجد کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے، باقی وہاں کے قریب ترین مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس جگہ کی چار دیواری کر دیں تاکہ اس جگہ کی بے حرمتی نہ ہو۔^(۱)

مسجد کی آمدنی سے تجارت کرنا

مسجد کی آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے، تجارت کے لئے نہیں، لیکن اگر آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات سے زائد ہے تو چندہ دینے والوں کی اجازت سے اس رقم کو کسی قابل نفع تجارت میں لگانا جائز ہوگا، اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کو بھی مسجد کے فنڈ میں جمع کرنا لازم ہوگا۔^(۲)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة.

(۲) متولى المسجد إذا اشترى بمال المسجد حانوتا أو داراً ثم باعها جاز إذا كانت له ولاية الشراء - (الهندية: ۳۱۷/۲) كتاب الوقف، الباب الخامس فى ولاية الوقف و تصرف القيم فى الأوقاف... ط: رشيدية

متولى المسجد إذا اشترى بمال المسجد حانوتا، أو داراً ثم باعها جاز إذا كانت له ولاية الشراء، وفى الفتاوى فى الفتناء قال الإمام حسام الدين، لهذا هو المختار، وفى الخانية هو الصحيح - (الفتاوى بحالیه: ۸۶۲/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون: فى المساجد، مسائل وقف المسجد، وقیم المسجد، ط: إدارة القرآن =

مسجد کی دکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

مسجد کی دکان بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے، اور حرام اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا

جمعہ کے دن مسجد کے باہر اس کے دروازے پر پہلی اذان سے پہلے سامان فروخت کرنا جائز ہے، لیکن پہلی اذان کے بعد جائز نہیں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ. (الجمعة: ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جائے کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو۔ (بیان القرآن)

البتہ جمعہ کی نماز کے بعد سامان فروخت کرنا جائز ہے۔^(۲)

= السراجية (ص: ۹۳) كتاب الوقف۔ باب إجارة الوقف وبيعه ونحو ذلك، ط: إيج، إيم سعيد كراچی۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ۲۲۲ (ولا تعاونوا على الإثم والعدوان)

(۲) فائدہ: قال مالك: لا ينبغي للإمام أن يمنع أهل الأسواق من البيع يوم الجمعة، قال مالك: وبلغني أن

بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يكرهون أن يترك الرجل العمل يوم الجمعة، كما

تركت اليهود والنصارى في السبت والأحد (المدونة: ۱/۱۳۶) أي بل يترك العمل بعد النداء

للصلاة إلى الفراغ منها: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله" (إعلاء السنن:

۲۱۲/۱۴، ۲۱۳) كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن

المدونة الكبرى: (۱/۲۳۴) كتاب الصلاة الثاني، البيع والشراء يوم الجمعة والعمل فيه، ط: دار

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین

جس طرح مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مسجد کے لئے وقف

۱۷۹

کی گئی زمین کو بھی بیچنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

مسجد میں خرید و فروخت کرنا

☆ مسجد کے اندر تجارت کرنا جائز نہیں۔^(۲) اگر کسی نے مسجد میں خرید و

فروخت کا معاملہ کیا تو ختم کرنا واجب ہے۔

☆ معتکف کے لئے مسجد میں اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت کی

چیزیں خریدنا جائز ہے، کوئی بڑی چیز ہو تو اس کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔^(۳)

(۱) وفي الفتاوى النسفية: سئل عن أهل المحلة باعوا وقف المسجد لأجل عمارة المسجد؟ قال:

لا يجوز بأمر القاضي وغيره، كذا في الذخيرة. (الفتاوى الهندية: (۶۴/۲) كتاب الوقف، الباب الحادي

عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القيم، ط: رشيدية)

المحيط البرهاني: (۱۴۰/۹) كتاب الوقف، الفصل الحادي والعشرون في المساجد، قبل الفصل

الثاني والعشرون، ط: إدارة القرآن.

وإذا صح الوقف لم يجوز بيعه ولا تملكه. (الهداية: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، ط: شركة علمية ملتان)

(۲، ۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إذا رأيت من يبيع أو يبتاع في المسجد، فقلوا: لا

أربح الله تجارتك. (جامع الترمذي: (۲۳۷/۱) أبواب البيوع، باب النهي عن البيع في المسجد، ط:

قديمي)

وخص) المعتكف (باكل وشرب ونوم وعقد احتاج إليه) لنفسه أو عياله فلو لتجارة كره (قوله:

فلو لتجارة كره) أي وإن لم يحضر السلعة واختاره قاضي خان ورجحه الزيلعي؛ لأنه منقطع إلى الله

فلا ينبغي له أن يشتغل بأموال الدنيا...

(و كره) أي تحريماً؛ لأنها محل إطلاقهم بحر. (احضار مبيع فيه) كما كره فيه مبيعة غير

المعتكف مطلقاً للنهي. (قوله: مطلقاً) أي سواء احتاج إليه لنفسه أو عياله أو كان للتجارة، احضره أو لا

كما يعلم مما قبله ومن الزيلعي والبحر. (شامی: (۳۳۸/۲، ۳۳۹) كتاب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۰۳/۲، ۳۰۴) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۰۳/۲) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيدية)

مسجد میں خرید و فروخت کی بات نہ کرے

”بازار جانے کے آداب“ عنوان کے نمبر ۲۰ کے تحت دیکھیں۔ (۳۵/۲)

مسقطات خیار رویت

جن چیزوں کی وجہ سے خیار رویت ساقط ہوتا ہے ان کو مسقطات خیار رویت کہتے ہیں، اور وہ یہ ہیں۔

① خریدار صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے اس بیع کی اجازت دے دی یا میں نے اسے نافذ کر دیا۔

② عملی طور پر رضا مندی پائی جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار بیع کو دیکھنے کے بعد اس میں تصرف کرنا شروع کر دے، مثلاً دیکھنے کے بعد بیع کو اپنے قبضہ میں لے لے۔

③ خریدار کا انتقال ہو جائے۔^(۱)

مسلمان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی

”ترقی کاراز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۲)

(۱) يسقط خيار الرؤية في الأصل بما يسقط به خيار الشرط وخيار العيب وهو ما يأتي:

۱. ما يدل على الرضا بالعقد صراحة أو دلالة، فالصريح أن يقول: أجزت العقد أو أمضيته أو رضيت به ونحو ذلك. والدلالة على الرضا: أن يتصرف في المعقود عليه بعد الرؤية لاقبلها تصرفاً يدل على الإجازة والرضا بالعقد كقبض الشيء، والإنفاق به وبيعه وإجازته أو رهنه أو هبته... موت صاحب الخيار. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۲۹/۳، ۳۱۳۰) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار رؤية، ط: رشيدية)

④ بدائع الصنائع: (۲۹۵/۵، ۲۹۶) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

⑤ تحفة الفقهاء: (۸۹/۲) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ما يسقط به الخيار، ط: دار الكتب العلمية۔

مسلمان تاجر کی فضیلت

۱۸۱

جو لوگ سچائی، امانت داری سے تجارت کرتے ہیں، تجارت اور کاروبار میں (۱۸۱) جھوٹ فریب، دھوکہ، خیانت، چوری ناجائز طریقہ استعمال نہیں کرتے، وہ لوگ قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، یعنی وہ جنتی ہوں گے اور ان کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔

البتہ وہ تجارت پیشہ لوگ جو کاروبار میں جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت، چوری، ناجائز طریقہ سے کاروبار کرتے ہیں، ان کے ساتھ کفار اور فجار ہوں گے، وہ دوزخی ہوں گے، اور وہ دوزخیوں کے ساتھ ہوں گے، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ سچے تجارت پیشہ لوگوں کا بہت اونچا مقام ہے، اور وہ اس لئے ہے کہ وہ کسب حلال کی طلب اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ بھی دوسری عبادت کی طرح ایک گونہ عبادت ہے بلکہ بہت سی عبادت کا ذریعہ ہے۔^(۱)

(۱) عن قیس ابن ابی غرزہ قال خرج علينا رسول الله ﷺ ونحن نسفي السامرة، فقال: يا معشر التجار! إن الشيطان والإثم يحضران البيع فشرىوا بكم بالصدقة... وعن أبي سعيد عن النبي ﷺ قال: التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصدّيقين والشهداء... فقال: إن التجار يعنون يوم القيامة فجاءوا إلامن اتقى الله وبز وصدق... (جامع الترمذی: (۲۳۰، ۲۲۹/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي ﷺ إياهم، ط: قديمی)

عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: التاجر الصدوق، الأمين مع النبيين والصدّيقين والشهداء... (مشکوٰۃ المصابیح (ص: ۲۳۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الثاني، ط: قديمی)

عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: (التاجر)... (الصدوق) أي كثير الصدق قولاً وفعلًا، =

مسلمان مسلمانوں کی دکان کو ترجیح دیں

”کافروں کی دکان سے مال خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۵)

مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیز خریدیں

”بازار جانے کے آداب“ عنوان کے نمبر ۲۱ کے تحت دیکھیں۔ (۴۵/۲)

مسلمان نہیں عیب چھپانے والا

”عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمان کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے“

عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۰/۴)

مسلمانوں کا بازار الگ ہونا چاہیے

”مختب“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۶)

مسلمانوں کی دکان سے مال خریدنا

”کافروں کی دکان سے مال خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۵)

مسلمانوں کی ذمہ داری

مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے ملک میں بیرون ممالک کے مقابلہ پر بہتر سے

بہتر عمدہ سے عمدہ اشیاء تیار کریں، اور مقابلہ پرستے دامنوں پر فروخت کریں، یہود

= (الأمین) ای المؤمنون بالآمانة، المحفوظون من الخيانة والصيفتان للمبالغة فمن اتصف بهما باسائر

صفات الكمال فيستحق أن يحشر أو يكون في الجنة (مع النبيين) لإطاعتهم (والصديقين) لموافقهم

في صفتهم (والشهداء) لشهادتهم على صدق وأمانته... (مرواة المفاتیح: ۳۳ / ۶، ۳۳) رقم

الحديث: ۴۷۶، کتاب البیوع، باب المساهمة فی المعاملات، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ

اعلاء السنن: (۵ / ۱۳) رقم الحديث: ۴۵۹۲، أبواب البیوع، باب الترغیب فی الصدق فی

التجارة والترغیب عن الكذب فیها، ط: إدارة القرآن

و نضاری کفار و مشرکین رات دن محنت کر کے بہتر سے بہتر اشیاء تیار کرتے ہیں اور دنیا پر غالب ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں، اور مسلمان سستی، مستی اور کھیل کود ناچ گانے میں قیمتی اوقات کو ضائع کرنے کی غلطی میں غرق ہیں اور کھلونہ بنتے جا رہے ہیں، اپنی عظمت رفتہ اور شان و شوکت کو بھول چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو محنت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔^(۱)

مسلمانوں کے تمام ممالک ایک ملک ہے

”ملک ایک ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۳/۶)

مسلم فیہ دینے پر قادر نہ ہو

”بیع سلم میں بیع نہ دینے کی صورت میں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۸/۲)

مسلم فیہ نایاب ہو جائے تو

اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ بیع سلم کرے اور معینہ وقت سے پہلے ہی وہ چیز نایاب ہو جائے اور مسلم ہالیہ (بائع/سیلر) وہ چیز ادا کرنے سے عاجز ہو جائے، تو اس صورت میں مشتری (خریدار) کو اختیار ہے یا تو وہ مسلم فیہ (بیچی گئی چیز) بازار میں دستیاب ہونے تک انتظار کرے یا اپنے پیسے واپس لے لے، لیکن اس کے بدلے میں دوسری چیز لینا جائز نہیں، تاہم اپنی رقم واپس لینے کے بعد نئے سرے سے عقد بیع

(۱) وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلّمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته. الخ. (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح بخاري: (۲۳۰/۱) أبواب المظالم والقصاص، باب لا يظلم المسلم المسلم، ولا يسلّمه، ط: قديمي.

جامع الترمذي (۲۶۳/۱) أبواب الحدود، باب ما جاء في السر على المسلم، ط: سعيد

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔^(۱)

مسودہ بیچنا

جب آدمی کوئی کتاب لکھتا ہے، تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے۔^(۲)

جس قدر اس پہ محنت، درد سوزی، دماغ سوزی اور عرق ریزی سے مسودہ بنایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے مصنف کو پورا حق ہوتا ہے کہ اس مسودہ کو جتنی بھی قیمت پر چاہے فروخت کرے، چند اوراق کی قیمت ہزار، لاکھ یا اس سے زیادہ بھی مقرر کر سکتا

(۱) ولو انقطع بعد الاستحقاق خیر رب السلم بین انتظار وجوده والفسخ وأخذ رأس مالہ۔ (الدر مع الرد: (۲۱۲/۵) باب السلم، ط: سعید)

ولا يجوز أن يأخذ عوض رأس المال شيئاً من غير جنسه، فإن أعطاه من جنس أجود منه أو أردأ في الصفة۔ فرضى المسلم إليه بالأردأ جاز،... ولا يجوز الاستبدال بالمسلم فيه۔ (الهندية: (۱۸۶/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثالث فيما يتعلق بقبض رأس المال والمسلم فيه، ط: رشيدية)

ودل كلام المصنف عليه السلام على منع الاستبدال بهما... وأما الاستبدال بالمسلم فيه بجنس الآخر، فلا يجوز لكونه بيع المنقول قبل قبضه... (البحر الرائق: (۱۶۵/۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعید)

مزید تخریج "بیع سلم" میں بیع ندینے کی صورت میں "عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: من عمر أرضاً ليست لأحد فهو أحق۔ (جامع الأصول: (۳۴۷/۱) رقم الحديث: ۱۳۰، الكتاب السادس: في إحياء الموات، ط: دار الفكر بيروت)

عن (أبيها) اسمر بن مضر رضي الله عنه قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فبايعته فقال: من سبق إلى مالم يسبقه مسلم، فهو له۔ (أبو داود: (۸۱/۲) كتاب الخراج، باب في إقطاع الأرضين، قبيل: باب إحياء الموات، ط: الإمداديه ملتان)

وإن كان العلامة المناوي رحمه الله تعالى رجح ان هذا الحديث وارد في سياق إحياء الموات، ولكنه نقل عن بعض العلماء أنه يشمل كل عين وبئر ومعادن، ومن سبق لشيء منها فهي له، ولا شك ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۲۱/۱، ۱۲۲) بيع الحقوق المجردة، حق الابتكار وحق الطباعة، ط: دار العلوم كراچی)

والمؤلف قد بذل جهداً كبيراً في إعداد مؤلفه، فيكون أحق الناس به سواء فيما يمثل الجانِب المادى وهو الفائدة المادية التي يستفيدها من علمه، أو الجانِب المعنوى وهو نسبة العمل إليه۔ (الفقه الإسلامى وأدلته: (۲۸۶۱/۳) القسم الثانى، النظريات الفقهية، المبحث الرابع: أحكام الحق، حق التأليف والنشر والتوزيع، ط: رشيدية)

ہے، اور اس کو یہ بھی حق ہے کہ قیمت وصول کئے بغیر کسی کو نہ دے، اور نقل اور فوٹو اسٹیٹ کی بھی اجازت نہ دے۔

۱۸۵

لیکن جب اس کی کتاب چھپ کر بازار میں آجاتی ہے، اور کوئی شخص اس کی قیمت دے کر خرید لیتا ہے، تو خریدی ہوئی کتاب کا وہ مالک ہو جاتا ہے، اور اس کو اس کتاب سے نفع حاصل کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے، وہ اپنی کتاب کو محفوظ کر کے بھی رکھ سکتا ہے، عاریت پر بھی دے سکتا ہے، نقلیں اور فوٹو اسٹیٹ بھی کر سکتا ہے، چھپوا بھی سکتا ہے، پھر چھپوا کر قیمت پر فروخت بھی کر سکتا ہے، گفٹ بھی کر سکتا ہے، اور مفت تقسیم بھی کر سکتا ہے، اور اس میں مصنف کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے تو زیادہ بہتر ہے۔^(۱) البتہ اصل کتاب میں کترو بیونت کرنا جس سے اصل مضمون باقی نہ رہے، یا مصنف کے مقصود کے خلاف ہو جائے، یہ ناجائز ہے، یہ اصل کتاب کے ساتھ خیانت ہے۔^(۲)

مشارکہ اور مضاربہ موجودہ زمانے کے

تجارت کے سلسلہ میں مختلف ذرائع آمدنی میں سے حلال ذریعہ شرعی شراکت اور شرعی مضاربت بھی ہے، اگر موجودہ تجارت میں ان دونوں ذرائع کی اصلاح ہو جائے اور سود سے پاک ہو جائے تو موجودہ تجارت کا زیادہ تر حصہ حلال

(۱) کل ینصرف فی ملکہ کیف شاء... (شرح المجلة للاناسی: (۱۳۲/۳) المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر: فی أنواع الشركات، الباب الثالث: فی المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، الفصل الأول: فی بعض قواعد احکام الاملاک، ط: رشیدیہ)۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۱۷/۱) المادة: ۱۱۹۲، ایضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔
درر الاحکام الی مجلة الاحکام: (۲۰۱/۳) المادة: ۱۱۹۲، ایضاً، ط: دار عالم الکتب / سلطانیہ کوئٹہ۔

(۲) قال: من غش فليس منا... قال ابو عيسى: والعمل على هذا عند اهل العلم كره الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۳۵/۱) ابواب البيوع، باب ماجاء فی كراهية الغش فی البيوع، ط: قدیمی)
مشکوٰۃ المصابیح: (۲۳۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔
الصحيح لمسلم: (۹۵/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانیہ۔

تجارت پر مشتمل ہو سکتا ہے، اور حرام اور سود کا عنصر کم سے کم ہو سکتا ہے، بلکہ اس سے بالکل پاک اور صاف بھی ہو سکتا ہے۔

۱۸۶

لیکن بد قسمتی سے جتنے افراد یا ادارے شرکت اور مضاربت کے معاملات کرتے ہیں خواہ حکومت کی سرپرستی میں کر رہے ہیں یا حکومت سے آزاد ہو کر نجی طور پر کر رہے ہیں ان میں اکثریت شرعی شراکت اور مضاربت کے نام سے سودی کاروبار کر رہے ہیں، خواہ لاعلمی میں ایسا کر رہے ہیں یا دیدہ دانستہ جان بوجھ کر شیطانی تعلیم کے تحت کر رہے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ہمیشہ سے یہ چاہتی ہے کہ ہماری تجارت بلکہ پوری معیشت شرعی اصولوں کے تحت ہو، لیکن بار بار کوششوں کے باوجود اس میں شیطانی طاقت غالب آ جاتی ہے، مسلمانوں کی خواہش پوری ہونے نہیں پاتی اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ شراکت اور مضاربت کے شرعی طریقوں کو اچھی طرح سیکھ کر کاروبار کرنے کی کوشش کریں، ورنہ کبھی بھی کامیابی نہیں ہوگی، ایک فریق دھوکہ دیتا رہے گا اور دوسرا فریق دھوکہ کھاتا رہے گا، نتیجہ افسوس، پریشانی، حسد، بغض، اور قتل و قاتل کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، نفع تو دور کی بات ہے اصل سے بھی محروم ہو جائے گا، مقرض ہو کر در بدر ہو جائے گا۔^(۱)

مشارکہ صکوک

مشارکہ صکوک: سے مراد وہ تمسکات ہیں جو ان منصوبوں یا سرگرمیوں کی

(۱) وفي الشبراخیتی علی المختصر قال القباب: لا يجوز للإنسان أن يجلس في السوق حتى يعلم أحكام البيع والشراء... وقد أمر مالك بقيام من لا يعرف الأحكام من السوق لتلاطعم الناس الربا... وفي نهج البلاغة أن علياً عليه السلام قال: من اتجر بغير فقه فقد ارتطع (ارتبك) في الربا. قال ابن أبي الحديد في شرحه: لأن مسائل الدين مشبهة بمسائل البيع ولا يفرق بينهما إلا الفقيه ۵۱. (الترتيب الإدارية: ۱۷/۲) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وأدابه وما ينبغي من الربا، ط: دار الأرقم

۱۷/۲) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وأدابه وما ينبغي من الربا، ط: دار الأرقم

۱۷/۲) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وأدابه وما ينبغي من الربا، ط: دار الأرقم

نمائندگی کرتے ہیں جن کو شراکت کی بنیاد پر چلایا جاتا ہے۔

مثلاً ایک کمپنی کے پاس بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل کے لئے بڑی رقم کی ضرورت ہے فرض کیجئے دس ارب روپے کی ضرورت ہے جو تنہا کمپنی یا چند افراد مل کر فراہم نہیں کر سکتے، اب کمپنی دس ارب کے سو سو روپے کی مالیت کے سرٹیفکیٹ بنا کر جاری کر دیتی ہے، اور ان کو ”مشارکہ صکوک“ کا نام دیتی ہے، اور جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدتے ہیں وہ اس منصوبے میں حصہ دار کہلاتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ مذکورہ منصوبہ اب تنہا کمپنی کی ملکیت نہیں رہا بلکہ متعدد لوگوں کی ملکیت بن گیا ہے اور اس سے جو منافع یا آمدن ہوگی وہ طے شدہ فارمولے کے مطابق تمام صکوک ہولڈر میں ان کے حصص کے حساب سے تقسیم ہوگی اور اگر نقصان ہو تو اس میں بھی سب اپنے اپنے حصے کے مطابق شریک ہوں گے جب صکوک کی مدت پوری ہوگی تو کمپنی ان کو خرید کر دوبارہ تنہا مالک بن جائے گی۔^(۱)

مشتبہ چیزوں سے بچنا

”شبہات سے بچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۳)

مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا

ایک مکان میں دو آدمی شریک ہیں، ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو یا کسی اور آدمی کو فروخت کر دیا تو یہ جائز ہے، پھر اس کے بعد ایک کی

(۱) صکوک المشارکہ: المصدر لئلاک الصکوک هو طالب المشارکہ معہ فی مشروع معین أو نشاط محدود، والمکتبون هم الشریکاء فی عقد الشریکہ، وحصلۃ الاکتساب ہی حصۃ المکتبین فی رأس مال الشریکہ، وبسلك حملة الصکوک موجودات الشریکہ بغنمها وغرمها، ويستحقون حصنہم فی أرباح الشریکہ إن وجدت. (المعايير الشرعية: (ص: ۲۵۱) المعيار الشرعی رقم (۱۷) صکوک الاستثمار، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

رضا مندی کے بغیر دوسرے کے لئے اس بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

مشترکہ اراضی کی خرید و فروخت کا حکم

”مشترکہ جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۶)

۱۸۸

مشترکہ تجارت پر زکوٰۃ

”مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۴/۶)

مشترکہ تجارت کے لئے قرض لینا

اگر کوئی شریک مشترکہ تجارت کے لئے قرض لے، اور آپس میں یہ معاہدہ بھی ہو کہ ضرورت کے وقت قرض لیا جاسکتا ہے، تو اس کی ادائیگی دونوں پر لازم ہے۔ (۲)

مشترکہ جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم

مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید و فروخت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر

(۱) احد الشریکین ان شاء باع حصته من شریکته وان شاء باعها من اجنبی بدون اذن شریکته... (شرح المجلة للاتاسی: (۲۸/۳) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: فی انواع الشركات، الباب الأول: فی شركة الملك وتقسیمها، الفصل الثانی: فی کیفیة التصرف فی الأعیان المشتركة، ط: رشیدیہ۔
 شرح المجلة لرستم باز: (۳۷۷/۱) المادة: ۱۰۸۸، ایضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔
 الدر مع الرد: (۳/۳۰۰، ۳۰۱) کتاب الشركة، مطلب مهم فی بیع الحصۃ الشائعة من البناء أو الغرس، ط: سعید۔

(۲) ولو استقرض مالاً لزمهما جمیعاً؛ لأنه تملك مال بالعقد، فكان كالصرف، فثبت فی حقه وحق شریکته... (بدائع الصنائع: (۷۴۶/۹) کتاب الشركة، فصل: واما حکم الشركة، ط: سعید)
 لو استقرض أحدهما مالاً لزمهما، لأن الاستقرض تجارة ومبادلة معنی، لأنه یملك المستقرض ویلزمه رد مثله فشا به المصارفة أو الاستعارة وأیہما كان نقل علی صاحبه... (شامی: (۳/۳۳۰) کتاب الشركة، مطلب إذا قال الشریک استقرضت الفأ... ط: سعید)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۷۷/۲) المادة: ۱۳۸۰، الشركات، الباب السادس فی بیان شركة العقد، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الاول فی بیان المسائل المتعلقة بشركة الاموال، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

تمام شرکاء کی رضا مندی شامل ہے تو پوری مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید و فروخت جائز ہے، اور اگر تمام شرکاء راضی نہیں ہیں تو جس جس شریک نے فروخت کیا ہے صرف اس کے حصے میں بیع صحیح ہوگی، اور جن شرکاء نے اجازت نہیں دی، ان کے حصوں میں بیع صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ ہر شریک اپنے اپنے حصے کا مالک ہے اور مالک اپنے حصہ میں تصرف کر سکتا ہے، اس لئے بیچنے والے شریک کے حصے میں بیع صحیح ہوگی باقی شریکوں کے حصوں میں بیع صحیح نہیں ہوگی۔^(۱)

مشترکہ جنگلات کی خرید و فروخت

گاؤں والوں کی مشترکہ چراگاہ جنگلات اور اس کی لکڑیاں جو خود رو ہیں وہ سب کے لئے مباح اور عام ہیں، جہاں سے قریب اور دور کے تمام لوگوں کو اپنی

(۱) إذا باع أحد الشريكين نصفها ... يجوز البيع في نصف الدار؛ لأن بيع المالك انصرف إلى نصيبه... باع أحدهما نصيبه فالبيع جائز... إذا باع نصف البناء مع نصف الأرض جاز سواء باعه من اجنبي أو من شريكه... (تنقيح الحامدية: (۲۳۵/۱، ۲۳۶) كتاب البيوع، ط: رشيدية)

لذا لأنه بالبيع صار شركة ملك حتى لا يجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب الآخر، ثم بالعقد بعد ذلك صار شركة عقد فيجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب صاحبه - (نبيين الحقائق: (۲۳۳/۴) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/أشرفيه كونته)

(وكل اجنبي في قسط صاحبه) أي كل واحد منهما اجنبي في نصيب صاحبه حتى لا يجوز له أن يتصرف فيه إلا بإذنه كما لغيره من الأجانب وإن باع نصيبه من شريكه جاز كيفما كان لولايته على ماله، وكذا إذا باعه من غيره لما ذكرنا إلا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لا يجوز أن يبعه من اجنبي إلا بإذن شريكه... (نبيين الحقائق: (۲۳۵/۴) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/أشرفيه كونته)

(الدر مع الرد: (۳۰۰/۴، ۳۰۱) كتاب الشركة، ط: سعيد...)

(أحد الشريكين إن شاء باع حصته من شريكه وإن شاء باعها من اجنبي بدون إذن شريكه... (شرح المجلة للاتاسي: (۲۸/۴) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة المالك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيدية.)

(أشرح المجلة لروستم باز: (۳۷۷/۱) المادة: ۱۰۸۸، أيضاً، ط: فاروقيه كونته.)

(الدر مع الرد: (۳۰۰/۴، ۳۰۱) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو العائن، ط: سعيد.)

ضروریات پورا کرنے کا حق حاصل ہے، کسی گاؤں کا بستی کے قریب ہونے کی وجہ سے بھی وہاں کے لوگ اس کے مالک نہیں ہیں، جب یہ مباح اور عام ہیں اور کوئی اس کا مالک نہیں ہے، تو ان جنگلات اور لکڑیوں کو کاٹنے سے پہلے کھڑے کھڑے بیچنا بھی درست نہیں، اس طرح کھڑے کھڑے خریدنے کی صورت میں خریدار اس کا مالک نہیں بنے گا، اور اس کے لئے آگے بیچنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی شخص نے یا چند اشخاص نے ان کو اپنی ضروریات کے لئے کاٹ کر اکٹھا کر لیا تو یہ لوگ ان لکڑیوں کے مالک ہوں گے، اس کے بعد ان کا بیچنا یا اپنے استعمال میں لانا ہر طرح درست ہوگا، البتہ مشترکہ جنگلات کے درختوں کو اس طرح کاٹنا کہ اس کی دوبارہ نشوونما ختم ہو جائے، اس کا حق کسی کو نہیں۔^(۱)

مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا

چند شرکاء آپس میں مشترکہ طور پر کوئی چیز خریدتے ہیں، پھر آپس میں بولی

(۱) "المسلمون شرکاء فی ثلاث فی الماء والکلا والنار" (وحکم الکلا حکم الماء فیقال للمالک إما أن تقطع وتدفع إليه وإلا تتركه لیاخذ قدر ما یرید)... (قوله: والکلاء) وهو ما ینبسط وینتشر ولا ساق له کالاذخر ونحوه والشجر مالہ ساق... ثم الکلام فی الکلاء علی أوجه أعمها مانبت فی موضع غیر مملوک لأحد، فالناس شرکاء فی الرعی والإحتشاش منه کالشركة فی ماء البحار، وأخص منه وهو مانبت فی أرض مملوكة بلا انبات صاحبها وهو كذلك إلا أن لرب الأرض المنع من الدخول فی أرضه... والحطب فی ملک رجل لیس لأحد أن یحتطبه بغير إذنه، وإن کان غیر ملک فلا یاس به، ولا یضر نسبه إلى قریة أو جماعة ما لم یعلم أن ذلك ملک لهم... ویملک المحتطب الحطب بمجرد الاحتطاب وإن لم یشده ولم یجمعه... (الدر مع الرد: ۶/۳۴۰) کتاب إحياء الموات، فصل: فی الشرب، ط: سعید

☞ (والمراعی) أى الکلا (وإجارتها) أما بطلان بیعها فلعدم المک لحدیث "الناس شرکاء فی ثلاث فی الماء والکلا والنار"... (الدر مع الرد: ۶/۲۶۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

☞ تبیین الحقائق مع حاشیة الشلبی: (۳/۳۷۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة/ اشرفیة کوئٹہ

☞ البحر الرائق: (۶/۷۷) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

لگا کر نیلام کرتے ہیں اور جو شریک زیادہ قیمت دینے پر راضی ہوتا ہے، وہ چیز اس کے حوالے کی جاتی ہے، اور قیمت کی رقم کو اصل اور منافع کے ساتھ تمام شریکوں کو واپس کر دیا جاتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نیلام سے طے شدہ رقم خریدنے والے شریک کے اپنے حصے کے علاوہ دیگر شرکاء کے حصص کا عوض ہے تو تو یہ جائز ہے، ورنہ مجموعہ تمام حصص کو خریدنا جس میں خریدار کا اپنا حصہ بھی شامل ہو جائز نہیں ہے۔^(۱)

مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ

اگر متعدد شرکاء میں سے ایک شریک شرکت سے نکلنا چاہتا ہو، جس کی وجہ سے مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کی ضرورت پیش آئے، اور اس میں خرچہ آئے تو وہ خرچہ تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، کیونکہ اس میں سب کا فائدہ ہے، ہر ایک کو مشترکہ چیز کی قیمت معلوم ہوگی، اور جس طرح قاسم کی اجرت تمام شرکاء پر لازم ہوتی ہے، اسی طرح قیمت لگانے کا خرچہ بھی تمام شرکاء پر برابر لازم ہوگا۔^(۲)

(۱) (فإن لم يفعل نصب قاسما يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص، ويقدر أجر مثله كى لا يتحكم بالزيادة والأفضل أن يرزقه من بيت المال؛ لأنه أرفق بالناس وأبعد عن التهمة۔ (الهداية: ۳۰۹/۳) كتاب القسمة، ط: رشیدیہ۔

فإن لم ينصب (ينصب قاسما يقسم) بين الناس (بأجر) على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص... (بقدره) أى أجر المثل (له) أى للقاسم (القاضى) لئلا يطمع فى أموالهم ويتحكم بالزيادة، ثم أن الأجر هو أجر المثل، وليس له قدر معين وقيل: يقدر الأجر بربع العشر كالزكاة؛ لأنها عمل العامة، فاشبه الزكاة كما فى شرح الوقاية لابن الشيخ (وهو) أى أجر المثل (على عدد الرؤوس) أى رؤوس المتقاسمين عند الإمام؛ لأن تمييز الأقل من الأكثر كتمييز الأقل من الأقل فى المشقة (وعندهما على قدر السهام)؛ لأنه مؤنة الملك، فيقدر بقدره وبه قال الشافعى وأحمد وأصبغ المالكى۔ (مجمع الانهر: ۱۲۶/۳) كتاب القسمة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) لأحد الشريكين إن شاء باع حصته إلى شريكه، وإن شاء باعها عن اجنبى بدون إذن شريكه، =

مشترکہ حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرنا

”اپنا حصہ فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۵/۱)

”بیع مشاع“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۲)

مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ فروخت کرنا

مشترکہ زمین میں سے اپنا معلوم حصہ فروخت کرنا، اور لوگوں کے لئے

خریدنا جائز ہے، اگرچہ فروخت کرتے وقت زمین تقسیم نہ بھی کی گئی ہو۔

واضح رہے کہ مشترکہ زمین کو تقسیم کرنے سے پہلے کسی شریک کے حصہ کو

فروخت کرنے کی صورت میں اس حصہ کی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے، ورنہ

جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہو جائے گی، مثلاً آدھی زمین یا ایک تہائی، یا ایک

چوتھائی، یا ایک کنال یا دس کنال یا چالیس گز یا اتنی گز وغیرہ اس طرح معلوم ہونا

ضروری ہے۔ ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہو جائے گی۔^(۱)

= أما في صور خلط الأموال واختلاطها التي بينت في الفصل الأول فلا يسوغ لأحد الشريكين أن يبيع

حصته في الأموال المشتركة المخلوطة أو المختلطة بدون إذن شريكه. (مجلة الأحكام العدلية:

ص: ۲۱۰) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول: في بيان شركة الملك،

الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد كتب خانہ۔

☞ (وکل) من شركاء الملك (أجنبي) ... (في مال صاحبه) ... فصح له بيع حصته ولو من غير

شريكه بلا إذن الا في صورة الخلط۔ (الدر مع الرد: ۳۰۰/۳) كتاب الشركة، مطلب الحق ان الدين

يملك، ط: سعيد)

☞ شرح المجله لسليم رستم باز: (۳۷۷/۱)، المادة: ۱۰۸۸، أنواع الشركات، الباب الاول: في شركة

الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئند۔

(۱) بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الافراز صحيح؛ لانه

لا يشترط في صحة البيع الافراز عند التسليم لاتفاقهم على صحة بيع مشاع لا يمكن افرازه... وقيد

الحصة بكونها معلومة لأنها لو كانت غير معلومة يفسد البيع لجهالة المبيع... يصح بيع الحصة =

مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز میں سے ایک حصہ نکالنا

۱۹۳

اگر چند ساتھیوں نے آپس میں رقم جمع کر کے ایک چیز خریدی، چند ماہ (۱۹۳) استعمال کرنے کے بعد ان میں سے کوئی ایک شریک اپنا حصہ واپس لینا چاہے تو اس کو موجودہ وقت کی قیمت کے اعتبار سے رقم واپس ملے گی، قیمت خرید کے مطابق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے استعمال کرنے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت میں بھی ضرورتاً تار چڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے، لہذا اگر قیمت کم ہوگئی تو کم قیمت کے حساب سے اور اگر قیمت بڑھ گئی تو زیادہ قیمت کے حساب کے حصہ واپس ملے گا۔^(۱)

= المعلومة الشائعة بدون إذن الشريك۔ (شرح المجلة لخالدة الاتاسي: (۲/۱۰۷، ۱۰۸) المادة: ۲۱۳، ۲۱۵، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز ط: رشيدية۔)

☞ أما بيعه فقسمان يحتمل القسمة أولاً وكل قسم على وجهين إما أن باع من أجنبي أو من شريك فالوجه الأول وهو البيع من أجنبي على صنفين، إما أن كان الكل له فباع نصفه أو كان بين اثنين فباع أحدهما نصيبه فالبيع جائز في المواضع كلها۔ (جامع الفصولين: (۲/۶۰) الفصل الحادي والثلاثون في مسائل الشروع، وأحكامه ط: اسلامی کتب خانہ۔)

☞ تنقيح الحامدية: (۱/۲۳۶) كتاب البيوع ط: رشيدية)

☞ مزید تجزیہ "بیع مشاع" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو تراضيا ان تقوّم الكتب ويأخذ كل بعضها بالقيمة لو كان بالتراضي جاز وإلا۔ (الدر مع الرد: (۲/۲۶۱) كتاب القسمة ط: سعيد۔)

☞ والعبد الواحد والدابة الواحدة يباع ويقسم ثمنها، لأنها لا تحتمل القسمة۔ وكذلك كل ما يكون في تبعه ضرر۔ (قاضی خان علی ہامش الہندیہ: (۳/۱۵۰) كتاب القسمة ط: رشيدية)

☞ شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۵۰۱)، المادة: ۱۱۳۲، أنواع الشركات، الباب الثاني في القسمة، الفصل الرابع في قسمة التفريق ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

☞ وإذا كانت التصفية بانتهاء المدة فإنه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي:

(أ) رفع تكاليف التصفية۔

(ب) أداء الالتزامات المالية من إجمالي موجودات الشركة =

مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ

مشترکہ کمپنی یا تجارت پر زکوٰۃ لازم نہیں، ہر صاحب نصاب شریک پر اس کے حصہ کی مقدار کے مطابق زکوٰۃ لازم ہوگی۔^(۱)

۱۹۳

مشتری

”مشتری“ خریدنے والا (PURCHASER, BUYER)^(۲)

مشتری اور بائع کا ایک بار تو لے کر اکتفاء کرنا

”تولنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۲)

مشتری کا قبضہ سے پہلے بیع بیچنا

غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین، مکان، دکان، اور فلیٹ وغیرہ کے علاوہ منقولی اشیاء میں سے کوئی بھی چیز خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے لئے کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔^(۳)

= (ج) تقسیم باقی الموجودات بین الشركاء بنسبة حصة كل منهم فى رأس المال۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۱۲) المعيار الشرعى رقم (۱۲) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية۔)

(۱) (وسببه) أى سبب الفراضها (ملك نصاب حولي) ... (تام) ... (فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد ... (و) فارغ (عن حاجته الأصلية) ... (نام لو تقدیراً) (الدر مع الرد: (۲/۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳) كتاب الزكاة ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۲۰۲، ۲۰۳) كتاب الزكاة ط: سعيد۔

الهنديہ: (۱/۱۷۲، ۱۷۳) كتاب الزكاة، الباب الاول، ط: رشيدية

(۲) الشراء: كالبيع من الأضداد أى بذل الثمن وأخذ المثل أو بديل المثل وأخذ الثمن، إلا أن الشراء يطلق غالباً على إخراج الثمن عن الملك قصداً ... (المجموعة للقواعد الفقهية: (ص: ۲۰۵) التعريفات الفقهية، الشين، ط: بشرى)

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من باع شيئاً فباعه بغير قبضته حتى يملكه لم يملكه»

مشتری کو بیع وصول کرنے پر مجبور کرنا

۱۹۵

باقاعدہ بیع منعقد کر کے قیمت ادا کرنے کے بعد اگر مشتری (خریدار) بیع (۱۹۵) کو وصول نہیں کرتا یا سودا ختم نہیں کرتا تو مشتری کو بیع وصول کرنے پر یا دونوں کی رضامندی سے بیع فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا، مثلاً بائع نے درخت فروخت کیا، اور مشتری نے پیسہ بھی ادا کر دیا، لیکن درخت کو کاٹ کر بھی نہیں لے جاتا اور سودا فسخ بھی نہیں کرتا تو مشتری کو درخت کاٹ کر لے جانے پر یا دونوں کی رضامندی سے فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر مشتری ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کو بھی تسلیم نہ کرے تو بائع عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔^(۱)

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وأحسب کل شیء مثله ...

عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال: من اشترى طعاما فلا یبعه حتی یسرفه ویقبضه۔ (الصحيح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

ومن اشترى شیئا مما ینقل ویحول لم یجز له بیعه حتی یقبضه؛ لانه علیه الصلاة والسلام نهی عن بیع ما لم یقبض ولأن فیہ غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک۔ (الهدایة: (۷۳/۳) کتاب البیوع، باب التولية والمرابحة، فصل، ط: شركة علمیه ملتان)، و: (۳/۷۷) ط: رشیدیہ

البحر الرائق: (۱۱۶/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید۔

(۱) (ویؤمر البائع بقطعها) ... (وتسليم المبیع) ... عند وجوب تسليمهما، فلو لم ینقد الثمن لم یؤمر به "عابیه" (قوله: عند وجوب تسليمهما) ای تسليم الأرض والشجر وذلک عند نقد مشتری الثمن (قوله: لم یؤمر به)۔ ای بالقطع لعدم وجوب التسليم (شامی: (۵۵۳/۳) کتاب البیوع، فصل: لیما یدخل فی البیع تبعاً وما لا یدخل، مطلب فی بیع الثمر والشجر مقصوداً، ط: سعید)

البحر الرائق: (۳۰۰/۵) کتاب البیوع، فصل: یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید۔
وینقل للبائع اقطعها وسلم المبیع، وكذا إذا كان فیها زرع لأن ملك مشتری مشغول بملك البائع، فكان علیه تفریغه وتسلمه كما إذا كان فیہ متاع۔ (الهدایة: (۳۱/۳) کتاب البیوع، فصل ومن باع داراً، ط: رشیدیہ)

مشتری کی ٹال مٹول میں بیع کو فسخ کرنا

”ٹال مٹول کرتا ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲/۱۳)

مشتری کے قبضہ سے پہلے بیع کا ضمان کس پر ہے

بیع ہونے کے بعد جب تک مشتری (خریدار) بیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ نہیں کرتا، تب تک بیع مشتری کے ضمان (رسک) میں داخل نہیں ہوتی، اگر اس دوران بیع بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو مشتری پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہے۔^(۱)

مشتری کے قبضے سے پہلے بیع ہلاک ہوگئی

اگر بیع یعنی خریدی ہوئی چیز پر مشتری کا قبضہ ہونے سے پہلے وہ ہلاک ہو جائے تو بیع باطل ہو جائے گی اور اگر بائع نے بیعانہ کے طور پر مشتری سے رقم لی ہے تو اس کو واپس کرنا لازم ہوگا۔^(۲)

(۱) المبیع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيء على المشتري، أي إذا هلك المبيع قبل القبض بفعل البائع أو أفة سماوية أو بفعل نفسه... بطل البيع ورجع المشتري بالثمن إن كان قد دفعه إلى البائع... (مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (۱/۱۲۰) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹہ۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۲/۲۲۳)؛ المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: رشیدیہ

(۲) (ولو هلك) المبيع (في يد البائع) والحال ان الخيار له لا اشكال في أنه يفسخ (ولا شيء على المشتري اعتباراً بالبيع المطلق) عن شرط الخيار، فإن فيه: إذا هلك المبيع في يد البائع قبل التسليم انفسخ البيع۔ (فتح القدير: (۶/۲۸۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشیدیہ۔)

(۲) لو هلك المبيع بفعل البائع أو بفعل المبيع أو بأمر سماوي بطل البيع ورجع بالثمن لو مقبوضاً۔ (شامی: (۳/۵۶۰) كتاب البيوع، قبيل باب خيار الشرط، ط: سعيد)

فلو هلك في يد البائع بفعله، أو بفعل المبيع بنفسه بأن كان حيواناً فقتل نفسه أو بأمر سماوي بطل البيع، فإن كان قبض الثمن أعاده إلى المشتري۔ (فتح القدير: (۶/۲۷۳) كتاب البيوع، قبيل باب خيار الشرط، ط: رشیدیہ) =

مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا

۱۹۷

قیمت مقرر کر کے چیز خریدنے کے بعد بائع کی رضامندی کے بغیر مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا یا اپنی من مانی سے پیسے کاٹ لینا جائز نہیں، ہاں اگر مشتری کو کسی مال کی قیمت زیادہ محسوس ہو تو وہ بائع کو راضی کر کے واپس کر سکتا ہے لیکن قیمت میں کمی نہیں کر سکتا۔^(۱)

مشتری نے بائع سے کہا بیع میرے کام کی نہیں واپس لے لیں

زید نے بکر سے کچھ کپڑے ایک ہزار روپے کا خریدا، اور اس پر قبضہ کر لیا، پھر بعد میں بکر سے کہا کہ وہ کپڑے میرے کام کا نہیں ہے، لہذا آپ اسے لے لیں، اور قیمت

= علامۃ الفتاویٰ: (۹۰/۳) کتاب البیوع، الفصل الثانی عشر: فی قبض المبیع، ط: رشیدیہ۔
 = المبیع إذا هلك فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتري یكون من مال البائع ولا شیء علی المشتري،
 أي إذا هلك المبیع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماویة أو بفعل نفسه... بطل البیع ورجع المشتري
 بائناً إن كان قد دفعه إلى البائع... (مجله الأحكام لسلم رستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳،
 البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس فی بیان المواد
 المشترية علی هلاك المبیع، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

شرح المجله للإمامی: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: رشیدیہ

(ولو هلك) المبیع (فی ید البائع) والحال ان الخيار له لا اشكال فی أنه ینفسخ (ولا شیء علی
 المشتري اعتباراً بالبیع المطلق) عن شرط الخيار، فإن فیہ: إذا هلك المبیع فی ید البائع قبل التسليم
 انفسخ البیع۔ (فتح القدير: (۲۸۳/۶) کتاب البیوع، باب خيار الشرط، ط: رشیدیہ۔)

(۱) لا يجوز لأحد أن يتصرف فی ملك غیره بلا اذنه أو وكالة منه أو ولاية علیه، وان فعل كان ضامناً.
 شرح المجله لسلم رستم باز: (۵۷/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانية: فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار
 الكتب العلمية)

(لا یعمل مال امرئ أی مسلم أو ذمی (الا بطیب نفس) أی بأمر أو رضا۔ (مرقاة المفاتیح: (۱۳۵/۵)
 کتاب البیوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ)

المر المختار مع الرد: (۲۸/۶) کتاب الغصب، مطلب فیما يجوز من التصرف بعمال الغير بدون إذن
 صریح، ط: سعید۔

مجھے واپس کر دیں، بکر نے انکار کیا، زید نے کہا: چلو میں نے دو سو روپے چھوڑ دیے، باقی آٹھ سو روپے مجھے دیدیں، بکر نے زید کو آٹھ سو روپے دے دیے، تو یہ نیا سودا نہیں ہوا، بلکہ اقالہ ہوا، اور بکر پر لازم ہے کہ وہ زید کو پوری قیمت واپس کرے۔^(۱)

مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا

”بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۶/۲)

مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی، تو بائع (سیلر) کے لئے مشتری کی رضا مندی کے بغیر بیع (بیچی گئی چیز) واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اگر مشتری واپس کرنے پر راضی ہوگا تو واپس لینا جائز ہوگا، لیکن مشتری سے زائد رقم وصول کرنا، یا بیع کو استعمال کرنے کا کرایہ وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر مشتری کے پاس بیع میں ایسا نقصان ہو گیا جس سے اس کی قیمت میں کمی آئی ہے تو اس نقصان کی مقدار رقم اس سے لینا جائز ہوگا۔^(۲)

(۱) وأما معناها فهي... رفع عقد البيع... وأما شرائط صحتها فمبتها رضا المتعاقدين... (وبتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلا تعيب وجنس آخر لغو، ولزومه الثمن الأول) وهذا عند أبي حنيفة... لأن الفسخ يرد على عين ما يرد عليه العقد فاشترط خلافه باطل... قيد بقوله بلا تعيب إذ لو تعيب بعده جاز اشترط الأقل ويجعل الحظ بازاء ما فات بالعب ولا بد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت، ولا يجوز أن ينقص من الثمن أكثر منه۔ (البحر الرائق: (۱۰۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الدرمع الرد: (۱۲۵/۵، ۱۲۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (۷۲/۲) البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس، في إقالة البيع، ط: رشيدية

(۲) لأن أحد المتعاقدين لا ينفرد بالفسخ كما لا ينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۱۵۳/۳) كتاب القضاء،

مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه) =

مشرک کی عبادت گاہ کے لئے سامان فروخت کرنا

اگر کوئی مشرک اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کے واسطے خریدنا چاہے تو اس کے ہاتھ سامان فروخت کرنا صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمدؒ) کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں گناہ اور نافرمانی کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔^(۱)

مشرک کو ملازم رکھنا

”غیر مسلم کو ملازم رکھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۵)

مشکلات آئیں

اگر خریداری کے دوران مشکلات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا

= واما شرائط صحة الإقالة، فمنها رضا المتعاقدين۔ (بدائع الصنائع: (۳۰۸/۵) کتاب البيوع،

فصل وأما بيان ما يرفع حكم البيع، ط: سعيد۔)

☞ (وتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلا تعيب وجنس آخر لغو ولزمه الثمن الأول) ...

قيد بقره: "بلا تعيب" إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بإزاء ما فات بالعيب ولا بد أن

يكون النقصان بقدر حصة الفائت۔ (البحر الرائق: (۱۷۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيدية)

(۱) (ولانعاون على الإثم والعدوان) {المائدة: ۲}

☞ قلت: وقد منامة معز يا للنهير ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحرهما والافتزيبها فليحفظ توفيقا،

وجاز تعبير كنيسة... وقالوا: لا ينبغي ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الثلاثة، زيلعي۔ وفي

الشامية: (قوله وجاز تعبير كنيسة)، قال في الخانية: ولو أجر نفسه ليعمل في الكنيسة ويعمرها لا بأس به؛

لأنه لا معصية في عين العمل۔ (الدرمع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☞ (ولا تكرر إجارة بيت بالسواد ليتخذ به بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الخمر) عند الإمام ...

(وعندهما يكره) ان يؤجر بيتا لشيء من ذلك لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الأئمة الثلاثة۔ (مجمع

الأنهر: (۱۸۷/۳) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔)

☞ (ولو استاجر الدمى مسلما لينى له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر۔ كذا في المحيط۔) (الهندية:

(۳۵۰/۳)، كتاب الإجارة، الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الإجارة... ط: رشيدية)

☞ (البحر الرائق: (۲۰۳، ۲۰۲/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

چاہیے، اور اس سے مدد حاصل کرنے والے اعمال کو اختیار کرنا چاہیے، تاکہ مشکلات آسان ہو جائیں۔^(۱)

مشورہ صحیح دینا چاہئے

اگر کوئی آدمی کسی سے کارباری کام وغیرہ میں مشورہ پوچھے تو اپنی غرض کو بالائے طاق رکھ کر اس کو صحیح مشورہ دینا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے، اس لئے اسے خلوص اور دیانتداری کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے، ہمارے معاشرے میں یہ مرض بہت عام ہو گیا ہے کہ اکثر مشورہ دینے والا مشورہ دیتے وقت اپنی غرض اور مفاد کو مقدم رکھتا ہے، مثلاً کسی کو گھریا عمارت کا کچھ کام کرانا ہو، اور وہ راج مستری سے مشورہ کرے تو وہ ایسا مشورہ دے گا جس میں اس کا اپنا مفاد اور غرض چھپا ہوا ہوگا، اور وہ اس طرح مشورہ دے گا کہ زیادہ کام کو تھوڑا، اور زیادہ لاگت کو کم کر کے بتائے گا، مقصد یہ ہوگا کہ ایک دفعہ کام شروع ہو جائے تو مالک پھنس کر آئندہ سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہو جائے گا، کام کو درمیان میں چھوڑنا ممکن نہیں ہوگا، لہذا وہ ایسی باتوں سے مالک کو کام میں پھانس کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے، اور اپنا مطلب نکالتا ہے، مالک کے دل پر کیا گزرتی ہے، اور اس کی جیب کا کیا حال ہوتا ہے وہ مالک کو اور اللہ کو معلوم ہے، مشورہ دینے والے کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی، آج بھی عام طور پر ہمارے معاشرہ کا یہی حال ہے، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے، اور آخرت کی عدالت سے

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً، وورقه من حيث لا يحتسب۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۰۴) کتاب الدعوات، باب الاستغفار، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

و عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: من أحب أن يسقط له في رزقه وينسأ له في أثره فليصل رحمة الله عليه۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۱۹) کتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ط: قدیمی)

مشین پر بنے ہوئے کپڑے میں خیار تعمیرین

”کپڑا مشین پر بنایا ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۴/۵)

مصارف رجسٹری

”رجسٹری کے مصارف“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳/۴)

مصالحت کی کوشش کرنا

اگر فریقین میں صلح کرانا ممکن ہے تو صلح کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فیصلہ کرانے کی بنسبت اس میں بہتری ہے اور اس سے جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ فیصلہ ایک فریق کے حق میں ہوتا ہے اور دوسرے فریق کے حق میں نہیں ہوتا بلکہ مخالفت میں ہوتا ہے اس سے آپس کا جھگڑا ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض دفعہ بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے۔ (۲) اور صلح فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اس لئے جھگڑا ختم ہو جاتا اور صلح ہمیشہ دعوے سے کم پر ہوتی ہے۔ (۳)

(۱) وعن علي. يعني ابن أبي طالب. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المستشار مؤتمن فإذا استشير فليشر بما هو صانع لنفسه. (مجمع الزوائد: (۹۶/۸) رقم الحديث: ۱۳۵۹، كتاب الأدب، باب ما جاء في المشاورة، ط: مكتبة القدس)

المعجم الأوسط للطبراني: (۳۴۹/۲) رقم الحديث: ۳۹۵، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الحرمين.
قوله: بما هو صانع لنفسه) لأن الدين النصيحة كما تقرر وأقصى موجبات التحابب أن يري الإنسان لأخيه ما يراه لنفسه ”إنما المؤمنون إخوة“. (فيض القدير للمنادي: (۳۸/۶) رقم الحديث: ۹۲۲، حرف الميم، ط: مكتبة التجارية الكبرى)

(۲) قوله تعالى: {فلا جناح عليهما أن يصلحا بينهما صلحا، والصلح خير} [النساء: ۱۲۸]

(۳) الصلح: هو عقد يرفع النزاع بالتراضي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۳۵/۲) رقم المادة: ۱۵۳۱،

الكتاب الثاني عشر: الصلح والابراء، المقدمة في بيان بعض الإصطلاحات الفقهية، مكتبة فاروقية)
بخلاف الصلح لأن مبناه على الإغماض والحطيطة۔ (الهداية: (۳۵۹/۳) كتاب الصلح، =

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک حیات میں مسجد نبوی میں انہوں نے عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، دونوں کی آواز کچھ بلند ہو گئی، آپ ﷺ نے گھر میں آواز سنی تو حجرہ مبارک سے پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے (چونکہ پہلے دونوں کی بات سن چکے تھے) اس لئے حضرت کعب بن مالک سے فرمایا کہ صلح کر لو، یعنی اپنا آدھا قرض معاف کر دو حضرت کعب بن مالک نے آپ ﷺ کی سفارش قبول کر لی تو آپ ﷺ نے دوسرے سے فرمایا کہ تم اب قرض ادا کر دو۔^(۱) یہ ایک قسم کی سفارش ہے، اس پر سفارش کرنے والے کو بڑا اجر و ثواب ملتا ہے۔^(۲)

=باب الصلح فی الدین، ط: رحمانیہ۔

☞ أما الصلح فهو مؤسس على الإغماض والحطيطة أى على التنزيل۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۶۸/۳) شرح المادة: ۱۱۰۳، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الفصل الثالث فى الديون المشتركة، ط: دار الجیل۔)

☞ تکملہ رد المحتار: (۲۵۸/۸) کتاب الصلح، فصل فى دعوى الدین، ط: سعید۔

(۱) عن کعب بن مالک انه تقاضى من عبد الله بن أبى حدرد الاسلمى، دینا له علیه فى عهد رسول الله ﷺ فى المسجد، فارتفعت حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو فى بيته، فخرج إليه حتى كشف سجف أى ستر حجرته فنادا يا كعب فقال لييك يا رسول الله! قال: ضع من دينك هذا فأوما إليه أى الشطر، قال لقد فعلت يا رسول الله! قال ﷺ (لاخر) قم فاقضه۔ صحيح البخارى: (۶۵/۱) كتاب الصلوة، باب التقاضى والملازمة فى المسجد، ط: قديمى۔

☞ الصحيح لمسلم: (۱۷/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب استحباب الوضع من الدین، ط: قديمى

☞ سنن أبى داؤد: (۱۵۰/۲) كتاب القضاء، باب فى الصلح، ط: رحمانیہ۔

(۲) من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها، ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها۔ (سورة النساء: ۸۵)

☞ قال النبى ﷺ: اشفعوا تزجروا۔ قال العلامة المناوى: (تزوجوا) أى يشيكم الله على الشفاعة وإن لم تقبل والكلام فيما لا حد فيه من حدو الله... قال القرطبى: ... وفيه الحث على الخير بالفعل وبالتسبب۔ (فيض القدير للمناوى: (۱۳۵/۲) رقم الحديث: ۱۰۶۹، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة)

☞ والشافع يؤجر فيما يجوز وإن لم يشفع۔ (تفسير القرطبى: (۲۸۲/۵) سورة النساء، الآية: ۸۵، ط: رشيدى)

مصنوعات

کارخانے کی مصنوعات بننے کے بعد فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے، اور (۲۰۳) مصنوعات بننے سے پہلے فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

مصنوعات کا انتخاب

مسلمان تاجر اور صنعت کاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی چیزیں بنائیں، اور ان کی خرید و فروخت کریں، جو انسان کی نفع رسانی کا ذریعہ اور سبب بنیں، اور ان چیزوں کے استعمال سے انسانوں کو کوئی دنیاوی یا اخروی نقصان لاحق نہ ہو۔^(۲)

(۱) ومنها وهو شرط انعقاد البيع أن يكون مملو كآ للبايع عند البيع فإن لم يكن لا ينعقد... وهذا بيع ماليس عنده، ونهى رسول الله ﷺ عن بيع ماليس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۶/۵، ۱۳۷) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأشياء ط: سعيد۔
 منها أن يكون موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم۔ بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالم يتقوماً مملو كآ في نفسه وكون الملك للبايع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم۔ (شامی: (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة ط: سعيد۔)

يلزم أن يكون المبيع موجوداً) فيبيع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) رقم المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، مكتبة فاروقية)

(۲) جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: إني سأملك عما في الدنيا والآخرة، فقال: سل عما بدالك قال: يا نبي الله! أحب أن أكون أعلم الناس، قال: اتق الله تكن أعلم الناس... فقال: أحب أن أكون خير الناس، فقال: خير الناس من ينفع الناس، فكن نافعاً لهم... الحديث۔ (كنز العمال: (۱۲۸/۱۶) رقم الحديث: ۳۳۱۵۳، كتاب المواعظ والرقاق والخطب والحكم من قسم الأفعال، فصل في جامع المواعظ والخطب، ط: مؤسسة الرسالة۔)

جامع الأحاديث: (۳۰۵/۷) رقم الحديث: ۱۵۹۲۲، حرف الخاء، مسند خالد بن الوليد، ط: دار الفکر =

مصنوعات کی بیچ تیار ہونے سے پہلے

ہر قسم کے مصنوعات کی بیچ تیار ہونے سے پہلے کرنا جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب مصنوعات تیار ہو جائیں تو پھر وعدہ کے مطابق بیچنا جائز ہوگا۔^(۱)

مصنوعات کی پیکنگ

”پیکنگ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۱/۲)

مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں

”خرید و فروخت کی اشیاء“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۳)

مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں

”مسلمانوں کی ذمہ داری“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۲/۶)

مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا

”رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۸/۴)

= خیر الناس من یفیع الناس۔ لم أر من ذکر أنه حدیث اولاً فلیراجع، لکن معناه صحیح، وفی احادیث مایشهد لذلك کحدیث: الخلق عیال الله واحبهم الی الله انفعهم لعیالہ فافهم، ویشهد له مارواه القضاعی عن جابر کما فی الجامع الصغیر بلفظ: خیر الناس انفعهم للناس، انتھی۔ (کشف الخفاء ومزیل الالباس: (۳۵۰/۱) رقم الحدیث: ۱۲۵۳، حرف الخفاء، ط: المکتبۃ العصریہ۔)

(۱) یلزم أن یكون المبیع موجوداً، فبیع المعدوم باطل۔ (شرح المجملۃ لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، کتاب الأول: فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، ط: فاروقیہ)

شرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالمأ متقوماً مملو کاً فی نفسه... فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا

چیز کی ذات اور اسکی صفات کے متعلق تو کوئی عیب نہیں چھپایا لیکن وہ چیز (۲۰۵) خریدار کو وہ فائدہ نہیں دے گی یا اس چیز میں وہ فائدہ نہیں ہے جس فائدے کے لئے وہ اسے خرید رہا ہے مثلاً یہ معلوم ہے کہ دوائی اس بیماری کے لئے نہیں ہے لیکن دوسری دوائیوں کے ساتھ خریدار کو وہ دوائی بھی فروخت کر دیتا ہے تاکہ فروخت کی مقدار میں اضافہ ہو جائے یا میعاد ختم ہونے سے پہلے دوائی کو نکال دے یا کسی اور غرض سے بیچ دی تو یہ بھی دھوکہ میں شمار ہوگا۔^(۱)

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرة من طعام فأدخل یدہ فیہا فنالت أصابعہ بللاً فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء یا رسول اللہ! قال أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراہ الناس، ثم قال: من غش فلیس منا۔ قال الترمذی رحمہ اللہ: حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند أهل العلم کر هو الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/۲۳۵) ابواب البیوع، باب ما جاء فی کراهیة الغش، ط: سعید۔)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۸) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی)

لا یحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد (۵/۳۷) کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب فی جملة ما یسقط به الخيار، ط: سعید)

تنبیہ: کتمان عیب السلعة حرام۔ (البحر الرائق: (۶/۳۵) کتاب البیع، باب خيار العیب، ط: سعید)

رجل اراد أن یبیع السلعة المعیبة وهو یعلم یجب أن ینبئها۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۳/۲۱۰) کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة، ط: رشیدیہ)

والثانی: أن لا یکتتم من عیوبہا وخفایا صفاتیہا شیئاً أصلاً بل یجب علیہ أن ینبئہا جمیع عیوبہا خفیہا وجلیہا، لأنه إن أخفی شیئاً یكون ظالماً غاشاً تاركاً للنصح، والغش حرام والنصح واجب... والحاصل: أن الغش حرام فی البیوع والصنائع جمیعاً، فلا ینبئ للصانع أن ینبئہا من عیوبہا علی وجه لو عاملہ به غیره لا یرتضیہ، بل ینبئہا له أن یحسن الصنعة ویحکمہا وإن وقع فیہا عیب ینبئ عیبہا۔ وبہ ینخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالماً للأنام۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۳۶) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأصبح منہا، ط: سہیل اکیڈمی)

مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی

مارکیٹینگ میں جب صانع کسی شخص سے کوئی چیز بنا کر دینے کا عقد کر لے، تو اس مصنوعہ چیز میں استعمال ہونے والے ہر قسم کے خام مال کی فراہمی صانع کے ذمہ ہوگی، آرڈر دینے والے سے خام مال کے متعلق کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اگر خام مال بھی آرڈر دینے والا فراہم کرے گا، تو یہ اجارہ کا عقد ہوگا عقد استصناع نہیں ہوگا۔^(۱)

۲۰۶

مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد

”قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۶/۵)

مصنوع کو قبول کرنا

اگر صانع (بنانے والے) کی بنائی ہوئی چیز مستصنع (بنوانے والے) کے بیان کردہ اوصاف و شرائط کے مطابق ہو تو اس صورت میں مستصنع کا فرض بنتا ہے کہ

(۱) تكون المواد المستخدمة في الشيء المصنوع من الصانع، فإذا كانت المواد من المستصنع لا من الصانع فإن العقد يكون إجارة لاستصناعاً۔ (ادوات الاستثمار الاسلامی، عز الدين محمد خواجه: ص: ۵۶) الباب الاول: اساليب الانجار، بيع الاستصناع، ط: مصرف الزيتونة، تونس (2014)

ویشتر ط أن يكون العمل والعين كلاهما من الصانع وعليه فلو كانت العين من المستصنع كان العقد إجارة الأدمى۔ (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۱/۲۲۳) الفصل الرابع في بيان الإستصناع، ط: دار الجیل)

(والاستصناع) طلب الصنعة والعين جميعاً حتى لو كان العين من المستصنع كان إجارة لا استصناعاً كما في إجارة المحيط۔ (الدر المنقى مع المجمع: (۳/۱۳۹) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔)

فتاوى الهندية: (۳/۵۱۷) كتاب البيوع، الباب الحادى والثلاثون في الاستصناع والاستجار على العمل، ط: رشيديه)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۷۵) الكتاب الأول في البيوع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: مكتبة فاروقيه)

وہ اس چیز کو قبول کرے، اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے، تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ یہ چیز لے کر صانع کو اس کی قیمت ادا کرے تاکہ صانع کو کوئی نقصان نہ ہو۔ یعنی اگر تیار شدہ مال فریقین کے درمیان طے ہونے والی صفات کے مطابق ہو، اور اس میں کوئی ایسا عیب نہ ہو، جو عرف عام میں عیب ہو، تو مشتری (خریدار) مال خریدنے کا پابند ہوگا، ہاں اگر بائع (سیلر) مال تیار کرنے یا اسے مشتری کے حوالہ کرنے میں طے شدہ مدت سے تاخیر کرے تو مشتری کو لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔^(۱)

مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے

آرڈر پر پروڈکٹ تیار کرانے کے بعد جب تک قبضہ نہ کر لے تب تک اس

(۱) وإذا انعقد الاستصناع، فليس لأحد العاقدین الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيراً... وقال العلامة على حيدر: وكذلك ليس للمستصنع أن يرجع عنه؛ لأنه لو جعل له الخيار للحق البائع إضراراً؛ لأنه قد لا يرغب في المصنوع أحد غير المستصنع... وإذا كان المصنوع غير موافق للأوصاف المطلوبة فإن كان النقص الموجود فيه من قبيل العيب فللمستصنع خيار العيب وإن كان من قبيل الوصف فله خيار الوصف إن شاء قبله وإن شاء رذله. (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۲۲۳، ۲۲۵) المادة: ۳۹۲، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: دار الجیل)

☞ (انعقد)... فالعقد يقع ابتداءً على وجه الخيار، ثم يحصل الره وهو الانعقاد لزوماً عند عمل المصنوع واحضار إلى المستصنع إذا وافق شروطه، يشير إلى هذه الفقرة الأخيرة من هذه المادة حيث جعلت الخيار عند عدم موافقة الشروط ويقابله اللزوم عند موافقتها... وهذا أي اللزوم عند الموافقة قول الإمام أبي يوسف رحمته، لكونه أرفق، وعليه مشتت المجلة. (شرح المجلة لخالد الأناسي: (۲/ ۳۰۶) شرح المادة: ۳۹۲، ط: رشيدية)

☞ وقال أبو يوسف رحمته: العقد لازم إذا رأى المستصنع الشيء المصنوع ولا خيار له، إذا جاء موافقاً للصفة أو الطلب والشروط؛ لأنه مبيع بمنزلة السلم فيه فليس له خيار الرؤية للدفع الضرر عن الصانع في إفساد المواد المصنوعة التي صنعها وفقاً لطلب المستصنع، وربما لا يرغب غيره في شرائه على تلك الصفة... وفي تقديرنا أن هذا الرأي الذي أخذت به المجلة سديد منقلاً من وقوع المنازعات بين المتعاقدين ودفعاً للضرر عن الصانع إذ أن أغراض الناس تختلف باختلاف الشيء المصنوع حجماً ونوعاً وكيفية. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳/ ۶۳۳) الفصل الأول عقد البيع، المطلب الخامس، عقد الاستصناع، حكمه، ط: دار الفكر)

کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

۲۰۸

مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو

آرڈر پر مال تیار کرنے والے کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آرڈر کا مال تیار کرنے میں ان تمام اوصاف کا خاص طور پر التزام کرے، جو آرڈر دینے والے کو مطلوب ہیں، اگر آرڈر پر مال تیار کرنے والا غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آرڈر دینے والے کے معیار کے مطابق چیز بنانے میں ناکام ہو جائے، تو اس صورت میں آرڈر دینے والا چیز قبول کرنے کا پابند نہیں ہوگا، چاہے آرڈر پر مال بنانے والا کوئی شخص ہو یا کوئی کارخانہ اور فیکٹری ہو۔ (۲)

مصنوعی ریشم

مصنوعی ریشم اصل ریشم کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے اس کی تجارت اور استعمال جائز ہے اگرچہ عرف میں اس کو بھی ریشم کہتے ہیں، (۳) ہاں اگر کسی کپڑے کا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یتوفیہ... قال ابن عباس رضی اللہ عنہما واحسب کل شیئ من مثل الطعام۔ (سنن أبی داؤد: ۱۳۸/۲) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل أن یتوفی، ط: رحمانیہ

الصحيح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع، قبل القبض، ط: قدیمی۔

لیحرم بیع کل شیئ قبل قبضہ، طعاما کان أو غیرہ۔ (تکملہ فتح الملہم: ۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، مکتبۃ دارالعلوم کراچی

لا یصح بیع المنقول قبل قبضہ، لنہیہ علیہ السلام عن بیع مالہم بقبض۔ (مجمع الأنہر: ۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیہ۔

(۲) انظر الی الحاشیة السابقہ رقم: ۱، علی الصفحہ السابقہ۔

(۳) لبس الحریر الخالص حرام علی الرجل۔ (الاشباہ والنظائر: ص: ۲۸۱) کتاب الحظر والإباحة ط: قدیمی

فاما الحریر الخالص، فلا یباح للرجال إلا عند الإضطرار۔ (تکملہ فتح الملہم: ۱۱۱/۳) کتاب اللباس والزینة، باب اباحة لبس الحریر، ط: دارالعلوم کراچی۔ =

اصلی ریشمی ہونا ثابت ہو جائے تو اس کی تجارت جائز ہوگی البتہ مردوں کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

☞ أحسن الفتاوى: (۶۶/۸) كتاب الحظر والإباحة، عنوان: مصنوعي ريشم كالحكم، ط: سعيد۔
☞ فإن الإسلام... لم يقصره على نوع دون نوع، ولم يقرر نوعاً خاصاً أو هيئة خاصة من اللباس، ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعة من المبادئ۔ (تكملة فتح الملهم: (۸۷/۳) كتاب اللباس والزينة، ط: مكتبة دارالعلوم كراچی۔)
☞ لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا يكثر عليه فيه۔ (البحر الرائق: (۳۳۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في اللباس، ط: رشيدية)

☞ مجمع الأنهر: (۱۹۱/۳) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: دار الكتب العلمية۔
(۱) وقد ثبت أنه ﷺ قام على المنبر وفي إحدى يديه ذهب وفي الأخرى حرير فقال: هذان حرام علي ذكورتني حلال لأنثاء۔ (معالم السنن: (۲۱۶/۳) كتاب اللباس، ومن باب في الذهب للنساء، ط: المطبعة العلمية، حلب)

☞ سنن أبي داؤد: (۲۰۶/۲) كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، ط: رحمانية۔
☞ عن أبي موسى الأشعري ﷺ، أن رسول الله ﷺ قال: حرم لباس الحرير والذهب علي ذكورتني وأحل لأنثاءهم۔ (جامع الترمذی: (۳۰۲/۱) كتاب اللباس، باب ماجاء في الحرير والذهب للرجال، ط: قديمی)

☞ عن الزهري: قال: أخبرني سالم بن عبد الله، أن عبد الله بن عمر ﷺ قال: أخذ عمر جبة من استبرق تباع في السوق، فأخذها، فأتى بها رسول الله ﷺ، فقال: يا رسول الله ﷺ ابتع هذه تجمل بها للعيد والوفود، فقال له رسول الله ﷺ: إنما هذه لباس من لا خلاق له، فلبث عمر ما شاء أن يلبث، ثم أرسل إليه رسول الله ﷺ بجبة ديباج فأقبل بها عمر، فأتى بها رسول الله ﷺ، فقال: يا رسول الله ﷺ! إنك قلت: "إنما هذه لباس من لا خلاق له" وأرسلت إلي هذه الجبة، فقال له رسول الله ﷺ: "تبيعه أو نصب بها حاجتك"۔ (صحيح البخاري: (۱۳۰/۱) كتاب العيدين، باب ماجاء في العيدين والتجمل ليهما، ط: قديمی)

☞ وفيه: جواز بيع الحرير للرجال والنساء وهبته، (عمدة القاري: (۳۸۷/۶) كتاب العيدين، باب العيدين والتجمل فيه، ط: دار الكتب العلمية۔)

☞ ويستفاد من حديث الباب فوائد، الأولى: جواز بيع الحرير وإن كان حراماً على الرجال۔ الثانية: حرمة الحرير على الرجال۔ (شرح سنن أبي داؤد للعيني: (۳۰۸/۳) كتاب الصلوة، باب اللبس يوم الجمعة، ط: مكتبة الرشيد۔)

مصنوعی ریشم کی خرید و فروخت کرنا

”ریشم مصنوعی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۴)

مصنوعی زعفران

”زعفران مصنوعی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۱/۴)

مصنوعی قلت پیدا کرنا

ملک میں مصنوعی قلت پیدا کرنے کی ایک جدید صورت یہ ہے کہ بڑے بڑے مالدار تاجر لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ کون سی اشیاء مستقبل میں مہنگی ہونے والی ہیں، پھر ان اشیاء کی مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں سے رابطہ کرتے ہیں، اور انہیں کچھ ایڈوانس دے کر بہت بڑا آرڈر دیتے ہیں جسے پورا کرنے میں مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں کو دو تین مہینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس دوران وہ چیزیں مارکیٹ میں آنا بند ہو جاتی ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف لوگ پریشان ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان اشیاء کی قیمت بڑھنا شروع ہو جاتی ہے، اور جس کے پاس وہ چیز ہوتی ہے وہ اپنی مرضی کی قیمت پر اسے بیچتا ہے، منہ مانگی قیمت وصول کرتا ہے، اور لوگ بھی ضرورت کی وجہ سے خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں، مل فیکٹری اور کارخانہ والے جب ریٹ بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس خریدار تاجر کو کچھ دے دلا کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ تاجر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا خواہشمند ہوتا ہے، اس طرح اس چیز کی قیمت مزید بڑھ جاتی ہے، بعض اوقات فیکٹری اور کارخانہ والے تاجر کو اس کا ایڈوانس اور ساتھ میں کچھ نفع دے کر راضی کر لیتے ہیں، اور بعض اوقات خریدار تاجر اپنا آرڈر پورا کرنے پر اصرار کرتا ہے، اور وہ چیز وصول کر کے مارکیٹ میں مہنگے داموں میں فروخت کرتا ہے۔ اس طرح مصنوعی قلت پیدا کر کے ریٹ بہت زیادہ

بڑھا دیا جاتا ہے، کاروبار کی یہ صورت درست نہیں بلکہ حرام ہے۔^(۱)

مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی

اگر عقد مضاربت کے معاہدے میں نقصان کی شرط مضارب پر عائد کی گئی، اور مضارب کی کوتاہی کے بغیر تجارت میں نقصان ہو گیا، تو مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اور اس شرط کی وجہ سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرط خود باطل ہو جائے گی، اگر تجارت میں نفع ہوا ہے تو نقصان کو اس سے پورا کیا جائے گا، اور اگر نفع نہیں ہوا تو سرمایہ دینے والا نقصان برداشت کرے گا۔^(۲)

(۱) عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۶) أبواب التجارات، باب الحكمة والجب، ط: قديمي.

❏ مالك عن عمرو بن يحيى المازني عن ابيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطأ الإمام مالك: (ص: ۶۴۳) كتاب الأفضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي.

❏ وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مكرهه (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۸) كتاب الآداب، باب مما ينهي عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، ط: قديمي)

❏ وكره احتكار قوت البشر كتين وعب ولوز، واليهائم كتين وقت في بلد يضرب أهله لحديث: الجالب مرزوق، والمحتكر ملعون. (الدر المختار مع الرد: (۳۹۸/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

❏ البحر الرائق: (۳۸/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيدية.

(۲) وغير ذلك من الشروط الفاسدة لا يفسدها ويبطل الشرط كشرط الوضعية على المضارب - (الهداية: (۲۵۶/۳)، كتاب المضاربة، ط: رشيدية.)

❏ وفي الجلالية: كل شرط يوجب جهالة في الربح أو يقطع الشركة فيه يفسدها وإلا يبطل الشرط وصح العقد اعتباراً بالوكالة - وفي الشامية: قوله: يبطل الشرط كشرط الخسران على المضارب، (الدر مع الرد: (۶۳۸/۵)، كتاب المضاربة، ط: سعيد.)

❏ وشرط الوضعية شرط زائد لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة فيه فلا يكون مفسداً وتكون الوضعية وهو الخسران على رب المال، لأن ما فات جزء من المال بالهلاك يلزم صاحب المال دون غيره والمضارب أمين فيه فلا يلزمه بالشرط لصار الأصل فيه أن كل شرط يوجب جهالة في الربح، أو يقطع الشركة فيه مفسد ومالا فلا - (تبيين الحقائق: (۵۶/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان) =

مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم

مضاربت میں مضارب سرمایہ لگانے والے کا نمائندہ ہے، مال کی حفاظت کے اعتبار سے امین ہوتا ہے، اور لین دین تصرف کے اعتبار سے وکیل اور نمائندہ ہوتا ہے، اور امین کی حیثیت سے سرمایہ کی حفاظت کرنا اس پر لازم اور ضروری ہوتا ہے اگر اتفاق سے مضارب کی کوتاہی اور زیادتی کے بغیر اس سرمایہ میں نقصان آجائے یا ضائع ہو جائے تو مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا لیکن اگر یہ ثبوت مل جائے کہ اس نے قصد مال ضائع کیا ہے، یا سرمایہ دینے والے کے شرائط کی مخالفت کی ہے تو پھر مضارب نقصان کا ذمہ دار ہوگا ایسی صورت میں نقصان کی تلافی اولاً حاصل شدہ نفع سے کی جائے گی، اور اگر نفع نہیں ہوا، یا نفع ہوا لیکن نقصان نفع سے زیادہ ہے، اور مضارب نے تجارت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے تو مضارب ذمہ دار نہیں ہوگا بلکہ سرمایہ دار نقصان برداشت کرے گا، اور اگر مضارب کی کوتاہی ثابت ہو جائے پھر مضارب ذمہ دار ہوگا۔^(۱)

= وسبیل النفقة أن يحسب من الربح إن كان وإن لم يكن فهمي من رأس المال۔ (الفتاوى الهندية:

(۳۱۳/۳) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب، ط: رشيدية۔)

وما هلك من مال المضاربة فمن الربح... فإن زاد الهالك لم يضمن المضارب، لأنه أمين

فلا يكون ضمناً للتألفي بينهما في شيء واحد۔ (تبين الحقائق: (۵/۶۷، ۶۸) كتاب المضاربة، باب

المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان)

(۱) (ويعلمك المضارب في المطلقة) التي لم تنقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع)... (بنقد ونسيئة

متعارفة)۔ وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة وله اختلاف فيهما فالقول للمضارب في المضاربة۔ (الدرمع

الرد: (۵/۶۳۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال، فإذا زاد الهالك على الربح

فلا ضمان على المضارب؛ لأنه أمين۔ (الهداية: (۳/۲۶۳) كتاب المضاربة، باب المضارب

يضارب، ط: رشيدية)

الدرمع الرد: (۵/۶۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔ =

مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں

”مشارکہ اور مضاربت موجودہ زمانے کے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مضاربت بینک کی

مضاربت اور شرکت میں بینک اپنے کلائینٹ کو طے شدہ یا متوقع نفع کی یقین دہانی اور نقصان نہ ہونے کی ضمانت دیتا ہے، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ہم کلائینٹ کی رقم کو بینک کے ذمہ قرض کہیں، اور اس پر ملنے والے طے شدہ یقینی یا متوقع نفع کو ”سود“ کہیں جبکہ مضاربت میں طے شدہ نفع یا متوقع نفع کی یقین دہانی کرانا، اور کسی قسم کا نقصان نہ ہونے کی ضمانت دینا درست نہیں، یہ شریعت کے خلاف ہے اور شرکت کا بھی حکم یہی ہے۔^(۱)

مضاربت غیر مسلم کے ساتھ

”غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۵)

☞ (لأن تجاوز) المضارب بان يخرج إلى غير ذلك البلد فتصرف فيه أو اشترى سلعة غير ماعينه أو في وقت غير ماعينه أو باع مع غير من عينه (ضمن) لأنه صار غاصباً بالمخالفة وكان المشتري لهـ (والربح له) أي للمضارب، وعليه خسارتهـ (مجمع الأنهر: (۳/۲۴۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية) تبين الحقائق: (۵/۵۹) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) الامور بمقاصدها۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانية، ط: قديمی۔)

☞ العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجرى حكم الرهن في بيع الوفاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۵) رقم المادة: ۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية الكلية، ط: مكتبة فاروقيه۔)

☞ عن فضالة بن عبيد بن عبد الله صاحب النبي ﷺ أنه قال: كل قرض جر منفعة فهو رهن من وجوه الربا۔ (اعلاء السنن: (۱۳/۵۰۱) كتاب الحوالة، ط: إدارة القرآن۔)

☞ قال عليه الصلوة والسلام: ”كل قرض جر منفعة فهو رهن“ أي في حكم الربا، فيكون عقد القرض باطلاً، فإذا شرط في عقده ما يجلب نفعاً إلى المقرض من نحو زيادة قدر أو صفة بطل۔ (فيض القدير: (۵/۲۸) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: المكتبة التجارية)

مضاربت فاسدہ کا حکم

۲۱۳

اگر کسی شرط فاسد کی وجہ سے مضاربت فاسد ہو جائے تو معاملہ ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس عقد سے حاصل ہونے والے کل منافع رب المال کے ہوں گے، مضارب کو اجرت مثل ملے گی، البتہ طے شدہ منافع سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔^(۱) اور اگر اس عقد میں نفع نہیں ہوا تو صحیح قول کے مطابق مضارب اجرت کا حقدار نہیں ہوگا۔^(۲)

(۱) وإذا عمل المضارب في المضاربة الفاسدة وربح كان كل الربح لرب المال وللمضارب أجر المثل تاماً؛ لأن المضاربة إذا فسدت تبقى إجارة، وفي الإجارة الفاسدة إذا عمل الأجير كان له أجر مثله تاماً۔ (فتاویٰ قاضیخان علی ہامش الہندیہ: (۱۶۲/۳) کتاب المضاربة، ط: رشیدیہ۔)

وَأَمَّا حَكْمُ الْمُضَارَبَةِ الْفَاسِدَةِ... وَلَا يَسْتَحِقُّ النَّفَقَةَ وَلَا الرَّبْحَ الْمَسْمُومَ، وَإِنَّمَا لَهُ أَجْرٌ مِثْلُ عَمَلِهِ سِوَاءَ كَانَ فِي الْمُضَارَبَةِ رِبْحٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ؛ لِأَنَّ الْمُضَارَبَةَ الْفَاسِدَةَ فِي مَعْنَى الْإِجَارَةِ الْفَاسِدَةِ وَالْأَجِيرُ... إِنَّمَا يَسْتَحِقُّ أَجْرَ الْمِثْلِ۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۸/۶) کتاب المضاربة، وَاَمَّا حَكْمُ الْمُضَارَبَةِ، ط: سعید)

إِجَارَةُ فَاسِدَةٌ إِنْ فَسَدَتْ فَلِرَبْحٍ لِلْمُضَارِبِ حَيْثُ ذَلَّ لَهُ أَجْرٌ مِثْلُ عَمَلِهِ مَطْلَقًا رِبْحٌ أَوْ لَا بِإِزْدَادٍ عَلَى الْمَشْرُوطِ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ وَالثَّلَاثَةِ۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله: مطلقاً هو ظاهر الرواية، قهستاني۔ قوله: ربح أو لا وعن أبي يوسف عليه السلام إذا لم يربح لأجر له وهو الصحيح لتلا تروبو الفاسدة على الصحيحة سائحاتي، ومثله في حاشية ط عن العيني، قوله خلافًا لمحمد، فيه إشعار بأن الخلاف فيما إذا ربح، وأما إذا لم يربح فأجر المثل بالغاً ما بلغ؛ لأنه لا يمكن تقدير بنصف الربح المعدوم كما في الفصولين لكن في الواقعات ما قاله أبو يوسف مخصوص بما إذا ربح، وما قاله محمدان له أجر المثل بالغاً ما بلغ فيما هو أعم، قهستاني۔ (الدرمع الرد: (۶۳۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعید)

(۲) استحقاق رب المال للربح بما له فيكون جميع الربح له في المضاربة الفاسدة والمضارب بمنزلة أجيرها يأخذ أجر المثل لكن لا يتجاوز المقدار المشروط حين العقد ولا يستحق أجر المثل ان لم يكن ربح۔ اعتباراً بالمضاربة الصحيحة؛ لأنهما رضى أن يكون للعامل جزء من الربح لو حصل وبالحرمان ان لم يحصل ولو أوجبا عليه اجرا عند عدم الربح أو زيادة على المسمى إذا ربح، لربت الفاسدة على الصحيحة، وهذا قول أبي يوسف وهو الصحيح كما في رد المحتار عن السائحاتي ومثله في الطحطاوي عن العيني۔ وفي حاشية أبي السعود عن ابن الفرس: وعن محمد وهو ظاهر الرواية، أنه يجب أجر المثل مطلقاً ربح أو لم يربح زاد على المسمى أو لا لهذا ما نقله في الشرنبلالية عن التبيين وشرح المجمع والخلاصة؛ لأنه لا يستحق المسمى لعدم الصحة ولم يرض بالعمل مجاناً، =

مضاربت فاسد ہو جائے

۲۱۵

عقد مضاربت فاسد ہونے کے بعد اس کی تصحیح کی ایک صورت یہ ہے کہ اس عقد کو عقد شرکت میں تبدیل کر دیا جائے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر سرمایہ مثلاً دس لاکھ ہے تو رب المال (سرمایہ دار) اس میں کچھ رقم مضاربت کو قرض کے طور پر دے دے اور مضاربت اس رقم کو اس مال (اصل سرمایہ) میں شراکت کے طور پر جمع کر دے اور جو نفع حاصل ہو وہ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے، اور عقد ختم ہونے کے بعد رب المال اپنا قرض وصول کر لے تو یہ جائز ہوگا۔^(۱)

= وأن أجر الأجير يجب بتسليم المنافع أو بتسليم العمل، وقد وجد تسليم كل منهما هنا زيلعي، وقيل الخلاف بينهما فيما إذا ربح، وأما إذا لم يربح فأجر المثل بالغاً ما بلغ، وقد علمت ان الصحيح ما مشتم عليه المجلة في هذه المادة - (شرح المجلة، للاتاسي: (۳۶۲/۳) المادة: ۱۳۲۶) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: رشديه) كتابي: (۲۳۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۹۲/۲) مكتبة فاروقية۔

(۱) ومن حيل الضمان أن يقرضه المال إلا درهماً ثم يعقد شركة عنان بالدرهم وبما أقرضه على أن يعمل الربح بينهما ثم يعمل المستقرض فقط فالقرض عليه۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۳۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۸۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

لا يشترط في الشريكين شركة عنان كون رأس مالهما متساويًا بل يجوز كون رأس مال أحدهما أزيد من رأس مال الآخر، وكل واحد منهما لا يكون مجبوراً على إدخال جميع نقده إلى رأس المال، بل يجوز أن يعقد الشركة على مجموعته أو على مقدار منه، فبهذه الجملة يجوز أن يكون لهما فضلة على رأس مالهما تصلح أن تكون رأس مال شركة كنفدهما مثلاً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲۹۲/۳)، المادة: ۱۳۶۵) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، مكتبة فاروقية

وأما عنان... ولذا تصلح عامًا وخاصًا ومطلقًا وموقتًا مع التفاضل في المال دون الربح وعكسه وبعض المال دون بعض۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله ومع التفاضل في المال دون الربح أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر الفان مثلاً واشترط التساوي في الربح۔ (الدر مع الرد: (۳۱۱/۳)، ۳۱۲) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۶۲/۶) كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

مضاربت فسخ کرنا

☆ عقد مضاربت کو مضارب اور رب المال میں سے جو بھی فریق فسخ (ختم) کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر فسخ کر سکتا ہے اور اس فسخ کا اطلاق اس وقت ہوگا جب مال نقدی کی شکل میں موجود ہو، اور اگر مال نقدی کی شکل میں نہیں بلکہ سامان کی صورت میں ہے تو پھر مضارب کو سامان فروخت کرنے کا موقع دیا جائے گا تاکہ اصل اور نفع الگ الگ متعین ہو جائے اور نفع ہونے کی صورت میں نفع کو معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

☆ اگر مضارب کے پاس نقد رقم موجود ہے تو فوراً ادا کر دینی چاہیے، رقم ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مضارب کے پاس اصل رقم کے برابر رقم ہے تو وہ رب المال کو ادا کر دے اور بقیہ منافع کی رقم بعد میں سامان فروخت کرنے کے بعد ادا کر دے۔^(۱)

= شركة العنان لا تقتضى التساوى، فيصح التفاضل بينهما بالمال، ويصح التساوى فى المال ويغاضلان فى الربح؛ لأن الربح تارة يستحق بالمال وتارة بالعمل بدلالة المضاربة۔ (الفقه الحنفى وأدلته: (ص: ۱۰۳)، ط: بيروت)

(۱) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما اعنى رب المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا فى كتاب الشركة، ويشترط أيضاً أن يكون رأس المال عينا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهى لم يصح نهيه۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)

اجمع العلماء على ان اللزوم ليس من موجبات عقد القراض وان لكل واحد منهما فسخه مالم يشرع العامل فى القراض، واختلفوا إذا شرع العامل، فقال مالك: هو لازم... وقال الشافعى وأبو حنيفة: لكل واحد منهما الفسخ إذا شاء۔ (بداية المجتهد: (۱۸۱/۲) القول فى أحكام القراض، ط: دار نشر الكتب)

ولا يعزل بعزله مالم يعمل به فإن علمه والعامل عروض فله بيعها ولا يتصرف فى ثمنها وإن كان نقداً من جنس رأس المال لا يتصرف فيه۔ (ملتنقى الأبحر مع المجمع: (۳/۳۵۷) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

قلت: والحاصل أنه متى علم بعزله، والمال نقد من جنس رأس المال من كل وجه بأن كان دراهم أو دنانير ظهر عزله فلا يتصرف فيه أصلاً، وإن لم يكن من جنسه من كل وجه بأن كان عرضاً =

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا جائز ہے، البتہ فریقین میں سے کوئی (۲۱۷)

ایک فریق مضاربت کو مقررہ وقت سے پہلے ختم کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر ختم کر سکتا ہے،^(۱) اور اگر مقررہ وقت سے پہلے ختم نہیں کیا تو مقررہ وقت ختم ہوتے ہی مضاربت ختم ہو جائے گی۔^(۲)

مضاربت کی اہمیت

مضاربت ایک پسندیدہ تجارت ہے۔

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اعلان سے پہلے حضرت خدیجہ

رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ مضاربت کے تحت تجارت کی۔^(۳)

= وراس المال أحد التقدين لم يعمل عزله، وتوقف حتى صار مثل رأس المال۔ (الدر المنقى: ۳/۳۵۷) کتاب المضاربت، ط: دارالکتب العلمیہ۔

تبيين الحقائق: (۵/۶۷) کتاب المضاربت، باب المضاربت بضراب، ط: امدادیہ ملتان۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) وان وقت للمضاربت وقتا بعينه يتقيد به حتى يطل العقد بمضيه۔ (الهنديّة: ۳/۲۹۸) کتاب

المضاربت، الباب السادس فيما يشترط على المضاربت من الشروط، ط: رشیدیہ۔

شرح المجلة: (۳/۳۵۵) المادة: ۱۲۲۰۔ الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع،

الفصل الثالث: في بيان احكام المضاربت، ط: رشیدیہ۔

الهدايه: (۳/۲۶۵) کتاب المضاربت، ط: رحمانیہ۔

(۳) وقد خرج صلى الله عليه وسلم في قراض بجمال خديجة رضي الله عنها. (المحلى بالانوار: ۷/۹۶)

کتاب المضاربت وهي القراض، ط: دار الفکر

رسوله الله صلى الله عليه وسلم قد سافر بجمال غيره قبل النبوة، كما سافر بجمال خديجة والغير التي

كان فيها أبو سفيان كان أكثرها مضاربتة مع أبي سفيان وغيره. (الفقه الإسلامي وأدلته: ۵/۳۹۳) القسم

الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب

الأول، ط: رشیدیہ

ازاد المعاد: (۱/۱۵۷) فصل هديه صلى الله عليه وسلم في العقود، ط: مؤسسة الرسالة.

④ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مخصوص شرائط کے ساتھ مضاربت پر کاروبار کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (۱)

⑤ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ شرائط کے ساتھ مضاربت کرتے تھے۔ (۲)

⑥ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مضاربت میں برکت ہے۔ (۳)

⑦ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مضاربت کیا کرتے تھے۔ (۴)

(۱) أن العباس بن عبدالمطلب رضي الله عنه. كان إذا دفع مالا مضاربة شرط على المضارب أن لا يسلك به بحراً، وأن لا ينزل وادياً، ولا يشتري به ذات كبد رطب، فإن فعل ذلك ضمن، فبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك فاستحسنه. (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۱۸) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

☞ العناية على هامش فتح القدير: (۴۵/۷) كتاب المضاربة، ط: رشيدية قديم.

☞ تبين الحقائق: (۵۳/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

☞ نصب الراية: (۱۱۴/۴) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الاسلامية، لاهور.

(۲) أن حكيم بن حزام صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشترط على الرجل إذا أعطاه مالا

مقارضة. (نصب الراية: (۱۱۴/۴) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية، لاهور.

☞ سنن الدارقطني: (۲۳/۴) رقم الحديث: ۳۰۳۳، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة.

☞ المبسوط للسرخسي: (۱۷/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(۳) عن صالح بن صهيب عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث فيهن البركة: البيع إلى

أجل والمقارضة وأخلاق البربا لشعير للبيت لا للبيع. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۵) أبواب التجارات،

باب الشركة والمضاربة، ط: قديمي).

☞ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۴) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثالث، ط: قديمي.

☞ نصب الراية: (۴۷۵/۳) كتاب الشركة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.

(۴) عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب عن أبيه أن عثمان أعطى مالا مقارضة يعني مضاربة. (نصب

الراية: (۱۱۵/۴) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية)

☞ معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۲۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۶۸، كتاب الصلح، باب القراض،

ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

☞ المبسوط للسرخسي: (۱۷/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

۱۱ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن خلید کے ساتھ مضاربت کی۔ (۱)

۱۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں موجود یتیموں کے مال سے

بھی مضاربت کے اصولوں پر کاروبار کے لئے رقم دی۔ (۲)

۱۳ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما

فوجی خدمات کے سلسلہ میں عراق گئے، واپسی پر بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ رقم دی جو مدینہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے حوالے کرنی تھی اس رقم سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادوں نے

تجارت کا مال خریدا اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نفع پر فروخت کر دیا اور اصل رقم حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کے پاس جمع کروادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”کیا اسی طرح تمام

سپاہیوں کو رقم دی گئی تھی یا صرف تمہیں دی گئی کیونکہ تم خلیفہ کے بیٹے تھے؟ انہوں نے

کہا صرف ہمیں دی گئی، آپ نے ان کو تمام رقم نفع سمیت بیت المال میں جمع کروانے

کا حکم دیا، حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ رقم ان سے گم ہو جاتی تو پھر انہیں

تمام رقم بیت المال میں جمع کروانی پڑتی؟ وہیں پر موجود ایک شخص نے کہا کہ یہ

مضاربت کی شکل ہے۔“ اس لئے آدھا نفع بیت المال میں جمع ہو اور آدھا نفع دونوں

(۱) وعن حماد، عن ابراهيم، أن ابن مسعود أعطى زيد بن خليل مالا مقارضة. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۳۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۹، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية، كراشي)

۱۱ انصب الرأية: (۱۱۵/۴) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاہور.

۱۲ كتاب الآثار لأبي يوسف.

(۲) عن حميد بن عبد الله بن عبد الله بن أنصاري، عن أبيه، عن جده، أن عمر بن الخطاب أعطى مال یتيم مضاربة، وكان يعمل به بالعراق. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۳۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۷، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراشي)

۱۳ انصب الرأية: (۱۱۵/۴) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاہور.

۱۴ التلخيص الجبير: (۱۳۸/۳) كتاب القراض، ط: دار الكتب العلمية.

مضارب کو دیا جائے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا۔^(۱)

مضاربت کی شرائط

۲۲۰

مضاربت صحیح ہونے کے لئے چند شرائط ہیں ان میں سے اہم اہم شرائط یہ

ہیں:

① سرمایہ نقدی یا سونا، چاندی کی صورت میں ہونا چاہئے، تجارت کے مال کے ساتھ مضاربت جائز نہیں، نقدی یا سونا چاندی ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تجارت کے مال کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کے قدر اور منافع کی مقدار بھی تبدیل ہو جاتی ہے جیسے ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کپاس یا گندم یا کپڑا ایک ہزار روپے کا ہے یہ کپاس یا گندم یا کپڑا لو، اور اسے مضاربت کی بنا پر فروخت کرو، یہ معاملہ درست نہیں البتہ اگر مضارب سے یہ کہا جائے کہ تجارت کا یہ مال لو اور اس کو فروخت کرنے کے بعد جو سرمایہ حاصل ہو اس کے ساتھ مجھ سے مضاربت کرو تو مضاربت کی یہ صورت جائز ہے۔^(۲)

(۱) وری: أن عبد الله وعبيد الله، ابنا عمر رضي الله عنهم، قدما العراق ونزلا على أبي موسى رضي الله عنه. فقال: لو كان عندي فضل مال لأكرمتكما ولكن عندي مال من مال بيت المال فابتاعاهم، فإذا قدمت المدينة فادعاهم إلى أمير المؤمنين رضي الله عنه، ولكم ربحه، ففعلوا ذلك، فلما قدم على عمر رضي الله عنه أخبراه بذلك، فقال: "هذا مال المسلمين لربحهم للمسلمين" فسكت عبد الله وقال عبيد الله: "لا سبيل لك إلى هذا فإن المال لو هلك كنت تضمنا. قال بعض الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين. اجعلهما بمنزلة المضاربتين، لهما نصف الربح وللمسلمين نصفه فاستصوبه عمر رضي الله عنه. (المسبوط للسرخسي: ۱۸/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة

كتاب نصب الرأية: (۱۱۳/۴) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.

كتاب موطن امام مالك: (ص: ۶۱۶) كتاب القراض، ط: قديمي.

(۲) منها أن يكون رأس المال من الدراهم أو الدينار عند عامة العلماء فلا تجوز المضاربة بالعروض... ولأن المضاربة بالعروض تؤدي إلى جهالة الربح وقت القسمة لأن قبعة العروض تعرف بالحرز والظن وتختلف باختلاف المقومين والجهالة تفضي إلى المنازعة والمنازعة تفضي إلى الفساد وهذا لا يجوز، =

۱۰ مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے

تا کہ بعد میں سرمایہ کی مقدار کے بارے میں جھگڑا پیدا نہ ہو۔^(۱)

۲۲۱

۱۱ مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ دار کے پاس سرمایہ موجود ہونا

ضروری ہے اگر مضارب پر قرض ہو تو اس کی بنیاد پر مضاربت کا معاہدہ کرنا درست نہیں البتہ اگر مضارب کو کسی اور شخص سے قرض وصول کر کے مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے لئے کہا جائے تو مضاربت صحیح ہو جائے گی، اور اس صورت میں مضارب قرض وصول کرنے میں سرمایہ دار کا نمائندہ ہوگا۔^(۲)

۱۲ معاہدہ کے وقت سرمایہ مضارب کے قبضہ میں دینا ضروری ہے تاکہ وہ

= وقد قالوا: إنه لو دفع إليه عروضاً، فقال له: بعها واعمل بضمنها مضاربة بدرهم أو ديناراً وتصرف فيها جاز، لأنه لم يصف المضاربة إلى العروض وإنما أضافها إلى الثمن والتمن تصح به المضاربة. (بدائع الصنائع: ۸۲/۲) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد

الدر المختار مع الرد: (۶۴۷/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

شرح المجله لرستم باز: (۵۸۴/۲) المادة: ۱۴۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: مكتبة فاروقيه.

(۱) (يشترط في المضاربة أن يكون رأس المال معلوماً كشركة العقد ايضاً) لتلايقها في المنازعة. (شرح المجله لرستم باز: (۵۸۵/۲) المادة: ۱۴۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقيه.

الدر المختار مع الرد: (۶۳۷/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

بدائع الصنائع: (۸۲/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

(۲) ومنها أن يكون رأس المال عيناً لا ديناً، فإن كان ديناً فالمضاربة فاسدة وعلى هذا يخرج ما إذا كان لرب المال على رجل دين، فقال له: اعمل بديني الذي في ذمتك مضاربة بالنصف أن المضاربة فاسدة بلا خلاف... ولو قال لرجل: اقبض مالي على فلان من الدين واعمل به مضاربة جاز؛ لأن المضاربة هنا أصبحت إلى المقبوض فكان رأس المال عيناً لا ديناً. (بدائع الصنائع: (۸۳/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

وأما المضاربة بدين فإن على المضارب لم يجز، وإن على ثالث جاز. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۷/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

تحفة الفقهاء: (۲۰/۳) كتاب المضارب، ط: دار الكتب العلمية

اس میں تصرف کر سکے، اگر یہ کہا جائے کہ سرمایہ دار مضارب کے ساتھ حصہ لے گا تو مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔^(۱)

۲۲۲

۵ منافع کے بارے میں مضارب کا حصہ منافع کے فیصد یا تناسب کے لحاظ سے معلوم ہونا ضروری ہے مثلاً نفع کا آدھا یا تہائی، یا نفع کا دس فیصد مضارب کو اور نوے فیصد سرمایہ دار کو غیرہ تو یہ درست ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سرمایہ سے کاروبار کرو، اور منافع میں سے آپ کو دو ہزار ملے گا تو مضاربت کا معاملہ فاسد ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ کہنا کہ آدھا نفع اور اس کے علاوہ ایک ہزار تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔^(۲)

۶ مضارب کا حصہ نفع میں سے طے کیا جائے گا اصل سرمایہ میں سے نہیں، مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ نصف سرمایہ تمہارا اور منافع سے بھی اتنا اور اتنا حصہ تو یہ درست نہیں اسی طرح مضارب کو نفع میں سے آدھے یا تیسرے حصہ کے علاوہ ماہانہ تنخواہ بھی ملے گی، یہ شرط بھی درست نہیں، اس صورت میں شرط باطل ہو جائے گی اور مضاربت کا معاہدہ صحیح رہے گا اور مضارب کو تنخواہ نہیں ملے گی البتہ نفع میں سے متعینہ حصہ ملے گا۔

(۱) (وكونه مسلماً إلى المضارب) ليمكنه التصرف. وفي الشامية: قوله: مسلماً) فلو شرط رب المال أن يعمل مع المضارب لا تجوز المضاربة. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد) بدائع الصنائع: (۸۴/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

(۲) (وكون الربح بينهما شائعاً) فلو عين قدر أفسدت. (الدر المختار: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد) ومنها أن يكون المشروط لكل واحد منهما من المضارب ورب المال من الربح جزءاً شائعاً نصفاً أو ثلثاً أو ربعاً فإن شرطاً عدداً مقرر أبان شرطاً أن يكون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لا يجوز والمضاربة فاسدة... وكذلك إن شرط أن يكون لأحدهما النصف أو الثلث ومائة درهم أو قالاً: إلا مائة درهم فإنه لا يجوز كما ذكرنا أنه شرط يقطع الشركة في الربح. (بدائع الصنائع: (۸۶/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد).

مجمع الأنهر: (۴۴۶/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية

اور اگر یہ شرط رکھی کہ مضارب کو رہنے کو مکان یا زراعت کے لئے زمین بھی دی جائے گی تو مضاربت کا معاہدہ فاسد ہو جائے گا۔^(۱)

⑤ اگر مضارب کے پاس سرمایہ کاری کا مال یا مالی ذرائع رہن کے طور پر موجود ہوں اور سرمایہ دار نے مضارب سے قرض لے رکھا ہو تو ایسے سرمایہ پر مضاربت درست نہیں۔^(۲)

مضاربت کی مدت

مضاربت کے معاہدہ کی مدت کے بارے میں یہ باتیں ذہن میں رہیں:

① مضاربت میں سرمایہ دار اور مضارب میں سے کوئی ایک فریق یا دونوں فریق جب بھی چاہیں مضاربت کے معاہدہ کو منسوخ کر سکتے ہیں، اگر مضاربت کے معاہدہ میں دو سے زائد افراد شامل ہیں تو باقی افراد مضاربت کے معاہدہ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔^(۳)

(۱) وذكر محمد في المضاربة إذا قال رب المال للمضارب: لك ثلث الربح وعشرة دراهم في كل شهر ما عملت في المضاربة صحت المضاربة من الثلث وبطل الشرط... وعلى هذا الأصل قال محمد: ليمن دفع ألفاً مضاربة على أن الربح بينهما نصفين على أن يدفع إليه رب المال أرضه يزرعها سنة أو داراً يسكنها سنة فالشرط باطل والمضاربة صحيحة لأنه ألحق بها شرطاً فاسداً لا تقتضيه فبطل الشرط. ولو كان المضارب وهو الذي شرط عليه أن يدفع أرضه ليزرعها رب المال سنة أو يدفع داره إلى رب المال ليسكنها سنة فسدت المضاربة؛ لأنه جعل نصف الربح عوضاً عن عمله وعن أجره الدار والأرض فصارت حصة العمل مجهولة العقد فلم يصح العقد. (بدائع الصنائع: ۸۶/۶) كتاب المضارب، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

② تبين المحقق: (۵۵/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

③ المسبو ط للمرخسي: (۱۷/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(۲) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ۲۲۲۲۔ (ومنها أن يكون رأس المال)

(۳) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ.

(بدائع الصنائع: ۱۶/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد =

۱۰ مضاربت کا معاہدہ ایک خاص عرصہ کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور لا محدود مدت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔^(۱)

۱۱ اگر مضاربت کا معاہدہ دو افراد کے درمیان ہے تو کسی ایک فریق کی موت سے معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔^(۲) البتہ دو سے زائد افراد ہونے کی صورت میں مضاربت کے معاہدہ کو باقی افراد جاری رکھ سکتے ہیں۔^(۳)

۱۲ = و كما أن لرب المال عزل المضارب فللمضارب أيضاً عزل نفسه لأنه كما ذكر أن المضاربة من العقود الغير اللازمة على الطرفين. (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۵۶) شرح المادة: ۴۲۴، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، كون المضاربة تنفسح بعشرة اسباب، ط: دار الجيزين) الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۳۹۲) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الأول... صفة عقد المضاربة، ط: رشديه. وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۴) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

۱۳ مجمع الأنهر: (۳/۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية. (۱) وجزم في الخانية بأنها توفرت حيث قال: والتوقيت ليس بشرط لصحة هذه الشركة والمضاربة وإن قلنا لذلك وقتاً بأن قال: ما اشترت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشتري خاصة، وكذا لو وقت المضاربة لأنها والشركة توكيل والوكالة مما يتوقفت... ۵۱ (شامى: (۳/۳۱۲)، كتاب الشركة، مطلب توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد).

۱۴ فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۳/۶۱۳)، كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشديه) مجمع الضمانات: (۱/۲۹۸)، باب مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي.

۱۵ (۲) وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۴) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

۱۶ مجمع الأنهر: (۳/۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية. الاختيار لتعليل المختار: (۳/۲۳)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية.

۱۷ (۳) فلو كانوا الثلاثة لمات أحدهم حتى انفسخت في حقه لا تنفسخ في حق الباقين، بحر عن الظهيرية. (شامى: (۴/۳۳۷) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)

۱۸ البحر الرائق: (۵/۳۷) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشديه.

۱۹ الفتاوى التاتارخانية: (۷/۴۷) كتاب الشركة، الفصل الثالث في شركة المفارضة، ط: مكتبة فاروقية.

۱۵) مضاربت کے معاہدہ کو پہلے سے طے شدہ شرائط پر مسلسل جاری رکھا

جاسکتا ہے مثال کے طور پر مضاربت کا معاملہ ایک معین عرصہ کے لئے کیا گیا اور جو کام شروع کیا گیا وہ مقررہ مدت سے قبل ہی ختم ہو گیا، اس صورت میں مضارب سرمایہ کو بقیہ عرصہ کے لئے دوسرے کاروبار میں لگا سکتا ہے البتہ اس صورت میں نفع نقصان کے حوالہ سے فقہاء کرام میں اختلاف ہے۔^(۱)

مضاربت کے احکام

سرمایہ دار کسی مضارب کے ساتھ مل کر اسے مال حوالہ کر کے جو کاروبار کرتا

ہے شریعت میں اس کے بھی کچھ احکام ہیں:

۱) مضارب کو مال حوالہ کئے جانے کے بعد کاروبار شروع کرنے سے پہلے تک

اس سرمایہ کی حیثیت امانت کی ہے، اور امانت کی حفاظت مضارب کی ذمہ داری ہے، اور

جب سرمایہ دار اس رقم کو واپس مانگے تو اس کی واپسی بھی مضارب کی ذمہ داری ہے البتہ

نقدی مال ضائع ہو جانے کی صورت میں مضارب پر ضمان یا جرمانہ لازم نہیں ہوگا۔^(۲)

۲) مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے بعد مضارب سرمایہ دار کا وکیل

(۱)

(۲) (وحکمها) أنواع، لأنها (ابداع ابتداء... وتوکیل مع العمل... وشركة إن ربح وغصب إن خالف وإن أجاز) رب المال (بعده) لصیور ربه غاصباً بالمخالفة (وإجارة فاسدة إن فسدت، فلا ربح) للمضارب (حينئذ بل له أجر) مثل (عمله... ودفع المال إلى آخر مع شرط الربح) كله (للمالك بضاعة) لیکون وکیلاً متبرعاً (ومع شرطه للعامل قرض) لقله ضرره. وفي الشامية: قوله: ابداع ابتداء) قال الخیر الرمی: سیاتی أن المضارب یملك الايداع فی المطلقة مع ما تقرر أن المودع لا یودع، فالمراد فی حکم عدم الضمان بالهلاک، وفي احکام مخصوصة لالی کل حکم فتأمل. (الدر المختار مع الرد: ۶۳۶/۵) کتاب المضاربة، ط: سعید =

بن جاتا ہے۔ (۱)

۲۲۶

۴ کاروبار میں منافع ہونے کی صورت میں مضارب شریک بھی بن جاتا ہے اور اس کو معاہدہ کے مطابق طے شدہ نسبت سے معین منافع ملے گا۔ (۲)

۵ اگر کسی سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے تو اس صورت میں یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا بلکہ روزگار کے معاہدہ کی شکل اختیار کرے گا، اور مضارب کی حیثیت ملازم کی ہو جائے گی، نفع ہو یا نقصان دونوں سرمایہ دار کا ہوگا اور مضارب کو ملازم کی حیثیت سے اجرت مثل ملے گی۔ (۳)

۶ اگر مضارب مضاربت کے معاہدہ کی شرائط میں سے کسی شرط کو تسلیم نہیں کرے گا تو وہ غاصب ہوگا اور اس پر اصل سرمایہ کی واپسی کی ذمہ داری ہوگی۔ (۴)

۷ اگر مضارب بت کے معاہدہ کی ایک شرط یہ ہو کہ سارا کا سارا منافع مضارب کو ملے گا تو یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا، اس صورت میں مضارب کی حیثیت مقروض کی ہوگی، اور یہ معاملہ قرض کا معاملہ ہو جائے گا۔ نفع اور نقصان کی ذمہ داری مضارب کی ہوگی، اور سرمایہ دار کا سرمایہ واپس کرنا مضارب پر ہوگا۔ (۵)

۸ اور اگر مضارب بت کے معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ سارے کا سارا منافع مالک کا ہوگا تو یہ معاملہ ”عقد بضاعہ“ کا ہوگا۔ (۶)

مضاربت کے ارکان

۱ ایجاب۔ ۲ قبول۔

اس کے لئے ایسے الفاظ کی ضرورت ہے جو دونوں جانب سے مضاربت

۱ مجمع الأنهر: (۳/۴۴۴) کتاب المضاربة، ط: دار الکتب العلمیة.

۲ البحر الرائق: (۷/۴۹۹) کتاب المضاربة، ط: رشیدیہ.

۳ (۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

کے معاہدہ پر رضا مندی کو ظاہر کریں، مثلاً ایک فریق کہتا ہے کہ یہ رقم لو اور اس سے مضاربت کرو، یا میری یہ رقم مضاربت کے لئے لے لو، اس پر جو فائدہ اور نفع ہوگا وہ ہم آدھا آدھا یا جس نسبت سے طے ہو تقسیم کر لیں گے، اور جواب میں مضارب کہے کہ میں نے یہ رقم لے لی، یا میں اس معاہدہ پر راضی ہوں، یا میں نے آپ کی یہ پیشکش قبول کی تو مضاربت کا عقد ان دونوں میں قائم ہو جائے گا۔^(۱)

مضاربت میں ایک فریق کے لئے خصوصی نفع مقرر کرنا

مضاربت میں کسی ایک فریق کے لئے نفع کی کچھ مقدار الگ طور پر متعین کرنا جائز نہیں ہے مثلاً تجارت میں جو بھی نفع ہوگا اس میں سے ۲۰ فیصد پہلے رب المال کو ملے گا پھر اس کے بعد ۸۰ فیصد جو باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

یا جو نفع ہوگا اس میں سے سرمایہ کا بیس فیصد رب المال کو ملے گا، اور بیس فیصد کے اوپر جو مزید نفع ہوگا، اس میں مضارب اور مالک دونوں شریک ہوں۔
یا نفع کی کوئی خاص مقدار مستثنیٰ کرنے کے بعد باقی نفع کو مضارب اور مالک کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

(۱) رکن المضاربة الإيجاب والقبول، مثلاً إذا قال رب المال للمضارب: خذ رأس المال هذا مضاربة واضح واعمل على أن يقسم ربحه بيننا مناصفة أو ثلثين وثلثاً. أو قال قولاً يفيد معنى المضاربة كقولہ: خذ هذه النقود واجعلها رأس مال والربح مشترك بيننا على نسبة كذا، وقيل المضاربة، تنعقد المضاربة. (شرح المجلة لرستم باز: (۵۸۳/۲) المادة: ۱۰۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبة فاروقية)

اور کنہا الإيجاب والقبول وهو أن يقول: دفعت إليك هذا المال مضاربة أو معاملة أو خذ هذا المال واعمل فيه مضاربة على أن مارزق الله من شئ فهو بيننا نصفان فيقول المضارب: قبلت أو أخذت، أو رضيت. (الجوهرة النيرة: (۳۵۰/۲) كتاب المضاربة، ط: حقاہیہ)

مجمع الأنهر: (۴۳/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں، اسی طرح کسی ایک فریق کے لئے اس المال (سرمایہ) کا فیصد مقرر کرنا بھی ناجائز ہے۔^(۱)

مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف

مضارب، مضاربت میں تجارت کے کام میں سرمایہ لگانے والے کی طرف سے وکیل ہوتا ہے اس لئے مضاربت کے تمام اخراجات سرمایہ لگانے والے کے سرمایہ سے ادا کئے جائیں گے، پھر اگر تجارت میں نفع ہو تو سب سے پہلے اصل سرمایہ پورا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد باقی نفع مضارب اور سرمایہ لگانے والے کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہو تو

(۱) الثانی أن يكون جزءاً شائعاً قلاً أو كثر كالنصف أو الثلث؛ لأن الشركة في الربح إنما يتحقق به حتى لو شرط لأحدهما مائة من الربح مثلاً أو مائة مع الثلث أو الثلث الأمانة، والباقي للأخر لم تجز المضاربة؛ لأنه يؤدي إلى قطع الشركة في الربح لجواز أن لا يربح الا ذلك القدر، "زيلعي"، وحاشية للشلبی۔ الثالث أن يكون المشروط للمضارب مشروطاً من الربح حتى لو شرطاً شيئاً من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة كما في الهندية عن المحيط۔ (شرح المجلة للأناسی: (۳۳۳/۳) المادة: ۱۳۱۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشیدیہ)

المضاربة تفسد بأشياء منها إذا شرط لأحدهما من الربح ما يقطع الشركة نحو أن يجعل له دراهم مائة أو أقل أو أكثر فسدت۔ (قاضیخان علی هامش الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب المضاربة، ط: رشیدیہ)

بدايع الصنائع: (۸۶/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعید۔

ومن شرائطها: أن يكون الربح بينهما مشاعاً لا يستحق أحدهما دراهم مائة درهم من الربح؛ لأن شرط ذلك يقطع الشركة بينهما، ولا بد منها كما في عقد الشركة۔ الهداية۔

وفي فتح القدير: لأن اشتراط دراهم مائة لأحد يتمشى في صور متعددة مذكورة في معتبرات الفتاوى كالبدايع والذخيرة وغيرهما: منها أن يكون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للأخر، ومنها: أن شرطاً لأحدهما نصف الربح أو ثلثه ويزداد عشرة، وفي كل ذلك تفسد المضاربة بناءً على أن كل واحد من الشروط المزبورة يقطع الشركة في الربح لأنه ربما لا يربح الا القدر المسمى أو أقل كما صرحوا به۔ (الهداية مع فتح القدير: (۳۱۸/۷) كتاب المضاربة، ط: رشیدیہ)

مضارب کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہوگا، اور مضارب کو بھی عمل کا بدل نہیں ملے گا۔ (۱)

مضاربت میں شرط رکھی

۲۲۹

اگر مضاربت میں سرمایہ دار نے ماہانہ یا سالانہ کسی مخصوص رقم کی شرط رکھی،

(۱) (ویملك المضارب في المطلقة) التي لم تقيد بمكان أو زمان أو نوع البيع... والشراء والتوكيل بهما، والسفر برا أو بحراً... والابضاع) أي دفع المال بضاعة... ويملك الايداع والرهن والارتهان والاجارة والاستجار) الدر المختار۔ وفي رد المحتار: (قوله والاستجار) أي استنجار العمال للأعمال والمنازل لحفظ الأموال والسفن والدواب... والأصل أن التصرفات في المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة، وتوابعها فيملكه من غير أن يقول له اعمل ما بدالك كالتوكيل بالبيع والشراء والرهن والارتهان والاستجار والايدياع والابضاع والمسافرة۔ (الدر مع الرد: ۱/۵/۶۳۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد

۲) وفيه أيضًا: ويأخذ المالك قدر ما انفقه المضارب من رأس المال ان كان ثمة ربح، فان استوفاه أو فضل شيئ من الربح اقتسماه على الشرط؛ لأن ما انفقه يجعل كالهالك، والهالك يصرف إلى الربح وإن لم يظهر ربح فلا شيء عليه أي المضارب۔ وفي رد المحتار: قوله: ويأخذ أي من الربح، قوله من رأس)... وحاصل المسئلة أنه لو دفع له القامًا فأنفق المضارب من رأس المال مائة وربح مائة، يأخذ المالك الربح بدل المائة التي انفقها المضارب ليستوفي المالك جميع رأس ماله، فلو كان الربح في هذه الصورة مائتين يأخذ مائة بدل النفقة ويقتسمان المائة الثانية۔ (الدر مع الرد: ۱/۵/۶۵۸) كتاب المضارب، باب المضارب يضارب، فصل في المتفرقات، ط: سعيد

۳) وللمضارب أن يعمل ما هو من عادات التجار وهو... واستنجار الاجراء لحفظ المال واستنجار الدواب للحمل واستنجار المكان والسفر۔ (قاضيخان على هامش الهندية: ۱/۶۶/۳) فصل فيما يجوز للمضارب على المضاربة، ط: رشديہ

۴) الهندية: (۳/۱۳/۳) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب، ط: رشديہ۔

۵) شرح المجلة للأناسي: (۳/۶۳/۳) المادة: ۱۳۲۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث: في بيان احكام المضاربة، ط: رشديہ۔

۶) وفي المضاربة الصحيحة، ان لم يكن ربح فلا شيء للمضارب، لأنه عامل لنفسه فلا يستحق الأجر۔ (تحفة الفقهاء: ۳/۲۵) كتاب المضاربة، قبيل كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية

۷) هذا إذا كان في المضاربة ربح، فإن لم يكن فيها ربح فلا شيء للمضارب؛ لأن الشرط قد صح فلا يستحق إلا ما شرط وهو الربح ولم يوجد۔ (بدائع الصنائع: ۱/۰۸/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد

خواہ منافع کم ہو یا زیادہ، منافع ہو یا نہ ہو، یا سرمایہ کے تحفظ کی شرط رکھی، یا مضارب نے کوئی شرط رکھی، تو ان تمام صورتوں میں مضاربت فاسد ہو جائی گی۔^(۱)

مضاربت میں مالک بلا شرط عمل کرے

اگر عقد مضاربت میں مالک پر کام کرنے کی شرط نہیں تھی، اور مالک نے مضاربت کی رقم مضارب کو حوالہ کر دی اور اجنبی کی طرح ہو گیا، پھر اس کے بعد مالک مضارب کی مدد کرتا ہے، یا تبرع اور احسان کے طور پر مضارب کے ساتھ کام بھی کرتا ہے تو یہ جائز اور درست ہے اسکی وجہ سے عقد مضاربت فاسد نہیں ہوگا۔^(۲)

مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا

اگر عقد مضاربت منعقد ہونے کے بعد مضارب نے رب المال کو تنخواہ دار ملازم رکھا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی، ہاں تنخواہ کے بغیر معاون کے طور پر کام

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة رقم: ۲۲۲۲۔ (الثانی أن يكون جزءاً شائعاً)
 (۲) فإن دفع شيئاً من مال المضاربة إلى رب المال بضاعة، فاشترى رب المال و باع فهو على المضاربة (أي لا يفسد المضاربة) ...؛ لأن التخلية فيه قد تمت و صار التصرف حقاً للمضارب، فيصلح رب المال و كيلاً عنه في التصرف، و الابضاع تو كيل منه فلا يكون استرداداً بخلاف شرط العمل عليه في الابتداء؛ لأنه يمنع التخلية۔ (الهداية: (۲۶۶/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: رشيدية)
 ان الواجب هو التخلية و قد تمت فصار التصرف حقاً للمضارب، وله أن يؤكل و رب المال صالح لذلك، و الابضاع تو كيل لأنه استعانة، و لما صح استعانة المضارب بالأجنبي، فرب المال أولى لكونه اشفق على المال فلا يكون استرداداً، بخلاف شرط العمل عليه ابتداءً؛ لأنه يمنع التخلية، فإن قيل: رب المال لا يصلح و كيلاً؛ لأن الوكيل من يعمل في مال غيره، و رب المال لا يعمل في مال غيره بل في ماله۔ أجب بأن رب المال بعد التخلية صار كالأجنبي عن المال فجاز تو كيله۔ (شرح العناية بهامش فتح القدير: (۳۷۳/۸) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الفكر)
 و لم يشترط عمله ثم استعان به على العمل أو دفع المال بضاعة جاز؛ لأن الاستعانة لا توجب خروج المال عن يده و سواء كان المالك عاقداً أو غير عاقداً۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل و اما شرائط الركن، ط: سعيد)

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا جائز نہیں ہے اس سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے، اور مالک کے لئے رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے وصول کرنا حرام ہوتا ہے۔

مثلاً زید نے عمر کو تجارت کے لئے ایک دکان فراہم کر دی، اور کل سرمایہ بھی زید نے عمر کو دے دیا، اور عمر صرف کاروبار کرے گا، لیکن زید نے یہ شرط لگائی کہ کاروبار میں نفع ہو یا نہ ہو ماہانہ دس ہزار عمر سے وصول کرے گا تو یہ مضاربت فاسد ہے، اور ماہانہ متعین رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے لیما حرام ہے۔ (۲)

(۱) وقد قالوا في المضارب: إذا دفع المال إلى رب المال مضاربة بالثلث فالمضاربة الثانية فاسدة، والمضاربة الأولى على حالها جائزة والربح بين رب المال وبين المضارب على ما شرط في المضاربة الأولى ولا أجر لرب المال... أنما فساد المضاربة الثانية فلأن يدرّب المال يملك ويد الملك مع يد المضارب لا يجتمعان فلا تصلح المضاربة الثانية وبقيت المضاربة الأولى على حالها... لأن رب المال يصبر معنا للمضارب والاعانة لا توجب إخراج المال عن يده فيبقى العقد الأول ولا أجر لرب المال؛ لأنه عمل في ملكي نفسه فلا يستحق الأجر۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

شرح المجلة للأناسي: (۳۳۱/۳) المادة: ۱۴۱۰، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان شروط المضاربة، ط: رشيدية۔

حاشية الشبلي على التبيين: (۷۰/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان۔

(۲) ومن شرطها (المضاربة) أن يكون الربح بينهما مشاعاً لا يستحق أحدهما دراهم مسمأة من الربح؛ لأن شرط ذلك يقطع الشركة بينهما ولا بد منها كما في عقد الشركة، فإن شرط زيادة عشرة فله أجر مثله لفساده فله لا يربح الا هذا القدر فيقطع الشركة في الربح۔ (الهداية: (۲۵۶/۳) كتاب المضاربة) ط: رشيدية۔

ومن شرط المضاربة أن يكون الربح بينهما مشاعاً ومعناه أن لا يستحق أحدهما دراهم من الربح مسمأة؛ لأن شرط ذلك ينافي الشركة المشروطة لجوازها، والمنافي لشرط جواز الشيء منافي له، وإذا ثبت أحد المتنافيين انتفى الآخر، كما إذا ثبت الوجود انتفى العدم۔ (العناية: شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۳۳۸/۸) كتاب المضاربة، ط: دار الفكر) =

مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا

۲۳۲

بعض مضارب مختلف لوگوں سے مضاربت پر رقم لے کر سب کو ملا لیتے ہیں، اسکے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس علاقے کے لوگوں کو معلوم ہے کہ مضارب اس طرح لوگوں سے رقم لے کر تجارت کرتا ہے یا یہی عرف و رواج ہے تو یہ جائز ہے، اور اگر اس علاقے میں ایسا عرف و رواج نہیں ہے تو سرمایہ دینے والے کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں کی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

= ومنها أن يكون المشروط لكل واحد من المضارب ورب المال من الربح جزءاً شائعاً نصفاً أو ثلثاً أو ربعاً فإن شرطاً عدداً مقدراً بأن شرطاً أن يكون لأحدهما مائة دراهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لا يجوز، والمضاربة فاسدة؛ لأن المضاربة نوع من الشركة وهي الشركة في الربح وهذا شرط يوجب قطع الشركة في الربح لجواز أن لا يربح المضارب الا هذا القدر المذكور فيكون ذلك لأحدهما دون الآخر فلا تتحقق الشركة، فلا يكون التصرف مضاربة - (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۶۳۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد

الهنديّة: (۲۸۷/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيدية

البحر الرائق: (۲۶۳/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة

الفتاوى السراجية: (ص: ۵۳۱) كتاب المضاربة، باب ما يجوز من المضاربة وما لا يجوز، ط: دار الكتب العمليّة

الاختيار لتعليق المختار: (۲۰/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلميّة

(۱) ولا يملك المضاربة والشركة والخلط بمال نفسه الا باذن - الدر المختار - وفي رد المختار: قوله: والخلط بمال نفسه أي أو غيره كما في البحر الا أن تكون معاملة التجار في تلك البلاد ان المضاربين يخلطون ، ولا يهنونهم ، فإن غلب التعارف بينهم في مثله وجب ان لا يضمن كما في التاتارخانية - (شامی: (۶۳۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

الفتاوى الهنديّة: (۲۹۳/۳) كتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب من التفرقات، ط: رشيدية

شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۸۹/۲) رقم المادة: ۱۴۱۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان أحكام المضاربة، مكتبة فاروقية

مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم

مضاربت میں ملازم کی تنخواہ مضاربت کے مال سے ادا کی جائے گی، اس (۲۳۳) کے بعد جو نفع باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو اصل سرمایہ سے ملازم کی تنخواہ ادا کی جائے گی مضارب اپنے جیب سے ملازم کی تنخواہ دینے کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔^(۱)

مضاربت میں نفع متعین نہ ہو

اگر مضاربت میں منافع کی فیصد مقرر نہ ہو تو مضاربت فاسد ہو جاتی ہے، اور مضارب کو اجرت مثل (عام طور پر اس کام کی جو اجرت دی جاتی ہے) ملتی ہے۔ مثلاً زید نے عمر کو کاروبار کے لئے رقم دی، لیکن منافع میں سے کس کو کتنا ملے گا وہ مقرر نہیں ہوا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اور عمر کو اجرت مثل ملے گی۔^(۲)

(۱) وله الابضاع والایدا ع واستجار العمال للأعمال، واستجار المنازل لحفظ الأموال واستجار السفن والدواب، وله أن يرهن ويرهن لها۔ (البحر الرائق: (۲۶۳/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت)

فإن ربح أخذ المالك ما أنفق من رأس المال أي ما أنفق المضارب فإذا استوفى رأس ماله وفضل شيء أفساه؛ لأن ما أنفق يجعل كالمالك، وأشار المصنف إلى أن للمضارب أن ينفق على نفسه من مال المضاربة في السفر قبل الربح وإلى أن لو لم يظهر ربح لاشي على المضارب۔ (البحر الرائق: (۲۷۰/۷) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار المعرفة، بيروت)

وسبيل النفقة أن يحتسب من الربح ان كان، وإن لم يكن فهي من رأس المال۔ (الهندية: (۳۱۳/۷) ط: ماجديه)

على كل حال يكون الضرر والخسارة على رب المال، وإذا شرط كونه مشتركا عليه وعلى المضارب فلا يعتبر ذلك الشرط؛ لأن هذا الشرط زائدا لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة له فلا يكون مفسداً وبطل الشرط۔ (شرح المجلة للثاسي: (۳۶۳/۳)، المادة: (۱۳۲۸) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام المضاربة، ط: رشيديه)

(۲) بشرط في المضاربة كشركة العقد كون رأس المال معلوماً وتعيين حصة العاقدین من الربح جزءاً =

مضاربت میں نفع نقصان

۲۳۴

مضاربت میں نفع و نقصان کے بارے میں تفصیلات یہ ہیں:

- ① شراکت میں نقصان سرمایہ کے تناسب سے سرمایہ کے مالکان کو برداشت کرنا ہوتا ہے چونکہ مضاربت میں سرمایہ ایک فریق کا ہوتا ہے اور محنت دوسرے فریق کی ہوتی ہے لہذا نقصان کی ذمہ داری بھی اسی سرمایہ دار پر ہوتی ہے یعنی کاروبار میں جو نقصان ہوگا وہ پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اگر اس سے پورا نہ ہو تو سرمایہ دار کے سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔^(۱)
- ② نفع کی تقسیم مضاربت کے معاہدہ میں طے شدہ نسبتوں سے ہوگی، کسی

= شاید کا نصف و الثلث ... وقول هذه المادة: وتعين حصة العاقدین من الربح الخ۔ يتضمن اشتراط ثلاثة أمور، الأول: أن يكون نصيب كل منهما من الربح معلوما حتى لو كان مجهولاً بأن شرط للمضارب جزءاً أو شيئاً أو رد بين النصف و الثلث مثلاً تكون فاسدة: لأن الربح هو المعقود عليه و جهالته توجب فساد العقد۔ (شرح المجلة للأخاسی: (۳۳۲/۳)، المادة: ۱۴۱۱، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني فی بیان شروط المضاربة، ط: رشیدیہ۔

☐ وکل شرط یوجب جهالة فی الربح یفسده لاختلال مقصوده۔ (الهدایة: (۲۵۶/۳) کتاب المضاربة) ط: رشیدیہ

☐ الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) کتاب المضاربة، ط: سعید۔

☐ الربح هو المعقود عليه و جهالة المعقود عليه توجب فساد العقد۔ (الكفاية فی شرح الهدایة علی هامش فتح القدير: (۴۲۰/۷) کتاب المضاربة، ط: رشیدیہ)

(۱) (وما هلك من مال المضاربة یصرف إلى الربح) لأنه تبع (فإن زاد الهالك علی الربح لم یضمن) ولو فاسدة من عمله، لأنه أمين. (الدر المختار مع الرد: (۵۶/۵) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: سعید)

☐ قوله: وما هلك من مال المضاربة یصرف إلى الربح) أقول: وكذلك ما هلك من مال الشركة لیصرف إلى الربح... فإذا زاد الهالك علی الربح فهو علیهما بقدر مالیهما (تكملة رد المحتار: (۴۶۷/۸) کتاب المضاربة، باب المضارب، ط: سعید۔

☐ مجمع الأنهر: (۵۵۸/۳) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: دار الکتب العلمیہ۔

بھی فریق کے لئے نفع میں سے کوئی متعین رقم پیشگی طے نہیں کی جاسکتی۔ (۱)

۱۵ اصل سرمایہ سرمایہ دار کو ہالہ کرنے سے پہلے منافع کی تقسیم درست نہیں۔ (۲)

۱۶ مسلسل کاروبار میں نقصانات کی تلافی نفع سے کی جائے گی یہاں تک کہ

کاروبار ختم کر کے حسابات کر لئے جائیں۔ (۳)

(۱) (وما فضل) بعد اكمال رأس المال منه (قسم) بينهما على الشرط. (الدر المنتقى مع المجمع:

۴۶۱/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب بضراب، ط: دار الكتب العلمية

(وما فضل) من الربح (قسم) بينهما على ما شرط. (مجمع الأنهر: ۴۶۱/۳)، ط: دار الكتب العلمية.

(وكون الربح بينهما شائعاً، فلو عين قدرأ فسدت. (الدر المختار مع الرد: ۶۴۸/۵)، كتاب

المضاربة، ط: سعيد)

(۲) لأن قسمة الربح لا تصح قبل استيفاء رأس المال (الهداية: ۲۷۷/۳) كتاب المضاربة، فصل في

العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

(قولہ: لأن قسمة الربح لا تصح قبل استيفاء رأس المال): لأن الربح لا يتبين قبل وصول رأس المال

إلى رب المال. (الكفاية شرح الهداية مع الفتح: ۳۳۹/۷) كتاب المضاربة، فصل في العزل

والقسمة، ط: رشديه)

(الجوهرة النيرة: ۳۵۷/۱) كتاب المضاربة، ط: حقانيه.

(وإذا أراد القسمة بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقى، فإن بقى من ذلك

شيء، فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترط. (المسبو ط للسرخسي: ۶۳/۲۲)

كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفه.

(لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد المضارب، فأما مع

بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المسبو ط للسرخسي:

۱۰۵/۲۲) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفه.

(الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك

وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت والابطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب

الأربعة: ۶۱/۳) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن... وإن قسم

الربح وبقيت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه تراد الربح لياخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما.

(الدر المختار مع الرد: ۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب بضراب، ط: سعيد)

(مجمع الأنهر: ۴۵۹، ۴۵۸/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب بضراب، ط: دار الكتب العلمية.

(الهداية: ۲۷۱، ۲۷۰/۳) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

۵ فریقین کے نفع و نقصان کی مقداروں کی تعیین کاروبار ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔^(۱)

۲۳۶

۶ کاروبار میں نفع کے حق دار، اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ سرمایہ دار کو واپس مل جائے گا خواہ اپنے سرمایہ پر اس کا قبضہ عملاً ہو یا قانوناً، مثلاً مضارب نے اصل سرمایہ سرمایہ دار کے اکاؤنٹ میں جمع کر دیا تو یہ قانونی قبضہ ہے۔^(۲)

۷ نفع سرمایہ میں اضافہ کا باعث ہوگا، حقیقی منافع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کی محنت ضائع ہو جائے گی، اس کی محنت کا ازالہ کرنا سرمایہ دار پر ضروری نہیں ہوگا۔^(۳)

۸ کاروبار میں کسی قسم کے اختیارات کا حصول یا مختلف تصرفات اور معاہدات کی اجازت یا کسی قسم کی پابندیاں باہمی رضا مندی سے عائد کی جاسکتی

(۱، ۲) واذا اراد القسمة بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقى، فإن بقى من ذلك شيء، فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترط. (المسبوط للسرخسی: ۶۳/۲۲) کتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفہ۔

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يدرب المال أو إلى يدوكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المسبوط للسرخسی: ۱۰۵/۲۲) کتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفہ۔

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت والا بطلت القسمة. (کتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۶۱/۳) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احیاء التراث العربی

(۳) وفي المضاربة الصحيحة إن لم يكن ربح، فلا شيء للمضارب لأنه عامل لنفسه فلا يستحق الأجر. (تحفة الفقهاء: ۲۵/۳) کتاب المضاربة، ط: دار الکتب العلمیة

در الحکام شرح غرر الأحکام: (۳۶/۲) کتاب المضاربة، ط: دار احیاء الکتب العربیة.

شامی: (۶۴۶/۵) کتاب المضاربة، ط: معید.

مضاربت میں نفع نہ ہو تو فسخ کرنے کا حکم

مثلاً دو آدمیوں کے درمیان عقد مضاربت کا معاملہ ہو کہ ایک کا مال ہوگا اور دوسرا صرف عمل کرے گا، چنانچہ ایک زمین خریدی گئی ایک لاکھ ڈالر میں جس پر چند دکانیں بنانی ہیں، اور پھر اس کو فروخت کرنے کے بعد جو نفع ہوگا وہ دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا، تعمیر کا کام تقریباً ایک سال تک جاری رہے گا، اس معاہدے کے تقریباً پانچ ماہ بعد رب المال اس کو فسخ کرنا چاہتا ہے، اتنی مدت میں اس المال سے تقریباً تیس ہزار ڈالر تعمیر کے کام میں خرچ ہوئے تو اس کے فسخ کا طریقہ یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اطلاع دے کہ مضاربت کو فسخ کرے، اور مضارب کا رب المال کو اس المال واپس کرنا ضروری ہوگا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ یا تو مضارب زمین کسی اور آدمی کو فروخت کر دے یا خود خرید لے اور اس المال واپس کر دے چونکہ اب تک کوئی نفع نہیں ہوا اس وجہ سے مضارب کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۱) تنقسم المضاربة إلى مطلقة ومقيدة: المضاربة المطلقة: هي التي يفرض فيها رب المال المضارب في أن يدير عمليات المضاربة دون أن يقيد بقيود... المضاربة المقيدة: هي التي يقيد فيها رب المال المضارب بالمكان أو المجال الذي يعمل فيه وبكل ما يراه مناسباً بما لا يمنع المضارب عن العمل. (المعايير الشرعية: (ص: ۱۸۴، ۱۸۵) المعيار الشرعي رقم (۱۳) المضاربة ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

شرح المجملہ لرمتم باز: (۵۸۳/۲) المادة: ۱۴۶، ۱۴۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبة فاروقية.

المضاربة قسمان: أحدهما مضاربة مطلقة أي عارية عن القيد المفيد، والآخر مضاربة مقيدة أي مقيدة بقيد مفيد وتسمى المضاربة المطلقة مضاربة عامة والمضاربة المقيدة مقيدة خاصة... ويفهم من هذا أن المضاربة تقبل التقييد لأن التجارة تختلف باختلاف الأمكنة والأمتعة والأوقات والأشخاص. (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۳/۴۲۷) شرح المادة: ۱۴۶، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجليل)

ہاں اگر اس المال سے خریدی ہوئی زمین کی قیمت بڑھ گئی، تو اس صورت میں زمین کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم آئے گی اس سے اس المال واپس کرنے کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ دونوں کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔^(۱)

مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو

اگر مضاربت میں سرمایہ دینے والا رب المال مضارب پر نقد میں کاروبار کرنے کی شرط لگا دے تو مضارب پر نقد میں کاروبار کرنا لازم ہوگا ادھر میں کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔^(۲)

(۱) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما أعتى رب المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا في كتاب الشركة، ويشترط أيضًا أن يكون رأس المال عينًا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهي لم يصح نهيه، وله أن يبيعها؛ لأنه يحتاج إلى بيعها بالدرهم والدنانير ليظهر فكان النهي والفسخ إبطالًا لحقه في التصرف فلا يملك ذلك - (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)

☞ وفيه أيضًا: والثاني ما يستحقه المضارب بعمله في المضاربة الصحيحة هو الربح المسمى ان كان في المضاربة ربح... فإن لم يكن فيها ربح فلا شيء للمضارب؛ لأن الشرط قد صح، فلا يستحق الا ما شرط وهو الربح ولم يوجد - (بدائع الصنائع: (۱۰۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد -

☞ وفيه أيضًا: ويجوز شراء رب المال من المضارب، وشراء المضارب من رب المال، وإن لم يكن في المضاربة ربح في قول أصحابنا الثلاثة - (بدائع الصنائع: (۱۰۱/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد -

(۲) ولو دفعه إليه مضاربة على أن يشتري بالنقد ويبيع، فليس له أن يشتري الا بالنقد؛ لأن هذا تقييد مفيد في حق رب المال - (المبسوط للإمام السرخسي: (۴۳/۲۲) باب ما يجوز للمضارب وما لا يجوز، ط: دار المعرفه، بيروت)

☞ بدائع الصنائع: (۱۰۰/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد -

☞ وإن قال رب المال للمضارب: لا تبع إلا بالنقد لم يكن له أن يبيع الا بالنقد لأن المضاربة يدخلها =

مضارب کو ملازم رکھنا

”شریک کو ملازم رکھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۳)

مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھہرانا

مضارب کو کسی بھی قسم کے نقصان کا ضامن ٹھہرانے کی شرط رکھنا باطل ہے چنانچہ اگر عقد مضاربت کے وقت مضارب کو نفع کے ساتھ نقصان کا بھی شریک ٹھہرایا گیا تو یہ شرط باطل ہوگی، اور مضارب نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔^(۱)

مضارب کی حیثیت

”مضاربت کے احکام“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۵/۶)

مضارب کے اختیارات

”مضارب کے فرائض“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۶)

مضارب کے اخراجات

اگر مضارب اپنے شہر میں رہ کر تجارت کرتا ہے، تو اس صورت میں کھانا پینا اور گھر کے اخراجات اس المال (اصل سرمایہ) سے وصول کرنا جائز نہیں ہے اور اس قسم = الشخصی، ولہ فی ذلک منفعۃ وھو تعجیل المال۔ (الجوہرۃ النیرۃ: (۳۵۸/۱) کتاب المضاربتہ، ط: حقاہ)

(۱) وحکمھا آتہ آمین بعد دفع المال إلیہ و وکیل عند العمل و شریک عند الربح۔ (البحر الرائق: (۱۷/۲۱۲) کتاب المضاربتہ، ط: دار المعرفۃ، بیروت)

(۲) (ویظل الشرط) کشرط الخسران علی المضارب۔ (شامی: (۶۳۸/۵) کتاب المضاربتہ، ط: سعید۔
 علی کل حال یكون الضرر والخسارة علی رب المال، وإذا شرط کونہ مشرکاً علیہ و علی المضارب فلا یعتبر ذلک الشرط؛ لأن هذا الشرط زائد لا یوجب قطع الشركة فی الربح ولا الجهالة لہ فلا یكون مفسداً ویظل الشرط۔ (شرح المجملۃ للأخماسی: (۳۶۳/۳)، المادة: (۱۳۲۸) کتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث فی بیان احکام المضاربتہ، مکتبہ فاروقیہ۔

کے اخراجات راس المال سے لینے کی شرط لگانے سے مضارب ت فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر مضارب دوسرے شہر میں تجارت کرتا ہے تو کھانے پینے اور رہائش کا ضروری خرچہ راس المال سے وصول کر سکتا ہے، اس سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں ہے، پھر جب تجارت میں نفع حاصل ہوگا تو پہلے راس المال کی رقم پوری کی جائے گی، پھر اس کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ حسب معاہدہ مضارب اور مالک کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔^(۱)

(۱) الثالث: أن يكون المشروط للمضارب مشروطاً من الربح حتى لو شرطاً شيئاً من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة۔ (شرح المجلة لمحمد الاناسي: (۳/۳۳۳) المادة: ۱۴۱۱) الكتاب العاشر الشركات، الباب السابع، الباب الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيدية۔
الهندية: (۳/۲۸۷) كتاب المضاربة، ط: رشيدية۔

❏ (وإذا سافر ولو يوماً فطعامه وشرابه وكسوته وركوبه، وكل ما يحتاجه عادة) أي في عادة التجار بالمعروف (في مالها، وان عمل في المصر) سواء ولد فيه أو اتخذه دازاً (فتفقتة في ماله... وبأخذ المالك قدر ما أنفق المضارب من رأس المال ان كان ثمة ربح فإن استوفاه أو فضل شيئ من الربح اقتسماه على الشرط؛ لأن ما أنفقه يجعل كالهالك والهالك يصرف إلى الربح۔ (الدر المختار)

قوله: ولو يوماً؛ لأن العلة في وجوب النفقة حبس نفسه لأجلها فعلم أنه ليس المراد بالسفر الشرعي بل المراد أن لا يمكنه المبيت في منزله، فإن أمكن أنه يعود إليه في ليلة فهو كالمصر لانفقة له۔

(الدر مع الرد: (۵/۶۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل في المتفرقات، ط: سعيد)

❏ إذا عمل المضارب في المصر فليست نفقته في المال، وإن سافر فطعامه وشرابه وكسوته وركوبه

معناه شراء وكراء في مال المضاربة فلو بقي شيئ في يده بعد ما قدم مصره رده في المضاربة ولو كان

خروجه دون السفر ان كان بحيث يغدو ثم يروح فبييت بأهله فهو بمنزلة السوقي في المصر، وإن كان

بحيث لا يبيت بأهله فنفقته في مال المضاربة كذا في الهداية۔ والنفقة: هي ما يصرف إلى الحاجة الراتبه

وهي الطعام والشراب والكسوة وفرش ينام عليه والركوب وعلف دابته كذا في محيط السرخسي... وسبيل النفقة ان يحتسب من الربح ان كان وإن لم يكن فهي من رأس المال؛ لأن النفقة جزء هالك،

والأصل في الهالك ان ينصرف أولاً إلى الربح كذا في المحيط... فإن أنفق من مال المضاربة شيئاً على نفسه قبل أن يشتري به فإنه يستوفى في رأس المال رأس ماله بكامله كذا في محيط السرخسي۔

(الهندية: (۳/۳۱۲) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب) ط: رشيدية۔
❏ بدائع الصنائع: (۶/۱۰۵، ۱۰۷) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

مضارب کے فرائض

۲۴۱

مضارب کے فرائض یہ ہیں:

① مضارب پر معاہدہ کی تمام شقوں اور شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے۔^(۱)

② مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا

معاملہ نہیں کر سکتا مگر یہ کہ سرمایہ دار کی جانب سے اجازت ہو۔

یاد دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مضارب مضاربت کی رقم سے کسی

دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے

روک دیا گیا ہو، پھر نہیں کر سکتا۔^(۲)

③ کوئی تیسرا شخص بلا معاوضہ مضارب کی مدد کر سکتا ہے تاکہ وہ کاروبار کو

اچھے اور بہتر طور پر چلا سکے۔^(۳)

(۱) يعتبر ویراعمی کل ما شرطه العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۲۱۱/۲) المادة: ۴۷۳، الكتاب

الثانی فی الإجارة، الباب الثالث الفصل الثانی، ط: مکتبة فاروقیہ)

② لقد ذکر فی شرح المادة (۱۴۰۶) أنه إذا کان قید و شرط رب المال مفیداً له فیكون القید معتبراً ویقتضی

مراعاته وأنه لم یراعه المضارب فیكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بدون أجره (درر الحکام

شرح مجلة الأحکام: (۴۵۲/۳) شرح المادة: ۱۴۲۰، کتاب الشركة، الباب السابع فی حق المضاربة،

ط: دار الجیل)

③ اولیہ ایضاً: (۴۲۸/۳) شرح المادة: ۱۴۰۶، ایضاً، ط: دار الجیل.

(۲) (ولیس له) أي للمضارب (أن یضارب) مال المضاربة لآخر (بلا باذن رب المال) صریحاً (أو بقوله

له: اعمل برأیک). (مجمع الأنهر: (۴۴۷/۳) کتاب المضاربة، ط: رحمانیہ.

④ مذهب الحنفیة: لا یجوز للمضارب أن یضارب بالمال مع شخص آخر، إلا إذا فوضه رب

المال. (الفقه الإسلامی وأدلته: (۳۹۰/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیه، الفصل

الخامس: الشركات، المبحث الثانی، المطلب الثالث: أحكام المضاربة، ط: رشدیہ)

⑤ الهدایہ: (۳۴/۳) کتاب المضاربة، ط: رحمانیہ

(۳) (وللمضارب فی مطلقها) أي مطلق المضاربة... (أن یبیع ویشتري ویؤکل بهما ویسافر...

لیضع) من الإیضاع وهو أن یدفع إلى غیره مالاً یعمل فیہ ویكون الربح لرب المال. (مجمع الأنهر: =

ہمارے حنفی مذہب میں سرمایہ دار مضارب کے ساتھ کاروبار میں عملی طور پر حصہ نہیں لے سکتا، کیونکہ اس سے مضارب کے اختیارات محدود ہو جائیں گے اور وہ کھل کر آزادی سے کام نہیں کر سکے گا البتہ حنبلی مذہب میں اس کی اجازت ہے، اس لئے حنفی مذہب پر عمل کرنے والوں کے لئے مضارب کے ساتھ سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں حصہ لینا درست نہیں اور حنبلی مذہب ماننے والوں کے لئے جائز ہے۔^(۱)

اور ہر مذہب والے اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں یہاں آ کر اپنا مذہب نہ بدلیں۔^(۲)

= (۳/۴۴۷) کتاب المضاربة، ط: دار الکتب العلمیة.

تبيين الحقائق: (۵/۵۷) کتاب المضاربة، ط: امدادیہ ملتان.

الهدایہ: (۳/۳۴) کتاب المضاربة، ط: رحمانیہ.

(۱) رابعاً: أن يكون رأس المال مسلماً إلى العامل؛ ليتمكن من العمل فيه، ولأن رأس المال أمانة في يده، فلا يصح إلا بالتسليم وهو التخلية كالتولية، ولا تصح المضاربة مع بقاء يدرب المال على المال، لعدم تحقق التسليم مع بقاء يده. ويترتب عليه أنه لو شرط بقاء يد المالك على المال فسدت المضاربة، إذ لا بد من استقلال العامل بالتصرف والعمل بمقتضى طبيعة التجارة وظروفها التي يتعذر فيها الاشتراك في العمل الذي يحتاج إنجازاً لسرعة وإهتبال الفرصة المواتية... وهذا الشرط محل اتفاق بين الجمهور (أبي حنيفة وأصحابه ومالك والشافعي والأوزاعي وأبي ثور وابن المنذر) وأما الحنابلة فقد أجازوا اشتراط بقاء يد المالك على المال. (الفتاوى الإسلامية وادلته: (۶/۳۹۳۷) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثاني: شرائط المضاربة، ط: رشيدية)

القسم الخامس: أن يشترك بدينان بمال أحدهما. وهو أن يكون المال من أحدهما والعمل منهما... فهذا جائز ونص عليه أحمد، في رواية أبي الحارث وتكون مضاربة... وقال أبو عبد الله بن حامد والقاضي، وأبو الخطاب: إذا شرط أن يعمل معه رب المال لم يصح وهذا مذهب مالك والأوزاعي، والشافعي وأصحاب الرأي وأبي ثور، وابن المنذر. (المغني لابن قدامة: (۷/۱۳۷) كتاب الشركة، فصل: القسم الخامس، ط: دار عالم الكتب)

الموسوعة الفقهية: (۳۸/۵۷) مادة: مضاربة، ط: دوزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت.

(۲) وفي لكاح الخلاصة: لو قيل لحنفي ما مذعب الإمام الشافعي في كذا وجب أن يقول: قال أبو حنيفة كذا، وفي الشامية: قوله: وجب أن يقول الخ) هذا مبني على قول بعض الأصوليين لا يجوز تقليد =

آج کل بڑے پیمانے کے کاروبار میں فیصلوں کا اختیار ایک فرد کے بجائے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز کے پاس ہوتا ہے اس میں بھی احناف کے نزدیک سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، حنابلہ کے یہاں جائز ہے جو ہمارا مذہب نہیں۔

۵ مزاربت کے معاہدہ میں مضارب کی طرف سے سرمایہ کی بحفاظت واپسی کی ضمانت دینے سے مزاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔^(۱)
البتہ مضارب کی طرف سے پوری ذمہ داری سے کام کرنے کی ضمانت لینا جائز ہے۔

۶ مضارب کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ کاروباری خرید و فروخت کر سکتا ہے خریدی ہوئی چیزوں کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے، کسی فرد کے ساتھ رہن کا معاملہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ اس کو رہن کا معاملہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہو۔^(۲)

= المفضل مع وجود الفاضل، وبني على ذلك وجوب اعتقاد أن مذهبه صواب يحتمل الخطأ، وأن مذهب غيره خطأ يحتمل الصواب، فإذا سئل عن حكم لا يجيب إلا بما هو صواب عنده، فلا يجوز أن يجيب بمذهب الغير. (الدر المختار مع الرد: ۵۸/۳) كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في الإفتاء بالضعيف، ط: سعيد.

لكنما القاضي به لا يقضي الخ أي لا يقضي بالضعيف، وكذا بمذهب الغير. (شرح عقود رسم المفتي: ص: ۹۰) القضاء بالضعيف وبمذهب الغير، ط: مكتبة البشري.

(۱) (وغیره لا) أي غير ذلك من الشروط الفاسدة لا يفسد المضاربة (بل يبطل الشرط كاشتراط الخسران على المضارب) لأنها جزء هالك من المال فلا يجوز أن يلزم غير رب المال لكنه شرط زائد لا يوجب قطع الشركة في الربح والجهالة فيه، فلا يفسد المضاربة، لأنها لا تفسد بالشروط الفاسدة. (درر الحکام شرح غرر الأحكام: ۲۵۰/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

مجمع الأنهر: (۴۴۷/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

الهداية: (۲۶۳/۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

(۲) وملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة... وبملك الايداع والرهن والارتهان... لأن كل ذلك من صنيع التجار. وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة) ولو اختلفا فيهما، فالقول للمضارب في المضاربة. (الدر المختار مع الرد: ۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.)

- ۵ مزارب کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی مضاربت کا معاملہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہو، پھر نہیں کر سکتا۔^(۱)
- ۶ مزاربت کے معاہدہ میں سرمایہ دار کی مالی ذمہ داری اس کے فراہم کردہ سرمایہ کی حد تک محدود ہوتی ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار نے مضاربت کو قرض لینے یا ادھار خریدنے کی اجازت دی ہو۔^(۲)
- ۷ مزارب کاروبار میں ادھار پر بھی فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار اس کو منع کر دے۔^(۳)

= وقد تكون مقيدة بمكان أو زمان أو بضاعة فيتعبد المضارب، لان المال لغيره فله تحديد تصرف المضاربة بما يراه مصلحته، فإذا جاوز المضارب شروط رب المال ضمن. (الكافي في الفقه الحنفي ۱۱۹/۳) كتاب المضاربة، ط: مؤسسة الرسالة

مجمع الأنهر: (۳/۴۴۸، ۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) أنظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة رقم: ۲۳۹۔ (وليس له) أي للمضارب (أن يضارب)

(۲) وقال في شرح الأقطع لا يجوز للمضارب أن يستدين على المضاربة، وإن فعل ذلك لم يجز على رب المال ألا تری أنه إذا اشتری برأس المال فهلك قبل التسليم يرجع المضارب عليه بمثله وإذا كان كذلك ضرب المال لم يرض أن يضمن إلا مقدار رأس المال فلو جوزنا الاستدانة لزمه ضمان مالم يرض به... وأما إذا استدان بإذن رب المال فما يشتر به بينهما شركة وجوه. (حاشية الشلبي على تبیین الحقائق: (۵/۸۷، ۸۸) كتاب المضاربة، ط: امدديه ملتان)

وإذا دفع إلى رجل ألف درهم مضاربة بالنصف وأمره أن يستدين على المال فهو جائز لأن الاستدانة شراء بالنسيئة... وما استدان... فهو بينهما نصفان فربحه وضيعته بينهما نصفان، حتى لو هلكت المشترأة بالدين كان ضمان لثمنها عليهما نصفين. (المسبوط للسرخسي: (۲۲/۱۷۸، ۱۷۹) كتاب المضار: ۱۱۹) باب المضارب يأمره رب المال بالاستدانة على المضاربة، ط: دار المعرفة

بدائع الصنائع: (۶/۹۰) كتاب المضاربة، فصل في بيان حكم المضاربة، ط: سعيد.

(۳) ويملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة. (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۴۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

ومن دفع إلى غيره ألف درهم مضاربة على أن يشترى بالنقد ويبيع به فليس له أن يشترى ويبيع إلا بالنقد. (الفتاوى الهندية: (۴/۲۹۸) كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: رشديه =

مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا

مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے، البتہ کام کے بدلے میں (۲۳۵) منافع کی مقدار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، مثلاً مضارب کو منافع میں سے ۸۰ فیصد اور رب المال کو ۲۰ فیصد دیا جائے تو یہ جائز ہے، مضارب ملازم بن جائے اور ماہانہ اجرت مقرر کرے، اور نفع میں سے کچھ نہ لے تو یہ بھی جائز ہے، مضارب اور ملازم دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔^(۱)

مضارب کے لئے عقد تولیہ کا حکم

مضارب ایسا کام نہیں کر سکتا جس میں ضرر اور نقصان ہو، اور وہ کام تاجروں کے درمیان معروف نہ ہو اس کے علاوہ تجارت سے متعلق ہر کام کر سکتا ہے، لہذا ضرورت اور مصلحت کی صورت میں عقد تولیہ کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔ مثلاً چیز کی ویلیو

= المحيط البرہانی: (۱۷۳/۸) کتاب المضاربة، الفصل التاسع فیما یشرط علی المضارب من الشروط، ط: إدارة القرآن.

(۱) لا أجر للشريك فی العمل بالمشترک۔ (شامی: ۳۲۶/۳) کتاب الشركة، فصل فی الشركة الفاسدة، مطلب یرجع القیاس، ط: سعید۔

لو کان الطعام بین رجلین فقال أحدهما لصاحبه: احمله إلى الموضع کذا ولک فی نصیبی من الأجر کذا، أو قال: اطحنه ولک فی نصیبی کذا من الأجر، جاز ذلک فی قول زفر رحمہ اللہ و محمد بن صاحب رحمہ اللہ، ولا یجوز فی قول أبی حنیفة رحمہ اللہ وأبى یوسف رحمہ اللہ و محمد رحمہ اللہ۔ (النتف فی الفتاوی ص: ۳۳۹) کتاب الإجارة، إجارة الشریک شریک، ط: سعید

ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسموعة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف فی هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدیر: ۴۰۲/۵) کتاب الشركة، فصل وتنعقد الشركة۔ الخ ط: رشیدیہ

شریک کا اجر ہونا درست نہیں، بلکہ صورت جو از یہ ہے کہ جو شریک فیجر ہو اس کا حصہ منافع میں زیادہ کر دیا جائے مثلاً جو شریک فیجر نہیں ان کا حصہ روپے میں دو آنہ ہے تو فیجر کا حصہ روپیہ میں چار آنہ کر دیا جائے، لیکن یہ جائز نہیں کہ اس کی تنخواہ مقرر کی جائے۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام: ۳/۳۰۰) کتاب الشركة والمضاربة، زیر عنوان "شریک کو بوجہ زیادت عمل کے منافع کے علاوہ تنخواہ دینے کا حکم" ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی

کم ہو رہی ہے یا مشتری (خریدار) نے مضارب کو فائدہ پہنچایا ہے یا آئندہ پہنچائے گا اس لئے قیمت خرید میں فروخت کر کے مشتری پر احسان کرنا چاہتا ہے تو جائز ہوگا، لیکن ایسا عمل کبھی کبھی مصلحت کی وجہ سے کرنے کی اجازت ہوگی دائمی طور پر نہیں۔^(۱)

مضاربہ

شریعت نے مضاربت کے ذریعہ سرمایہ کاری اور کاروبار کی اجازت دی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مضاربہ کا معاملہ کیا ہے، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔^(۲)

(۱) وإذا دفع إلى رجل مالا مضاربة ولم يقل: اعمل فيه برأبىك، فله أن يشتري به ما بداله من أصناف التجارة، ويبيع؛ لأنه نائب عن صاحب المال في تجارة. (المبسوط للسرخسي: (۳۸/۲۲) كتاب المضاربة، باب ما يجوز للمضارب في المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت.

❏ (ويعمل المضارب في المطلقة) التي لم تقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة والشراء والتوكيل بهما والسفر برا وبحراً... ويعمل الايداع والرهن والارتهان والاجارة والاستجار...؛ لأن كل ذلك من صنيع التجار. وفي رد المحتار: وليس له أن يعمل بمالیه ضرور ولا مالا يعمله التجار. (الدر مع الرد: (۶۳۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

❏ قال الصدر الشهيد: التصرفات في المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة وتوابعها ليملكها بمطلق الايجاب وهو الايداع والابضاع والاجارة والاستجار والرهن والارتهان وما أشبه ذلك الخ. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۶۳/۳) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية) ❏ وللمضارب أن يعمل ما هو من عادات التجار وهو الابضاع والايدياع واستجار الاجراء لحفظ المال واستجار الدواب للنحمل الخ. (فتاوى قاضى خان على هامش الهنديّة: (۱۶۶/۳) كتاب المضاربة، فصل فيما يجوز للمضارب في المضاربة، ط: رشيد.

(۲) كتاب المضاربة، يحتاج في هذا الكتاب إلى معرفة جواز هذا العقد... فالقياس أنه لا يجوز لأنه استجار بأجر مجهول بل بأجر معدوم ولعمل مجهول، لكن اتزان القياس بالكتاب والسنة والإجماع. أما الكتاب الكريم فقد له عز شانه: وآخر ون يضربون في الأرض يبتغون من فضل الله (المزمل: ۲۰) والمضارب يضرب في الأرض يبتغى من فضل الله عز وجل. وقوله سبحانه وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله (الجمعة: ۱۰) وقوله تعالى: ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلاً من ربكم (البقرة: ۱۹۸). وأما السنة: فماروى عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: "كان سيدنا العباس بن"

مضار بہ صکوک

مضار بہ صکوک: وہ تمسکات ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان صکوک (۲۳۷) والوں نے اتنی رقم مضار بہ کی بنیاد پر دی ہوئی ہے، یہ صکوک یا تو وہ کمپنیاں جاری کرتی ہیں جو مضار بہ کی بنیاد پر سرمایہ حاصل کرنا چاہتی ہیں، یا پھر ان کا اجراء ان مالیاتی اداروں کی جانب سے ہوتا ہے جنہوں نے مضار بہ پر رقم دے رکھی ہو۔

مثلاً ایک بینک نے پچاس ملین روپے کسی پارٹی کو تین سال کے لئے مضار بہ پر دیئے ہوئے ہیں، اور اب وہ چاہتا ہے کہ یہ رقم اسے واپس مل جائے تاکہ اس سے دیگر ضرورتیں پوری کی جاسکیں تو وہ اس رقم کے مساوی مالیت کے سرٹیفکیٹ یعنی ”مضار بہ صکوک“ بنا کر فروخت کر دے گا جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدیں گے وہ اس مضار بہ سے حاصل ہونے والے منافع میں حصہ دار ہوں گے، جب مدت ختم ہوگی تو بینک وہ صکوک دوبارہ خرید لے گا۔^(۱)

= عبدالمطلب إذا دفع المال مضاربة، اشترط على صاحبه أن لا يسلك به بحراً ولا ينزل به وادياً، ولا بشرى به دابة ذات كبد رطبة، فإن فعل ذلك ضمن فبلغ شرطه رسول الله ﷺ فأجاز شرطه “و كذا بعث رسول الله ﷺ والناس يتعاقدون المضاربة فلم ينكر عليهم وذلك تقرير لهم على ذلك، والتقرير أحد وجوه السنة۔ (بدائع الصنائع: (۶/۷۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۱۸/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت۔

وبعث النبي ﷺ والناس يباشرونه فقرروهم عليه، وتعاملت به الصحابة ﷺ۔ (مجمع الانهر: (۳۳۳/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵۲/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) صکوک المضاربة: المصدر لتلك الصکوک هو المضارب، والمکتون فيها هم أرباب المال، وحصيلة الاکتاب هي رأس مال المضاربة، ويملك حملة الصکوک موجودات المضاربة والحصة المتفق عليها من الربح لأرباب المال، ويتحملون الخسارة، إن وقعت. (المعايير الشرعية: (ص: ۲۴۱)

المعيار الشرعي رقم (۱۷) صکوک الاستثمار، ط: هيئة المحاسبات والمراجعة للمؤسسات الإلمالية الإسلامية)

مضار بہ کی حقیقت

۲۳۸

ایک فریق کی جانب سے سرمایہ ہوتا ہے، دوسرے فریق کی جانب سے عمل اور محنت ہوتی ہے اور کچھ منافع ملتا ہے، اس میں ہر فریق طے شدہ اصول کے مطابق آدھے آدھے کے اعتبار سے یا ایک تہائی کے اعتبار سے شریک ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی فریق کے لئے کسی مخصوص رقم کی شرط نہیں ہوتی۔^(۱)

مضار بہ کے احکام

❶ مضار بہ میں ایک جانب سے محنت ہوتی ہے سرمایہ نہیں ہوتا، اور دوسری جانب سرمایہ ہوتا ہے محنت نہیں ہوتی اور نفع ہو تو اس میں دونوں شریک ہوتے ہیں، نفع کم ہو یا بالکل نہ ہو تو اس میں فریقین نقصان پذیر ہوتے ہیں۔^(۲)

❷ مضاربت میں مضارب یعنی کاروبار کرنے والا امین کی حیثیت سے کام کرتا ہے چنانچہ جس نوعیت کے کاروبار کرنے کی اجازت سرمایہ کار کی جانب سے ملے گی اس طرح کا کاروبار کر سکے گا، اس سے تجاوز کرنا خیانت متصور ہوگی، ہاں اگر سرمایہ کار ہر قسم کی تجارت کی عام اجازت دیدے پھر کسی خاص نوعیت کی تجارت کی پابندی نہیں ہوگی، بلکہ مضارب ہر قسم کی جائز تجارت کرنے کا مجاز ہوگا۔^(۳)

(۱، ۲) وشرعاً عقد شركة في الربح بغير مال من جانب... وعمل من جانب... وكون الربح بينهما شائعاً

فلتر عين قدر أفسدت به (الدور المختار مع الرد) (۶۳۵/۵، ۶۳۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد

☞ قوله: شائعاً) أنصافاً أو أثلاثاً مثلاً لتحقق المشاركة بينهما في الربح قل أو أكثر۔ (حاشية الطحطاوى

على الدور: (۲۶۳/۲) كتاب المضاربة، ط: المطبعة العربية۔

☞ تکملة رد المحتار: (۳۱۷/۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

☞ البحر الرائق: (۲۶۳/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

(۳) المضارب أمين ورأس المال في يده في حكم الوديعة۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/

۵۸۶) المادة: ۱۳۱۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام

المضاربة، مكتبة فاروقيه) =

۳ اگر مضاربت میں نقصان ہو تو سب سے پہلے اس نقصان کی تلافی نفع میں سے کی جائے گی، اور اگر نقصان نفع کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے تو نفع کے بعد بقیہ نقصان اصل سرمایہ میں سے برداشت کیا جائے گا۔

مثلاً دس لاکھ سے مضارب نے کام شروع کیا، پہلی دفعہ خرید و فروخت میں دو لاکھ روپے منافع ہوا، پھر مال خرید اور فروخت کیا تو اس میں ڈھائی لاکھ روپے منافع ہوئے پھر مال خرید اور فروخت کیا تو اس میں پانچ لاکھ روپے کا نقصان ہوا، تو پانچ لاکھ کے نقصان کو یوں تقسیم کیا جائے گا کہ ساڑھے چار لاکھ روپے تو منافع میں سے جائیں گے اور پچاس ہزار روپے اصل سرمایہ میں سے جائیں گے، اس پچاس ہزار میں مضارب شریک نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی محنت کا ضائع ہونا یہ اس کا نقصان ہوا، پھر وہ ڈبل نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔^(۱)

= المضارب أمين وبالتصرف وكيل... وبالخلاف غاصب... یعنی بدفع المال إليه على وجه المضاربة يكون أميناً... وإنما صار غاصباً بالخلاف لوجود التعدي على مال الغير كالغصب، وهذا لأن صاحبه لم يرض أن يكون في يده إلا على الوجه الذي أمر به فإذا خالف فقد تعدى فصاد غاصباً فضمن۔
(تبيين الحقائق: (۵/۵۳) كتاب المضاربة، ط: إمداديه ملتان)

يلزم المضارب في المضاربة المقيدة مراعاة قيد وشرط رب المال لهما كان... وقد ذكر في شرح المادة (۱۳۰۶) أنه إذا كان قيد وشرط رب المال مفيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضى مراعاته وأنه لم يرضه المضارب فيكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بلا أجره۔ (دور المحاكم شرح مجلة الاحكام: (۳/۳۵۱، ۳۵۲) المادة: ۱۳۲۰، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: دار الجليل)

(و يملك المضارب في المطلقة) التي لم تنقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (يقصد ونسبته متعارفة... والإيضاح... والإيداع والرهن والإوتهان والإجارة والإسكان... قوله ولو فاسداً) لأن المبيع فيه يملك بالقبض فيحصل الربح بعقد المعاوضة وهو صنيع التجار، بخلاف الباطل كما في الاشياء. وليس المراد منه أنه يجوز له مباشرة لحرمة بل المراد أنه لا يكون مخالفاً به فلا يكون غاصباً. فلا يخرج المال عن كونه في يده أمانة۔ (تكملة رد المحتار: (۸/۲۸۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(۱) وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال۔ فإذا زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب، لأنه أمين۔ (الهداية: (۳/۲۶۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔ =

معاملات میں توسع

بعض علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ معاملات کے بارے میں جس جس فقہی مسلک کے اندر سہولت اور آسانی کی بات مل رہی ہو، عقیدہ کی تصحیح کے لئے اسے لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ توسع ہے، لینے کی گنجائش ہے، حالانکہ یہ بات عام نہیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ متعین ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے ”حیلہ ناجزہ“ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ:

① مذاہب اربعہ میں سے صرف اس رائے کو لیا جاسکتا ہے جو ”شاذ“ اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو۔

② کسی مسئلہ میں محض ”توسع“ کو ہدف بنا کر مختلف مذاہب سے سہولتیں تلاش کرنے کا عمل جائز نہیں۔

③ اجتہادی معاملات میں شرائط کے ساتھ جائز ہے قطعہ میں نہیں۔

④ مذہب غیر پر فتویٰ دینے کے لئے دیگر اصحاب فتویٰ سے بھی رائے لینی چاہیے۔^(۱)

① الدر مع الرد: (۵/۲۵۶) کتاب المضارۃ، باب المضارۃ بضراب، ط: سعید۔

② مجمع الأنہر: (۳/۳۵۸) کتاب المضارۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

③ يعود الضرر والخسار فی کل حال علی رب المال وإذا شرط أن یکون مشترکاً بینہما فلا يعتبر ذلك الشرط) يعود الضرر والخسار فی کل حال علی رب المال إذا تجاوزا الربح إذ یکون الضرر والخسار فی هذا الحال جزءاً أہلکاً من المال فلذلك لا بشرط علی غیر رب المال ولا یلزم بہ آخر۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام: (۳/۳۵۸) المادة: ۱۳۲۸، کتاب العاشر فی الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث فی بیان احکام المضارۃ، ط: دار الجلیل

(۱) حیلہ، جزء (ص: ۳۳، ۳۵) عنوان: مذہب غیر کو اختیار کرنے پر اشکال اور جواب، ط: دار الاشاعت۔

④ والایمانی حیۃ جائز مع ما شیتھا (ص: ۱۳، ۱۶) ضرورت شدیدہ میں دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتویٰ دینا، ط: دار الاشاعت۔

معاملہ کا حکم شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں

”شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱)

معاملے ایک ساتھ دو نہ کرے

”دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۳/۳)

معاملہ کا لکھنا

اگر سودا ادھار ہوا ہے یا کوئی معاملہ ہوا ہے تو اس کو لکھ لینا چاہئے اور اس پر معتبر لوگوں کو گواہ بھی بنا لینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
فَاكْتُبُوا... وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ۔^(۱)

ترجمہ: اے مومنوں! جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو، اور اپنے مردوں میں دو گواہ بھی بنا لو۔^(۲)

معاوضہ خون

”خون دینے کا معاوضہ لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۰/۳)

معاہدہ

”ایگریمنٹ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۹/۱)

(۱) (البقرة: ۲۸۲)

(۲) تستحب كتابة العقد ومقدار الدين المؤجل، ويندب الإشهاد على البيع نسبة (لأجل) وعلى كتابة الدين. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۰۸/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية العالية الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الأول، المطلب الأول... أدب البيع، ط: رشيدية)

معدوم چیز کی خرید و فروخت

معدوم چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔^(۱)

۲۵۲

معیار بہتر بنانے کے لئے رنگ استعمال کرنا

”معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا

اگر رنگ یا کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنیٰ قسم کو اعلیٰ ظاہر کرنا، مشتری (خریدار) کو دھوکہ دینا ہے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز اور حرام ہوگا، اور کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنیٰ قسم کو اعلیٰ ظاہر کرنا نہ ہو، یا مشتری کو دھوکہ دینا مقصد نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مثلاً بعض علاقوں میں گڑ صاف کرنے کے لئے خاص قسم کا کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے تاکہ بے سفید ہو کر قیمت بڑھ جائے، اور ادنیٰ قسم کو اعلیٰ ظاہر کیا جائے اور مشتری کو دھوکہ دیا جائے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز ہوگا، اور اگر یہ مقصد نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح بعض دکاندار چائے میں رنگ ملااتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔^(۲)

(۱) تخریج کے لئے ”کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے پیداوار کی بیج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر برجل یبیع طعاما فسئلہ کیف تبیعہ، فأخبرہ فأوحی إلیہ ان ادخل یدک، فأدخل یدہ فلیہ، فإذا هو مبلول، فقال رسول اللہ ﷺ: لیس منامن غش۔ (أبو داود: ۱۳۳/۲) کتاب البیوع، باب النهی عن الغش، ط: رحمانیہ۔

و یکرہ ان یلبس الجید بالردي وان یصبغ اللحم بالزعفران۔ (الہندیہ: ۲۱۵/۳) کتاب البیوع، فصل فی الاحتکار، ط: رشیدیہ۔

شامی: (۱۰۲/۵) باب البیع الفاسد، بعد مطلب احکام نقصان البیع فاسدا۔ ط: سعید۔

مغربی ممالک میں سودی قرضوں کے ذریعہ گھر خریدنا

مغربی ممالک میں سودی قرض کے ذریعہ گھر خریدنے کا جو طریقہ رائج ہے، (۲۵۳) وہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس طرح گھر خریدنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر گھر کے مالک سے اس طرح معاملہ ہو جائے کہ گھر کی پوری قیمت بازار سے زیادہ مقرر کر لی جائے اور پھر اس کی ادائیگی قسطوں میں ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ اور اگر یہ معاملہ کسی بینک یا مالیاتی ادارے کے ذریعے ہو تو یہ ضروری ہے کہ وہ بینک یا مالیاتی ادارے پہلے وہ گھر خود اپنے لئے خرید لیں، اور بنا ہوا گھر ہو تو چابی وغیرہ لے کر اس پر قبضہ بھی کر لیں، پھر خریدار کو ادھار فروخت کریں، اس ادھار قیمت کا تعین کرتے وقت وہ بازاری قیمت سے جتنا اضافہ مناسب سمجھیں، اتنا اضافہ کر کے کل قیمت مقرر کریں، کل قسطیں اور مدت بھی متعین کریں، پھر اس کے بعد کوئی بھی دوسرے فریق کو اس قیمت میں کمی بیشی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کوئی ایک قسط وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگا کر اضافہ نہیں کر سکتا ورنہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے سود ہی ناجائز ہو جائے گا البتہ مذکورہ ادارہ اپنی خوشی سے قیمت میں کمی کر دے، جبر اور پیشگی معاہدہ کے بغیر تو اپنی خوشی سے کمی کر سکتا ہے۔^(۱)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى النبي ﷺ عن بيعتين في بيعة. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۴۳))

كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربون، ط: إدارة القرآن

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في

بيع. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۵۳)) كتاب البيوع، باب النهي عن البيع بالشرط، ط: إدارة القرآن.

عن قال ابن مسعود رضي الله عنه: صفقتان في صفقة ربا، ولهذا قول أبي حنيفة والشافعي وجمهور

العلماء... (الشرح الكبير لابن قدامة: (۳/۵۳)) كتاب البيع، وإن باع ما يجرى فيه الربا بنسيئة...

الخ، ط: دار الكتاب العربي.

مغصوبہ مال کے مالک کو راضی کرنے کے بعد اس مال کی خرید

و فروخت کا حکم

۲۵۴

”قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۴/۵)

مغفرت کی دعا

”قرض خواہ کو راضی کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۵)

مغفرت ہو جاتی ہے

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال روزی تلاش کرنے کی وجہ سے رات مشقت اور

= ﴿ومن اشترى شيئاً فلا يجوز له ان يبيعه قبل ان يقبضه لما روى أن النبي ﷺ نهى عن بيع الطعام قبل أن يقبضه وكذلك ماسوى الطعام من المنقولات لا يجوز بيعه قبل القبض - (المبسوط للسرخسي: ۸/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

﴿صح بيع عقار... فلا يصلح... بيع منقول قبل قبضه ولو من بائعه - (الدر مع الرد: ۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والتمن، ط: سعيد۔

﴿تسليم مفتاح الدار ولم يذهب إلى الدار فإن كان يتيسر له الفتح بلا كلفة فقبض وإن كان لا يتيسر الفتح بلا إعانة لا يكون قبضاً - (البزازیہ علی هامش الہندیہ: ۵۰۳/۴) كتاب البيوع، الثاني عشر في قبض المبيع، نوع آخر التسليم، ط: رشیدیہ۔

﴿وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد بكذا... فهو فاسد... وهذا إذا افترقا على هذا فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، واما العقد فهو جائز - (المبسوط للسرخسي: ۸، ۷/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

﴿ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً - (شامی: ۳۶۲/۷) ط: بيروت) و: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالعين الفاحش، ط: سعيد۔

﴿البيع مع تأجيل الثمن وتقسيمه صحيح... (مجلة: رقم المادة: ۲۳۵) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: نور محمد۔

تکلیف میں گزارتا ہے رات میں اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔^(۱)

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہاتھ کی محنت سے کمائی کرنے کی وجہ سے تھکا ماندہ اور بوجھل ہو کر شام کرتا ہے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔^(۲)

مفت سروس

بعض کمپنی یا دکان داران سے کوئی چیز خریدنے پر ایک سال دو سال یا پانچ سال تک مفت سروس کرنے کی شرط رکھتے ہیں تاکہ لوگ مطمئن ہو کر چیز خریدیں، شرعیہ جائز ہے جیسے کسی دکاندار سے اس شرط پر چمڑا خریدنا جائز ہے کہ اس سے جو تانہ بنادے گا اسی طرح اگر دکاندار چیز خراب ہونے پر ایک مقررہ مدت تک مفت سروس کر کے دے گا تو یہ بھی جائز ہے، ہاں اگر مشتری (خریدار) خریدی ہوئی چیز کے کسی پرزے کو توڑے گا تو کمپنی یا دکاندار اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔^(۳)

(۱) من بات کالاً فی طلب الحلال بات مغفور الہ ابن عساکر عن انس۔ (کنز العمال: ۷/۴) رقم الحدیث: ۹۷۸۵، کتاب البیوع، من قسم الأول، الباب الأول الفصل الأول: فی فضائل الکسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالہ

تاریخ دمشق لابن عساکر: (۷۳/۱۶) المستدرک من حرف الشین، ط: دار الفکر.

(۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امسی کالاً من عمل یدہ امسی مغفور الہ. رواہ الطبرانی فی الأوسط والاصحیح من حدیث ابن عباس: (الترغیب: ۲/۳۳۵) کتاب البیوع، الترغیب فی الإکتساب بالبیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة

کنز العمال: (۴/۷) رقم الحدیث: ۹۲۱۳، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول: فی فضائل الکسب الحلال، الفصل الأول، ط: مؤسسة الرسالہ.

المعجم الأوسط للطبرانی: (۴/۲۸۹) رقم الحدیث: ۷۲۰، باب المیم، من اسمہ: محمد، ط: دار الحرمین۔

(۳) وحاصل ما ذکرہ الفقہاء فی البیع مع الشرط ان الشرط الذی یقترن بہ البیع، أما أن یقتضیہ العقد، وأما أن لا یقتضیہ العقد لکن یدلہ وأما أن لا یقتضیہ العقد ولا یدلہ لکن قد جرى العرف باشتراطہ وأما أن لا یقتضیہ العقد ولا یدلہ ولا جرى العرف باشتراطہ لکن لا منفعۃ فیہ لأحد، فالبیع فی ہذہ الوجوہ =

مقابلہ کرنا

”تاجروں کی مہارت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۹/۲)

۲۵۶

مقبوض علی سوم الشراء

”قبضہ سودے کے طور پر ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۵)

مقبوض علی وجہ النظر

”قبضہ امانت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۵)

مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا

جو رزق مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ موت سے پہلے پہلے ضرور ملے گا اور جب تک لکھا ہوا رزق مکمل حاصل نہیں کر لے گا تب تک موت نہیں آئے گی، اور جو رزق مقدر میں لکھا ہوا نہیں ہے وہ ہزار کوشش کرنے سے بھی نہیں ملے گا اس لئے ہمیشہ اللہ سے ڈرنا چاہئے اور شریعت کے مطابق رزق تلاش کرنا چاہئے اور حلال کو حاصل کرنا چاہئے اور حرام سے بچنا چاہئے۔

= الأربعة صحيح، والشرط معتبر في الوجوه الثلاثة الأولى منها، ويلغو في الوجه الرابع. (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۵۹/۲) شرح المادة: ۱۸۶، الفصل الرابع في حق البيع بشرطه، ط: رشيدية) كتاب المصنف الملهم: (۶۲۹/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، تفصيل مسألة الشرط في البيع، ط: دار العلوم كراچی۔

ومن اشترى نعلًا على أن يحذوه البائع أو يشره فالباع فاسد... وفي الاستحسان يجوز للتعامل فيه. (الهداية: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

قلت: وتدل عبارة البرازية والخانية، وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو أحدث عرف في شرط غير الشرط في النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبرًا إذا لم يؤد إلى المنازعة... والعرف في الشرع له اعتبار... لذا عليه الحكم قديدار. (شامی: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق کو دیر سے ملنے والا نہ سمجھو کیونکہ بندے کے لئے جو رزق لکھا گیا ہے جب تک وہ اسے مکمل حاصل نہ کر لے مرے گا بھی نہیں لہذا روزی صحیح طریقہ سے کماؤ یعنی حلال حاصل کرو اور حرام کو چھوڑو۔^(۱)

مقدمہ کرنے کے لئے زائد کا دعویٰ کرنا

”دعویٰ زائد کا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۲/۳)

مقدمہ والی زمین فروخت کرنا

اگر زمین پر مقدمہ ہے تو جب تک فیصلہ نہیں ہوگا تب تک اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فیصلہ سے پہلے مالک کون ہے معلوم نہیں ہوگا، اگر بالفرض مالک کون ہے معلوم ہے تب بھی عدالت کے فیصلہ سے پہلے حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوگی، اور بیع (بیچی گئی چیز) کو حوالہ کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی۔^(۲)

(۱) عن جابر بن عبد اللہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تستبطنوا الرزق، فانه لم یکن عبد لیموت حتی یرزق آخر رزق ہولہ، فاجملوا فی الطلب اخذ الحلال وترك الحرام. (المستدرک للحاکم: ۴/۲) کتاب البیوع، الصحۃ لمن اتقی خیر من الغنی، ط: دار المعرفۃ

السنن الکبریٰ للبیہقی: (۳۴/۵) کتاب البیوع، باب الإجمال فی طلب الدنیا وترك طلبها بما لا یعل، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ.

صحیح ابن حبان: (۳۲/۸) رقم الحدیث: ۳۳۹، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی الحرص وما یتعلق بہ، ط: مؤسسة الرسالہ.

(۲) وشرط المعقود علیہ ستۃ: کونہ موجوداً مالاً متقوماً مملوئاً فی نفسہ، وکون الملک للبائع لیمایعہ لنفسہ، وکونہ مقدور التسلیم فلم ینعقد بیع المعدوم... ولا بیع مالیس مملوئاً له وإن ملکہ بعدہ... ولا بیع معجوز التسلیم۔ (شامی: ۵۰۵/۳) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواعاً اربعۃ، ط: سعید =

مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی

۲۵۸

اگر کسی نے کمیشن ایجنٹ سے یوں کہا کہ آپ مجھے میرے مکان یا دکان یا زمین کے اتنے پیسے دے دیں فروخت کرنے کے بعد جو اس پر زائد ملیں گے وہ میرے اور آپ کے درمیان آدھے آدھے تقسیم ہوں گے تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ اجرت معلوم نہیں۔^(۱)

مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

مالک کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ملکیت کی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرے لیکن مالک اگر مال کو زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور عام لوگوں کو زیادہ قیمت کی وجہ سے سخت پریشانی ہو تو حکومت کے لئے ماہرین سے مشورہ کر کے اس طرح نرخ متعین کرنا جائز ہے جس میں مالک کا نقصان بھی نہ ہو اور عام لوگوں کو پریشانی بھی نہ ہو۔^(۲)

☞ البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

☞ بدائع الصنائع: (۱۳۷/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ فانواع، ط: سعید۔

☞ امداد الفتاویٰ: (۳۳/۳) کتاب البیوع، عنوان: موروث جائیداد کی بیع قبضہ سے پہلے، ط: دارالعلوم کراچی۔

(۱) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البیع... یفسدها) كجهالة مأجور.

(الدر المختار مع الرد: (۴۷/۶) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید)

☞ وقد تأید هذا المفهوم بقول ابن عباس: "لابأس أن یقول: بیع هذا الثوب فمأذ علی كذا فهو لك" وحمله علی المرأضة، بعید. وفي التلویح: أما قول ابن عباس وابن سیرین، وأكثر العلماء لا یجوزون هذا لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة.

(إعلاء السنن: (۲۰۷/۱۶) کتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

☞ فتح الباری: (۴۵۷/۴) کتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: دار المعرفه.

(۲) تخریج کے لئے "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

۲۵۹

اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز قیمت مقرر کر کے خریدتا ہے، پھر ادائیگی کے وقت مقررہ قیمت سے کم ادا کرتا ہے، حالانکہ بیچنے والا آدمی اس پر دل سے راضی نہیں ہے، اس کے اصرار سے مجبور ہو کر لے لیتا ہے، تو خریدار کا اس طرح قیمت کی ادائیگی میں کمی کرنا درست نہیں اور جو اس نے کم دے کر کٹوتی کی ہے وہ اس کے لئے حرام ہے۔^(۱)

ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے کچھ رقم چھوڑ دے یا اس کا عام رواج ہو اور ہر سو دے میں مخصوص مقدار تک رقم کی کٹوتی ہوتی ہو اور دکانداروں اور تاجروں میں یہ معروف و مشہور ہو اور وہ سب اس پر راضی ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے مثلاً ایک بازار کا عام دستور ہے کہ کپڑوں کے تھان کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور خریدار قیمت ادا کرتے وقت فی تھان کچھ رقم کاٹ کر باقی رقم بیچنے والے کو ادا کرتا ہے اور اس کا عرف و رواج بھی ہے تو یہ درست ہے، گویا یہاں قیمت کم کر دی جاتی ہے اور بیچنے والے کے لئے قیمت کم کر دینا جائز ہے۔^(۲)

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تنظموا إلا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

شعب الایمان: (۳۸۷/۴) رقم الحدیث: ۵۴۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب فی قبض البدع عن الأموال المحرمة. الخ، ط: دار الکتب العلمیة.

شعب السنن الکبریٰ للبیہقی: (۱۳/۶) کتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله فی سفینة أو بنی علیہ جداراً، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ

(۲) ويجوز للبائع أن يحط من الثمن. (تبيين الحقائق: (۸۳/۴) كتاب البيوع، باب التولية، فصل بيع العقار قبل قبضه، ط: امدادیه ملتان)

شعب الدر المختار مع الرد: (۱۵۴/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی التصرف فی المبيع والتمن. الخ، مطلب فی تعريف الكره، ط: سعید.

شعب المعروف بین التجار كما لمشروط بينهم. (شرح المجلة لرستم باز: (۳۶/۱) المادة: ۴۴) المقالة الثانية: فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقیہ

مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا

”قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا“ عنوان کے

تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم

تاجر لوگ کمپنی سے اور عام گاہک دکانداروں سے ادھار پر مال خریدتے ہیں، اور ایسے خریدار کے لئے کمپنی اور دکاندار ایک تاریخ مقرر کر دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک پیسے ادا کرنے ہوں گے، اور ساتھ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اگر فلاں تاریخ تک پیسے ادا کر دیئے تو مثلاً دس فیصد رعایت ہوگی، اور اگر اس سے تاخیر کی تو یہ رعایت نہیں ملے گی، بلکہ پورے پیسے ادا کرنے ہوں گے۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کمپنی یا دکاندار تاجر اور گاہک کو مال ادھار پر دیتے وقت یہ کہیں کہ فلاں متعین تاریخ مثلاً دو ماہ بعد اس کی قیمت ادا کرنی ہے، پھر اس معاملہ کے بعد تاجر یا گاہک کو یہ کہیں کہ اگر آپ اس تاریخ سے پہلے ایک ماہ کے اندر اندر اس کی قیمت ادا کر دیں گے تو دس فیصد رعایت کر دیں گے تو یہ خرید و فروخت شرعاً درست نہیں کیونکہ ایک ماہ بعد قیمت ادا کرنے کی صورت میں رعایت ختم کر کے کمپنی یا دکاندار جو رقم لیں گے، یہ مدت کے مقابلہ میں ہوگی، اور مدت کے مقابلہ میں رقم وصول کرنا سود ہے، اس لئے یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں ہے، اور فقہی اصطلاح میں اس کو ”ضع تعجل“ کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔^(۱)

(۱) وفی کتاب الرحمة: اتفقوا علی أن من كان له دين على انسان الى أجل، فلا يحل له أن يضع عنه بعض الدين قبل الأجل، ليعجل له الباقي۔ (المسوی شرح المؤطا: (۳۸/۲)، کتاب البیوع والمعاملات، باب إذا ابتاع بشمن مؤجل لا يجوز أن ينقد قبل الأجل على أن يعطى البائع شيئاً من حقه، ط: دار الکتب العلمیة) =

مقروض بھاگ گیا اس کا سامان موجود ہے

☆ اگر مقروض آدمی کسی وجہ سے بھاگ گیا اور اس کا سامان وغیرہ موجود ہے (۲۶۱)

ہیں، تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

ہاں اپنی رقم وصول کرنے کے لئے اس کے سامان وغیرہ کو اپنے قبضہ میں

رکھنا جائز ہے۔^(۲)

☆ اور اگر قرض کی وصولی کی کوئی امید نہیں ہے، تو اس سامان کو مجبوراً اپنے

قرض کے بدلے میں حساب کر کے لینا بھی جائز ہوگا۔^(۳)

= الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمس مائة حالة فلا يجوز۔ (احكام القرآن للجصاص: (۱۸۶/۲)، باب الربا، ومن أبواب الربا الذي تضمنت الآية تحريمه، ط: دار احياء التراث العربی)

ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الهداية: (۲۵۶/۳)، كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رحمانیہ۔)

الجوهرة النيرة: (۶/۲)، كتاب الصلح، ط: حقانیہ۔

(۱) كل قرض جز منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير: (۳۳۸۷/۹)، رقم الحديث: ۶۳۳۶، ط: نزار مصطفى الباز)

أخبرنا أبو حنيفة عن حماد، عن إبراهيم النخعي قال: كل قرض جز منفعة فلا خير فيه۔

عن فضالة بن عبيد صاحب النبي ﷺ أنه قال: كل قرض جز منفعة فهو وجه من وجوه من الربا۔ (إعلاء السنن: (۱۱۵/۱۳)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جز منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن كراچی)

شامی: (۱۶۶/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، مطلب كل قرض جز نفاق حرام، ط: معید۔

(۲)؟؟؟؟

(۳) قال الحموي في شرح الكنز نقلا عن العلامة المقدسي عن جده الاشقر عن شرح القدوري =

مقروض قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کرے

اگر قرض خواہ کا انتقال ہو گیا تو مقروض قرض کی رقم قرض خواہ کے وارثوں کو شریعت کے مطابق تقسیم کر کے دیدے،^(۱) اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو اسکی نیت سے صدقہ کر دے تاکہ قیامت کے دن صدقہ کا ثواب دے کر حق ادا کرنا آسان ہو۔^(۲)

مقروض کا جنازہ

”قرض دار کا جنازہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۵)

مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقروض اگر قرض کی ادائیگی کے

= للاخصب: ان عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاول عنهم في الحقوق، والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان، لا سيما في ديارنا لمدوا منهم العقوق قال الشاعر:

عفاء على هذا الزمان فإنه

زمان عقوق لا زمان حقوق

وكل رقيق فيه غير مرافق

(شامی: (۱۵۱/۶)، کتاب الحجر، ط: سعید)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۸۶/۳)، کتاب الحجر، ط: دار المعرفة۔

الفقه الاسلامى وأدلتہ: (۵۳۵۱/۷)، کتاب السرقه، ط: رشیدیہ۔

(۱) تزخیر کے لئے ”قرض دینے والے کا انتقال ہو گیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) اللقطات والتركات التي لا وارث لها... قالوا مصرفه للقيط الفقير والفقراء الذين لا أولياء لهم

يعطون منه نفقتهم وأدويتهم ويكفن به موتاهم ويعقل به جنائيتهم. (البحر الرائق: (۱۱۹/۵) کتاب

السير، باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: سعید۔)

تبیین الحقائق: (۲۸۳/۳) کتاب السير، باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط:

امدادیہ ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳۸۶/۲) کتاب السير والجهاد، فصل في الجزية، ط: دار الكتب العلمية۔

والسبيل في المعاصى ردھا وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه

وبالتصدق به إن لم يعرفه لبصل إليه نفع ماله إن كان لا يبصل إليه عين ماله۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۹/۵)

کتاب الکراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشیدیہ)

لئے مال چھوڑے بغیر مرجاتا، تو آپ ﷺ اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک میت کو لایا گیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! دو دینار (دو اشرفی) ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی جنازہ کی نماز پڑھ لو، اتنے میں ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اس قرض کی ادائیگی کو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔^(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے، جتنی جلدی ممکن ہو قرض ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہیے ورنہ موت کے بعد بھی قید میں رہے گا۔^(۲)

(۱) عن ابی سلمة قال: کان رسول اللہ ﷺ لا یصلی علی رجل مات وعلیہ دین، فأتی بعیت، فقال: علیہ دین؟ قالوا: نعم، دیناران، فقال صلوا علی صاحبکم، فقال أبو قتادة الانصاری: ہما علی یا رسول اللہ! فصلی علیہ رسول اللہ ﷺ۔ (سنن ابی داؤد: ۱۲۰/۲) کتاب البیوع، باب فی التشدید فی الدین، ط: رحمانیہ۔

صحیح ابن حبان: (۳۳۳/۴)، کتاب الجنائز، فصل فی الصلاة علی الجنازة، ذکر الإباحة للمرء الصلاة علی حل مسلم مات من أهل القبلة وإن کان علیہ دین، ط: مؤسسة الرسالة۔
جامع الفوائد: (۲۳۰/۲) رقم الحدیث: ۴۷۸۳، کتاب البیوع، الدین و آداب الوفاء۔ الخ، ط: مکتبہ ابن کثیر، الکویت۔

عن سلمة بن الأكوع رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ أتى بجنازة لیصلی علیها فقال هل علیہ دین؟ قالوا نعم، قال صلوا علی صاحبکم، قال أبو قتادة علی دینه یا رسول اللہ ﷺ (صحیح البخاری: ۳۰۶/۱) کتاب الکفالة، باب من کفّل عن میت دینا فلیس له أن یرجع، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۳۵/۲) کتاب القرائض، ط: قدیمی۔
جامع الترمذی: (۲۰۵/۱) ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة علی المدیون، ط: سعید۔
(۲) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یقضی عنده (مشکوٰۃ: ص: ۲۵۲)، کتاب البیوع، باب الافلاس والانتظار، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

جامع الترمذی: (۲۰۶/۱)، ابواب الجنائز، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یقضی عنده، ط: قدیمی۔
سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۷۳)، ابواب الصدقات، باب التشدید فی الدین، ط: قدیمی۔

مقروض کے مال سے خفیہ خفیہ اپنا قرض وصول کرنا

اگر کسی انسان کا کسی پر قرضہ ہو تو اس کے لئے اسے خفیہ انداز میں اس سے لینا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کوئی چیز تجھے امانت کے طور پر دی ہے، اس کی امانت واپس کرو،

اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔^(۱)

اور اپنا حق وصول کرنا خیانت میں داخل نہیں ہے۔

مقصد حرام ہے

نیکی جانے والی چیز ایسی نہیں ہونی چاہئے جس کا حرام مقصد کے علاوہ کوئی اور

(۱) عن يوسف بن ماهك المكي قال: كنت أكتب لفلان نفقة أيتام كان وليهم فغالطون بألف درهم فأداها إليهم فادر كت لهم من مالهم مثلها، قال: قلت: أقبض الألف الي ذئبوا به منك؟ قال: لا، حدثني أبي أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أدا الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك. (سنن أبي داود: ۱۴۲/۲) كتاب الاجارات، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: رحمانيه

عن عائشة رضي الله عنها قالت: جاءت هند إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل ممسك، فهل علي من حرج أن أنفق على عياله من ماله بغير إذنه؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا حرج عليك أن تنفقي بالمعروف". (سنن أبي داود: ۱۴۲/۲) ايضاً، ط: رحمانيه

قال الخطابي: هذا الحديث يعد مخالفاً في الظاهر حديث هند وليس بينهما في الحقيقة خلاف. وذلك لأن الخائن هو الذي يأخذ ماله من غير إذن الخائن، فأما من كان مأذوناً له في أخذ حقه من مال خصمه واستدراك ظلامته منه فليس بخائن ومعناه: لا تخن من خانك بأن تقابل به بخيانة مثل خيانه وهذا لم يخنه؛ لأنه مقتض حقاً لنفسه والأول كان مقتضياً حقاً لغيره. وكان مالك بن أنس يقول: إذا أودع رجل رجلاً ألف درهم فجحده الألف ثم أودعه الجاحد ألفاً لم يجز له أن يجحده، قال ابن القاسم: صاحبه أظنه ذهب إلى هذا الحديث، وقال أصحاب الرأي: يسعه أن يأخ ألفاً قصاصاً عن حقه ولو كان به له حنطة أو شعير لم يجز له ذلك فإن هذا بيع، أما إذا كان مثله فهو قضاء. (بذل المجهود: ۲۱۶/۵) تاب البيوع، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: دار الكتب العلمية

قول: ولا تخن من خانك) قال القاضي: أي لا تعامل الخائن بمعاملته ولا تقابل خيانه بالخيانه فتكون مثله، ولا يدخل فيه أن يأخذ الرجل مثل حقه من مال الجاحد فإنه استيفاء وليس بعدوان والخيانه عدوان. (مراجعة المفاتيح: ۱۲۵/۶) كتاب البيوع، باب الشركة والبر كالعقود الفصل الثاني، ط: رشديه

جائز استعمال ہی نہ ہو جیسے خنزیر اور آلات لہو و لجب وغیرہ، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

مکانات زمین کے تابع ہیں

”درخت زمین کے تابع ہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۴/۳)

مکان بیع کر کرایہ پر لینا

بعض دفعہ کسی کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور قرضہ وغیرہ نہیں ملتا تو ایسا آدمی اپنا مکان یا دکان کسی آدمی کو اس شرط پر فروخت کر دیتا ہے کہ جب بھی بیچنے والا خریدار کو اتنی رقم واپس کر دے گا تو یہ دکان یا مکان وہ خریدار اسے واپس کر دے گا، اور اس دوران یہ دکان یا مکان بیچنے والے کے قبضہ میں رہے گا اور یہ ماہانہ ایک

(۱) وبطل بیع مال غیر منقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ و خنزیر و میتہ۔ (الدر المختار مع الرد: ۵/۵)

(۵۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

و کذا یبطل بیع مال غیر منقوم کالخمیر و الخنزیر بالثمن۔ (مجمع الأنهر: ۴۸/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیہ۔

و أما القرد فعن أبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ و ایتان، وجہ روایۃ عدم الجواز: أنه غیر منتفع بہ شرعاً فلا یكون مالاً کالخنزیر، وجہ روایۃ الجواز: أنه إن لم یکن منتفعاً بہ بذاتہ یمکن الانتفاع بجلدہ، والصحیح هو الأول، لأنه لا یشرى للانتفاع بجلدہ عادة بل للہو بہ، وهو حرام فکان هذا بیع الحرام للحرام، وأنه لا یجوز۔ (بدائع الصنائع: ۱۳۳/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ فأنواع، ط: سعید

و یجوز بیع آلات الملاہی من البریط و الطیل و المزمار و الدف و نحو ذلك عند أبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ لکنہ یکرہ و عند أبی یوسف رضی اللہ عنہ و محمد رضی اللہ عنہ: لا ینعقد بیع هذه الاشیاء: لأنها آلات معدة للتلہی بہا۔ (بدائع الصنائع: ۱۳۳/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ فأنواع، ط: سعید

و عندہما رضی اللہ عنہما لا یجوز بیع هذه الاشیاء قبل الکسر... و الفتوی علی قولہما۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ۳/۱۱۶) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید و بیع المحرمات، ط: رشیدیہ۔

لکل ما لا ینحی الانتفاع بہ لیس منقوماً شرعاً، ولا یجوز بیعہ، وهو ما کان استعمالہ متمحضاً فی محظور۔ (فتہ البیوع علی المذاهب الأربعة: ۲۹۰/۱) المبحث الثالث فی احکام المبیع و الثمن و ما بشرط لیبہما الجواز البیع، الشرط الثانی: کون المبیع منقوماً، مکتبۃ معارف القرآن۔

مخصوص رقم کرایہ کے طور پر ادا کرے گا، یہ بیع فاسد ہے۔^(۱) اس کو فسخ کرنا واجب ہے۔^(۲) یہ حقیقت میں رہن ہے، اور رہن سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ سود ہے۔^(۳) اس لئے خریدار کے لئے کرایہ کی رقم لینا جائز نہیں ہے۔ (اور اس کو میعادى بیع سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے)

مکان بیچتے وقت تین مہینے تک رہنے کی شرط رکھنا

”شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۴)

(۱) ولو بشرط لا يقتضيه العقد، وفيه نفع لأحد المتعاقدين أو لمبيع يستحق فهو فاسد۔ (ملقى الأبحر على هامش مجمع الانهر: (۹۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كونه)

❏ درر الحکام شرح غرر الأحكام: (۱۷۳/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

❏ تكملة رد المحتار: (۶۶/۸) كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، مطلب لو كانت عرصة الحائط عريضة تقسم بينهما... الخ، ط: سعيد۔

(۲) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض، ويكون امتناعاً عنه أو بعده مادام المبيع بحاله في يد المشتري اعداً ما للفساد؛ لأنه معصية فيجب رفعها۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵، ۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

❏ حاشية الطحطاوى على الدر: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفه۔

❏ تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۲۰/۲) كتاب الإجارة، ط: رشيدية۔

(۳) هو أن يقول: بعث منك على أن تبعه منى متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامى: (۲۷۶/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب فى بيع الوفاء، ط: سعيد)

❏ أقول: وفى جواهر الفتاوى فى الباب الأول: بيع الوفاء أن يقول بعث منك على أن تبعه منى متى جئت بالثمن؟ قال رضى الله عنه لهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهكذا ذكروا وهو الصحيح۔ و ذكر الإمام محمد بن الفضل البخارى هكذا، وقيل: بيع فاسد يوجب الملك إذا اتصل به القبض والأول أصح (حاشية جامع الفصولين: (۲۳۳/۱) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامى كنب خانة)

❏ لا يحل له أن ينتفع بشئ منه بوجه من الوجوه، وإن اذن له الرهن، لأنه اذن له فى الربا، لأنه يستوفى دينه كاملاً تبقى له المنفعة فضلاً، فيكون ربا۔ (شامى: (۳۸۲/۶) كتاب الرهن، ط: سعيد)

مکان خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

”قبضہ سے پہلے فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۵)

مکان فروخت کرتے وقت تین مہینے کے بعد قبضہ دینے کا حکم

”شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۴)

مکروہ بیع

☆ دوسرے خریدار کو نقصان پہنچانے کے لئے خریدنے کی نیت کے بغیر

قیمت میں اضافہ کی پیشکش کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر بائع (سیلر) اور خریدار کسی چیز کی قیمت پر راضی ہو جائیں تو پھر کسی

تیسرے شخص کے لئے بائع سے اس چیز کا سودا کرنا صحیح نہیں ہے۔

☆ اگر شہر میں کوئی چیز نایاب (Short) ہوگئی تو شہر کے تاجر کے لئے

باہر سے مال لانے والوں سے ان کے شہر کی منڈی میں داخل ہونے اور بازار کے
نرخ معلوم کرنے سے پہلے تمام مال خریدنا مکروہ ہے۔

اور اگر چیز شہر میں کمیاب نہ ہو، نیز شہر کا تاجر باہر سے مال لانے والوں کے

سامنے شہر کی منڈی کے دام غلط نہ بتائے، پھر شہر کے تاجر کے لئے ان سے مال خریدنا
مکروہ نہیں ہے۔

☆ جمعہ کے دن جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک

بیع (خرید و فروخت) کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر عام ضرورت کی کوئی چیز شہر میں کمیاب ہو تو پھر اس چیز کی قیمت میں

اضافہ کے لالچ سے ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔

باقی ان تمام صورتوں میں بھی خریدار خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جائے گا

اور بائع اس چیز کی قیمت کا مالک بن جائے گا۔^(۱)

مکرہ کی بیع

۲۶۸

شریعت میں بیع (خرید و فروخت) صحیح ہونے کے لئے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کی رضا مندی ضروری ہے، لہذا اگر کسی عقد میں بائع راضی نہیں ہے، اور قتل کی دھمکی یا جبر و اکراہ سے بائع کو مجبور کر کے بیع کی گئی تو یہ خرید و فروخت صحیح نہیں ہوگی۔^(۲)

مکسلی اور موزونی چیز

گندم، آٹا، کھجور اور نمک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکسلی ہوں گی یا موزونی اس

(۱) (وكره النجش)... إن زيد الثمن بأكثر من ثمن المثل ولا يريد الشراء لترغيب غيره... (والسوم)... على سوم غيره... إذا رضيا... بثمان معلوم... (وتلقى الجلب) أي استقبال من في المصر جلباً... من طعام أو حيوان أو غيره (لمضر... باهل البلد) للنهي عنه، وأما إذا لم يضر باهل البلد بان لم يكونوا محتاجين إليه فلا بأس به إلا إذا البس سعر البلد على الواردين فاشترى منهم بأرخص منه فإنه يكره... (والبيع عند أذان الجمعة)... وصح البيع في الجميع أي في جميع ما ذكر من قوله: وكره النجش إلى هنا: لأن الكراهة لا تمنع الانعقاد. (مجمع الأنهر: ۱۰۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

الاختيار لتعليل المختار: (۲۶/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

(وكره) (تحريماً مع الصحة) (البيع عند الأذان الأول... وكره النجش... والسوم على سوم غيره... وتلقى الجلب... إذا كان يضر باهل البلد أو يلبس السعر) على الواردين لعدم علمهم به فيكره للضرر والغرر. (الدر المختار مع الرد: ۱۰۱/۵، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب احكام نقصان المبيع فاسداً، ط: سعيد.

(۲) ومنها الرضا... فلا يصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها لعدم الرضاء. (بدائع الصنائع:

۱۷۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة أنواع، ط: سعيد.

قال النبي ﷺ: الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه. (مشكوة المصابيح: ۱/

۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي.

شامی: (۵۰۳/۳) كتاب البيوع، مطلب في بيع المكره والموقوف، ط: سعيد.

میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک یہ مکملی ہیں اور ہمیشہ کے لئے مکملی رہیں گی، جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کا تبادلہ وزن کے ساتھ بھی جائز ہے، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول پر عمل کرنا احتیاط ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنے میں سہولت اور آسانی ہے، لہذا حالات کے اعتبار سے امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہوگی۔^(۱)

(۱) وما ورد النص بكيه فهو كيلي ابدأ، وما ورد بوزنه فوزني ابدأ) اتباعاً للنص۔ وعن أبي يوسفؒ انه يعتبر فيه العرف أيضاً، لأن النص ورد على عادتهم فتعتبر العادة۔ (الاختيار لتعليل المختار: ۲/ ۳۱) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

ومنه: اعتبار الكيل أو الوزن فيما تعرف كيله أو وزنه مما لانص فيه من الاموال الربوية كالزيتون وغيره، وأما مانص عليه فلا اعتبار للعرف فيه عند الطرفين۔ وفي الحاشية: أي عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ، بل العبرة عندهما فيه للمقياس الذي ورد به النص لتحقيق التساوي في مبادلة الأموال الربوية بعضها ببعض عند اتحاد الجنس، خلافاً لأبي يوسفؒ، الذي يعتبر المقياس المتعارف فيهما مطلقاً في كل زمن بحسبه، ويتبدل مقياس التساوي بتغير العرف تبعاً له حيث يعلل النص بالعرف الذي كان قائماً وقت ورودہ۔ فلا يكون اتباع العرف عند أبي يوسفؒ مخالفاً للنص، بل يراه هو الموافق للنص، وإن الثبات على المقياس القديم الذي ورد في النص هو المخالف للنص، فهو يعتبر هذا النص نصاً عرفياً بمعنى أنه ذكر فيه المقياس الذي عيّنه النص؛ لأنه كان هو المتعارف حين ورود النص، ولو كان المتعارف مقياساً آخر لورد النص بذلك الآخر، لأن مقياس الكميات تتبع الأعراف۔ (شرح القواعد الفقهية مع حاشية: ۲۲۱) القاعدة الخامسة والثلاثون: العادة محكمة، ط: دار القلم، دمشق) وحاصله توجيه قول أبي يوسفؒ أن المعتبر العرف الطاري بأنه لا يخالف النص بل يوافقہ، لأن النص على كيلة الأربعة، ووزنية الذهب والفضة مبنى على ما كان في زمنه ﷺ من كون العرف كذلك حتى لو كان العرف إذ ذاك بالعكس لورد النص موافقاً له ولو تغير العرف في حياته ﷺ لنص على تغير الحكم، وملخصه: أن النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هو العرف في أي زمن كان ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسفؒ، فافهم۔ (شامی: ۱۷۷/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في أن النص أقوى من العرف، ط: سعيد۔

وروي عن أبي يوسفؒ: أنه يعتبر في ذلك العرف، ولو على خلاف المنصوص، لأن النص على ذلك لمكان العادة، فكانت هي المنظور إليها، وقد تبدلت، فعلى هذا لو تغيرت العرف في الحنطة أو الشعير أو النمر، بأن أصبحت تباع وتشتري وزناً، جاز بيعها بجنسها متساوية وزناً، ولا يجب التساوي في الكيل، وحجة الجمهور أن النص أقوى من العرف، ولكن رجح ابن الهمام قول أبي يوسفؒ =

مکینک کے لئے پرزہ دلوانے پر اجرت لینا

”بروکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو، عنوان کے تحت دیکھیں۔“

ملازمت برقرار رکھنے کے لئے رشوت دینا

بعض لوگ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ میں اس کے قواعد و ضوابط کے مطابق انٹرویو میں کامیابی حاصل کر کے نوکری حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ملازمت کے دوران افسران بعض ناجائز وجوہات کی بنا پر تنگ کرتے ہیں، ملازمت سے نکال دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں، اور رشوت طلب کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں اگر ملازم کے پاس اس ملازمت کے علاوہ کوئی جائز ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ملازمت برقرار رکھنے کے لئے افسران کو رشوت دینے کی گنجائش ہوگی، پھر اس پر استغفار کرنا چاہیے، تاہم افسران کے لئے یہ رشوت ہے اور ان کے

= بقولہ: ”ولا يخفى ان هذا لا يلزم ابا يوسف رحمہ اللہ لان قصاره انه كنصه على ذلك، وهو يقول بصر الى العرف الطارئ بعد النص بناء على ان تغير العادة يستلزم تغير النص، حتى لو كان رحمہ اللہ حياً، لنص عليه على وزان ما ذكرنا في سنية التراويح، مع انه رحمہ اللہ لم يواظب عليه، بل فعله مرة، ثم ترك، لكن لما بين عذر خشية الافتراض على معنى لولا له لواظب، حكم بالسنية مع عدم المواظبة، لانا من بعد النسخ، فحكمنا بالسنية، فكذا هذا، لو تغيرت تلك العادة التي كان النص باعتبارها الى عادة اخرى، تغير العرف۔“

وعلی قول ابی یوسف رحمہ اللہ اُفتی کثیر من معاصری الحنفیة، وقال ابن عابدین رحمہ اللہ: ”ولا يخفى ان هذا فيه تقوية لقول ابی یوسف رحمہ اللہ۔“ وقال رحمہ اللہ في ”نشر العرف“ وعلی هذا، فلو تعارف الناس بيع الدراهم بالدراهم، أو استقراضها بالعدد، كما في زماننا، لا يكون مخالفاً للنص، فإله تعالیٰ یجزی الإمام ابی یوسف رحمہ اللہ عن أهل هذا الزمان خیر الجزاء فلقد سَدَّ عنهم باباً عظيماً من الربا۔“ (فقه البيوع علی المذاهب الأربعة: (۲/ ۶۷۳، ۶۷۵) المبحث السابع، الباب الثاني فی الربا فی البيوع، تأثير العرف فی الكيل والوزن، ط: معارف القرآن)

فتح القدير: (۱۵/ ۱۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيدية

رسائل ابن عابدین: (۲/ ۱۱۸) رساله: نشر العرف فی بناء بعض الاحكام علی العرف، ط: سهيل

اكيدمی۔

لئے لینا حرام ہے۔^(۱)

نیز یہ کہ افسران کے لئے ماتحت ملازم کو بلا وجہ تنگ اور پریشان کرنا، ملازمت سے فارغ کرنے کی دھمکی دینا، رشوت طلب کرنا، یہ سب ناجائز اور حرام ہیں، اس لئے افسران کے لئے ایسی ناجائز اور حرام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔^(۲)

۲۷۱

ملازمت بینک

”بینک کی ملازمت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۲)

ملازمت کا حق فروخت کرنا

مزدوروں اور ملازمین کی مزدوری اور ملازمت کرنے کے حقوق کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس پر حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع ناجائز اور حرام

(۱) ومن كان له حق مضيع لم يجد طريقة للوصول إليه إلا بالرشوة، أو وقع عليه ظلم فلم يستطع دفعه عنه إلا بالرشوة... فإن سلك سبيل الرشوة من أجل ذلك فالإثم على الأخذ المرثى، وليس عليه إثم الرأشى في هذه الحالة. (الحلال والحرام في الإسلام في العلاقات الاجتماعية: (ص: ۲۷۲)، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابی الحلبي مصر۔)

لو اضطر إلى دفع رشوة لإحياء حقه جاز له الدفع، وحرم على القابض۔ (شامی: (۷/۷۲) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

حاشية الطحطاوى على الدر: (۳/۷۸۱) كتاب القضاء، ط: دار المعرفة، بيروت۔)

(۲) عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمنا أو مكرهه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۸) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر، ط: قدیمی۔)

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي والديني والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/۳۳۳) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الثاني، ط: رشيدية جديد۔)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا إلا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

والأظهر أن معناه: لا تظلموا أنفسكم، وهو يشمل الظلم القاصر والمتعدى۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/۱۳۹)

كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيدية)

ہے، جس سے رقم لی ہے اس کو واپس کر دینا ضروری ہے۔^(۱)

ملازمت کرنا انشورنس کمپنی میں

”انشورنس کمپنی میں ملازمت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۹/۱)

ملازمت کرنا کافروں کے پاس

”غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۵)

ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے

ملازم کے ذمہ جو اللہ کے حقوق ہیں وہ ملازمت کے عقد کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے اور نہ ان کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہوتی ہے جیسے نماز، روزہ، اور حج فرض ہونے کے بعد اس کو ادا کرنے کے لئے سفر کرنا ملازمت کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا، وقت پر نماز ادا کرنا، اور روزہ رکھنا، اور حج ادا کرنے کے لئے سفر کرنا لازم ہوگا۔^(۲)

(۱) و شرط المعقود علیہ... کونہ موجوداً ملاً متقوماً مملو کاً فی نفسہ۔ (شامی: ۵۰۵/۳)، کتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

وفی الاشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ وفي الشامية: قوله: كحق الشفعة) قال فی الاشباه فلو صالح عنها بمال بطلت ورجع۔ (الدرمع الرد: ۵۱۸/۳)، کتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔

اشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، کتاب البيوع، ط: قديمی۔

حاشية الطحطاوى على الدر: (۹/۳)، کتاب البيوع، ط: المكتبة العربية۔

(۲) وعن النواص بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمی)

عن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي ﷺ، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۱۲۵/۲)، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمی۔)

هو... فرض... مرة... مرة... (على الفور) في العام الأول عند الثاني وأصبح الروايتين عن الإمام مالك وأحمد ليفسق وترد شهادته بتأخيره أي شيئاً؛ لأن تأخيره صغيرة وباتكابه مرة لا يفسق إلا

اسی طرح مسلمانوں کے علاقہ پر کفار کی طرف سے حملہ کی صورت میں مسلمان مجاہدین کی مدد کرنا یا کسی جلنے اور ڈوبنے والے کو بچانا، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (نیک کام کا حکم اور برے کام سے روکنا) بشرطیکہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس کے سوا اور کوئی نہ ہو، ملازمت کے دوران یہ تمام کام کرنا بھی لازم ہیں، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی سے ملازم کے مالک کو ایسا ضرر نہ پہنچے جو ان حقوق کے برابر یا ان سے زیادہ ہو مثلاً جیسے زید سخت بیمار ہے، بستر پر پڑا ہوا ہے، کوئی اس کا مددگار یا خادم نہیں، اب بکر جو اس کا ملازم ہے اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتا، یا اس کی عورتیں چھوٹے بچے یا اس کی ماں ان سب کی دیکھ بھال ملازم کے ذمہ ہے، وہ ملازم اب کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو ان کے یا مال کے ضائع ہونے کا سبب ہو، اللہ تعالیٰ مستغنی ہے، بندہ محتاج ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف فرمانے والے ہیں، بندے حقوق وصول کرنے والے ہیں، اب دونوں حقوق میں تقابل ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی مقدم ہوگی، البتہ ملازم کو شش کرے کہ فرائض کو اس طرح ادا کرے کہ بندہ (آقا کی) حق تلفی نہ ہو تو یہی مناسب اور بہتر ہے۔^(۱)

= بالاصرار بحر۔ وفي الرد: قوله: إلا بالاصرار) ... ثم لا يخفى أنه لا يلزم من عدم النسيق عدم الإثم فإنه ياتهم ولو بمرة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۳۵۵، ۳۵۷) كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ط: سعيد (۱) وإنما يرجح حق العبد في مواضع يلزم من اعتبار حق الله تعالى إهدار حق العبد لانتهاء وفاء لحق الله تعالى؛ لأن الله غني والعبد محتاج۔ (البنية شرح الهداية: (۶/ ۲۷۲) كتاب الحدود، فصل في كيفية الحدود واقامته، ط: دار الكتب العلمية۔

حق العبد مقدم على حق الشرع لحاجته إليه۔ (الجوهرة النيرة: (۱/ ۲۵۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيد۔

قوله: لتقدم حق العبد) أي على حق الشرع لانتهاء بحق الشرع، بل لحاجة العبد وعدم حاجة الشرع الا ترى أنه إذا اجتمعت الحدود، وفيها حق العبد يبدأ بحق العبد لما قلنا، ولأنه ما من شيء إلا والله تعالى فيه حق، فلو قدم حق الشرع عند الاجتماع بطل حقوق العباد كذا في شرح الجامع الصغير =

ملازمت کے لئے ستر کھولنا

ملازمت لینے کے لئے ستر کھولنا، دکھانا، دیکھنا حرام ناجائز اور سخت گناہ

۲۷۳

ہے۔ اس قسم کی شرط مان کر گناہ کا ارتکاب کر کے ملازمت لینا جائز نہیں ہے۔^(۱)

ملازم رکھنا شریک کو

”شریک کو ملازم رکھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۳)

= لقاضی خان و اما قوله عليه الصلوة والسلام: ”فدين الله أحق“ فالظاهر أنه أحق من جهة التعظيم لا من جهة التقديم، ولذا قلنا لا يستقرض ليحج إلا إذا قدر على الوفاء كما مر وكذا جاز قطع الصلاة أو تأخيرها لخوفه على نفسه أو ماله أو نفس غيره أو ماله كخوف القابلة على الولد والخوف من تردى أعمى وخوف الراعى من الذئب وأمثال ذلك۔ (شامی: (۲/۳۶۲، ۳۶۳) كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ط: سعيد۔)

(۱) أجمعوا على أن ستر العورة عن العيون واجب في الصلوة وغيرها (الميزان الكبرى للشعراني: (۱/

۱۶۹) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: مصطفى البابی الحلبي مصر۔)

☞ وقال ابن شريح: ستر العورة واجب اتفاقاً۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/۲۷۱) كتاب اللباس، باب

الرجل، الفصل الاول، ط: رشيديه۔)

☞ وينظر الرجل إلى الرجل إلا العورة، وهي ما بين السرة والركبة... ثم حكم العورة في الركبة أخف

منه في السوء، حتى ينكر عليه في كشف الركبة برفق، وفي الفخذ بعنف، وفي السوء بضرب إن لج۔

(تبيين الحقائق: (۶/۱۸) كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، ط: امداديه، ملتان۔)

☞ الفتاوى الهندية: (۵/۳۲۷) كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه وما لا يحل

له... الخ، ط: رشيديه۔)

☞ أحسن الفتاوى: (۸/۱۸۷) متفرقات الحظر والإباحة، عنوان: تحصيل ملازمت كمن لئى ستر

كهنولنا، ط: سعيد۔)

☞ وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه

في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)

☞ عن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي ﷺ، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا

أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۱۲۵)، كتاب الإمارة،

باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمي)

ملازم کا حیلہ کرنا

بعض ملازم کمپنی یا ادارہ کی طرف سے سامان خریدنے کے وکیل ہوتے ہیں (۲۷۵) اور وہ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہ چیز پہلے خرید لیتے ہیں پھر مہنگے داموں پر کمپنی یا ادارے کو فروخت کرتے ہیں یہ حیلہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اس کا اپنے لئے خریدنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے

اگر کوئی ادارہ یا کمپنی والے کسی ملازم کو کوئی چیز خریدنے کے لئے بھیجیں تو ملازم کے لئے سامان خریدنے پر کمیشن لینا جائز نہیں، یہ رشوت اور خیانت ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ ملازم کو ادارہ اور کمپنی کی طرف سے باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے، اور یہ کام اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے، اس پر کمیشن لینا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے اگر ایسی رقم لے لی ہے تو کمپنی یا ادارہ میں جمع کر دے۔^(۲)

(۱) المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء، وإيذاء الدين، واستيفائه، والمال الذي قبضه الوكيل بقبض الدين بحسب وكالته، هو في حكم الوديعة بيد الوكيل. (شرح المجلة لرستم باز: (۶۱۳/۲) المادة: ۱۳۶۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، ط: فاروقيه) ولأن الوكيل بالقبض مؤتمن على المال. (العناية على هامش فتح القدير: (۱۱۴/۸) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: رشيديه)

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. شرح المجلة لرستم باز: (۵۷/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

أحسن الفتاوى: (۱۲/۸) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد.

(۲) والحاصل أن حد الرشوة هو ما يؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجباً على العين أو على الكفاية. (إعلاء السنن: (۶۱/۱۵) كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغةً وشرعاً، ط: إدارة القرآن كراچی)

والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت. (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوى:

ص: ۲۷۱)، في العلاقات الاجتماعية، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابی الحلبي (مصر)

ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے

حکومت یا ایسی پرائیویٹ کمپنی کا ملازم جس کی باقاعدہ تنخواہ مقرر ہے، بعض اوقات کمپنی یا حکومت اس کو مال خریدنے کے لئے کہتی ہے، تو یہ شخص حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کے لئے سامان وغیرہ خریدنے کے لئے وکیل بن جاتا ہے، اور یہی وکیل جس دکان یا کمپنی سے مال خریدتا ہے اس سے کمیشن بھی لیتا ہے، یہ ملازم کے لئے ناجائز اور حرام ہے، وکیل اپنی مقررہ تنخواہ لینے کا مستحق ہے اس سے زائد کمیشن وغیرہ لینا جائز نہیں ہے، اگر سامان فروخت کرنے والا دکاندار کمیشن کے طور پر کچھ دے دے تو وہ اس کے موکل حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا حق ہے وکیل کا نہیں کیونکہ ملازم دکاندار کا وکیل اور دلال نہیں بلکہ حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا وکیل ہے، اور جس کا وکیل نہیں اس سے کمیشن یا اجرت لینا صحیح نہیں۔^(۱) اور دکاندار کے لئے ایسے ملازم

۲۷۶

☞ قال الله تعالى: يا ايها الذين آمنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة النساء: ۲۹)

☞ من هديات الآيات... حرمة اكل اموال الناس بالباطل كالسرقة والغش والرشوة۔ (آيسر الشافعي: (۱/۵۷۳)، سورة النساء: ۶۱، مكتبة العلوم والحكم۔)

(۱) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع. وفي الشامية: (قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية، وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له. (الدر المختار مع الرد: (۴/۵۶۰) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

☞ جامع الفصولين: (۲/۱۵۳) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامي كتب خانہ.

☞ مجمع الضمانات: (ص: ۹۸) النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية.

☞ وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا إلا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

کو کمیشن دینا بھی جائز نہیں۔ (۱)

مزید ”وکیل بالشراء کا ظلم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۵/۶)

۲۷۷

ملازم کو بکری (Sale) میں سے مثلاً پانچ فیصد دینا

اگر ملازم کی بنیادی تنخواہ مقرر ہے، پھر یہ طے ہوا کہ وہ جتنی بکری (Sale)

کرائے گا اس پر اس کو مثلاً پانچ فیصد کمیشن مزید ملے گا، تو یہ بھی جائز ہے گویا کہ یہ بھی

تنخواہ کا ایک حصہ ہے۔ (۲)

ملازم کو رشوت زینی پڑتی ہے

ایک شخص ایسی کمپنی میں کام کرتا ہے جو درآمد کا کام کرتی ہے، کمپنی کے اس

(۱) (تعاونو اعلی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان). (المائدة: ۲)

❑ أي ولا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۷/۳)، ط: دار الفکر.

❑ وما کان سبباً لمحظور فهو محظور: (شامی: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل فی اللبس، ط: سعید.

(۲) (ولا بد من کون المنافع والأجرة معلومة) قطعاً للمنازعة۔ (الاختیار لتعلیل المختار: (۵۱/۲) کتاب الإجارة، ط: دارالکتب العلمیة.)

❑ یشرط أن تكون الأجرة معلومة۔ (شرح المجلة لسلم رستم باز: (۲۰۳/۱) رقم المادة: ۳۵۰، کتاب الثاني فی الإجارة، الباب الثاني، الفصل الثالث فی شروط صحة الإجارة، مكتبة فاروقیة.)

❑ ولا تصح الإجارة حتى تكون المنافع معلومة والأجرة معلومة (لما روينا من قوله ﷺ: ”من استاجر أجيراً فليعلمه أجره“ فإنه... يدل بعبارة كون معلومة الأجرة شرطاً۔ (العناية: (۶۱/۹) کتاب

الإجازات، ط: رشیدیہ جدید)

❑ الزيادة فی الأجرة من المستاجر تصح فی العدة وبعدها۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۱/۶) کتاب الإجارة، ط: سعید)

❑ الفتاوی الهندیہ: (۳/۳۳۹) کتاب الإجارة، الباب الرابع عشر فی تجديدا الإجارة بعد صحتها والزيادة فيها، ط: رشیدیہ۔

❑ حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۱۳/۳) کتاب الإجارة، المكتبة العربیة۔

ملازم کو اس کاروبار کے سلسلہ میں مختلف مراحل میں رشوت دینا پڑتی ہے، تو ایسی ملازمت جائز نہیں ہے، کیونکہ رشوت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔ ایسی ملازمت ترک کر کے کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔^(۱)

ملازم کو نفع کا بھی کچھ فیصد دینا

دکان پر اجرت پر ملازم رکھا، اور یہ بھی طے ہوا کہ اجرت کے ساتھ ساتھ روزانہ یا ماہانہ جو نفع ہوگا مثلاً اس کا دس فیصد یا پانچ فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

اور اگر ملازم کے ساتھ یوں طے ہوا کہ کل آمدنی (Income) کا مثلاً دو فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے، جس طرح ماہانہ یا روزانہ مقرر کر کے تنخواہ دینا جائز ہے اسی طرح نفع کا دس فیصد یا پانچ فیصد یا دو فیصد دینا بھی صحیح ہے۔^(۲)

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال: لعن رسول اللہ ﷺ الراشي والمرثي، رواه ابو داود وابن ماجه ورواه الترمذی عنه وعن ابی هريرة۔ ورواه أحمد والبيهقي في شعب الایمان عن ثوبان وزاد "والرائش" یعنی الذی یمشی بينهما۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶)، كتاب القضاء والإمارة، باب رزق الولاية وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

جامع الترمذی: (۲۳۸/۱) كتاب الاحكام، ط: سعيد۔

حدیث ابی هريرة، لعن الله الراشي والمرثي۔ (تلخیص الحبير: (۳/۱۵۶۵) رقم الحدیث:

۲۰۹۳، كتاب القضاء، باب أدب القضاء، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة رياض)

عن علی بن ابی طالب، عن النبی ﷺ قال: "لا طاعة لمخلوق في معصية الله عز وجل۔ (مسند الإمام أحمد:

رقم الحدیث: ۱۰۹۵، مسند علی بن ابی طالب، ط: مؤسسة الرسالة)

وعن النواص بن سمعان قال: قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه

في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن ابن عمر بن الخطاب، عن النبی ﷺ، أنه قال: علی المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا

أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۱۲۵)، كتاب الإمارة،

باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمي)

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

ملازم کی تنخواہ

تجارت میں کامیابی کا ایک ظاہری راز یہ ہے کہ ملازمین کو کارکردگی کے (۲۷۹) مطابق تنخواہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً بہتر کارکردگی پر انہیں انعام دیا جائے، کیونکہ پُرکشش تنخواہ ہی ملازم کو زیادہ کام کرنے پر اکساتی ہے، اس لئے ملازمین اور نمائندوں کی اتنی تنخواہ ہونا ضروری ہے، کہ وہ لوگ ادارے کے ساتھ وفادار رہیں، اور دل لگا کر پورے جذبہ کے ساتھ کام کریں، ورنہ تنخواہ کم ہونے کی صورت میں دل لگا کر کام بھی نہیں کریں گے، ہو سکتا ہے شدید مجبوری کے وقت خورد برد کر دیں، جو تنخواہ میں اضافہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔^(۱)

ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں

”مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۳/۶)

ملازم کی ذمہ داری

ملازم پر معاہدہ کے مطابق اپنی ذمہ داری بہترین طریقہ سے ادا کرنا فرض ہے کام چوری سے پرہیز کرنا، بددیانتی کا مرتکب نہ ہونا، اور وقت کی پابندی

(۱) وهل للقاضی أن يأخذ الرزق؟ فإن كان فقیراً له أن يأخذ؛ لأنه يعمل للمسلمین فلا بد له من الكفاية ولا كفاية له فكانت كفايته من بیت المال... ویبغی للإمام أن یوسع علیه وعلى عیاله كى لا یطمع فی أموال الناس۔ (بدائع الصنائع: (۱۳/۷)، كتاب آداب القاضی، فصل وأما آداب القضاء، ط: سعید۔
 الفتاویٰ الہندیہ: (۳۲۹/۳)، كتاب آداب القاضی، الباب التاسع فی رزق القاضی وهدیته... الخ، ط: رشیدیہ۔

قال رحمہ اللہ: (وإلا نصب قاسماً یقسم بأجرة بعدد الرؤوس) یعنی إن لم ینصب قاسماً رزقه من بیت المال نصیبه وجعل الرزق على المتقاسمین لأن النفع لهم على الخصوص... ویقدر له القاضی أجرة كى لا یطمع فی أموالهم یتحکم بالزیادة۔ (البحر الرائق: (۱۳۸/۸)، كتاب القسمة، ط: سعید۔)

کرنا، اور امانت داری سے کام کرنا ضروری ہے۔^(۱) اور مالک کی تعظیم اور عزت کرنا لازم ہے۔^(۲)

ملازم کے حقوق

تاجر اور دکانداروں پر اپنے ملازم اور نوکر کے حقوق کا مکمل خیال رکھنا لازم ہے ملازم اور نوکروں کے حقوق یہ ہیں:

① ملازم اور نوکروں سے ان کی طاقت کے مطابق کام لیا جائے۔^(۳)

عقد اجارہ کے وقت جو کام کرنا طے ہوا ہے اس سے زیادہ کام نہ لیا

(۱) قال الله تعالى: يا ايها الذين امنوا اوفوا بالعقود. (المائدہ: ۱)

② وقال تعالى ايضاً: و اوفوا بالعهد ان العهد كان مسؤولاً. (الاسراء: ۳۴)

③ قال النبي صلى الله عليه وسلم: المسلمون عند شروطهم (صحيح بخاري: ۳۰۳/۱) كتاب الاجارة، باب اجرة السمررة، ط: قديمي

④ يعتبر ويراعي كل ما اشترط العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: ۲۱۷/۱) المادة: ۴۷۳، الكتاب الثاني: في الاجارة، الباب الثالث: في المسائل التي تتعلق بالاجرة، الفصل الثاني، ط: فاروقيه

(۲) وعن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منامن لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا ويامر بالمعروف وينهى عن المنكر. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۴۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثاني، ط: قديمي

⑤ جامع الترمذي: (۱۴/۲) أبواب البر والصلوة، باب ما جاء في رحمة الصبيان، ط: سعيد.

⑥ (ليس منا) أي من خواصنا، وهو كناية عن التبرئة... ولم يوقر أي لم يعظم (كبيرنا) وهو شامل للشاب والشيخ. (مرقاة المفاتيح: ۱۸۳/۹) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثاني، ط: رشيديه

(۳) قال الله تعالى: إن الله يامر بالعدل والاحسان. (النمل: ۹)

⑦ عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إخوانكم جعلهم الله فتنه تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه ما يغلبه، فإن كلفه ما يغلبه فليعنه. (جامع الترمذي: ۱۶/۲) أبواب البر والصلوة، باب ما جاء في الإحسان إلى الخدم، ط: سعيد

⑧ سنن أبي داود: (۳۶۷/۱) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانيه

اگر کسی وجہ سے زیادہ کام لینا پڑے تو اس کی اضافی اجرت دے۔ (۲)

۳ ملازم اور نوکروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، بلا وجہ سختی کرنا

اور بات بات پر ڈانٹ پلانا، گالی دینا بد اخلاقی ہے، اگر معاملہ اس کا الٹ ہوتا یعنی ملازم مالک ہوتا اور مالک ملازم ہوتا اور بلا وجہ سختی کرتا، اور بات بات پر ڈانٹ پلانا گالی دیتا تو مالک کے دل میں کیا گزرتی، اس لئے اللہ کی جانب سے ملازم اور نوکر نہ بنا کر مالک بنانے پر شکر ادا کرے، اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر مال داری کو فقر و غربت میں بدل دیں۔ (۳)

۴ ملازم کو معاوضہ (سیلری) وقت پر ادا کرے اس میں تاخیر نہ کرے۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود۔ (المائدہ: ۱)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المسلمون عند شروطہم۔ (صحیح بخاری: ۳۰۳/۱) کتاب الإجارة، باب أجر السمرق، ط: قدیمی

(۲) قال اللہ تعالیٰ: إن اللہ یامر بالعدل والاحسان۔ (النمل: ۹)

وقال اللہ تعالیٰ: هل جزاء الإحسان إلا الإحسان۔ (الرحمن: ۶۰)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إخوانكم جعلهم الله فتنه تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه ما يغلبه، فإن كلفه ما يغلبه فليعنه۔ (جامع الترمذي: ۱۶/۲) ابواب البر والصلوة، باب ما جاء في الإحسان إلى الخدم، ط: سعيد

سنن أبي داود: (۳۶۱/۲) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: زحمانیہ

(۳) عن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من شيء أنقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن، فإن الله تعالى يفيض الفاحش البذيء۔ (جامع الترمذي: ۲۰/۲) ابواب البر والصلوة، باب ما جاء في خلق الحسن، ط: سعيد

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۶) كتاب الأدب، باب الرفق والحياء وحسن الخلق، الفصل الثاني، ط: قدیمی

سنن الكبرى للبيهقي: (۱۹۳/۱۰) كتاب الشهادات، باب بيان مكارم الأخلاق... الخ، ط: إدارة القرآن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملازم کو اس کی تنخواہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دیا کرو۔^(۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بندے ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔

ایک وہ جسے میرے نام پر کچھ دیا گیا پھر اس نے دھوکہ کیا۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر کے رقم کھالی۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے ملازم رکھا اور ملازم نے پورا کام کیا اور اس نے اس کی تنخواہ نہ دی۔^(۲)

ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں

☆ ملازم کے لئے پانچوں وقت کی نمازیں، سنتوں کے ساتھ، اسی طرح جمعہ اور اس کے مقدمات جیسے غسل، استنجاء، وضو اور مسجد میں حاضری وغیرہ، سارے کام ملازمت کے دوران جائز ہیں، مالک کے لئے ملازم کو ان عبادات کی ادائیگی

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أعط الأجير أجره قبل أن يجف عرقه۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: (۱۲۱/۶) کتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه۔ (سنن ابن ماجہ: ص: ۱۷۶) کتاب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قدیمی۔

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۵۸) کتاب البیوع، باب الإجارة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حزا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره۔ (صحیح البخاری: (۲۹۷/۱) کتاب البیوع، باب إثم من باع حزا، ط: قدیمی۔)

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۷۶) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قدیمی۔

السنن الکبریٰ للبیہقی: (۱۱۷/۶) کتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

☆ اگر ملازمت کے وقت ان عبادات سے روکنے کی شرط لگائے، یا شرط

لگائے بغیر روکے تو ملازم کے لئے مالک کا حکم ماننا جائز نہیں، کیونکہ مالک کا ہر وہ حکم جو اللہ کے حکم کے مقابل ہو اس کا ماننا شرعاً جائز نہیں۔^(۲)

(۱) واعجب من ذلك أنه إذا غضب على شخص يمنعه دخول المسجد خصوصاً بسبب أمر دنيوي، وهذا كله جهل عظيم، ولا يعد أن يكون كبيرة، فقد قال الله تعالى: "وأما المساجد فهـ"..... فلا يجوز لأحد مطلقاً أن يمنع مؤمناً من عبادة يأتي بها في المسجد، لأن المسجد ما بنى إلا لها من صلاة واعتكاف وذكر شرعي۔ (البحر الرائق: ۲/۳۳) كتاب الصلاة، فصل لما فرغ من بيان الكراهة في الصلوة، ط: سعيد

غمز عيون البصائر على الاشباه: (۳/۶۳) القول في احكام المسجد، ط: ادارة القرآن۔

ووجب سعي إليها وترك البيع) ولو مع السعي، الدر المختار۔ قوله: وترك البيع) أراد به كل عمل ينال السعي وغضه اتباعاً للآية۔ (الدر المختار مع الرد: ۲/۱۶۱) كتاب الصلوة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقى بين يدي الخطيب، ط: سعيد

قوله وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن يصلي الناقل، قال في التاتارخانية: وفي فتاوى الفضلي: وإذا استاجر رجلاً يوماً ما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة ولا يشغل لشئ آخر سوى المكتوبة، وفي فتاوى سمرقند: وقد قال بعض مشايخنا: له أن يودي السنة ايضاً۔ وتفوق أنه لا يؤدي نفلًا وعليه الفتوى۔ وفي غريب الرواية قال ابو علي الدقاق: لا يمنع في المصر من اتيان الجمعة، ويسقط من الأجر بقدر اشتغاله ان كان بعيداً، وإن قريباً لم يحط شئ فان كان بعيداً واشتغل قدر ربع النهار يحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: ۶/۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب وليس للأجير الخاص أن يصلي الناقل، ط: سعيد

والأصح وجوبها على مكاتب ومبعض وأجير ويسقط من الأجر بحسابه لو بعيداً وإلا لا۔ قوله: وأجير) مفاده أنه ليس للمستاجر منعه وهو أحد قولين وظاهر المتون يشهد له كما في البحر۔ قوله: بحسابه لو بعيداً) فان كان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة وليس للأجير أن يطالبه من الربع المحظوظ بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: ۲/۱۵۳) كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ط: سعيد

البحر الرائق: (۲/۱۵۱) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعيد

حاشية الطحطاوي على المعرفي: (ص: ۵۰۳)، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمي

(۲) وعن النواص بن سميان قال: قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي) =

۱) ملازمت کے دوران مالک کی اجازت کے بغیر نوافل پڑھنا جائز نہیں۔

۲) اگر مسجد دور ہو تب بھی جمعہ کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔

۳) اسی طرح مالک کے لئے روکنا جائز نہیں، البتہ اتنے وقت کی تنخواہ کاٹی

جاسکتی ہے۔

ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے

”میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

عن ابن عمر، عن النبی ﷺ، أنه قال: علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما أحب وکره إلا

أن یؤمر بمعصیة فإن أمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم (۱۲۵/۲) کتاب الإمارة، باب

وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحريمها فی معصیة، ط: قدیمی)

ولا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق فلا تجوز إجابته۔ (الشامیة: (۵۲/۲) کتاب الصلوة، باب

إدراك الفريضة، ط: سعید)

(۱، ۲، ۳) قوله وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن یصلی النافلة، قال فی التاتار خانية: وفی فتاوی

الفضلی: وإذا ساجر رجلاً یوماً یعمل کذا فعلیه أن یعمل ذلك العمل إلى تمام المدة ولا یشغل لشی

آخر سوى المكتوبة، وفی فتاوی سمرقند: وقد قال بعض مشایخنا له أن یؤدی السنة ایضاً۔ واتفقوا أنه لا

یؤدی نفلأوعلیه الفتوی۔ وفی غریب الروایة قال ابو علی الدقاق: لا یمنع فی المصر من اتیان الجمعة،

ویسقط من الأجر بقدر اشتغاله إن كان بعيداً، وإن قریباً لم یحط شی فإن كان بعيداً واشتغل قدر ربع

النهار یحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: (۷۰/۶) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب وليس

للأجير الخاص أن یصلی النافلة، ط: سعید)

والأصح وجوبها علی مكاتب ومبعض وأجير ویسقط من الأجر بحسابه لو بعيداً وإلا لا۔ قوله:

وأجير) مفاده أنه ليس للمستاجر منعه وهو أحد قولین وظاهر المتون یشهد له كما فی البحر۔ قوله:

بحسابه لو بعيداً) فإن كان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة وليس للأجير أن یطالبه من الربع

المحطوطه بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۱۵۳/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب

فی شروط وجوب الجمعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۵۱/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۰۳)، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قدیمی)

ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا

”سامان زیادہ دے دیا ملازم نے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۳)

ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی

”قیمت زیادہ لے لی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں

”جماعت سے نماز پڑھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۳)

ملا مسہ

”ملا مسہ“ جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے اور وہ یہ ہے کہ خریدار کپڑا بیچنے والے کے کپڑے کورات یا دن میں ہاتھ لگاتا ہے اور اسے الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا، صرف ہاتھ لگانے سے سودا ہو جاتا تھا اس کو بیع ملا مسہ کہتے ہیں اور یہ دھوکہ اور جہالت کی وجہ سے ناجائز ہے۔^(۱)

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنايذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... وروي أحمد عن معمر أنه فسر المنايذة:... والملامسة: أن يلمس بيده ولا ينشره ولا يقلبه إذا مسه وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنايذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (۴۱/۶)، كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الغرر، ط: دار ابن القيم)

فتح الباري: (۳۵۹/۴) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: دار المعرفة.

ولم يجز بيع الميتة... والملامسة والقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية وهو أن يستام الرجل فإذا مسها المشتري... لزم البيع... وقد نهى عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهى عن الملامسة والمنايذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتملك بالخطر فيكون قماراً، فصار في المعنى كأنه. (تبیین الحقائق: (۴۸/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربه القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة =

ملاوٹ

اگر کسی چیز میں ملاوٹ ہے، خالص نہیں ہے تو فروخت کرتے وقت خریداروں پر ظاہر کر دے کہ یہ خالص نہیں ہے اس میں فلاں چیز کی ملاوٹ ہے تو یہ جائز ہے۔^(۱)

اور اگر ملاوٹ والی چیز کو خالص کہہ کر فروخت کرے گا تو جھوٹ اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔^(۲)

ملاوٹ کا نتیجہ

”بندر کا واقعہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۱/۱)

ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا

جان بوجھ کر ایسے دکانداروں کو بھی اصلی چیز بیچنا جائز ہے جو ملاوٹ کر کے فروخت کرتے ہیں۔

= (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۱۳/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع المباح الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيدية).

قال الله تعالى: { يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراضٍ منكم } [سورة النساء: ۲۹]

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مر برجل يبيع طعاماً فسأله: كيف تبيع؟ فاجبره، فأرضى إليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (بذل المعهود: (۲۷۳/۵) كتاب الإجارة، باب في البهي عن الغش، ط: امداديه ملتان)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فالت أصابعه بدلاً، فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس مني۔ (مشکوٰۃ المصابيح: (ص: ۲۳۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنهما من البيوع الفصل الأول، ط: قدیمی)

لا يحل لمسلم باع من أخيه بيعاً وفيه عيب إلا بينه له (تبيين الحقائق: (۳۳۵/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

ملاوٹ کرنے والے دکاندار ملاوٹ کرنے کے بعد اصلی کہہ کر فروخت

کرنے کی صورت میں دھوکہ دینے کی وجہ سے خود گناہ گار ہوں گے۔^(۱)

باقی اصلی چیز فروخت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔^(۲)

ملاوٹ کے وصول

ملاوٹ کی دو صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

① ملاوٹ کی پہلی قسم وہ ملاوٹ ہے جو ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے ورنہ

دکاندار کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، جیسے مارکیٹ میں نیا مال آ گیا تو پرانا مال ضائع

ہو سکتا ہے، اور دکاندار کا نقصان ہو سکتا ہے، اور اگر پرانے مال کو نئے مال میں ملا کر

شامل کر لیا جائے تو فروخت ہو سکتا ہے، ایسی صورت میں پرانا اور نیا مال کس کر کے

فروخت کرنا جائز ہے لیکن اس کے جائز ہونے کے لئے دو شرائط ہیں:

① گا ہک کو صاف بتا دیا جائے کہ یہ کس مال ہے۔

② نئے مال کی قیمت نہ لگائی جائے، پرانے مال، یا پرانے اور نئے دونوں

مال کے حساب سے قیمت لگائی جائے۔

اگر ان دونوں شرائط کے ساتھ معاملہ کیا جائے تو درست ہے یہ حقیقت میں

ملاوٹ نہیں خلط ہے، خلط جائز ہے اور ملاوٹ حرام ہے۔^(۳)

(۱) ترمذی کے لئے "دخان میں پانی ملا کر فروخت کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ نمبر (۱) دیکھیں۔

(۲) قولہ تعالیٰ: [وَلَا تَنْزِرُوا زُرَّةً وَأُزْرَةً خَيْرٌ مِّنْ ذَلِكَ] [سورۃ فاطر: ۱۸]

(۳) عن حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبتنا

بورک لہما فی بیعہما وان کذاہا وکتما محقق ہرکتہ بیعہما. (صحیح مسلم: ۶/۲) کتاب البیوع، باب

لموت خیار المجلس للمتبايعين، ط: قدیمی

قولہ: صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یتفرقا، فان صدقا وبتنا بورک لہما فی بیعہما) ای بہن

کل واحد لصاحبه وما يحتاج الی بیانہ من عیب ونحوہ فی السلعة والتمن، وصدق فی ذلك وفي الاخبار

بالتن وما يتعلق بالعروضین. (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: ۶/۲) ایضاً، ط: قدیمی

۱) اگر ملاوٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بھی ملاوٹ کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے جیسے دودھ میں پانی یا پاؤڈر ڈالنا ناجائز اور حرام ہے، ملاوٹ پر جو وعیدیں آئی ہیں وہ اس کو شامل ہیں۔^(۱)

اناج چاول وغیرہ دوسری چیزوں میں زیادہ اور کم قیمت کی جنسوں کو ملا کر بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خریداروں کو اس کا علم ہو یا بازار میں لوگوں کے سامنے ملایا جاتا ہو، دھوکہ نہ دیا جاتا ہو اور خریداروں کو حقیقت بتا کر فروخت کیا جاتا ہو تو یہ جائز ہے۔^(۲)

ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی

ملاوٹ کے بقدر نقصان وصول کرنا جائز ہے، مثلاً کسی نے آٹا خرید کر پکایا تو

= من علم بسلعته عیباً لم یجز بیعہما حتی یبینه للمشتري، فإن لم یبینه فهو أثم عاص، نص علیہ أحمد. (إعلاء السنن: (۵۸/۱۴) کتاب البیوع، أبواب بیع العیب، باب خیار العیب، ط: إدارة القرآن) ولا بأس ببيع المغشوش إذا بین غشه أو كان ظاهراً یری، وكذا قال أبو حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ: فی حنطہ خلط بها الشعیر والشعیر یری لا بأس ببیعہ، وإن طحنه لا یبیع. قوله: وإن طحنه لا یبیع (أي إلا أن یبین، لأنه لا یری. (الدر المختار مع الرد: (۲۳۸/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب شرعی شجرة، وفي قلعها ضرر، ط: سعید)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس. ثم قال: من غش فليس منا. (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی كراهية الغش فی البیوع، ط: سعید)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس عنا، والمكر والخداع في النار (الترغيب والترهيب: (۴۵۰/۲) الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۵۵۵/۳) الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۳، تحت نفس العنوان.

معلوم ہوا کہ اس میں میل کچیل شامل ہے، خریدار نے بیچنے والے کو واپس کیا اور اس نے ملاوٹ ہی کے بقدر آٹا دے دیا تو یہ معاوضہ لینا درست ہے ملاوٹ کی مقدار سے زیادہ لینا درست نہیں، نیز اگر فرق بہت کم ہے تو اس کے عوض بھی تاوان لینا درست نہیں۔^(۱)

ملاوٹ معمولی ہے

اگر کسی چیز میں ملاوٹ معمولی ہے، عرف و رواج میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا تو اس سے بیع (خرید و فروخت) پر اثر نہیں پڑے گا اور مشتری کو بیع (بیچی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔^(۲)

ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا

ملاوٹ نہ کرنے والے سے قسم اٹھا کر بائیکاٹ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں پر بائیکاٹ ختم کر کے قسم کا کفارہ دینا اور اس سے توبہ استغفار کرنا لازم

(۱) رجل اشتری حنطة فوجد فیہا تراباً قال الشیخ الإمام هذا رحمہ اللہ تعالیٰ: إذا كان التراب مثل ما یكون فی الحنطة ولا یعد عیباً عند الناس لیس له أن یرد، وإن كان یعد عیباً عند الناس إلا أنه لیس بفاحش کان له أن یرد وإن كان التراب فاحشاً کان الخيار للمشتري إن شاء أخذ الحنطة بقسطها من الثمن وإن شاء رد الحنطة وأخذ کل الثمن کما لو اشتری حنطة علی أنها عشرة أفقرة فوجدها تسعة کان له الخيار علی هذا الوجه. (قاضیخان علی ہامش الہندیة: (۱۹۹/۲) کتاب البیوع، فصل فی العیوب، ط: رشیدیہ)
 (۲) وفي الخانیة: لو لم یعد ذلك التراب عیباً فلا رد، وإلا فإن لم یفحش یرد، وإن فحش خیر المشتري بین أخذ الحنطة بحصتها من الثمن أو ردها وأخذ کل الثمن. (شامی: (۳۶/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب وجد فی الحنطة تراباً، ط: سعید)

(۲) اشتری خمس مائة قفیز حنطة فوجد فیہا تراباً، ان كان ذلك التراب مثل ما یكون فی مثل تلك الحنطة، ولا یعده الناس عیباً لیس له أن یرد۔ (الہندیة: (۴۳/۳) کتاب البیوع، باب خيار العیب، الفصل الثانی فی معرفة عیوب الدواب وغیرها، ط: رشیدیہ)

اشتری القفزة حنطة او سمس فوجد فیہ تراباً، ان كان یوجد مثله عادة لا یرد۔ (الفتاویٰ البزازیة علی ہامش الفتاویٰ الہندیة: (۳۳۱/۳) کتاب البیوع، السادس فی العیب، نوع منه اشتری ترکیة، ط: رشیدیہ)
 فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الفتاویٰ الہندیة: (۱۹۹/۲) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: رشیدیہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (۲)
ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے عیب دار چیز کو عیب ظاہر کئے بغیر
فروخت کیا، تو یہ شخص ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے اور اس پر فرشتے لعنت بھیجتے
ہیں۔ (۳)

(۱) ومن حلف علی معصیة مثل أن لا یصلی أو لا یکلم أباه أو لیقتلن فلانا ینبغی أن یحنت نفسه ویکفر عن یمینہ لقوله علیہ الصلاة والسلام: من حلف علی یمین وراى غیرها خیراً منها فلیات بالذی هو خیر ثم لیکفر عن یمینہ۔ (الہدایہ: ۴۷۹/۲) کتاب الایمان، فصل فی الکفارة، ط: رحمانیہ
ومن حلف علی معصیة ینبغی أن یحنت ویکفر (أی یجب علیہ أن یحنت لما روینا لقوله علیہ الصلاة والسلام: لا نذر ولا یمین فیمالا یملک ابن آدم ولا فی معصیة ولا فی قطعیة رحم، رواہ النسائی وابدود۔ (تبیین الحقائق: ۱۱۳/۳) کتاب الایمان، ط: امدادیہ ملتان)
شامی: (۷۲۹/۳) کتاب الایمان، مطلب فی تحریم الحلال، ط: سعید۔

(۲) عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ مر برجل یبیع طعاماً فسأله: کیف، تبیع؟ فاخبرہ، فأرضی إلیہ أن ادخل یدک فیہ، فأدخل یدہ، فإذا هو مبلول، فقال رسول اللہ ﷺ: لیس من غش۔ (بذل المجہود: ۲۷۳/۵) کتاب الإجارة، باب فی البیہی عن الغش، ط: امدادیہ ملتان)

عن أبی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ ﷺ مر علی صبرة طعام، فأدخل یدہ فیہا، فنالت أصابعہ بللاً، فقال: ما هذا یا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء یا رسول اللہ! فقال أفلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس؟ من غش فلیس منی۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۳۸) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع الفصل الأول، ط: قدیمی)

لا یحل لمسلم باع من أخیہ بیعاً و فیہ عیب إلا بینہ لہ۔ (تبیین الحقائق: ۳۳۵/۳) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

(۳) عن وائل بن الأسقع، قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من باع عیباً لم یبینه، لم یزل فی مقت اللہ، ولم تنزل الملائکة تلعنہ۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عیباً فلیتہ، ط: قدیمی)

مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۳۹)، کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

کنز العمال: (۵۹/۳) رقم الحدیث: ۹۵۰۱، کتاب البیوع، الفصل الثانی فی محظورات البیع، الفصل الثالث فی الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالہ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھے گا۔^(۱)

ملبوسات کفار

”کفار کے ملبوسات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۵)

ملٹی لیول مارکیٹنگ

ملٹی لیول مارکیٹنگ (Multi Level Marketing) کا طریقہ ابتداء میں بڑے پیمانے پر مصنوعات فروخت کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا، لیکن آہستہ آہستہ عملی دشواریاں اور انتظامی مشکلات کی وجہ سے اسے ترک کر دیا گیا، اس کے بعد یہ ٹیکنیک جواریوں کے ہاتھ آ گئی، اور انہوں نے مختلف حیلے اور نئے نئے پیچیدہ قسم کی صورتوں میں اسے پیش کرنا شروع کر دیا، اور انہوں نے اس کے ذریعے ایک اسکیم شروع کی، جس کے تحت وہ لوگوں کو ایک مخصوص رقم مثلاً سو روپے کے عوض میں ممبر بناتے ہیں، اور اپنے ممبر بن جانے والوں کو مزید آدمی کولا کر ممبر بنانے کی صورت میں کمیشن دینے کا وعدہ کرتے ہیں، اس طرح کوئی بھی شخص متعینہ رقم ادا کر کے ممبر بن جاتا ہے اور اسکیم کی ممبر شپ حاصل کرنے کے بعد یہ ممبر مزید ممبر لانے کا اہل ہوتا ہے، اور ہر ممبر لانے پر اسے ایک سو روپے میں بیس یا پچیس روپے کمیشن ملتا ہے، باقی روپے اسکیم چلانے والی ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی کے پاس چلے

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم: رجل حلف على سلعة لقد أعطى بها أكثر مما أعطى وهو كاذب... الحديث۔ (صحيح بخاری: (۱/۳۱۹)،

كتاب المسافات، باب من رأى أن صاحب الحوض والقربة أحق بمائه، ط: قدیمی۔

جامع الترمذی: (۱/۲۳۰)، أبواب البيوع، باب ماجاء فيمن حلف على سلعة كاذباً، ط: قدیمی۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب احياء الموات والشرب، الفصل الأول،

ط: قدیمی۔

جاتے ہیں، چونکہ اس اسکیم میں صرف فارم کی خرید و فروخت ہوتی تھی اس وجہ سے اس طرح کی اسکیمیں حکومت کی نظر میں آگئیں، اور مالیاتی نظم و ضبط کے نگران اداروں نے ان کمپنیوں سے یہ پوچھنا شروع کر دیا کہ ایسی ممبر شپ کے بدلے میں آپ اپنے ممبر کو کیا دیتے ہیں؟ یہ کمپنیاں ممبر شپ کے بدلے میں کچھ نہیں دیتی تھیں، ممبران کو صرف اپنے نام اور ممبر شپ فارم کے استعمال کی اجازت تھی صرف ممبر شپ دینا چونکہ کوئی حقیقی معاشی مادی سرگرمی نہیں ہے، لہذا تمام حکومتوں نے ایسی کمپنیوں کے خلاف ایکشن لیا اور انہیں غیر قانونی قرار دے دیا۔

پیسے لے کر ممبر شپ دینا اور اس ممبر شپ کے بدلے میں صرف مزید ممبران لانے کی اجازت دینا چونکہ محض پیسے کے گھمانے کا عمل تھا، اس لئے ان کمپنیوں کو جو کھیلنے والی کمپنیاں قرار دے دیا گیا، اس لئے ان کمپنیوں نے اپنا طریقہ کار بدلا اور تجارت کا سہارا لیتے ہوئے ممبران کو فارم کے ساتھ اپنی کوئی چیز فروخت کرنی شروع کر دی، اور انہیں یہ ترغیب دی کہ اگر وہ یہ چیز آگے فروخت کریں گے تو انہیں کمیشن ملے گا اس طرح یہ کمپنیاں اپنے آپ کو حقیقی تجارتی کمپنیوں کے طور پر پیش کرنے لگیں اور لوگوں کو ممبر بنانے کا کام بھی جاری رہا۔

پاکستان میں ”شنیل“، گولڈن کی (Golden Key) نامی اسکیم، اور انڈونیش پر ”بزناس“ (Bisnis) نامی اسکیم یہ کام کرتی رہی ہے۔

ان کمپنیوں کا کاروبار درست نہیں ہے کیونکہ ایسی تمام کمپنیاں دھوکہ دہی اور جوئے کی ایک جدید صورت کی موجد ہیں، لہذا ان کا کاروبار، ان کے نیٹ ورک کا حصہ بننا، دوسروں کو اس میں شامل کرا کے کمیشن وصول کرنا سب نا جائز ہے۔^(۱)

(۱) یا ایہا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰) =

اس اسکیم میں بہت ساری خرابیاں ہیں ان میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ جب اس کا نیٹ ورک اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو برقرار رکھنا ناممکن ہو تو اسے چلانے والے کمپنی ختم کر دیتے ہیں، اور کسی نئے علاقے میں نئے نام سے اپنی مصنوعات بدل کر کام کر دیتے ہیں، اس طرح بہت سارے لوگوں کی رقم ڈوب جاتی ہے جو انہوں نے اس امید پر لگائی تھی کہ ہم خود ممبر بننے کے بعد دوسروں کو ممبر بنائیں گے اور راتوں رات امیر بن جائیں گے۔

ملک ایک ہے

اسلام نے تمام مسلمان ممالک کو ایک ہی ملک قرار دیا ہے، اسلامی خلافت میں تمام مسلمان کہیں کے بھی ہوں ایک ہی ملک کے تصور ہوتے ہیں۔ آج مسلمان غیر مسلموں کی سازش اور دین کی کمزوری کی وجہ سے کئی ممالک میں بٹ گئے۔ اور کمزور ہو کر کافروں کے ہاتھ میں کھلونے بن کر رہ گئے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل ”برآمدات“ کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں سامان پہنچانے اور وہاں رہنے والے مسلمان بھائیوں

= عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم على أمتي الخمر والميسر۔ (مسند أحمد: (۱۰۵/۱۱) رقم الحديث: ۶۵۴، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله عمرو بن العاص رضي الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

عن سفيان الثوري قال: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۳۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلًا مختصرًا قال: المكر، والخديعة، والخيانة في النار، الترغيب والترهيب: (۵۰/۲) رقم الحديث: ۲۷۴۳، الترغيب والترغيب في التصحيح في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

عن كثر العمال: (۵۵/۳) رقم الحديث: ۸۲۹، ۸۲۳، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المأمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے انسان بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں، ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور سچائی، امانت اور دیانت کے ساتھ کاروبار کر کے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنا چاہیے، اور مسلمانوں کو کاروبار اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے۔^(۱)

ملک کے اسباب

ملک کے اسباب تین ہیں: ① ناقل۔ ② خلافت۔ ③ اصالت۔
 ”ناقل“ سے مراد یہ ہے کہ ایک کی ملک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔ جیسا کہ خرید و فروخت اور ہبہ سے ایک کی ملک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔

خلافت: نائب اور خلیفہ بن کر مالک ہونا۔ جیسا کہ وراثت اور صدقہ کے طور پر مالک ہونا۔

اصالت: یعنی اصل سے مالک ہونا یعنی غیر مملوکہ چیز پر سب سے پہلے قبضہ

(۱) وعن النعمان بن بشیر قال: قال رسول الله ﷺ: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضو أتداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ متفق عليه۔

وعن أبي موسى عن النبي ﷺ: قال المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً ثم شبك بين أصابعه۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمی۔)

وعنه (انس) وعن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: الخلق عيال الله فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عياله۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۵)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، ط: قديمی۔)

والثاني: أن يقصد في صنعه وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفایات إذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعاش وهلك الخلق، لأن انتظام أمر الكل بتعاون الكل۔ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۳)، المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأى كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی۔)

ہلک میں موجود نہ ہو

جو چیز آدمی کی ہلک میں موجود نہیں، اس امید سے کہ یہی چیز بازار میں موجود ہے، اس کو خرید کر قبضہ دے سکتا ہوں، بیچنا جائز نہیں، اور اس طرح بیع کرنے سے بیع نہیں ہوتی اور یہ بیع معدوم ہے۔

مثلاً ایک شخص دکان لے کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے پاس گا ہک آتا ہے یا ٹیلیفون کرتا ہے کہ مجھے اتنے تھان فلاں ملک کے فلاں کپڑے اس کو الٹی اور اس رنگ کے چاہئیں۔ دکاندار کے پاس وہی کپڑا اپنی ملکیت میں نہیں ہے، پھر بھی وہ خریدار سے بھاد متعین کر کے بیع کر لیتا ہے کہ وہی کپڑا میرے پاس ہیں، اس کی قیمت فی میٹر سو روپے ہوں گے، خریدار معاملہ پر راضی ہو کر سودا طے کر لیتا ہے، اور دکاندار وعدہ دیتا ہے کہ مال فلاں وقت میں آ کر اٹھا لینا، دکاندار وہی کپڑا اس کے کہنے کے مطابق ایسی دکان سے جس میں کم دام پر ملتا ہے خرید کر اپنی دکان سے خریدار کے حوالہ کرتا ہے، یا کبھی یوں کرتا ہے کہ وہ جس دکان سے خریداری کرتا ہے، اس کا حوالہ دیتا ہے کہ میرا مال فلاں دکان میں پڑا ہوا ہے وہاں سے اٹھا لینا، خریدار اسے قبول کر لیتا ہے، پھر خریدار کے مال اٹھانے سے پہلے دکاندار تیسرے شخص کو مطلع کر دیتا ہے اور اس سے چیز خرید لیتا ہے، اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں آدمی مال

(۱) اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل: كبيع و هبة، و خلافة: كإرث و إصالة و هو الاستيلاء حقيقة بوضع اليد أو حكماً بالنهيئة كنصب شبكة الصيد۔ (الدرع الرد: ۴۶۳/۶) كتاب الصيد، ط: سعيد

امداد الفتاوى: (۳۱/۳) ط: دار العلوم كراچی۔

فالأسباب ثلاثة يثبت للملك وهو الاستيلاء، و ناقل للملك وهو البيع و نحوه، و خلافة، وهو الميراث و الوصية۔ (غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر: (۱۳۳/۳) القول في الملك، ط: إدارة القرآن)

البحر الرائق: (۲۵۸/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

اٹھانے آئے گا اس کو حوالہ کر دینا، خریدار طے شدہ پروگرام کے مطابق تیسرے شخص کی دکان سے مال اٹھا لیتا ہے، شرعاً اس طرح بیع کرنا ناجائز ہے، کیونکہ فروخت کرنے والے نے ایسی چیز کی بیع کی ہے جو کہ اس کی ملکیت میں نہ تھی۔^(۱)

ہاں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ سودا نہ کرے بلکہ وعدہ کرے یعنی یہ کہے کہ میں آپ کو اس حساب میں دوں گا، جب چیز آجائے تو حسب وعدہ سودا کرے پھر جائز ہوگا۔^(۲)

(۱) عن عمرو بن شعيب رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع ولا ربح مالم يضمن ولا بيع ماليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۸)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

عن حكيم بن حزام رضي الله عنه قال: نهاني رسول الله ﷺ أن أبيع ماليس عندي۔ رواه الترمذي في رواية له ولأبي داؤد والنسائي: قال: قلت: يا رسول الله! يأتيني الرجل فيريد مني البيع وليس عندي فابتاع له من السوق؟ قال: لا تبع ماليس عندك۔ هذا يحتمل أمرين۔ والثاني: أن يبيع منه متاعاً لا يملكه ثم يشتريه من مالكة ويدفعه إليه وهذا باطل؛ لأنه باع ماليس في ملكه وقت البيع وهذا معنى قوله "قال ولا تبع ماليس عندك" أي شيئاً ليس في ملكك حال العقد۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/۷، ۷/۸)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيدية۔)

ومنها وهو شرط انعقاد البيع للبتاع أن يكون مملو كاً للبتاع عند البيع فإن لم يكن لا ينعقد۔ وهذا بيع ماليس عنده، ونهى رسول الله ﷺ عن بيع ماليس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۳۶) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالم يتقوماً مملو كاً في نفسه وكون الملك للبتاع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم۔ ولا بيع ماليس مملو كاً له۔ (شامی: (۳/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

ويطل بيع ماليس في ملكه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الأدمى مكرماً شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد۔)

(۲) وعلى هذا لو قال: من جاء برمكة بعناها بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البيع هاهنا، ولكن فيه معنى التسهيل، فعليه أن يفي به إذا رغب فيه الذي جاء بها۔ (السير الكبير: (۳/۳۲)، باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الكتب العلمية۔)

الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعاً، ولا يترتب عليه آثار البيع۔ (فقه البيوع: (۲/۱۱۳)، صيغة مقترحة لقانون البيع الإسلامي، ط: معارف القرآن۔)

ملکی ترقی کی فکر

۲۹۷

”مسلمانوں کی ذمہ داری“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۲/۲)

ملکی کرنسی

ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔^(۱)

ملکی مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرنا

”ایک نمبر کا مال چاہئے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا

ایسی مصنوعات جو ملک میں تیار ہوتی ہیں، ان کو غیر ملکی مارکہ اور پیکنگ کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ ہے، جھوٹ بولنے اور تجارت میں دھوکہ دینے کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہوئی ہے اور ایسی تجارت سے جو آمدنی حاصل ہوگی اگرچہ وہ مکمل طور پر حرام نہیں ہوگی لیکن مکمل طور پر حلال طیب بھی نہیں ہوگی، اس میں بے برکتی اور نحوست ضرور ہوگی۔^(۲)

(۱) تخریج کے لئے ”ذکر کی بیع کی زیادتی کے ساتھ“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها، ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) ط: دارالعلوم کراچی)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ ... قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذی: (۲۳۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد۔)

عن واللة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من باع عيباً لم يبينه، لم يزل في مقت الله، ولم يزل الملائكة تلعه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۹)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، أبواب التجارات، باب من باع عيباً فليبينه، ط: قدیمی۔ =

اور اگر گاہک کو بتلا کر دیا جائے کہ یہ چیز پاکستانی ہے یا اس پر بڑے حروف سے لکھ دیا جائے کہ میڈان پاکستان (Made in Pakistan) تو بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آگے یکے بعد دیگرے بیج ہونے کی صورت میں دھوکہ دینے کا ذریعہ بنے گا اس لئے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔^(۱)

مملو کہ درخت سے شہد فروخت کرنا

اگر کسی شخص کی اپنی ملکیت کی زمین میں درخت ہو اور اس میں شہد کی مکھیاں شہد بنا لیں تو اس شہد کو فروخت کرنے کا اختیار اور اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہوگا، کیونکہ شہد درخت کے تابع ہو کر درخت کے حکم میں ہے، جس طرح درخت میں تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، اسی طرح درخت کے شہد میں تصرف کرنے کا حق بھی صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، لہذا کسی دوسرے آدمی کو یہ شہد لینے کا یا اس میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔^(۲)

= عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یترقا فان صدقا وینا بورک۔

(الصحيح لمسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمبتایعین، ط: قدیمی۔)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار، مالم یترقا، فان صدقا، ای فی صفة المبیع والتمن وما يتعلق بهما "وبینا": ای عیب الثمن والمبیع "بورک": ای اکثر النفع "لہما فی بیعہما" ای شرانہما، والمراد عقدہما، وإن کتما وکذبا، محقت ہرکتہ بیعہما۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۳۶/۶)، کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: رشیدیہ۔)

(۱) وما کان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید۔)

وکل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید۔)

(۲) بخلاف ما إذا عسل النخل فی أرضه؛ لأنه عذ من انزاله لیملکہ تبعاً لأرضه کالشجر النابت فیہ والتراب المجتمع فی أرضه بجریان الماء۔ (الهدایة: (۱۱۰/۳) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیہ) =

ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت

۲۹۹

اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید و فروخت اسلام میں بالکل منع ہے جیسے شراب اور خنزیر کا گوشت وغیرہ تو ان چیزوں کی خرید و فروخت جائز نہیں، اور آمدنی بھی حرام ہے۔^(۱)

اور اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید و فروخت اسلام میں تو جائز ہے، لیکن حکومت وقت نے کسی مصلحت یا مفاد عامہ کی خاطر ان کی درآمد، برآمد اور خرید و فروخت پر پابندی لگا دی ہے، تو ایسی صورت میں حکومت وقت کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان چیزوں کی خرید و فروخت نہیں کرنی چاہیے تاکہ گرفتاری وغیرہ کا خطرہ نہ ہو،^(۲) تاہم ان اشیاء کی قیمت سے حاصل شدہ آمدنی جائز اور حلال

= بخلاف معسل النحل فی أرضه حیث یملکہ، وإن لم تکن أرضه معدة لذلك لأنه من انزال الأرض حتی یملکہ تبعالها کالاشجار النابتة۔ (البحر الرائق: ۱۷۸/۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

شامی: (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی البهجة والزیوف، ط: سعید۔
(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ أنه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول: إن الله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام۔ (اعلاء السنن: ۱۰۳/۱۳) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر، إدارة القرآن۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: لما نزلت آیات الربوا، قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر، فتلاهن علی الناس، ثم حرم التجارة فی الخمر۔ (سنن النسائی: ۲۳۰/۲) کتاب البیوع، بیع الخمر، ط: قدیمی۔
و یطل بیع مال غیر متقوم) ای غیر مباح الانتفاع به... کنخمر وخنزیر ومیتة۔ (الدر المختار مع الرد: ۵۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

ولا یجوز بیع الخمر والخنزیر، لقوله علیه الصلوة والسلام: إن الذی حرم شربها حرم بیعها واکل ثمنها۔ (الهدایة: ۱۰۸/۳) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیہ۔
(۲) لأن طاعة أمر السلطان بمباح واجبة۔ (شامی: ۱۶۷/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، مطلب کل قرض جر نفعاً فهو حرام، ط: سعید۔

المسلم یجب علیہ أن یطیع أمره فی الأمور المباحة فإن أمر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته وإن لہی عن أمر مباح حرم ارتکابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة واجبة... هذه الطاعة كما أنها مشروطة بكون أمر الحاكم غیر معصیة فإنها مشروطة ایضاً بكون الأمر صادر عن مصلحة لا عن هوی أو ظلم لأن الحاكم لا یطاع لذاته وإنما یطاع من حیث أنه متول لمصالح العامة =

ہوگی، اس کو استعمال کرنا اور اس سے نیک کام میں حصہ لینا درست ہوگا۔^(۱)

ممنوعہ اسلحے کی خرید و فروخت

۳۰۰

اسلامی حکومت کے سربراہ کی جانب سے جس اسلحے کی خرید و فروخت ممنوع قرار دی جائے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ اسلامی حکومت کے سربراہ کی طرف سے اسلحے کی خرید و فروخت منع کرنے کا مقصد ملک میں امن قائم رکھنا ڈاکہ، چوری، دہشت گردی، بھتہ خوری، اغواء اور مختلف قسم کے فتنے اور فساد کے وسائل کو بند کرنا ہے، اور سربراہ مملکت کے جائز حکم کو ماننا لازم ہے، البتہ ناجائز حکم کو ماننا جائز نہیں ہے۔^(۱)

= (تکملة فتح الملہم: (۳/۳۲۳، ۳۲۴) کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية و تحریمہا فی معصية، ط: دارالعلوم کراچی۔)

عن حذیفة بن یمان قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا یبغی للمؤمن ان یدل نفسه قالوا: وکیف یدل نفسه؟ قال: یتعرض من البلاء لما لا یطیق۔ (جامع الترمذی: (۲/۵۱) أبواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی النهی عن سب الریاح، ط: سعید۔)

سنن ابن ماجہ: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، باب قوله تعالى یا ایها الذین آمنوا علیکم انفسکم، ط: قدیمی۔

(۱) فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذی یقابله العوض، حلال ککسبه بالبیع۔ (المبسوط للسرخسی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: (۱۱۹/۱۲) کتاب البیوع، أنواع الربا، ط: دارالمعرفة)

(۱) المسلم یجب علیہ ان یطیع امیرہ فی الأمور المباحة، فإن أمر الأمیر بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نہی عن أمر مباح حرم ارتکابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصية واجبة. (تکملة فتح الملہم: (۳/۳۲۳) کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية و تحریمہا فی معصية، ط: دارالعلوم کراچی)

تجب طاعة الإمام فیما لیس بمعصية. (الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۲) کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب تجب طاعة الإمام فیما لیس بمعصية، ط: سعید)

وفي شرح الجواهر تجب اطاعته فیما أباحه الشرع وهو ما یعود نفعه علی العامة وقد نصوا فی الجهاد علی امتثال أمره فی غیر معصية. (الدر المختار مع الرد: (۶/۴۶۰) کتاب الخطر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید)

منابذہ

”منابذہ“ جاہلیت کے زمانہ کی بیچ ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے (۳۰۱) شخص کی طرف اپنا فروخت کے لئے رکھا ہوا کپڑا پھینکتا ہے اور غور و فکر اور رضامندی کے بغیر ان کے درمیان سودا پختہ ہو جاتا ہے اس کو بیچ منابذہ کہتے ہیں اور یہ دین اسلام میں جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور جہالت ہے۔^(۱)

منافع اور سود میں فرق

”سود اور تجارتی منافع میں فرق“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۴/۳)

منافع جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہوا

”جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۳)

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنابذة في البيع... والمنابذة أن يبتذ الرجل إلى الرجل بثوبه وينبذ الآخر بثوبه ويكون ذلك بيعهما من غير نظر ولا تراخ... وروي أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة بأن يقول: إذا نبذت هذا الثوب فقد وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (۶/۴۴۰، ۴۴۱)) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الغرر، ط: دار ابن القيم

فتح الباري: (۴/۳۵۹) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: ادار المعرفة.

ولم يجز بيع المبته... والملامسة والقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يستام الرجل فإذا المصها المشتري... لزم البيع... وقد نهي عليه السلام عنها بمار ويناو عن أبي سعيد أنه عليه السلام نهي عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقبله... ولأن فيه تعليقا للتملك بالخطر فيكون قماراً، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (۴/۴۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والقانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۲۴۱۳) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشديه).

منافع دو روپے لینے پر سودا کیا

ایک گاہک دوکاندار کے پاس آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں مال دے دیں، اس پر آپ کو قیمت خرید پر دو روپے فی مال کمیشن اور منافع دوں گا، دوکاندار اس کو منظور کر لیتا ہے اور متعینہ مال کی واقعی قیمت خرید سے پانچ روپے زیادہ بتا کر پھر منافع دو روپے فی مال مقرر کر کے فروخت کرتا ہے، گاہک اعتماد کر کے مال لے جاتا ہے تو اس صورت میں دوکاندار نے جو منافع لیا ہے یہ ناجائز اور غلط کیا ہے اس کے لئے فی مال پانچ روپے حلال نہیں حرام ہیں، خریدار کو واپس کر دینا لازم ہے۔^(۱)

منافع زیادہ لینا

منافع زیادہ لینا ناجائز نہیں ہے۔^(۲) مگر بہت زیادہ لینا جس سے لوگوں

(۱) عن ابی حرة الرقاشی عن عمہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفسہ منہ... وعن سمرة عن النبی ﷺ قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعیار، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

والتصرف فی مال الغیر حرام، فیجب التحرز عنہ۔ (الهدایہ: (۳/ ۷۹) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل، ط: رحمانیہ۔)

والرابع: أن یرد صدق فی سعر الوقت إذ لا یجوز لأحد أن یربیس علی البائع أو المشتري سعر الوقت ویغتم الفرصة ویخفی من البائع غلا السعر أو من المشتري انحطاطه، فإن من یفعل هذا یكون من الظالمین التارکین للنصح الواجب، وقد أمر الله بالعدل والإحسان والعدل سبب للنجاة فقط۔ (مسائل الأبرار: (ص: ۵۳۹) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأقبح منها، ط: سهیل اکیڈمی۔)

ویردونه علی أربابها إن عرفوهم، وإلا یصدقوا به، لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد۔ (شامی: (۶/ ۳۸۵) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۳/ ۱۹۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: دار المعرفہ بیروت۔

(۲) کل یتصرف فی ملکہ کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلم رستم باز: (۱/ ۶۵۳) المادة: ۱۱۹۲، ط: دار الکتب العلمیة بیروت) =

کو نقصان پہنچتا ہو، اور پریشانی کا باعث ہو انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔ (۱)
اس سے بچنا چاہیے ورنہ اللہ کی رحمت اور خیر و برکت سے محروم رہے گا۔ (۲)

منافع فروخت کرنا

”آمدنی فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

منافع کا تعین

شریعت نے تجارت میں مال کے منافع کی کوئی خاص حد مقرر نہیں کی، یہ

= لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۵۰۲/۳) کتاب البيوع،
مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد)

أنا تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي كذا في الكافي۔ (الهندية: (۲/۳) کتاب البيوع،
الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشديه)

الأصل الذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحراراً في بيعهم وشرائهم وتصرفهم
في مملكتهم وأموالهم في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملاً بمطلق قول الله تعالى
[يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ]۔ (الفقه
الإسلامي وأدلتها: (۵۱۶۳/۷) کتاب البيوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحديد أرباح التجار، ط: رشديه)
(۱) وقد نهى النبي ﷺ عن بيع المضطر "الحديث... هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو
غيرها، ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه...

وقال الخطابي: ان عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ إلا أن
سببه في حق الدين والمرؤة ان لا يباع على هذا الوجه وان لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض
ويستعمل له إلى الميسرة حتى يكون له في ذلك بلاغ۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۳) کتاب البيوع،
باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن كراچی)

بذل المجهود: (۲۵۲/۵) کتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: إمداديه۔

(۲) وينال العامل رتبة الإحسان بواحد من عدة أمور: الأول في الغبن فينبغي له أن لا يغبن صاحبه بما
لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع أن يمتنع
عن قبوله لأن أخذ الزيادة إذ لم يكن فيه تلبيس وإن لم يكن ظلماً لكنه ترك للإحسان، مع أن من يقنع
بربح قليل يكثر معاملاته، ويستفيد من تكررها ربحاً كثيراً وبه يظهر البركة۔ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۵۰)
المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأقبح
منها، ط: سهيل اكيامي)

دونوں عاقدین کا باہمی رضامندی کا معاملہ ہے، جس طرح طے پا جائے اسی طرح جائز ہے، البتہ اس حد تک زیادہ منافع لینا کہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو مروت کے خلاف ہے۔^(۱)

ایسی صورت میں حکومت پر لازم ہے وہ ناجائز منافع خوری پر قابو پانے کے لئے مناسب اقدام کرے۔^(۲)

(۱) وجاء تعريف البيع في كثير من الكتب الفقهية بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء - (درر الحکام

شرح مجلّة الأحکام: (۱۰۶/۱) مقدمة في بيان الاصطلاحات الفقهية، ط: دار الجیل۔)

☐ هو مبادلة المال بالمال بالتراضي: (کنز الدقائق: (ص: ۲۲۷) کتاب البيوع، ط: قديمی۔)

☐ فتح القدير: (۲۲۹/۶) کتاب البيوع، ط: رشيدیه۔)

☐ كل يتصرف في ملكه كيف شاء - (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵۳/۱) المادة: ۱۱۹۲،

ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص - (شامی: (۵۰۲/۳) کتاب البيوع،

مطلب في تعريف المال والملک والمتقوم، ط: سعيد)

☐ أما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي كذا في الكافي - (الهندية: (۲/۳) کتاب البيوع،

الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيدیه)

☐ الأصل الذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحراراً في بيعهم وشرائهم وتصرفهم

في مملكتهم وأمورهم في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملاً بمطلق قول الله تعالى

{ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ } - (الفقه

الإسلامي وأدلته: (۵۱۶۳/۷) کتاب البيوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحديد إباحة التجار، ط: رشيدیه)

(۲) إذا تعدى أرباب غير القوتين وظلموا على العامة فيسعر عليهم الحاكم بناء على ما قال أبو يوسف رضي الله عنه

ينبغي أن يجوز - (الدر المختار (۳۰۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔)

☐ قوله: بناء على ما قال أبو يوسف رضي الله عنه أي من أن كل ما أضر بالعامّة حبه فهو احتكار ولو ذهباً أو فضة

أو ثوباً ط - وفيه أن هذا في الاحتكار لا في التسعير اه - قلت: نعم! ولكنه يؤخذ منه قياساً أو استنباطاً بطريق

المفهوم ولذا قال بناء على ما قال أبو يوسف رضي الله عنه ولم يجعله قوله تامّله على أنه تقدم أن الإمام يرى الحجر

إذ عم الضرر كما في المفتي الماجن والمكاري المفلس والطبيب الجاهل، وهذه قضية عامة فتدخل

مسائلها لأنها التسعير حجر معنى، لأنه منع عن البيع بزيادة فاحشة، وعليه فلا يكون مبيعاً على قول أبي

يوسف رضي الله عنه فقط - (الدر مع الرد (۳۰۰/۶، ۳۰۱) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۳۷۰/۸) کتاب الكراهية، ط: سعيد۔)

منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں

بینک کی شرکت اور مضاربت میں نفع کی تقسیم روزانہ پیداوار کے حساب سے کی جاتی ہے اور اس کو ”الحساب الیومی“ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ نفع کی یہ تقسیم محض تقریری اور تخمینی ہے، اس میں کسی کے حقیقی نفع کا کچھ حصہ دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے، اسی طرح کسی کا نقصان بھی دوسرے کے کھاتے میں چلا جاتا ہے، اس لئے شرکت و مضاربت میں نفع کی تقسیم کا یہ طریقہ درست نہیں۔^(۱)

منافع کی تقسیم یومیہ پیداوار کی بنیاد پر

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم درست نہیں ہے بلکہ مال، عمل یا ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم ہونی چاہیے۔^(۲)

مزید ”نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) یا ایہا الذین آمنوا اتوا کما کما بینکم بالباطل۔ (سورۃ النساء: ۲۹)

روزی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما والحسن رضی اللہ عنہ: أن الباطل هو کل ما یؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (الفسیر الکبیر: ۱۰/۷۱) سورۃ النساء: ۲۹، ط: دار الفکر، بیروت۔

الباب فی علوم الکتاب: (۶/۳۳۶) سورۃ النساء: ۲۹، ط: دار الکتب العلمیة۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذی: ۱/۲۳۱)، ابواب البیوع، باب ما جاء فی من یشتري العبد ویستغله ثم یجد به عیباً، ط: قدیمی۔

(علی أئی وجه شرط تقسیم الربح فی الشركة الصحیحة یراعی ذلك الشرط علی کل حال إذا کان موافقاً للشرع) قید الشرط بكونه موافقاً للشرع لأنه لو کان مخالفاً له۔ فلا یصح وحينئذ یقسم الربح علی نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: ۲/۵۷۲)، رقم المادۃ: ۱۳۶، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الأول فی بیان المسائل المتعلقة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقیة۔

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا یحل سلف وبيع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشكاة المصابیح: (ص: ۲۳۸) كتاب البیوع، باب المنهی عنهما من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی) =

منافع کی حدود

۳۰۶

شریعت میں نفع کی کوئی ایسی حد مقرر نہیں ہے جس سے زائد نفع لینا جائز نہ ہو کیونکہ اس پر متعدد قسم کے عوامل اور اسباب اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً کسی چیز کی مستقل طلب ہو اور وہ بڑے پیمانے پر فروخت ہوتی ہو تو عام طور پر اس پر منافع کی شرح کم رکھی جاتی ہے، اور اگر کوئی چیز کم مقدار میں فروخت ہوتی ہو تو اس پر نفع زیادہ لیا جاتا ہے، اس کے علاوہ مارکیٹ، ڈالر اور ٹیکس کا اتار چڑھاؤ اور معاشی پابندی اور چیزوں کی قلت اور کثرت کی وجہ سے بھی نفع کی شرح متاثر ہوتی ہے۔

بعض اوقات خریداری کے وقت قیمتیں انتہائی نیچی سطح پر آئی ہوتی ہے، اور

= والأصل أن الربح إنما يستحق عندنا إما بالمال وإما بالعمل وإما بالضمان... فإن لم يوجد شيء من ذلك لا يستحق بدليل أن من قال لغيره: تصرف في ملكك على أن لي بعض ربحه، لم يجز، ولا يستحق شيئاً من الربح لأنه لا مال ولا عمل ولا ضمان. (بدائع الصنائع (۶۲/۶) كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد.)

ولو شرط العمل على صاحب الألفين والربح نصفين لم يجز الشرط والربح بينهما أثلاثاً؛ لأن ذا الألف شرط لنفسه بعض ربح مال الآخر بغير عمل ولا مال، والربح إنما يستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان. (شامی (۶۳۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.)

يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل. (سورة النساء: ۲۹)

وروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما والحسن رضی اللہ عنہ: أن الباطل هو كل ما يؤخذ من الإنسان بغير عوض. (التفسير الكبير: (۷۱/۱۰) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر، بيروت.)

اللباب في علوم الكتاب: (۳۳۶/۶) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الكتب العلمية.)

عن عائشة رضی اللہ عنہا، أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قضی أن الخراج بالضمان. (جامع الترمذی: (۲۳۱/۱)، ابواب البيوع، باب ما جاء في من يشترى العبد ويستغله ثم يجده عيباً، ط: قديمي.)

(على أي وجه شرط تقسيم الربح في الشركة الصحيحة يراعى ذلك الشرط على كل حال إذا كان موافقاً للشرع) قيد الشرط بكونه موافقاً للشرع لأنه لو كان مخالفاً له... فلا يصح حينئذ يقسم الربح على نسبة حصصهم من رأس المال. (شرح المجلة لرستم باز: (۵۷۲/۲)، رقم المادة: ۱۳۶۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول في بيان المسائل المتعلقة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقيه)

پھر کسی وجہ سے مارکیٹ میں اچانک تیزی آجاتی ہے اور قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے تاجروں کو سو فیصد نفع حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی صورت حال اس کے الٹ بھی ہو جاتی ہے کہ خریداری کے وقت تو قیمتیں انتہائی اوپر کی سطح پر ہوں اور بعد میں اچانک گر جائیں جس سے تاجروں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے، اس لئے شریعت نے نفع کی کوئی حد یا شرح متعین نہیں فرمائی بلکہ اسے آزاد چھوڑ دیا ہے تاجر لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنا اپنا مال فروخت کریں جس سے قیمتیں خود ہی مناسب سطح پر آجائیں گی۔^(۱)

منافع کی مقدار

تجارت میں مال میں منافع حاصل کرنے کی کوئی خاص حد متعین نہیں کہ کوئی خرید و فروخت کرنے کی صورت میں صرف اتنے فیصد نفع لے کر فروخت کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، بلکہ شریعت نے اس کو بائع اور مشتری پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ باہمی رضامندی سے جس طرح چاہیں معاملہ طے کر لیں، البتہ اس حد تک منافع لینا جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا خلاف مروت ہے۔^(۲)

(۱) عن عروۃ: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "أعطاه دیناراً یشتري له به شاة، فاشتری له به شاتین، فباع إحداهما بدینار، وجاءه بدینار وشاة، فدعا له بالبرکة فی بیعه وکان لو اشتری التراب لربح فیہ". (صحیح البخاری: (۵۱۴/۱) کتاب المناقب، باب سوال المشرکین أن یربهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم أبه فاراهم انشفاق القمر، ط: قدیمی)

(۲) سنن أبی داؤد: (۱۲۵/۲) کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف، ط: رحمانیہ

جامع الترمذی: (۲۳۸/۱) أبواب البیوع، باب بعد باب ماجاء فی اشتراط الولاء والزجر عن ذلك، ط: سعید.

(۳) قال العلامة علی حیدر رحمہ اللہ: وجاء تعریف البیع فی کثیر من الکتب الفقہیة بأنه مبادلة المال

بالمال بالرضاء۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام: (۱۰۶/۱) ط: دار الجلیل)

الأصل الذی تقرره النصوص والقواعد الشرعیة ترک الناس احراراً فی بیعهم وشرانهم وتصرفهم فی مملکتهم وأموالهم فی إطار احکام الشریعة الإسلامیة الغراء وضوابطها عملاً بمطلق قول اللہ تعالیٰ: =

البتہ مال کی بے جا تعریف کرنا، عیب چھپانا یا نقلی اور جعلی مال کو اصلی ظاہر کر کے دھوکہ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔^(۱)

منافع کی مقدار مراجمہ میں

”مراجمہ میں منافع کی مقدار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۱/۶)

منافع لینے کی شرط لگانا وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے پر

”وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط“ عنوان کے

تحت دیکھیں۔ (۴۳۶/۶)

= ”یا ایہا الذین آمنوا لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل إلا ان تكون تجارة عن تراض منکم“ (الفقه

الإسلامی وأدلته: (۶۳۵/۷)، کتاب البیوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحديد أرباح التجار، ط: رشیدیہ)

وقد نهى النبي ﷺ عن بيع المضطر ”الحديث... هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها،

ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... وقال الخطابي: إن عقد البيع مع

الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمرؤة أن لا يباع على هذا

الوجه وأن لا يقتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستعمل له إلى الميسرة حتى يكون له في ذلك

بلاغ۔ (اعلاء السنن: (۲۱۳/۱۳)، كتاب البیوع، باب النهی عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

(۱) وکان ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ یکرہ ان یمدح الرجل سلعته عند البیع۔ (الملقط فی الفتاوی الحنفیۃ: (ص:

۲۷۶) کتاب الآداب، مطلب: یکرہ ان یمدح الرجل سلعته عند البیع، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

فتاویٰ الہندیۃ: (۳۶۳/۵) کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی

سوم الغیر، ط: رشیدیہ۔

وکرہ النجش)... یمدحہ بما لیس فیہ لیروجہ۔ (الدر المنختار مع الرد: (۱۰۱/۵) کتاب

البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)

أن لا یشی علی السلعة لانه ان وصفها بما لیس فیہا فان لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو

مع کونه کذباً تلبیس وظلم۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۳۶) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب

کسب الحلال وای کسب أطیب من المکاسب واصبح منها، ط: سهیل اکیڈمی۔)

من علم بسلعة عیبا لم یجز بیعها حتی یبینہ للمشتري فان لم یبینہ فهو اثم عاص نص علیہ احمد۔

(اعلاء السنن: (۵۸/۱۳) کتاب البیوع، ط: إدارة القرآن۔)

منتفع بہ ہونے کا معیار

”قابل انتفاع ہونے کا معیار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۲/۵)

منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا

زید بکر سے کہتا ہے کہ جب تم منڈی جاؤ، تو میرے لئے فلاں سامان خرید کر لانا، اس کام کے لئے کوئی اجرت طے نہیں پائی، بلکہ اس کے برعکس دونوں جانتے ہیں کہ یہ کام اجرت کے بغیر ہے۔

بکر منڈی سے اپنے تعلقات کی وجہ سے تھوک کے ریٹ سے بھی کم پر وہ سامان خرید لیتا ہے، اب بکر نے جو جائز رعایت حاصل کی ہے وہ کمیشن کے طور پر خود نہیں رکھ سکتا، کیونکہ کمیشن پر خریدنا طے نہیں ہوا، اور بکر زید سے اتنی رقم لے سکے گا جو اس سامان خریدنے میں ادا کی ہے۔

البتہ اگر بکر کا معمول اور کاروبار ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو منڈی سے اجرت و کمیشن پر مال لا کر دیتا ہے، تو اس صورت میں وہ زید سے اپنا کمیشن وصول کر سکتا ہے جب کہ کمیشن کے بغیر لانا طے نہ ہوا ہو۔^(۱)

(نوٹ) دکان، بازار اور منڈی سب کا حکم ایک ہے۔^(۲)

منڈی میں آنے سے پہلے راستہ میں سودا کرنا

بعض تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بازار اور منڈی میں سامان پہنچنے

(۱) إذا قال للحمال احمل هذا إلى بيتي أو قال للخياط خطه إن كان الخياط معروفاً بأنه يخطب بأجر والحمال كذلك يجب الأجر، ومالا فلا۔ كذا في المحيط۔ (الفتاوى الهندية: ۵۲۱/۳) كتاب الاجارة، الباب الثاني والثلاثون في المنفقات، ط: رشيدية

(۲) المحيط البرهاني: (۱۱۷/۱۲) كتاب الاجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المنفقات، ط: إدارة القرآن۔
الفتاوى التاتارخانية: (۳۵۸/۱۵) كتاب الاجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المنفقات، مكتبة فاروقية۔

سے پہلے راستہ میں جا کر مال کا سودا کر لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مال لانے والے کو بازار کا ریٹ معلوم نہ ہوں اور وہ کم دام میں فروخت کر دے اور دھوکے میں پڑ کر خسارہ اٹھائے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ اس طرح باہر سے آنے والا مال منڈی اور بازار میں پہنچنے کے بجائے چالاک ہوشیار سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، پھر وہ من مانے دام میں فروخت کریں گے جس سے عام بازار پر خراب اثر پڑے گا، اور لوگوں کو مہنگی قیمتوں پر چیز خریدنی پڑیں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت کے سامان کو آگے بڑھ کر مت لو، یہاں تک کہ وہ منڈی میں نہ آجائے۔^(۱)

منشیات کی خرید و فروخت

منشیات نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، ان کی خرید و فروخت کرنا گناہ کے کام میں اعانت اور مدد ہے، اور انسان کی دینی اور دنیوی اعتبار سے تباہی اور

(۱) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یبیع بعضکم علی بیع بعض ولا تلقوا السلع حتی یهبط بها الاسواق. (سنن أبی داود: (۱۳۶/۲) کتاب الإجارة، باب فی التلقی، ط: رحمانیہ)

السنن الکبریٰ للبیہقی: (۳۴۷/۵) کتب البیوع، باب النہی عن تلقی السلع، ط: إدارہ تالیفات اشرفیہ۔

(ولا تلقوا السلع) بکسر المهملة وفتح اللام جمع سلعة وهي متاع التجارة... والمراد ما هنا المتاع المجلوب الذي يأتي به الركب ان إلى البلدة لیبعوا فیہا، وفي استقبالها تضییق علی أهل السوق وغدر بالجالین عادة فلا ینبغی... قال فی الهدایة: ونہی عن تلقی الجلب، وهذا إذا كان یضر بأهل البلد فإن كان لا یضر فلا بأس به إلا إذا لبس السعر علی الواردین فحینئذ یکره لما فیہ من الغرر والضرر. (بذل المجہود: (۱۴/۱۵) کتاب الإجارة، باب فی التلقی، ط: دار الکتب العلمیة)

بربادی ہے اس لئے ان چیزوں کی تجارت سے بچنا چاہیے۔^(۱)

منفعت

۳۱۱

منفعت یہ ہے کہ کسی چیز کے استعمال کرنے سے استعمال کرنے والے کے بدن کو فائدہ پہنچے گا لیکن نہ کرنے سے کوئی سخت تکلیف یا ہلاکت کا خطرہ نہیں جیسے عمدہ قسم کے کھانے اور مقوی غذائیں، اس حالت کے لئے نہ کوئی حرام حلال ہوتا ہے، نہ روزہ کا افطار جائز ہوتا ہے، مباح اور جائز طریقوں سے یہ چیزیں حاصل ہو سکیں تو استعمال کرے اور نہ حاصل ہو سکیں تو صبر کرے۔^(۲)

منی چینجر (Money Changer) کا کاروبار

منی چینجر کے کاروبار سے مراد مختلف ممالک کی کرنسی کے باہم تبادلہ کا کام ہے، مثلاً پاکستانی روپیہ کے عوض سعودی ریال یا امریکی ڈالر کے عوض پاکستانی روپے کا تبادلہ کرنا، اگرچہ اس کاروبار میں بھی کرنسی نوٹوں کا ہی تبادلہ کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ان کی جنس مختلف ہے لہذا ان میں کمی بیشی کے ساتھ نقد میں تبادلہ کرنا جائز ہے، ادھار

(۱) وصح بیع غیر الخمر لمامز، ومفادہ صحۃ بیع الحشیۃ والافیون، قلت: وقد سئل عن بیع الحشیۃ هل یجوز فکتب لایجوز، فیحمل علی ان مرادہ بعدم الجواز: عدم الحل، قالہ المصنف۔
(الدرع الرد: (۳۵۳/۶) کتاب الأشربة، ط: سعید۔)

❏ ولا یجوز اکل البنج والحشیۃ والافیون، وذلك کله حرام۔ (الجوہرۃ النیرۃ: (۲۷۰/۲) کتاب الأشربة، ط: حقانیہ۔)

❏ خلاصۃ الفتاوی: (۲۰۵/۳) کتاب الأشربة، ط: رشیدیہ۔

(۲) جوہر الفقہ: (۳۵/۷) کتاب الحظر والاباحۃ، باب التداوی، تنشیط الاذہان فی الترقیع باعضاء الانسان، حاجت، ضرورت و منفعت میں فرق، ط: دارالعلوم کراچی۔

❏ والمنفعة: وہی ما کان اشتہاء، کمن یشہی خبز البر، ولحم الغنم، والطعام الدسم۔ (القواعد الفقہیۃ وتطبیقاتہا فی المذاهب الأربعة: (۲۸۵/۱) القاعدة: ۳۳، الضرورات تقدر بقدرہا، ط: دار الفکر، دمشق)

❏ عمز عیون البصائر: (۲۷۷/۱) القاعدة الخامسة: الضرر یزال، ط: إدارة القرآن۔

میں حرام ہے۔

مثلاً ایک امریکی ڈالر نقد دے کر پاکستانی ایک سو دس روپیہ نقد وصول کرنا جائز ہے البتہ ادھار جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنسی کا سود ادھار کرنے سے منع فرمایا۔^(۱)

۳۱۲

موبائل

”ٹیلی فون“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۳)

موبائل سے سودا کرنا

”ٹیلی فون سے سودا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۳)

موبائل کی ایسریز

ہر قسم کے موبائل کی ایسریز (اسپیئر پارٹس) کی تجارت جائز ہے اور اس کی آمدن بھی حلال ہے۔^(۲)

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد، فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيد. (مسلم: ۲/۲۵) كتب المساقات، باب الربا، ط: قديمي
جامع الترمذي: (۱/۳۳۵) أبواب البيوع، باب ما جاء أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل و كراهية التفاضل فيه، ط: سعيد.

سنن أبي داود: (۲/۱۳۷) كتاب البيوع، باب في الصرف، ط: رحمانيه.

(۲) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر المختار مع الرد: ۵/۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دوادة القرمن، ط: سعيد

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة شرعاً، فإن بيعه يجوز؛ لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان. (الفقه الإسلامي وادلتة: ۵/۳۴۳)

القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه

أنظر أيضاً رقم الحاشية الآتية.

موبائل کی خرید و فروخت

ہر قسم کے موبائل کی تجارت اور کاروبار جائز ہے خواہ کیمرے والا موبائل ہو (۳۱۳) یا سادہ، باقی موبائل میں جائز نا جائز ہر قسم کے پروگرام ہوتے ہیں، اور جائز نا جائز دونوں طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے، لہذا اس کی تجارت جائز ہے البتہ غلط استعمال کرنے والا خود گناہ گار ہوگا۔^(۱)

موبائل کے اسپئیر پارٹس

”موبائل کے ایسریز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۲/۶)

موبائل کے ذریعہ ایجاب ہوا

”ٹیلیفون کے ذریعہ ایجاب ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۶/۳)

موٹا آٹا اور باریک آٹا

”چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۳)

موٹر سائیکل کی تجارت کا ایک خاص طریقہ

”اسکیم کے تحت گاڑی خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۴/۱)

(۱) وكذا لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة لأنه ليس عينها منكر وإنما المنكر في استعمالها المحذور ۵۱. قلت: لكن هذه الاشياء تقام المعصية بعينها، لكن ليست هي المقصودة الأصلية منها، فإن عين الجارية للخدمة مثلاً والغناء عارض فلم تكن عين المنكر. (شامی: ۳۷/۴) كتاب البيوع، باب البغاة، مطلب في كراهية بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد
مجمع الأنهر: (۱۸۷/۳)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔
تبيين الحقائق: (۲۹۷/۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: امداديه.

مورتی چھپی ہوئی چیز بیچنا

کسی بھی چیز پر جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر اور مارکہ چھاپنا اور بنانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی سخت گنہگار ہوگا۔^(۱)

۳۱۳

البتہ جاندار کی تصویر یا مورتی چھپی ہوئی چیز کو خرید کر بیچنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس چیز کی خرید و فروخت جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر کی وجہ سے ہوتی ہے چیز کی وجہ سے نہیں تو ایسی چیز کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے اور اگر اس چیز کی خرید و فروخت جاندار یا مورتی کی تصویر کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس صورت میں ایسی چیز کی خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اصل مقصود تصویر نہیں بلکہ خود وہ چیز ہے۔^(۲)

(۱) عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح مسلم: (۲۰۱/۲)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي)

قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متردد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتن أو غيره فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (۶۵۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

(۲) ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثير من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً. (جواهر الفقه: (۲۶۳/۷) باب التصاوير، تصاویر کی تجارت، ط: دارالعلوم کراچی)

القاعدة الثالثة: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذ خمر إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۶)، ط: قديمي) =

مورتنی كى تجارت

مورتنی كى تجارت كرنا جائز نهى اور آمدنى حرام هے۔^(۱)

مورتنوں كى خرىد و فروخت

”مجمعه كى خرىد و فروخت“ عنوان كے تحت دىكھىں۔ (۱۱۱/۶)

مورتنوں والے زىور

مورتنوں والے زىور بنانا جائز اور حرام هے، اور اس كى خرىد و فروخت بهى جائز نهى هے البتة سونے كے وزن كے عوض جو قىمت آئے كى وه حرام نهى هوكى۔^(۲)

« (وان تحققت الحاجة له الى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير: (۳۸۷/۴) باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

« قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أو قرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاص فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعهها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيدية جديد)

« عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: ”إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه“ (سنن الدارقطني: (۳۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵)، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) تخرىج كے لئے ”پوچاش كام آنے والى چیزىں فروخت كرنا“ عنوان كے تحت حاشىة نمبر ۲ دىكھىں۔

(۲) (۱) وفى نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره ذلك واجعل له الأجرة. (الفتاوى الهندية: (۴۵۰/۴) كتاب الاجارة، الفصل الرابع، فساد الاجارة اذا كان المستاجر مشغولاً بغيره، ط: رشيدية)

« ولو استاجر اللمى مسلماً لبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الاجر كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية: (۴۵۰) ط: رشيدية)

« عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعدون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. صحيح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي =

موزونی اشیاء کو اپنی ہم جنس میں بلا وزن فروخت کرنا
 ”ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

موزونی اور مکیلی اشیاء

”مکیلی اور موزونی چیز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۸/۲)

☐ قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو ائنا أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

☐ شامي: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إتردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

☐ ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثير أمن الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في حوازيع الحقوق تبعاً للدار لا اصاله وقصداً (جواهر الفقه: (۳۳۳/۷) باب التصاوير، تصاوير كمي تجارت، ط: دارالعلوم كراچی)

☐ القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذ خمر إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۶)، ط: قديمي)

☐ (وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير: (۲۸۸/۴) باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

☐ قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أو قرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاص فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور لبيعها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيدية جديد)

☐ عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: ”إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه“ (سنن الدارقطني: (۳۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵) كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

موسم کی بنیاد پر قیمت میں کمی کرنا

”قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۵) (۳۱۷)

موسیقی کے آلات

”آلات موسیقی کی خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۳/۱)

موسیقی کے اعلانات

موسیقی اور ناچ گانے کی مشہوری کے اعلانات اور ان کے دعوتی کارڈ تیار

کرنا اور رائج کرنا ناجائز اور حرام ہے۔^(۱)

موقوفہ چیز فروخت کرنا

”اوقاف کو فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۱)

موکل کا مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے

”وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

موکل کا وکیل کو دوبارہ فروخت کرنا

اگر وکیل سامان خرید کر موکل کو حوالہ کر دے، اور موکل وکیل کو اس کا ثمن ادا کر

(۱) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

☞ لہ تصریح بتحریم کتابة المترابین والشهادة علیہما، وبتحریم الإعانة علی الباطل۔ (شرح

النور علی مسلم: (۲۸/۲)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔)

☞ الإعانة فی المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد فی الأرض (حجة الله البالغة:

(۱۶۹/۲)، من ابواب ابتغاء الرزق، البیوع المنهی عنها، ط: دار العیال۔)

☞ وما كان سبباً لمحظور، فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/۶)، کتاب الحظر والإباحة، قبل فصل فی

اللبس، ط: سعید۔)

دے تو اس کے بعد موکل کے لئے وکیل کو وہ چیز نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

موکل کے مال سے وکیل کے لئے کچھ لینا

”وکیل کا موکل کے مال سے کچھ لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۵۱/۶)

موہوبہ زمین کی خرید و فروخت

موہوبہ (گفٹ کی گئی) زمین کی باقاعدہ ہبہ مکمل ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور فروخت ہونے کے بعد ہبہ (گفٹ) کرنے والے کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہے گا۔^(۲)

مہر کی زمین شوہر کے لئے فروخت کرنا

”حق مہر میں دی ہوئی زمین“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۳)

(۱) وفسد شراء ما باع بنفسه أو بوكيله من الذي اشتراه... بالأقل من قدر الثمن الأول قبل نقد كل الثمن الأول، الدر المختار۔

وفى رد المحتار: قيد به؛ لأن بعده لافساد۔ (شامی: ۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى التداوى بلبن البنت للرمدم، ط: سعيد

☞ قوله بالأقل من قدر الثمن الأول... وقيد بالأقل لأنه لو كان بمثله أو بأكثر منه جاز؛ لأن الفضل فى الأكثر يحصل للمشتري والمبيع داخل فى ضمانه... وقيد بكونه قبل النقد؛ لأنه إذا كان بعده لافساد۔

(حاشية الطحطاوى على الدر المختار: ۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: المكتبة العربية

☞ البحر الرائق: (۸۲/۶، ۸۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد

(۲) إذا باع الموهوب له الموهوب أو أخرجه من ملكه بالهبة والتسليم لا يبقى للواهب صلاحية الرجوع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۰، الكتاب السابع فى الهبة، الباب الثانى فى احكام الهبة، ط: مكتبة فاروقيد۔)

☞ خروج الهبة من ملك الموهوب له بالكلية بأن يكون خروجا عن ملكه من كل وجه۔ (شامی: ۵/۵)

(۷۰۳) كتاب الهبة، باب الرجوع فى الهبة، ط: سعيد۔

☞ البحر الرائق: (۲۹۳/۴) كتاب الهبة، باب الرجوع فى الهبة، ط: سعيد۔

مہلت ختم کرنا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے

”قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے مہلت ختم کرنا“ عنوان کے تحت (۳۱۹)

دیکھیں۔ (۲۰۷/۵)

مہلت دینے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

ایک مہینے کے وعدہ پر کوئی چیز خریدی، پھر ایک مہینہ ہو چکا، تب بات چیت کر کے کچھ اور مدت بڑھوائی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دے دیں تو آپ کی رقم ادا کر دوں، اور وہ بیچنے والا بھی اس پر راضی ہو گیا، تو پندرہ دن کی مہلت اور مل جائے گی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو وہ رقم ابھی مانگ سکتا ہے، البتہ اگر بیچنے والا مزید مہلت کے ساتھ قیمت میں بھی اضافہ کرنا چاہتا ہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

مہلت کی شرط رکھنا بیع حوالہ کرنے کے لئے

”بیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) قال الله تعالى: أحل الله البيع وحرم الربا۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)

☞ مالک عن زید بن اسلم: أنه قال: كان الربا في الجاهلية، أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الأجل، قال: أتقضى أم تربي؟ فإن قضى، أخذ، وإلا زاد في حقه، وأخر عنه في الأجل۔ قال مالك: والامر المكروه الذي لا اختلاف فيه عندنا، أن يكون للرجل على الرجل الدين إلى أجل فيضع عنه الطالب ويعجله المطلوب، وذلك عندنا بمنزلة الذي يؤخر دينه بعد محله عن غريمه، ويزيده الغريم في حقه قال: فهذا الربا بعينه، لا شك فيه۔ (مؤطا للإمام مالك رضي الله عنه: (ص: ۶۰۶)، كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: قديمي۔)

☞ (مالک عن زید بن اسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الأجل قال: أتقضى أم تربي؟) بضم فسكون أي تزيد حتى أصبر عليك (فإذا قضى أخذ، وإلا زاد في حقه وأخر عنه) بمعنى زاد له (في الأجل) ولا خلاف أن هذا الربا الذي حرمه الله تعالى ولم تعرف العرب الربا إلا في النسبة، فنزل القرآن بذلك۔ (شرح الزرقاني على الموطأ: (۳/ ۱۳۹) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: المطبعة الخيرية۔)

☞ الرجز المسالك: (۱۵۱/۱۳) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: دار القلم، دمشق۔

مہوا کی تجارت

۳۲۰

”مہوا“ خود ناپاک یا نشہ آور نہیں ہے، اس کی خرید و فروخت جائز ہے پھر خریدار اپنے عمل سے خود اس سے شراب بناتا ہے، تو یہ اس کا عمل ہے، مہوا فروخت کرنے والے پر اس کی ذمہ داری نہیں۔^(۱)

باقی فروخت کرنے والا خود یہ نیت نہ کرے کہ شراب بنانے کے لئے فروخت کر رہا ہے۔^(۲)

(نوٹ) ”مہوا“ ایک درخت ہے جس کا پھل کھاتے، بیجوں سے تیل نکالتے اور پھولوں کی شراب بناتے ہیں۔^(۳)

مہینے کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا

”قیمت متعین ہونا ضروری ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۲/۵)

(۱) و جاز بیع العصیر من خمرا؛ لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره... ولأن العصیر يصلح الأشياء كلها جائز شرعا، فيكون الفاسد إلى اختيار۔ (تبيين الحقائق: ۲۳/۷) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

و يجوز بيع عصير العنب ممن يعلم أنه يتخذ خمرا؛ لأن المعصية لا تقوم بنفس العصير، بل بعد تغيره، فصار عند العقد كسائر الأشربة من عسل ونحوه۔ (مجمع الانهر: ۲۱۳/۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفارية كونته

و يجوز بيع عصير ممن يعلم أنه يتخذ خمرا؛ لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره۔ (الدرع الرد: ۳۹۱/۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

(۲) ان بيع العصير ممن يتخذ خمرا، ان قصد به التجارة، فلا حرم وان لأجل التخمير حرم۔ (الاشباه والنظائر: ۹۷/۱) الفن الأول: مباحث النية، ط: إدارة القرآن

ولكن الإعانة حقيقة هو ما قامت المعصية بعين فعل المعين ولا يتحقق الا بنية الإعانة، أو التصريح بها، أو تعينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: ۳۵۳/۲) تفصيل الكلام في مسألة الإعانة على الحرام، السام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: مكتبة دار العلوم كراچی

(۳) فیروز اللغات: (ص: ۱۳۲۳)، ط: فیروز سنز۔

میچورٹی (Maturity)

”بل آف ایکسیج“ بل کی ادائیگی کی جو تاریخ لکھی ہوئی تھی، اس تاریخ کے (۳۲۱)

آجانے کو انگریزی میں (Maturity) کہتے ہیں۔^(۱)

میچورٹی ڈیٹ (Maturity Date)

”بل آف ایکسیج“ میں بل ادا کرنے کی جو تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے، اس

ادائیگی کی تاریخ کو (Maturity Date) کہتے ہیں۔^(۲)

میڈیکل انشورنس کا حکم

میڈیکل انشورنس کی صورت یہ ہے کہ انشورنس کروانے والا شخص انشورنس کمپنی کو ماہانہ یا سالانہ رقم دیتا ہے جس کے بدلے میں جب ضرورت پیش آئے تو کمپنی اپنے خرچے پر اس شخص کا علاج کرواتی ہے، لیکن اگر علاج کی ضرورت پیش نہ آئے تو کمپنی نے انشورنس کی جو قسطیں وصول کی ہوتی ہیں وہ واپس نہیں کرتی۔ اس قسم کی انشورنس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ہے، ممکن ہے کہ انشورنس کروانے والا اکثر بیمار پڑا رہے اور جتنی رقم اس نے انشورنس کمپنی کو جمع کروائی ہے اس سے زیادہ کا علاج کروالے، اور وہ اضافہ ادا کرنا اس پر لازم نہیں ہوتا تو یہ سود ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بیمار ہی نہ ہو، اور اس کی رقم سے علاج کرانے کی ضرورت ہی نہ ہو، اس صورت میں انشورنس کمپنی کو چاہئے کہ وہ رقم جو قسطوں (پرییم) کی صورت میں وصول کی ہیں وہ واپس کر دے لیکن وہ یہ رقم واپس نہیں کرتی تو یہ جو ہے، سود اور جو ادونوں اسلام میں حرام ہیں۔^(۳)

(۲، ۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۱۳۳)، عنوان: بل آف ایکسیج، ط: معارف القرآن۔

(۳) قال اللہ تعالیٰ: أحل اللہ البیع وحرم الربو۔ =

میراث کا حق

میراث کا حق جو مستقبل میں ثابت ہوتا ہے وہ مادی چیز نہیں ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے،^(۱) البتہ میت کے ترکہ میں جو حصہ ہے اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۲)

میٹر اور گز

کپڑے اور تھانوں کو گزوں اور میٹروں کے حساب سے فروخت کرتے

= عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا و موكله و كاتبه و شاهده، و قال: ہم سواء. (صحیح مسلم: (۲۷/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی)

یا ایہا الذین آمنوا إنما الخمر و المیسر و الأنصاب و الأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوا لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی امتی الخمر و المیسر۔ (مسند أحمد: (۱۰۵/۱۱) رقم الحدیث: ۶۵۳۷، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند عبد اللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ط: مؤسسة الرسالة)

عن وسمى القمار قماراً: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۳۰۳/۶) کتاب الحظر و الإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید (۱) وقال فی "الزیادات": بیع الحقوق لا يجوز۔ (البنایة شرح الہدایة: (۳۳۰/۱۱)، کتاب القسمة، فصل فی کیفیة القسمة، ط: دار الکتب العلمیة)

فتح القدير: (۳۳۰/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الفکر۔

لا يجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۳) کتاب البیوع، ط: سعید۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

(۲) لشركة الاملاک: العین برئہا رجلان أو یشتريها، فلا يجوز لأحدہما أن یتصرف فی نصیب الآخر إلا بإذنه... و يجوز بیع أحدہما نصیبہ من شریکة فی جمیع الصور و من غیر شریکة بغير إذنه إلا فی صورة الخلط و الاختلاط لانه لا يجوز إلا باذنه۔ (الہدایة: (۶۰۵/۲) کتاب الشركة، ط: رحمانیہ)

البحر الرائق: (۱۶۷/۵) کتاب الشركة، ط: سعید

شرح المعجزة لسلم رستم باز: (۱/۳۸۳)، رقم المادة: ۱۰۸۸، کتاب العاشر =

وقت صحیح گنتی اور پیمائش کر کے خریدار کو دینا ضروری ہے، ورنہ کم دینے کی صورت میں چوری اور خیانت ہوگی، اور یہ دونوں کام حرام ہیں اور ایسی آمدنی بھی حرام ہوگی۔^(۱)

میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا

مشتری (خریدار) سے ناپ تول کی حقیقت کو چھپانا دھوکہ ہونے کی وجہ

سے ناجائز ہے۔^(۲)

= فی أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني، في كيفية التصرف في الاعيان المشتركة، مكتبة فاروقية

(۱) يا ايها الذين آمنوا اتواكلوا مما لكم بينكم بالباطل۔ (سورة البقرة: ۱۸۸)

بالباطل أى: بغير حق شرعى إما بغير حق أصلاً كالغصب والسرقة والخيانة والخدع والتطفيف

والغش وغير ذلك۔ (البحر المديد: ۲۱۸/۱)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الكتب العلمية

والآية تشمل أخذ مال الآخرين بغير حق بمختلف الوسائل، كالرشوة والقمار، والخداع...

والخيانة والسرقة والربا وتطفيف الكيل والميزان بأخذ زيادة عن الحق أو نقص حق الآخرين... فلا

يحل لأى شخص أخذ مال غيره مهما كان صغيراً أم كبيراً... كيف يحل لإنسان أن يأخذ مال إنسان آخر

بالثمن والزور... وهو يعلم أنه حرام، ولا يأكل في بطنه إلا النار۔ (التفسير الوسيط للزحيلي: ۹۳/۱)،

سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الفكر، دمشق

فكل من خلط بالبر تراباً أو تباً ثم كاله يكون من المطففين فى الكيل، وكل قصاب وزن مع اللحم

عظماً أو شيئاً لم تجر به العادة يكون من المطففين فى الوزن وقس على هذا سائر التقديرات حتى فى الذراع

الذى يعطاه البزار فإنه فى وقت الذراع إن أرسل الثوب ولم يمدده إذا اشتراه ومدّه ولم يرسله إذا باعه، فكل

ذلك يكون من التطفيف الذى يعرض صاحبه للويل۔ (مجالس الأبرار: (ص ۵۳۹)، المجلس التاسع:

فى بيان لزوم طلب كسب الحلال وأى كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيذمى)

ولو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة، يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً،

وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق

إذا تذر الرء على صاحبه۔ (شامى: ۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

تبين الحقائق: (۳۲۱/۶)، كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية

(۲) عن أبى هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً،

فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه

الناس، لم قال: من غش لليس منا۔ =

البتہ اگر بیچنے والے نے خریدار کو بتا دیا کہ گز کے حساب سے بیچ رہا ہوں اور اس پر خریدار راضی ہو گیا تو میٹر کے حساب سے خرید کر گز کے حساب سے فروخت کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

میٹر چھوٹا ہے

”چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۳)

میٹر غلط لگا کر اجرت زیادہ لینا

ٹیکسی رکشہ اور دوسری گاڑیاں چلانے والے غلط میٹر لگا کر زائد پیسے

= وقال الترمذی: حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أهل العلم کر ہوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/۲۳۵)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید۔)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۳۸)، کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

لا یحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۳۷) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔)

(۱) قال الله تبارک وتعالی: { یأئبها الذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منکم ولا تقتلوا أنفسکم إن الله کان بکم رحیماً } [سورة: لتساء: ۲۹]

إذا وجدت الإجازة من المالك فی الانتهاء و بین وجود الرضا فی التجارة عند العقد أو بعده فیجب العمل باطلاقها۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۳۹) کتاب البیوع، فصل: وأما الذی یرجع إلى المعقود علیه فأنواع، ط: سعید۔)

تبیین الحقائق: (۳/۳)، کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

یجوز بیع الطعام والحبوب مکابلة و مجازفة... قال ویجوز یاناء بعینه لا یرف مقداره و یوزن حجر بعینه لا یرف مقداره؛ لأن الجهالة لا تنفی إلى المنازعة۔ (الهدایة: (۳/۲۲) کتاب البیوع، ط: رحمانیہ)

بیاع الطعام کیلا ای من حیث الکیل و یباع ایضاً جزأً؛ لأن بكل منهما یصیر معلوماً اما المکابلة فظاهر، وأما الجزاف فلأنه بالاشارة ترتفع الجهالة۔ (عینی شرح کنز: (۳/۲)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۵/۲۸۲) کتاب البیوع، ط: سعید

وصول کرتے ہیں یہ ”تطفیف“ میں داخل ہے، ناجائز اور حرام ہے ایسی آمدنی بھی حرام ہے۔^(۱)

میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا

اگر ملازم میعاد پورا ہونے سے پہلے چلا گیا تو اس پر مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عقد اجارہ کے تقاضے کے خلاف ہے، ملازم نے جتنی مدت کام کیا ہے اس کو اس حساب سے مقررہ تنخواہ ملے گی، موجودہ دور میں بعض نام نہاد اسلامی ادارے بھی ملازم کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔^(۲)

میعاد مجہول

بیع (خرید و فروخت) صحیح ہونے کے لئے بیع یا شمن ادا کرنے کے لئے وقت اور میعاد متعین کرنا ضروری ہے اگر سودا کرتے وقت میعاد اور وقت متعین نہیں

(۱) ویل للمطففین، الذی إذا اکتالوا علی الناس یتوفون، وإذا کالوہم أو وزنوہم یتخسرون۔ الایظن أولئک انہم مبعوثون، لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ (المطففین: ۱، ۲)
 ﴿وفی ہذا دلالة علی عظیم ذنب التطفیف، ومزید اثمہ، وشدة عقابہ، لما فیہ من خیانة الأمانة واکل حق الغیر... یتفاد من الآیات ما یأتی:

۱۔ التطفیف: وهو إنقاص حق الآخر فی الكیل أو الوزن ونحوہما من المقاییس حرام شرعاً موجب للإثم الشدید والعذاب الالیم فی الآخرة...

۲۔ المراد بالتطفیف هنا: الزیادة فی الكیل أو الوزن ونحوہما عند استیفاء الحق، ونقص الكیل أو الوزن ونحوہما عند ایفاء الحق۔ (التفسیر المنیر للزحلی: (۱۱۳/۳۰)، سورة المطففین، ط: دار الفکر، دمشق)
 ﴿ایسر التفاسیر: (۱۷۳۷/۲) سورة المطففین، ط: مکتبة العلوم والحکم)

(۲) والحاصل أن المذاهب عدم التعزیر بأخذ المال۔ (شامی: (۶۲/۳) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید۔

﴿البحر الرائق: (۳۱/۵) کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

﴿لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغير سبب شرعی۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۶۷/۲) کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیہ۔

﴿أحسن الفتاویٰ: (۳۱۸/۷) کتاب ال إجارة، عنوان: قبل میعاد ملازمت چھوڑنے پر مالی جرمانہ، ط: سعید۔

ہو تو یہ معاملہ جھگڑے کی طرف لے جائے گا، جس کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔
مثلاً ایک شخص نے کسی کے ساتھ معاملہ طے کیا کہ مجھ سے کچھ رقم لے لو اور
اس کے بدلے میں آئندہ گندم کے موسم میں جو نرخ ہوگا اس کے مطابق مجھے گندم
دے دینا تو یہ معاملہ وقت متعین نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہو جائے گا۔^(۱)

میعادی بیع

مثلاً زید نے اپنا مکان یا دکان وغیرہ دس لاکھ کے عوض میں عمر کو اس شرط پر
بیع دی کہ زید مثلاً دس سال کے اندر دس لاکھ عمر کو ادا کر دے گا تو عمر وہ چیز زید کو
واپس کر دے گا اور زید کے حق میں ”بیعانہ“ تحریر کر دے گا، تو یہ بیع شرعاً صحیح نہیں
ہے، بلکہ یہ رہن کے حکم میں ہے۔^(۲) اور عمر و مشتری (خریدار) جو کہ حقیقت میں
مشتری نہیں بلکہ مرہن (گروی رکھنے والا) ہے، اس کے لئے اس چیز سے دس سال

(۱) وقد أجمعوا على فساد السلم إلى أجل مجهول، ففساد البيع كذلك۔ (إعلاء السنن: (۵/۱۳)
أبواب البيع، دليل فساد البيع إلى أجل مجهول، ط: إدارة القرآن۔

رجل باع شيئاً بيعاً جائزاً، أو آخر الثمن إلى الحصاد أو الدياس قال يفسد البيع في قول أبي حنيفة۔
(شامی: (۵۳۲/۳) کتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

الخانية على هامش الهنديه: (۱۳۳/۲) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) وفي حاشية الفصولين: هو أن يقول: بعث منك على أن تبعه مني متى جئت بالثمن، فهذا بيع
باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن وهو الصحيح۔ (شامی: (۲۷۶/۵) کتاب البيوع، باب
الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

أقول: وفي جواهر الفتاوى في الباب الأزل: بيع الوفاء: أن يقول: بعث منك على أن تبعه مني متى
جئت بالثمن، قال رضى الله عنه: هذا البيع باطل وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، فكذا ذكروا، وهو
الصحيح۔ وذكر الإمام محمد بن الفضل البخاري هكذا، وقيل: بيع فاسد يوجب الملك إذا اتصل به
القبض، والأزل أصح۔ (حاشية جامع الفصولين: (۲۳۳/۱) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامي كتب
خانه بنوري ناؤن)

المحيط البرهاني: (۳۶۰/۸) کتاب البيوع، الفصل العشرون في البيعات المكروهة، ط: غفارية
کوئٹہ۔

کی میعاد میں کسی قسم کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔^(۱) اور اس چیز سے جس قدر آمدنی ہوگی وہ اصل مالک زید کی ہوگی اور وہ آمدنی بھی مذکورہ جائیداد کے ساتھ رہن رہے گی۔^(۲) جب زید دس لاکھ کی رقم عمر کو واپس کر دے گا تو اس وقت وہ جائیداد اور اس کی آمدنی واپس لینے کا حقدار ہوگا۔^(۳)

میعادی بیع اور اس کا نفع

میعادی بیع باطل ہے اور اس کا نفع حلال نہیں ہے۔^(۴)

میعادی بیع سے نفع حاصل کرنا

”بیع میعادی سے نفع حاصل کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۱/۲)

(۱) ولا یتبضع المرتهن استخداماً وسكنی ولبسا وإجارة وإعارة؛ لأن الرهن يقتضى الحبس إلى أن يستوفى دينه دون الانتفاع۔ (البحر الرائق: (۳۳۸/۶) كتاب الرهن، ط: رشیدیہ)
تبيين الحقائق: (۶۷/۶۰)، كتاب الرهن، ط: امدادیه، ملتان۔

مجمع الأنهر: (۲۷۳/۳) كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلمیہ۔

(۲) ونماء الرهن كالولد ولا الثمر ولا اللبن والصوف والوبر والأرض ونحو ذلك للراهن، لتولده من ملك۔ وهو رهن مع الأصل تبعاً له۔ (الدرمع الرد: (۵۲۱/۶) كتاب الرهن، باب الرهن بوضع علی يد عدل، فصل فی مسائل متفرقة، ط: سعید)

ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر: (۳۰۳/۳) كتاب الرهن، فصل فی المتفرقات، ط: غفاریة كوئٹہ۔
تبيين الحقائق: (۹۳/۶)، كتاب الرهن، ط: امدادیه، ملتان۔

(۳) ونماؤه للراهن يكون رهناً مع الأصل (یعنی إن شاء المرتهن أخذه وإن شاء تركه عند الراهن، والنماء مثل اللبن والولد والصوف وثمار الشجر والنخيل فأما غلة الدار وأجرة العبد كسباً أو وهب له هبة فإن أجره المرتهن بغير إذن الراهن كانت الأجرة للمرتهن وعليه أن يتصدق بها لأنها حصلت له من وجه محظور۔) (الجوهرة النيرة: (۲۸۷/۱)، كتاب الرهن، ط: حقانیہ۔)

وأما إذا أجره المشتري وفاءً بإذن البائع فهو كإذن الراهن للمرتهن بذلك، وحكمه أن الأجرة للراهن وإن كان بغير إذنه يتصدق بها أو يردّها على الراهن المذكور وهو أولى صرح به علماؤنا۔ قلت: وإذا أجره بإذنه يطل الرهن كما ذكره في حاشيته على الفصولین۔ (شامی: (۲۷۸/۵)، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب باع داره وفاءً ثم استاجر، ط: سعید۔)

(۴) تخریج کے لئے ”مکان بیع کرکرایہ پر لینا“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا

۳۲۸

موجودہ دور میں میعادی چیک کے خرید و فروخت کرنے کا طریقہ رائج ہو چکا ہے، مثلاً پچاس ہزار کا چیک ہے اور پندرہ دن کے بعد وصولی کا وقت ہے، چیک کا مالک مقررہ وقت سے پہلے اس پچاس ہزار کے چیک کو ۴۵ ہزار میں فروخت کر دیتا ہے، تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو وہ رقم کم ملتی ہے لیکن وقت سے پہلے مل جاتی ہے، خریدار کو رقم دیر سے وصول ہوتی ہے لیکن نفع کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔

یہ معاملہ ”بیع صرف“ ہے اور بیع صرف روپے سے روپے کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں، چیک میں بھی چونکہ کاغذ مقصود نہیں بلکہ اس میں لکھی ہوئی رقم ہی مقصود ہوتی ہے۔

لہذا دونوں طرف سے روپے کا تبادلہ ہوا، شرعاً دونوں طرف سے دیا جانے والا عوض ایک جنس ہونے کی صورت میں برابر ہونا اور نقد ہونا بھی ضروری ہے، یہاں ایک طرف رقم زیادہ ہے اور دوسری طرف کم، اور ایک جانب سے ادائیگی نقد ہے اور دوسری جانب سے ادھار، لہذا اس طرح کا معاملہ قطعاً حرام اور سود پر مبنی ہے اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔^(۱)

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواي بسواي بدأ بيد... الحديث. (الصحيح لمسلم: (۲۵/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي۔)

❏ فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أي النقدان بأن يبيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوي وزناً ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶) كتاب الصرف، ط: سعيد)

❏ تبين الحقائق: (۱۳۵/۳)، كتاب الصرف، ط: امداديه، ملتان۔)

❏ وإذا وجدنا (الوصفان) حرم التفاضل والنساء؛ لوجود العلة۔ (الهداية: (۸۳/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔)

میگزین کی خرید و فروخت

۳۲۹

”اخبارات کی خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۲/۱)

میموری کارڈ

خالی میموری کارڈ کی تجارت جائز ہے، اور اگر خالی نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ چیزیں ڈالی گئی ہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس میں قرآن مجید، آیات، سورتیں، نظمیں نعت اور تقاریر ڈالی گئی ہیں تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور آمدن بھی حلال ہے، اور اگر اس میں فلم، ڈرامے، جاندار کی تصاویر، فحش مواد اور ناچ گانے ڈالے ہوئے ہیں تو ایسے میموری کارڈ کی تجارت اور خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور اس کی آمدن حرام ہے۔^(۱)

(۱) جواز البیع بدور مع حل الانتفاع به و حرمة الانتفاع بها. (مجمع الأنهر: ۱۵۷/۳) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: دار الکتب العلمیة

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة تحل شرعاً، فإن بيعه يجوز، لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان. (الفقه الإسلامي وأدلته: ۳۴۳/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد المبيع، المبحث الرابع: البيع الباطل البیع الفاسد، ط: رشیدیہ

أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً والإفتزیهاً. (الدر المختار مع الرد: ۳۸۷/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعید

عن أبي أمامة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارتهم وثمرتهن حرام. وفي مثل هذا انزلت هذه الآية: ”ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله إلى آخر الآية. (جامع الترمذي: ۱۵۴/۲) أبواب التفسیر، ومن سورة لقمان، ط: سعید

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البیوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمی

الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (۳۶۴/۲) حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي

میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط

کسی کمپنی کے حصص خریدتے ہوئے وہ شرائط جو کمپنی کے میمورنڈم میں لکھی ہوتی ہیں ان کا اطلاق عقد کے وقت ہی معتبر ہے، کیونکہ ان شرائط کو قانونی طور پر معتبر سمجھا جاتا ہے، لہذا اس میں جو ناجائز شرائط درج ہوں گی وہ معاملہ کو فاسد کر دیں گی۔^(۱)

مینڈک

احناف کے نزدیک مینڈک حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۲)

(۱) کل شرط اشترط فی البیع لیس من البیع، فیہ منفعة للبائع أو للمشتري أو للمشتري له فالبيع فاسد: (کتاب الاکار: (ص: ۱۶۲)، باب التجارۃ والشرط فی البیع، ط: إدارة القرآن۔)
 ولو کان البیع بشرط لا یقتضیہ العقد، ولیہ نفع لأحد المتعاقدين... أو لمبیع يستحق النفع بان یکون آدمیاً، فهو ای هذا البیع فاسد۔ (مجمع الأنهر: (۳/۹۰)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔)

فتاویٰ الہندیہ: (۳/۳)، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیہ۔

خلاصۃ الفتاویٰ: (۳/۵۰)، کتاب البیوع، الفصل الخامس فی البیع، ط: رشیدیہ۔

(۲) والحاصل أن جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنقی مع مجمع الأنهر: (۳/۸۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریہ کوئٹہ)

بجوز بیع الحیات إذا کان ینتفع بہا للأدویۃ، وما جاز الانتفاع بجلدہ أو عظمہ، ای من حیوانات البحر أو غیرہا، قال الحاوی: ولا یجوز بیع الهوام کالحیة والقارۃ والوزغۃ والضب والسلحفاة والنفل، وکل ما لا ینتفع بہ ولا بجلدہ، وبیع غیر السمک من دواب البحر ان کان له ثمن کالسقنور وجلود الخنزیر و لحمها، یجوز۔ (شامی: (۲۸/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

بجوز بیع الحیات إذا کان ینتفع بہا فی الأدویۃ، وإن کان لا ینتفع بہا لا یجوز، والصحیح أنه یجوز بیع کل شیء ینتفع بہ... ویجوز بیع جمیع حیوانات سوی الخنزیر، وهو المختار۔ (الہندیہ: (۳/۱۱۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ وما لا یجوز، الفصل الرابع فی بیع حیوانات، ط: رشیدیہ)

نابالغ

نابالغ بچہ یا بچی اگر سمجھ دار ہے تو اس کی خرید و فروخت صحیح ہے۔^(۱)

نابالغ بچوں کی خرید و فروخت

نابالغ بچوں کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے البتہ اگر بچے کے ولی کی طرف سے اجازت ہو تو اس صورت میں بچے کے ہاتھ چیز فروخت کرنا درست ہے۔ ماں باپ بچوں کو رقم دے کر دکان بھیج دیتے ہیں تو یہ ماں باپ کی طرف سے اجازت ہے۔^(۲)

نابالغ بھائی کی زمین بیچنا

ماں باپ کے انتقال کے بعد ترکہ میں سے چھوٹے بھائیوں کی زمین بڑے بھائی کے لئے بیچنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر شدید مجبوری ہو تو عدالت کے جج

(۱) شرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلا یعتقد ببع مجنون وصبی لا یعقل... ولا یشرط فیہ البلوغ ولا الحرۃ؛ فیصح ببع الصبی أو العبد لنفسه موقوفاً ولغیره نافذاً۔ (شامی: ۵۰۳/۳، ۵۰۵)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۵۸/۵، ۲۵۹)، کتاب البیع، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵)، کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

(۲) ومن البیع الموقوف ببع الصبی المحجور الذی یعقل البیع والشراء یتوقف بیعہ وشراءہ علی اجازة والده أو وصیہ أو جدہ أو القاضی۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۵۳/۳) کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف وبيع أحد الشریکین، ط: رشیدیہ)

ولیس من شرائط العاقد البلوغ، فانعقد ببع الصبی وشرائه موقوفاً علی اجازة ولیہ۔ (البحر الرائق: (۲۵۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید)

فتاویٰ قاضیخان علی ہامش الہندیہ: (۱۷۲/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الموقوف، ط: رشیدیہ

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل، أما شرائط الرکن، ط: سعید۔

سے اجازت لے کر بیچنا جائز ہوگا۔^(۱)

نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا

”نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۲/۶)

نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا

کسی اجنبی کے لئے نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ باپ کو نابالغ اولاد کے فائدہ کے پیش نظر تصرف کا حق حاصل ہے۔^(۲)

نابالغ کی خرید و فروخت میں عرفی اجازت کافی ہے

گاؤں دیہاتوں میں بعض اوقات چھوٹے بچے اور بچیاں دوکان میں بیٹھ کر

(۱) قلت: وهذا لو البائع وصيلا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام و كسوة، ولو البائع أبان فان محمودا عند الناس أو مستور الحال يجوز، ابن الكمال - وقال الشامي تحت قوله: مطلقا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي - (الدر مع الرد: (۷۱/۶) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۳۶۸/۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: سعيد.

تنقيح الحامديه: (۳۲۲/۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا ومطالبه، باب الوصي ومطالبه، ط: رشديه.

(۲) لا يجوز التصرف في مال غيره بلا اذنه ولا ولايته... (الرد مع الرد: (۲۰۰/۶)، كتاب الغصب، مطلب فيما لا يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

شرح المجلة للاتاسي: (۲۶۲/۱)، المادة: ۹۶، ط: رشديه.

شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۹۶ - ط: فاروقيه كوئنه.

قلت: وهذا لو البائع وصيلا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام و كسوة، ولو البائع أبان فان محمودا عند الناس أو مستور الحال يجوز ابن الكمال - وقال الشامي تحت قوله: مطلقا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي - (الدر مع الرد: (۷۱/۶) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۳۶۸/۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: سعيد.

تنقيح الحامديه: (۳۲۲/۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا ومطالبه، باب الوصي ومطالبه، ط: رشديه.

کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرتے ہیں، گا ہک کو معلوم نہیں ہوتا کہ بچوں کا والد یا سرپرست اس پر راضی ہے یا نہیں؟ جبکہ بچوں کا باپ یا سرپرست ان کو فروخت کرنے سے منع کرتا ہے تو ایسی صورت میں اگر بچے یا بچیاں نقصان کی تمیز کر سکتے ہیں تو باپ یا سرپرست کی اجازت سے ان کے لئے خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا اور بیع نافذ ہوگی، اور اجازت صراحت کے طور پر ہو یا دلالت کے طور پر دونوں طرح درست ہے، اور اگر بچوں کے والدین یا سرپرست خاموش رہتے ہیں اور خرید و فروخت سے منع نہیں کرتے تو یہ بھی دلالت کے طور پر اجازت میں داخل ہے، اور ایسے بچوں سے خرید و فروخت کرنا درست ہے۔^(۱)

نابالغ کی زمین فروخت کرنے کا حکم

اگر ولی کی شفقت نابالغ پر معروف و مشہور ہے، یا مستور الحال ہے اور زمین فروخت کرنے میں مصلحت پیش نظر ہے تو ولی کے لئے بچے کی زمین فروخت کرنا جائز ہے۔^(۲)

(۱) إذا اذن لصبي يعقل البيع والشراء يجوز، يريد به انه يعقل معنى البيع والشراء بأن عرف ان البيع سالب للملك، والشراء جالب، عرف الغبن اليسير من الفاحش لا نفس العبارة كذا في الصغرى - (الهندية: ۱۱۰/۵) كتاب المأذون، الباب الثانی عشر فی الصبی أو المعتوه، ط: رشیدیہ
البحر الرائق: (۸۷/۸) كتاب المأذون - ط: سعید۔

ثم الاذن كما يثبت بالصريح يثبت بالدلالة كما إذا رأى عبده يبيع ويشترى فسكت بصير مأذونا عندنا - (الهداية: ۳۶۲/۳)، كتاب المأذون، ط: رحمانية

(۲) ولو البائع أباً فإن محموداً عند الناس أو مستور الحال يجوز، ابن كمال - الدر المختار۔

(قولہ: يجوز) فليس للصغير نقضه بعد بلوغه إذ للأب شفقة كاملة ولم يعارض هذا المعنى معنى آخر، فكان هذا البيع نظراً للصغير، وإن كان الأب فاسقاً لم يجز بيعه العقار فله نقضه بعد بلوغه هو المختار إلا إذا باعه بضعف القيمة إذ عارض ذلك المعنى معنى آخر۔

تنبیه: ظاہر کلامہم ہنا آتہ لا یفتقر بیع الأب عقار ولده إلى المسوغات المذكورة فی الوصی، ونقل الحموی فی حواشی الاشباہ من الوصایا ان الأب کالوصی لا يجوز له بیع العقار الا فی المسائل =

نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم

☆ اگر کسی وجہ سے نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان ہوگا مثلاً جائیداد پر قبضہ ہو جائے گا، غاصب غصب کر لے گا تو اس صورت میں بالغ بھائی یا چچا یا ماں کے لئے فروخت کرنے کی اجازت ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم سے ان کے لئے کوئی دوسری محفوظ جائیداد مثلاً پلاٹ، مکان یا زمین خرید لی جائے یا وہ صورت اختیار کی جائے جس میں ان یتیموں کو فائدہ ہو نقصان نہ ہو۔

☆ اور اگر نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان

= المذکورۃ کما أفتی به الحانوتی۔ ثم رأیت فی مجموعۃ شیخ مشایخنا ملا علی الترمکمانی قد نقل عبارة الحموی المذکورۃ ثم قال : مانصه : وهو مخالف لا یتعلق ما فی الفصول و غیرہ ، ولم یتد الحانوتی فی ذلک إلی نقل صحیح ، ولكن إذا صارت المسوغات فی بیع الأب أيضًا کما فی الوصی صار حسنًا مفیدًا أيضًا لأن الأخذ بالاتفاق أوفق هكذا أفادنیہ شیخنا الشیخ محمد مراد السقامینی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (الدرمع الرد: (۶/۱۱، ۱۲)، کتاب الوصایا، ط: سعید۔

☞ (قوله ولو مصلحا) انما ذكره لأنهم صرحوا بأن شرط بيع الاب عقار الصغير بمثل القيمة كونه محمودا أو مستورا فلو كان مفسدا لا يجوز الا بضعف القيمة۔ (شامی: (۵/۳۲۶)، کتاب القضاء مطلب فی حبس الصبی، قبیل باب التحکیم، ط: سعید)

☞ (قوله على المتأخرين) أي فی وصی الیتیم أنه ليس له بيع العقار الا فی المسائل السبع الآتية وهو المفتی به ، وعند المتقدمين له البيع مطلقا ، واختاره الاسيحابی وصاحب المجمع وكثير كما فی التحفة المرضية (قوله سبع مسائل) ونصه ، وجاز بیعه عقار صغير من أجنبي لا من نفسه بضعف قيمته أو لنفقة الصغير أو دين الميت أو وصية مرسله لا انفاذ لها الا منه أو تكون غلبته لا تزيد على مؤنته أو خوف خرابه أو نقصان له أو كونه فی يد متغلب۔ (شامی: (۳/۱۸۳) کتاب الجهاد، باب العشر والخراج، ط: سعید)

☞ الفتاوى الخالية على هامش الهندية: (۳/۵۱۷، ۵۱۸)، کتاب الوصایا، باب الوصی، فصل: فی تصرفات الوصی فی مال الیتیم وتصرف الوالد فی مال ولده الصغير، ط: رشديه۔

☞ شرح العناية على هامش فتح القدير: (۱۰/۵۳۲)، کتاب الوصایا، باب الوصی وما يملكه، ط: رشديه۔

کا خطرہ نہیں ہے تو اس صورت میں بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔^(۱)

نابینا کی اختیار رویت

☆ نابینا شخص اپنے لئے اور دوسرے کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے، البتہ اگر اس نے چیز کو اس کی صفت معلوم کئے بغیر اور اسے جانچے بغیر خریدا ہے تو صفت معلوم ہو جانے کے بعد اسے چیز واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

☆ ہر چیز کی صفت اور اس کے جانچنے کا معیار اس چیز کے مطابق ہوگا، نابینا کے سامنے اگر چیز کی مکمل صفت بیان کر دی گئی، اس کے بعد اس نے چیز کو خریدا تو اسے اختیار رویت حاصل نہیں ہوگا، البتہ اگر نابینا نے اس چیز کو بیان کردہ صفت کے خلاف یا اس سے بہت کم پایا تو اسے اختیار عیب حاصل ہوگا۔^(۲)

☆ اگر نابینا کوئی چیز فروخت کرے تو بینا کی طرح اسے بھی اختیار رویت حاصل نہیں ہوگا۔^(۲)

(۱) (وجاز شراء مالاً بئذ للصغير منه وبيعه) أى بيع مالاً بئذ للصغير منه (لأخ وعم وأم)۔ (الدر مع الرد: ۳۹۰/۱۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☆ وشراء مالاً بئذ للصغير منه وبيعه للعم والأُم والملقط لو في حجرهم يعني يجوز لهؤلاء الثلاثة ان يشتروا للصغير وبيعوا مالاً بئذ منه وذلك مثل النفقة والسكونة، ولأنه لو لم يكن لهم ذلك لتضرر الصغير وهو ممنوع۔ (البحر الرائق: ۲۰۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☆ الفتح القدیر: (۷۹/۱۰)، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشیدیہ۔

(۲) (وصح عقد الأعمى) ولو لغيره وهو كالبصير إلا في اثنتي عشرة مسألة مذكورة في الأشباه (وسقط خياره بحبس مبيع وشمه وذوقه) فيما يعرف بذلك (ووصف عقار) وشجر وعبد، وكذا كل ما لا يعرف بحبس وشم وذوق، حدادی، أو بنظر وكيله ولو أبصر بعد ذلك فلا خيار له، وهذا كله (أذ وجدت) المذكورات... (قبل شرائه، ولو بعده له الخيار بها) أى بالمذكورات... (الدر مع الرد: ۶۰۰/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، مطلب: الأعمى كالبصير إلا في مسائل، ط: سعيد۔

☆ قوله: (ولا خيار لبائع مالم يره في الأصح) بأن ورث عيناً فباعها لا خيار له بالاجماع السكوتى درمنقى، أى وقع الحكم بمحض من الصحابة رضي الله عنهم ولم يرو عن أحد منهم خلافه فكان اجماعاً سكوتياً كما بسطه في الفتح۔ (الدر مع الرد: ۵۹۶/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

ناپاک تیل

۳۳۶

اگر پاک اور حلال تیل ناپاک چیز گرنے سے ناپاک ہو گیا تو اس کو کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ خارجی کام مثلاً چراغ جلانا وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے لیکن بائع (بیچنے والے) پر ضروری ہے کہ فروخت کرتے وقت اس کی وضاحت کرے۔^(۱)

☞ البحر الرائق: (۲۴/۶، ۳۲)، کتاب البیع، باب خيار الروية، ط: سعید۔

☞ تبیین الحقائق: (۳۲۲/۳، ۳۲۹)، کتاب البیوع، باب خيار الروية، ط: دارالکتب العلمیة / اشرفیة کوئٹہ۔

(۱) الفارة لومات فی السمن... وإن كان مانعاً لم يؤكل وينتفع به من غير جهة الاكل مثل الاستصباح۔

(الفتاویٰ الہندیة: (۴۵/۱) کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة وأحكامها، ط: رشیدیہ)

☞ ويجوز بيع الدهن النجس لأنه ينتفع به للاستصباح فهو كالسرقين۔ (البحر الرائق: (۱۷۲/۶)

کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

☞ فتح القدير: (۱۱۸/۷) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: دار الفکر۔ و: (۷/۱۱۱) ط: رشیدیہ)

☞ الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۰۲/۳۰) باب بیع النجاسات، ط: الکویت۔

☞ أنه ليس من ضرورة حرمة تناول حرمه البيع، فإن الدهن النجس لا يحل تناوله ويجوز بيعه

وكذلك بيع السرقين جائز وان كان تناوله حراما والسرقين محرم العين ومع ذلك كان بيعه جائزا۔

(المبسوط للسرخسي: (۲۷/۲۳) کتاب الاشریة، ط: دار الفکر بیروت)

☞ واستثنى الاحناف والظاهرية كل ما فيه منفعة تحل شرعاً فجوزوا بيعه فقالوا: يجوز بيع الاروات

والازبال النجسة التي تدعو الضرورة إلى استعمالها في البساتين، وينتفع بها وقد اذوا سماً، وكذلك

يجوز بيع كل نجس ينتفع به في غير الأكل والشرب كالزيت النجس يستصبح به ويطلق به۔ (فقه السنة

لسيد سابق: (۵۴/۳) البیع، باب شروط العاقد، ط: دارالکتاب العربی)

☞ ومن أجاز الاستصباح مما يقع فيه الفارة على وابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم... قال

القرطبي: اختلف فی جواز بیع کل محرم نجس فیہ منفعة... وأجازہ الکوفیون۔ (عمدة القاری:

(۷۸/۱۲) کتاب البیوع، باب بیع الميتة والأصنام، ط: دارالکتاب العلمیة)

☞ (و يجوز بیع دهن نجس) ای متنجس کما قدمنا فی البیع الفاسد (وینتفع به للاستصباح)

(قوله: وینتفع به للاستصباح)... لأن الانتفاع به علة جواز البیع۔

(قوله: کما مر) إلا دهن ودک میتة، لأنه عين النجاسة۔ الدر المختار مع الرد: (۲۲۹/۵) کتاب

البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی التداوی بالمحرم، ط: سعید)

ناپا کس چیز

جو چیزیں ناپا ک ہونے کی وجہ سے مال نہیں ہیں جیسے شراب، خنزیر، مردار اور (۳۳۷) خون وغیرہ، ان چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ ان چیزوں کی بیع باطل ہے۔ شریعت نے ان حرام اور ناپا ک چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔^(۱)

ناپ تول کی مزدوری

”ناپ تول کی مزدوری“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

ناپ تول میں ڈنڈی کرنا

ناپ تول میں ڈنڈی مارنا دھوکہ ہے، اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے، اگر دنیا میں کم دیا تو آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں دینا آسان نہیں ہوگا، اس لئے گناہ سے بچیں، تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو اور لوگوں کے اعتماد میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔^(۲)

ناپ تول میں کمی زیادتی کرنا

خرید و فروخت کے دوران ناپ تول میں دیتے وقت کم دینا اور لیتے وقت

(۱) بطل بیع مال بس بمال... کالدم والمیتہ... وبطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ... (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ۔

(کنحمر و خنزیر و میتہ لم تمت حتف أنفہا)۔ الدر المختار مع الرد: (۵۵، ۵۰/۵) کتاب البیوع، باب

البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال، ط: سعید

فتاویٰ قاضیخان علی ہامش الہندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ۔

مجمع الأنهر: (۷۸، ۷۷/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیہ۔

(۲) وبل للمطففین، الذین إذا کتالوا علی الناس یتوفون، وإذا کالوہم أو وزنوہم یتخسرون، الا یظن

انک انہم معونون لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العلمین۔ (سورۃ المطففین: الآیۃ: ۱ سے ۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لما قدم نبی اللہ ﷺ المدینۃ کانوا من اخبث الناس کبلاً فانزل اللہ ”وبل

للمطففین“ فحسوا الکیل بعد ذلک۔ (تفسیر ابن کثیر: (۳۳۶/۸)، سورۃ المطففین، ط: دار طیبہ۔

الجامع لاحکام القرآن: (۲۱۸/۱۹)، سورۃ المطففین، ط: رشیدیہ۔

زیادہ لینا ناجائز اور حرام ہے، قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔^(۱)

۳۳۸

ناپ تول میں کمی کرنے سے عذاب آتا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کو جس قوم میں بھیجا گیا تھا ان میں شرک کے علاوہ ایک بیماری یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، حالانکہ یہ بڑے آسودہ حال تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے انکو ناپ تول میں کمی نہ کرنے کے بارے میں نصیحت کی لیکن وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت پر بھی باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسا کر ان کو مال و دولت سمیت تباہ کر دیا یہ عذاب اس طرح آیا کہ پہلے سات دن ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کر دی گئی اس کے بعد بادلوں کا سایہ نمودار ہوا، چونکہ یہ لوگ سات دن کی سخت گرمی سے بلبلائے ہوئے تھے، بیقرار ہو گئے تھے اس لئے سب سائے تلے جمع ہو گئے تاکہ ٹھنڈی ہواؤں کا لطف اٹھائیں، لیکن چند لمحے کے بعد ہی آسمان سے آگ کے شعلے بھڑکنا شروع ہو گئے، زمین زلزلے سے لرز اٹھی اور ایک سخت اور خوفناک آواز نے انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا، قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔^(۲)

ترجمہ: پھر انکو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بے شک وہ بڑے سخت عذاب کا دن تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) النظر الی الحاشیة السابقتہ رقم: ۳، علی الصلحۃ السابقتہ۔

(۲) (الشعراء، ۱۸۹)

و لم يتقصوا المكيال و الميزان الا اخذوا بالسنيين و شددة المؤنة
و جور السلطان عليهم^(۱)

۳۳۹

ترجمہ: جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور
حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔^(۲)

خرید و فروخت اور دوسرے معاملات میں دوسروں سے لینے کا موقع آئے تو
اپنے حق سے زیادہ لینا، اور جب دوسروں کو دینے کا موقع آئے تو اس میں کمی کرنا ناجائز
اور حرام ہے۔ ناپ کر دینے کی چیز ہے تو اس میں چوری اور خیانت کرنا، اور جب لینے کا
وقت ہوتا ہے تو اس میں بھی کوئی ایسا طریقہ استعمال کرنا کہ مال حق سے زیادہ مل جائے تو
یہ حرام ہے۔ قرآن مجید میں سورہ مطفقین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے وہ چور اور
عادی مجرم ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس علاقہ میں یا ملک میں کم تولنے، کم ناپنے، کم پیمائش
کرنے اور چوری اور خیانت سے زیادہ چمپے اور مال وصول کرنے کی عادت پائی
جائے گی، وہاں پر مہنگائی زیادہ ہوگی، قحط سالی شروع ہوگی، گذشتہ امتوں میں ناپ

(۱) (سنن ابی ماجہ: (ص: ۲۹۰) ابواب الفتن باب العقوبات، ط: قدیمی)

(۲) (والی مدین احامہ شعبا قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ ولا تنقصوا المکیال و المیزان انی

اراکم بخیر و انی اخاف علیکم عذاب یوم محیط (سورۃ ہود: ۸۳)

انی اراکم بخیر) قال ابن عباس: کانوا موسرین فی نعمۃ۔ وقال مجاهد کانوا فی خصب وسعة
لحذرهم زوال تلك النعمة وغلاء السعر وحصول النعمة ان لم يتوبوا ولم يؤمنوا۔ (تفسیر الخازن:

۳۹۸/۲) سورۃ ہود: ۸۳، ط: دار الکتب العلمیۃ)

کان اللہ سبحانہ و تعالیٰ جعل عقوبتہم ان اصابہم حر عظیم مدۃ سبعة ایام لا یکنہم منہ شیء ثم اجتلت
الیہم صحابة اظلمتہم، فجعلوا ینطلقون الیہا ینطلقون بظلمہا من الحر، فلما اجتمعوا اکلہا تحتہا، ارسل
اللہ علیہم منہا شرارا من نار و لہبا و ہجا عظیما، و رجفت بہم الارض، و اجاننہم صیحة عظیمة ازہقت
ارواحہم۔ (تفسیر ابن کثیر: (۱۳۳/۶) سورۃ الشعراء: الایۃ: ۱۸۹، ط: دار الکتب العلمیۃ)

تول میں کمی کرنے کی بنا پر عذاب نازل ہوا تھا، ان کو سورا بنا دیا گیا تھا، لہذا جو لوگ اس میں مبتلا ہیں ان کے لئے ان تمام باتوں کو سوچنا چاہئے، اور دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنا چاہئے، ورنہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے جو اب دینا مشکل ہو جائے گا۔

نا پسند اللہ کا

”اللہ کا ناپسند“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱/۱)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

”تول کر اشیاء فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

”تول کر اشیاء فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

نا جائز طریقے سے آئی ہوئی رقم غلطی سے استعمال ہو جائے

اگر کبھی کاروبار وغیرہ میں غلطی سے کوئی ناجائز اور حرام رقم آجائے، اور استعمال بھی ہو جائے تو توبہ و استغفار کرنا چاہیے، اور تلافی کے لئے اتنی حلال رقم اگر مالک معلوم ہو تو اس کو واپس کر دے اور اگر مالک یا اس کے ورثاء معلوم نہیں تو مستحق زکوٰۃ لوگوں کو صدقہ کر دے، اور آئندہ کے لئے احتیاط کرے اور حرام اور ناجائز رقم لینے سے بچے ورنہ آخرت کی پکڑ بڑی سخت ہے۔^(۱)

(۱) والمملک الخبیث سبیلہ التصدق بہ، ولو صرفہ فی حاجۃ نفسہ جاز، ثم ان کان غنیاً تصدق بمثلہ،

وان کان فقیراً لا تصدق۔ (الاختیار لتعلیل المختار۔ (۶۱/۳) کتاب الغصب، ط: دار الفکر)

السبیل فی المعاصی ردھا، وذلک ہننا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ،

وبالتصدق بہ ان لم يعرف لیصل إلیہ نفع مالہ... (الہندیۃ: (۳۴۹/۵) کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس

عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ) =

نا جائز قبضہ

”قانونی قبضہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۵)

نا جائز قبضہ ہو گیا

”قبضہ ناجائز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

نا جائز کاروبار سے لکھ پتی بننا

کسی ناجائز کاروبار کے ذریعہ لکھ پتی بننے کے بجائے حلال طریقے سے محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہزار درجہ بہتر ہے، حلال روزی کمانے والے کے لئے احادیث طیبہ میں بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور حلال رزق کے لئے محنت و مشقت برداشت کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔^(۱)

☞ والحاصل انه ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلّا فإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه... ومفاده الحرمة وإن لم يعلم أربابه، وينبغي تقييده بما إذا كان عين الحرام ليوافق ما نقلناه اذ لو اختلف بحيث لا يتميز - بملكه ملكاً خبيثاً لكن لا يحل له التصرف فيه ما لم يوذ بدله - (شامی: ۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث ما لا حراماً ط: سعید۔

☞ ويردونها على أربابها ان عرفوهم والاتصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصديق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامی: ۳۸۵/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

(۱) قال رسول الله ﷺ: ”إن أطيب ما أكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم... وفيه تحريض على الكسب الحلال لأن المراد بالطيب ههنا الحلال، ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل الرزق... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۰)، المجلس التاسع والستون: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيذمي لاهور۔)

☞ عن المقدم بن معديكر ب قال: قال رسول الله ﷺ: ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده وإن نبي الله داؤد عليه السلام كان يأكل من عمل يديه۔ رواه البخاري۔ (مشکوٰۃ المصابيح: (ص: ۲۳۱)، کتاب البیوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمی۔)

☞ صحيح البخاري: (۱/۵۵۱)، رقم الحديث: ۲۰۷۲، کتاب البیوع، باب كسب الرجل وعمله

بيده، ط: الطاف ايندستر

ناجائز کام میں دلالی ناجائز ہے

”دلالی جائز کام میں جائز ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰/۳)

ناچ گانے کے اعلانات

”موسیقی کے اعلانات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۷/۶)

ناخن پالش

ایسی ناخن پالش جو ناخن پر جم جاتی ہو، اور اس کے نیچے پانی پہنچنے کے لئے آڑ بن جاتی ہو تو ایسی ناخن پالش استعمال کرنا جائز نہیں گناہ ہے، وضو اور جنابت کا غسل درست نہیں ہوگا، ایسی ناخن پالش نہیں پہنچنی چاہئے کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے۔ اور اگر کسی نے ایسی ناخن پالش لگائی ہے تو وضو اور غسل سے پہلے اس کو اتارنا لازم ہوگا۔^(۲)

ناخن پالش کی تجارت

عام حالات میں ناخن پالش کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو

(۲) ”ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب“ (الآیة: ۲، المائدہ)

الإعانة فی المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد فی الأرض... (حجة الله البالغة: ۲۰۹/۲)، مبحث فی البیوع المنہی عنہا، ط: میر محمد۔

ما حرم أخذه حرم إعطائه، وکما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ، إذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاماسی: ۷۸، ۷۷/۱)، المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیہ

شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱) المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد الكلية، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

(ویجب) ای یفرض (غسل) کل ما یمكن من البدن بلا حرج مرة کاذن... (ولا یمنع) الطهارة (ولیم) ای خروء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (وحناء) ولو جر منه، به یفتی ودرن ووسخ (عطف

تفسیر وکذا دهن و دسومة) و تراب) و طین ولو (فی ظفر مطلقاً)... (ولا یمنع) ما علی ظفر صباغ) ولا

(معلم بین اسنانه) او فی سنه المجوف، به یفتی وقیل إن صلباً منع وهو الأصح۔ (الدر مع الرد: ۱/۱۵۱، ۱۵۲)

کتاب الطهارة، مطلب فی أبحاث الغسل، ط: سعید

کہ خریدار اس کو ناجائز طریقے سے استعمال کرے گا یعنی وضو و غسل کے وقت اتارنے کا اہتمام نہیں کرے گا تو اس وقت بیع مکروہ تنزیہی ہوگی، کیونکہ ناخن پالش اپنی ذات کے اعتبار سے معصیت اور گناہ کی چیز نہیں ہے البتہ خریدار کے عمل سے معصیت اور گناہ کی چیز بن جاتی ہے، لہذا عام حالات میں اسکی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۱)
 واضح رہے کہ کاسمیٹک اور بیوٹی پارلر کی تمام چیزوں کا حکم بھی یہی ہے۔

نام سرکاری کاغذ میں اندراج نہیں ہوا

”سرکاری کاغذات میں اندراج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۴)

نام کرائے پر دینا

”ڈیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۳)

ناموں کا رجسٹریشن

ناموں کے رجسٹریشن کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ادارہ یا دکاندار اپنے نام کو قانونی طور پر محفوظ کر لیتا ہے، اب دوسروں کے لئے اس نام سے فائدہ اٹھانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کو اصطلاح میں گڈول (GOODWILL) کہا جاتا ہے۔

اس طرح حق محفوظ کرنا درست ہے،^(۲) کیونکہ اس سے اپنے مفادات کا

(۱) (و یجوز بیع العصیر معن یتخذہ خمرأ) ای من ذمی فلو من مسلم کرہ بالاتفاق، لأنه إعانة علی المعصیة، ومفادہ أنه إن لم یعلم ذلك لم یکرہ بلاخلاف۔ (الدر المنتقی علی هامش مجمع الأنهر: ۳/۲۱۲)

ط: دارالعلوم کراچی۔ (۲) جواهر الفقہ: (۳۵۲/۲)، تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانة علی الحرام، اقسام السبب واحکامہ،

ط: دارالعلوم کراچی۔ (۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۲) عن اسمع بن مضر من عنده قال: أتیت النبی ﷺ فبایعته فقال: من سبق الی ما لم یسبقہ الیہ مسلم فهو له۔ (سنن ابی داؤد: ۸۶/۲)، کتاب الخراج، ط: رحمانیہ =

تحفظ کیا جاسکتا ہے، عوام کو دھوکہ دہی سے بچایا جاسکتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو دوسرے لوگ اس کا نام کا استعمال کر کے اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں کہ لوگ جس کمپنی کی مصنوعات کو پسند کرتے ہیں اس کا نام لے کر نقلی اور اس سے کمتر معیار کا مال ان کو دیا جائے۔

اس سے تجارتی منفعت تو حاصل ہوتی ہے لیکن یہ حقوق مجردہ میں سے ہے اس لئے دکان، ادارہ یا کارخانہ کے بغیر صرف ”گڈول“ کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

ناول ڈائجسٹ

”ڈائجسٹ ناول“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۳/۳)

ناول کرایہ پر دینا

بعض لوگ دکان میں مختلف قسم کے فحش ناول، قصہ کہانی کی کتابیں رکھتے ہیں، ان کو کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کرتے ہیں، پہلی بات تو یہ کہ فحش تصاویر والے لیٹریچر، اسی طرح ناول اور جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار وغیرہ اسی طرح اہل باطل کے خیالات کا مطالعہ کرنا عوام کے لئے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، مزید یہ کہ اس سے برائی پھیلتی ہے، اور یہ شیطان اور اس کے

﴿من سبق إلى ما لم يسبقه إليه مسلم فهو له﴾... ويحتمل كون ما موصولة وجملة لم يسبق صلتها وكونها نكرة موصوفة بمعنى شيء، والأخيران أولى كأنها أعم والحمل عليه أكمل وأتم فيشمل ”ما“ كل عين وبشر ومعدن كملح ونفط فالناس فيه سواء ومن سبق لشيء منها فهو أحق به... (فيض القدير للمناوي: (۱۳۸/۶)، رقم الحديث: ۸۷۳۹، حرف الميم، ط: دار المعرفة بيروت)

(۱) لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة. (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۳)، كتاب البيوع، ط: سعيد)

﴿الاشباه والنظائر﴾: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

﴿بدائع الصنائع﴾: (۳۸/۶)، كتاب الصلح، فصل وأما الذي يرجع إلى المصالح عنه فأنواع، ط: سعيد۔

چیلوں کا کام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، ان کاموں کے لئے کتابیں فراہم کرنا یہ ناجائز کام میں تعاون ہونے کی وجہ سے گناہ کا کام ہے۔^(۱)

۳۴۵

دوسری بات یہ کہ کتابوں کو کرایہ پر دے کے اجرت حاصل کرنا ناجائز نہیں ہے، خواہ وہ کتابیں اچھی ہوں، چہ جائے کہ ایسی اخلاق خراب کرنے والی کتابوں کو کرایہ پر دیا جائے، کتابوں کو کرایہ پر دے کے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ حرام ہے۔^(۲)

نبی آخر الزمان علیہ السلام کا پیشہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دوسرے ذرائع معاش کو اختیار فرمایا تھا وہاں تجارت کو بھی اپنا پیشہ بنایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے بارہ سال پہلے مکہ مکرمہ کی مالدار ترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مضاربت پر

(۲، ۱) "ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون۔" (النور: ۱۹)

﴿قوله تعالى "إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا" أبان الله بهذه الآية وجوب حسن الاعتقاد في المؤمنين ومحبة الخير والصلاح لهم فأخبر فيها بوعد من أحب اظهار الفاحشة والقذف والقول القبيح للمؤمنين وجعل ذلك من الكبائر التي يستحق عليها العقاب۔ (احكام القرآن للجصاص: (۳/۳۵۰)، سورة النور، الآية: ۱۹، قبيل باب الاستئذان، ط: قديمي)

﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان، (المائدة: ۲)

﴿ولو استاجر كتاباً ليقرأ فيها شعراً كان أو فقهياً أو غير ذلك لا يجوز ولا أجر له وإن قرأ... ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشئ من الليو... ولا أجر له۔ (الهنديّة: (۳/۳۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الإجارة وما لا يجوز، الفصل الرابع: في فساد الإجارة، ط: رشيدية۔)

﴿ولا يجوز على الغناء والنوح، والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ويجب عليه ردّه على صاحبه۔ (تبيين الحقائق (۵/۱۲۵)

كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادية)

﴿البحر الرائق: (۸/۲۱۰)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد۔)

﴿المبسوط للمرخسي رحمه الله: (۱۶/۳۰)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الكتب العلمية۔

مال لیا تھا اور تجارت کا سامان فروخت کر کے بہت نفع کمایا آپ کی دیانت امانت سچائی معاملات کی صفائی اور تقویٰ پر ہیزگاری کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا ارادہ فرمایا اور اس طرح حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔^(۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکت

”شرکت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۹/۳)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بازار جاتے تھے

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں تر ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے اناج بیچنے والے یہ کیا ہے؟

(۱) قال ابن اسحاق: وكانت خديجة بنت خويلد امرأة تاجرة ذات شرف و مال، تستأجر الرجال على مالها مضاربة - فلما بلغها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بلغها من صدق حديثه وعظم امانته وكرم اخلاقه، بعثت اليه فعرضت عليه ان يخرج لها في مال تاجرا الى الشام وتعطيه افضل ما تعطى غيره من التجار - مع غلام لها يقال له ميسرة - فقبله رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج في مالها ذلك وخرج معه غلامها ميسرة حتى نزل الشام... فلما قدم مكة على خديجة بمالها باعت ما جاء به فأضعف او قريبا - وحدثها ميسرة عن قول الراهب، و عما كان يرى من اطلال الملائكة اياه وكانت خديجة امرأة حازمة شريفة لبيبة، مع ما اراد الله بها من كرامتها، فلما اخبرها ميسرة ما اخبرها بعثت الي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له فيما يزعمون، يا ابن عم انى قدر غبت فيك لقرابتك ووسطك في قومك، و امانتك و حسن خلقك و صدق حديثك ثم عرضت نفسها عليه... فلما قالت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر لاعمامه، فخرج معه حمزة حتى دخل على خويلد ابن اسد فخطبها اليه فتزوجها عليه الصلاة والسلام - (السيرة النبوية لابن كثير: (۲۶۲/۱، ۲۶۳) فصل في تزويجه عليه الصلاة والسلام خديجة بنت خويلد بن اسد - ط: دار المعرفة)

☐ السيرة النبوية لابن اسحاق: (ص: ۱۲۸) حديث خديجة ابنة خويلد، ط: دار الكتب العلمية.

☐ السيرة النبوية لابن هشام: (۱۸۷/۱) حديث تزويج رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة رضی

الله عنها، ط: مصطفى البابی الحلبي.

اس نے عرض کیا کہ اس اناج کو بارش کا پانی لگ گیا تھا (جس کی وجہ سے یہ

گیلا ہو گیا)

۳۴۷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس گیلے اناج کو ڈھیر کے اوپر نہیں رکھا، تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو ملاوٹ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بازار میں تشریف لے

جاتے تھے اور نامناسب کاموں کی اصلاح فرماتے۔^(۱)

نبی کا حکم ماننا لازم ہے

”شریعت کا حکم ماننا لازم ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۵/۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت اور شادی سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مضاربت یا شرکت پر کام کیا تھا، اور اس تجارتی سلسلے میں شام کے علاقے میں تشریف لے گئے تھے، خوب نفع کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دو گنا نفع ہوا، جتنا اور لوگوں کی تجارت سے ہوتا تھا، پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی دو گنا دیا جتنا طے کیا تھا۔

نقیسہ جو یعلیٰ بن منیر کی بہن ہیں کہتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو ابو طالب نے کہا میں غریب آدمی ہوں کچھ وقت سے ہم پر

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مز علی صبرۃ من طعام فادخل یدہ فیہا فنالت اصابعہ بللاً فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: اصابتہ السماء بارسول اللہ! قال: افلا جعلنہ فوق الطعام حتی یراہ الناس، لم قال: من غش فلیس منا... (جامع الترمذی: (۱/۲۳۵)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیۃ الغش فی البیوع، ط: قدیمی)

صحیح المسلم: (۱/۹۵) کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۳۸)، کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، ط: قدیمی۔

مصائب آئے ہوئے ہیں آپ کی قوم تجارتی سلسلے میں شام جا رہی ہے، اور حضرت خدیجہ ایک مالدار عورت ہیں مضاربت پر تجارتی سامان بھیجا کرتی ہیں، لوگوں کو شام تجارتی قافلے میں بھیج رہی ہیں اگر آپ حضرت خدیجہ سے اس سلسلے میں کچھ بات کر لیں تو وہ ضرور آپ کو بھیجنے کے لئے تیار ہو جائیں گی، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی، انہوں نے ایک آدمی بھیجا کہ آپ میرے تجارتی سامان کو لے جائیں جتنا میں اوروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا میں آپ کو دوں گی چنانچہ نفیسہ کی ایک دوسری روایت ہے کہ اس تجارت میں آپ کو بہت نفع ہوا اور حضرت خدیجہ نے اس سے بہت زائد دیا جو مقرر کیا تھا۔^(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا
 ”مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا“ عنوان کے تحت
 دیکھیں۔ (۲۶۲/۶)

نجس چیزوں کی بیع

”ناپاک چیز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

(۱) عن ام سعد بنت سعد عن نفیسة بنت منیة اخت یعلی بن منیة قالت: لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم خمسا وعشرين سنة وليس له بمكة اسم الا الامين۔ لما تكامل من خصال الخير۔ فقال ابو طالب: يا ابن اخي لا مال لي وقد اشتد الزمان علينا والحت علينا سنون منكورة وليست لنا مال ولا تجارة۔ وهذه عبر قومك قد حضر خروجهما الى الشام۔ وخديجة ابنة خويلد تبعث رجالا من قومك في عبرتهما، فلو تعرضت لهما وبلغ خديجة ذلك فارسلت اليه واضعفت له ما كانت تعطى غيره... وربحت في تلك المرة ضعف ما كانت تربح، واضعفت له ضعف ما سمت له۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: ۱/۲۳۱، ۱۲۴) ذكر علامات النبوة في رسول الله قبل ان يوحى۔ ط: دار الكتب العلمية

سبل الهدى والرشاد: (۱۵۸/۲) الباب الثالث عشر في سفره صلى الله عليه وسلم مرة ثانية الى الشام، ط: دار الكتب العلمية۔

دلائل النبوة للصبهاني: (ص: ۱۷۲) الفصل الحادي عشر في ذكر نشوه... الخ، ذكر خروج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الشام، ط: دار النفائس۔

نجش

۳۴۹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید و فروخت میں ”نجش“ سے منع فرمایا ہے۔
 امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”نجش“ کا معنی ہے خرید و فروخت میں
 خریدار کو دھوکہ دینا خواہ کسی بھی نوعیت سے ہو۔
 خریدار کو دھوکہ دینا باطل اور ناجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکہ
 دینے والا جہنم میں جائے گا۔
 حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے روایت ہے کہ ”ناجش“ یعنی خریدار کو دھوکہ
 دینے والا سود کھانے والا ہے، دھوکہ باز اور خائن ہے۔^(۱)

نجش کی صورت

نجش (تیسرے شخص کا قیمت بڑھانا) اس کی صورت یہ ہے کہ دکاندار اور
 خریدار کسی چیز کے بارے میں بھاؤ تاؤ کر رہے ہیں اور خریدار مناسب قیمت دے
 رہا ہے اس دوران تیسرا شخص آکر زیادہ قیمت لگاتا ہے تاکہ خریدار بھی زیادہ قیمت
 دینے پر راضی ہو جائے۔ تیسرا شخص خود خریدنا نہیں چاہتا صرف خریدار کے ساتھ
 دھوکہ، فریب اور سامان کی بے جا تعریف کر کے قیمت بڑھانا چاہتا ہے لہذا تیسرے
 شخص کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

(۱) قال ابن ابي اوفى: النجش اكل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا يحل، قال النبي ﷺ: "الخدعة في النار ومن عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد" ... عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: نهى النبي ﷺ عن النجش. (صحيح البخاري: (۱/۵۶۹)، رقم الحديث: ۲۱۳۲، كتاب البيوع، باب النجش ومن قال: لا يجوز ذلك البيع، ط: الطواف ايندسنز.)

صحيح المسلم: (۲/۳)، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التصرية، ط: قديمي.

جامع الترمذی: (۱/۲۳۳)، ابواب البيوع، باب ما جاء في كراهية النجش، ط: قديمي.

اگر تیسرے شخص سے فروخت کرنے والے کی ساز باز نہیں تو صرف تیسرا شخص گناہ گار ہوگا فروخت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا اور اگر تیسرا شخص فروخت کرنے والے کا شریک اور پائٹنر ہو یا فروخت کرنے والے نے اس کو قیمت بڑھانے کے لئے کہا ہو جیسا کہ بعض اوقات نیلامی وغیرہ کے موقع پر کچھ مہرے کھڑے کر دئے جاتے ہیں اور وہ قیمت بڑھاتے جاتے ہیں تو اس صورت میں بیچنے والا گناہ گار ہوگا۔

اس طرح تیسرے آدمی کے دھوکہ کی وجہ سے بیچنے والے کو جو زیادہ رقم ملی ہے وہ خبیث مال ہے۔ اس کو صدقہ کر دینا یا از سر نو صحیح طریقہ سے بیع کرنا ضروری ہے۔^(۱)

نرخ دو مہینے کے بعد والی مقرر کرنا

کسی کو اس شرط پر سامان دینا کہ مثلاً دو مہینے کے بعد اس چیز کی مارکیٹ میں جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیونکہ سودا کرتے وقت چیز کی قیمت

(۱) واما معناه الاصطلاحی فهو ان یزید الرجل فی ثمن السلعة لا لرغبة فی شرائها، بل لیخذ غیرہ لیزید ویشتريها... واما حکمہ فهو حرام بالاجماع، فان کان الناجش فعل ذلک من عند نفسه، ولم یعلم به البائع أو لم یأمره فالائم علی الناجش وحده، وان وقع ذلک لمواطاة من قبل البائع فالائم علیہما... واما حکم بیع الذی عقد بطریق النجش، فالبیع صحیح مع الاثم عند الحنیفة والشافعیة... ثم ان مثل هذا البیع یجب فسخه عندنا دیانۃ یرفع الاثم، کما حققہ ابن عابد فی رد المختار: ۱۸۶/۳ قبل فصل فی الفضولی۔ (تکملہ فتح الملہم: ۱/۳۲۷، ۳۲۸) کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ وسومہ علی سومہ وتحریم النجش، ط: دارالعلوم کراچی

فقہ البیوع علی المذاهب الاربعۃ: (۲/۹۸۷، ۹۸۸) المبحث الثامن، الباب السادس فی بیع المکروه، ط: مکتبہ معارف القرآن۔

عمدة القاری: (۱/۲۶۳) کتاب البیوع، باب النجش، ط: دار احیاء القرات العربی۔

الدر مع الرد: (۵/۱۰۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب احکام نقصان المبیع فاسدا، ط: سعید۔

لو مات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو اخذ الرشوة بتورع الورثة ولا یأخذون منه شیئا وهو اولی بهم یردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لأن سبیل الکسب النجیث التصدق اذا تذر الرد علی صاحبہ۔ (شافعی: ۲/۳۸۵) کتاب الخطر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید

متعین نہیں ہوئی، سودا کرتے وقت قیمت مقرر نہ ہونے کی صورت میں جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔^(۱)

نرخ کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا

”بائیکاٹ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۲)

نرخ متعین ہونے سے پہلے بیع میں تصرف کرنا

نرخ متعین ہونے سے پہلے بیع میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض علاقہ میں زمین دار کپاس یا دھان (چاول) وغیرہ کی فصل تیار ہونے پر کپاس اور دھان کارخانہ میں بھیج دیتے ہیں، کارخانہ والے مال تول کراپنے استعمال میں لاتے ہیں، اور اس کے بعد زمیندار کسی بھی وقت جا کر نرخ طے کر لیتے ہیں، تو یہ بیع فاسد ہے درست نہیں ہے کپاس اور دھان وغیرہ کے استعمال سے پہلے نرخ مقرر کرنا

(۱) (قولہ: و شرط لصحته معرفة قدر مبيع و ثمن) ... و خرج أيضا ما لو كان الثمن مجهولا كالبيع بقیمته أو برأس ماله أو بما اشتراه أو بمثل ما اشتراه فلان۔ فإن علم المشتري بالقدر في المجلس جاز، ومنه أيضا ما لو باعه بمثل ما يبيع الناس، إلا أن يكون شيئًا لا يتفاوت۔ (شامی: (۵۲۹/۳) کتاب البيوع، مطلب: ما يظلل الإيجاب سبعة، ط: سعید)

و أما جهالة الثمن فمانعة أيضًا كما إذا باع شيئًا بقیمته أو بحكم المشتري أو فلان ... وبيع الشيء برقمه أو برأس ماله، ولم يعلم المشتري كذلك۔ (البحر الرائق: (۳۵۹/۵) کتاب البيوع، ط: رشیدیہ) و: (۲۴۴/۵، ۲۴۵، ط: سعید)

يلزم أن يكون الثمن معلوما، فلو جهل الثمن، فسد البيع۔ (شرح المجلد لسليم رستم باز: (ص: ۱۲۲) رقم المادة: (۲۳۸) البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول، ط: مكتبة حنفية كوثنه) و: (۹۸/۱)، ط: فاروقیہ)

حاشية الشلبي على تبیین الحقائق: (۲۸۰/۳) کتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

مجمع الانهر شهر ملتقى الابحر: (۱۲/۳) کتاب البيوع، ط: غفارية كوثنه۔

الهنديہ: (۱۲۴/۳) کتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشیدیہ۔

لازم ہے۔ (۱)

اور اگر کارخانہ والے مال وصول کر کے امانت کے طور پر اپنے پاس رکھیں اور باقاعدہ طور پر نرخ مقرر کر کے اور رقم کی ادائیگی کی تاریخ طے کر کے اس کو استعمال میں لائیں تو یہ جائز ہے۔ (۲)

۳۵۲

نرخ مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا

”حکومت کے مقرر کردہ نرخ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۷/۳)

نرخ مقرر کرنا

کسی چیز کی خرید و فروخت جائز ہونے کا دار و مدار بائع اور مشتری کی آپس کی رضامندی پر ہے خواہ قیمت زیادہ ہو یا کم اس سے کوئی فرق نہیں آتا، بعض چیزوں کی کوالٹی میں تفاوت کی وجہ سے ان کے نرخوں میں بھی تفاوت ہو جاتا ہے، اس لئے حکومت کو شرعی چیزوں کے نرخ متعین کر کے پابندی لگانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی پابندیوں سے عوام پر تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات تاجر لوگ ضروری چیزوں کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ کر کے عوام کو پریشان

(۱) منها أن يكون المبيع معلوماً و ثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد۔)

و منها أن يكون المبيع معلوماً، و الثمن معلوماً علماً يمنع من المنازعة۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيد۔)

شامی: (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع، أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

(۲) و ذكر في الذخيرة: إذا اشترى ما هو أمانة في يده من وديعة أو عارية فإنه لا يكون قابضاً إلا إذا ذهب المودع أو المستعير إلى العين، وانتهى إلى مكان يتمكن من قبضه الآن بصير المشتري قابضاً بالتخليق۔ (البحر الرائق: (۱۳۱/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيد۔)

شامی: (۷۰/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۳۸/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔)

کرتے ہیں، اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو کم قیمت کی چیزیں مجبوراً زیادہ قیمت پر لینا پڑتی ہیں اس سے ملک کی معیشت متاثر ہوتی ہے تو ایسی صورت حال میں حکومت معاشیات اور اقتصادیات کے ماہرین، سمجھ دار لوگ اور تاجروں کے مشورے سے ضروری چیزوں کی مناسب قیمت مقرر کر کے اس سے زائد قیمت وصول کرنے پر پابندی لگا سکتی ہے تاکہ عام لوگ پریشان نہ ہوں اور ملک کا سرمایہ دار طبقہ غریب لوگوں کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔^(۱)

مزید ”ریٹ مقرر کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۴/۴)

نرم برتاؤ کرنا قرض دار کے ساتھ

”قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۳/۵)

نرمی سے کام لینا

ہر تاجر کو تجارت میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، اور دوسرے فریق کے ساتھ چشم پوشی کا معاملہ کرنا چاہیے، چنانچہ بیچنے والے کو چاہیے کہ ثمن کے پیسے کم کر دیا کرے، اور خریدار کو چاہیے کہ وہ ثمن کے پیسے میں اضافہ کر دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے وقت،

(۱) (ولا یسعر حاکم) لقوله عليه الصلاة والسلام ”لا تسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق“ الا إذا تعدى الأرباب عن القيمة تعدياً فاحشاً فيسعر بمشورة أهل الراي۔ (شامی: ۴۰۰/۶) کتاب الحظرو الإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۲) (ولا یبغی للسلطان أن یسعر علی الناس) لما بینا قال (الا أن یتعدی أرباب الطعام تعدياً فاحشاً فی القيمة فلا بأس بذلك بمشورة أهل الخبرة به)؛ لأن فیہ صیانة حقوق المسلمین عن الضیاع۔ (الاختیار لتعلیل المختار: ۱۶۱/۴) کتاب الکراهیة، فصل فی الاحتمار، ط: دار الفکر العربی۔

(۳) البحر الرائق: (۲۰۲/۸)، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۴) مزید ”ریٹ مقرر کرنا“ عنوان کے تحت بھی تفریح دیکھیں۔

خریدتے وقت اور اپنا قرض مانگنے وقت چشم پوشی سے کام لے۔^(۱)

نرمی کرنا قرض طلب کرنے میں

۳۵۳

”قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۷/۵)

نروودھ کی خرید و فروخت

”کنڈوم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۵)

نرمی کی درخواست

حضرت حسن بصریؒ نے ایک مرتبہ اپنا نخر چار سو درہم میں فروخت کیا، جب خریدار نے چار سو درہم ادا کر کے نخر لے لیا، تو اس نے کہا: اے ابو مسعود (یہ حسن بصری کی کنیت ہے) ذرا نرمی کیجئے، حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے آپ کو دو سو درہم ہدیہ کر دیے، کسی نے حضرت حسنؒ سے کہا آپ تو اپنا نخر آدھی قیمت میں دے رہے ہیں، تو حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ بھلائی اور خیر خواہی تو اسی طرح ہوتی ہے۔^(۲)

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رحمہ اللہ رجلا سمح اذا باع واذا اشترى واذا اقتضى۔ (بخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب السہولة والسماحة فی الشراء والبیع، ومن طلب حقا فليطلبه فی عفاف، ط قدیمی)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۳۳) کتاب البیوع، باب المساهلة فی المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

الترغیب والترہیب: (۴۴۶/۲) کتاب البیوع، الترغیب فی البیع والشراء وحسن التقاضی والقضاء، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) وروی أن الحسن البصری باع بغلہ له باربع مائة درہم فلما استوجب المال قال له المشتري: اسمع یا ابا سعید، قال: قد أسقطت عنک مائة۔ قال له: فأحسن یا ابا سعید، فقال: قد وهبت لک مائة أخرى فقبض من حقہ مائتی درہم، فقیل له: یا ابا سعید، هذا نصف الثمن، فقال: هكذا يكون الإحسان، والإفلا۔ (احیاء علوم الدین: (۸۱/۲)، کتاب أدب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفۃ)

نظرۃ النعیم: (۱۶۳۸/۵)، حرف الحاء، حسن المعاملة، ط: دار الوسیلة۔

نسخہ بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا

حکیم یا ڈاکٹر کسی دوا فروش یا میڈیسن کی دکان والے سے یوں معاملہ طے (۳۵۵) کرے کہ جتنے نسخے ہم تمہارے پاس بھیجیں گے ان کا پانچ فیصد ہم کو دینا، تو اگرچہ دوا بیچنے والا اس بات کو تسلیم بھی کر لے تب بھی یہ معاملہ درست نہیں کیونکہ آدمی بروکر اور دلال اس وقت بنتا ہے جب بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کو علم ہو کہ درمیان کا آدمی دلال ہے۔^(۱)

نسوار

نسوار کی تجارت ناپسندیدہ ہے اگرچہ کمائی حلال ہے، اگر اس کی تجارت کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے تو چھوڑ دے ورنہ تجارت کی گنجائش ہے۔^(۲)

(۱) إذا باع العين بنفسه یاذن مالکھ لیس له أخذ الدلالية من المشتري، إذ هو العاقد حقیقۃً وتجب الدلالية علی البائع إذ قبل بأمر البائع ولو سعی الدلال بینہما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية علی البائع أو علی المشتري أو علیہما بحسب العرف... (جامع الفصولین: (۱۵۳/۲)، الفصل الرابع والثلاثون: فی الاحکامات، احکام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامی کتب خانہ۔)

شامی: (۵۶۰/۳)، کتاب البیوع، قبیل مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن،... ط: سعید۔
المبسوط للسرخی رحمۃ اللہ علیہ: (۱۱۵/۱۵)، کتاب الاجارات، باب المسلمان، ط: دار المعرفۃ۔
(۲) وبالجملة ان ثبت فی هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع، فیجوز الافناء بتحريمه۔ وان لم یثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان فی الافناء بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله ایسر من تحريمه وما خیر رسول الله صلی الله علیہ وسلم بین الامرین الا اختار ایسرهما۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۳۶۶/۲) مسائل و فوائد شتی من الخطر والاباحة، ط: امدادیہ)

شامی: (۳۵۹/۲) کتاب الاشربة، ط: سعید۔
فتاوی عثمانی: (۸۹/۳) کتاب البیوع، ط: معارف القرآن۔

شامی: (۳۵۹/۲) کتاب الاشربة، ط: سعید۔

فتاوی عثمانی: (۸۹/۳) کتاب البیوع، ط: معارف القرآن۔

نشاندہی کرنے کی اجرت

”زمین کی نشاندہی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۴)

نشہ آور چیزوں کا اعلان

شراب اور نشہ آور چیزوں کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔^(۱)

نشہ آور چیزیں

چار قسم کی شراب حرام ہے۔^(۲) اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔^(۳)

(۱) ”ولانعاونو اعلیٰ الائم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب“ (المائدة: ۳)

الإعانة فی المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد فی الأرض... (حجة الله البالغة: ۲۰۹/۲)، مبحث فی البیوع المنہی عنها، ط: میر محمد۔

ما حرم أخذه حرم إعطائه، وکما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذا الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: ۷۸، ۷۷/۱)، المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیہ

ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم بشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الذي حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: ۳۹۱/۳) كتاب الاشرية، ط: رشیدیہ۔

ولا يجوز بيعها للحديث مسلم ”الذي حرم شربها، حرم بيعها“۔ (الدر مع الرد: ۳۳۹/۶) كتاب الاشرية، ط: سعید۔

فتاوى قاضى خان على هامش الفتاوى العالمگیریة: (۲۲۳/۳) كتاب الاشرية، فصل فی معرفة الاشرية، ط: رشیدیہ۔

(۲) الاشرية المحرمة أربعة: الخمر: وهى عصير العنب إذا غلا واشتد أو قذف بالزبد، والعصير إذا طبخ، حتى يذهب أقل من ثلثیه... ونقيع التمر، وهو السكر، ونقيع الزبيب إذا اشتد وغلا۔ (الهداية: ۳۸۹/۳) كتاب الاشرية، ط: رشیدیہ

البحر الرائق: (۳۹۹/۸) كتاب الاشرية، ط: رشیدیہ، و: (۲۱۸، ۲۱۷/۸)، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۳۳۸/۶) كتاب الاشرية، ط: سعید۔

(۳) ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم بشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الذي حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: ۳۹۱/۳) كتاب الاشرية، ط: رشیدیہ =

اور اس کے علاوہ جو چیزیں نشہ آور ہیں، ان کا ضرورت کے وقت دوا کے طور پر اتنی مقدار استعمال کرنا جائز ہے جتنی مقدار میں نشہ نہ آتا ہو۔^(۱) اور ایسے چیزوں کی تجارت حرام نہیں مگر وہ ہے۔^(۲)

نفع

کسی چیز کو اس کی قیمت خرید، اور اس خرید پر ہونے والے اخراجات، اسی طرح اس کے فروخت کرنے کے اخراجات کے مجموعہ سے زائد رقم پر فروخت کیا

☞ ولا يجوز بيعها لحديث مسلم "الذي حرم شربها، حرم بيعها"۔ (الدر مع الرد: (۳۳۹/۶) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

☞ فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الفتاویٰ العالمگیریہ: (۲۲۳/۳) كتاب الاشربة، فصل فی معرفة الاشربة، ط: رشیدیہ۔

(۱) وان البنج ونحوه من الجامدات، انما يحرم إذا أراد به السكر، وهو الكثير منه دون القليل، المراد به التداوي ونحوه كالطبيب بالعنبر وجوزة الطيب۔ (شامی: (۴۲/۴) كتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط: سعيد)

☞ الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۵۰۵/۷) الفصل الخامس: حد الشرب وحد السكر والاشربة، المبحث الرابع: أحكام الاشربة المسكرة غير الخمر، ط: رشیدیہ۔

☞ البرازية علی ہامش الفتاویٰ العالمگیریہ: (۱۲۶/۶) كتاب الاشربة، ط: رشیدیہ۔

(۲) (وصح بيع غير الخمر) مفاخر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والافيون، قلت: وقد سئل ابن نجيم عن بيع الحشيشة، هل يجوز؟ فكتب لا يجوز فيحمل على أن مراده بعدم الجواز عدم الحل۔

(قوله: وصح بيع غير الخمر) أي عنده، خلافاً لهما في البيع والضمان لكن الفتوى على قوله في البيع، وعلى قولهما في الضمان ان قصد المتلف الحسبة، وذلك يعرف بالقرائن، والافعلی قوله، كما في التاتارخانية وغيرها، ثم ان البيع وان صح لكنه يكره۔ (شامی: (۳۵۳/۶) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

☞ منحة الخالق علی ہامش البحر الرائق: (۲۹۲/۳) كتاب النكاح، باب المهر، ط: رشیدیہ

☞ وان البنج ونحوه من الجامدات، انما يحرم إذا أراد به السكر، وهو الكثير منه دون القليل، المراد به التداوي ونحوه كالطبيب بالعنبر وجوزة الطيب۔ (شامی: (۴۲/۴) كتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط: سعيد)

جائے، تو یہ زائد رقم نفع ہے۔^(۱)

نفع تھوڑا بھی ہو تو بیچ دے

۳۵۸

اگر کاروبار میں تھوڑا اور معمولی نفع ہو جائے تو سامان بیچ دوڑ زیادہ نفع کے لئے مت رکھو، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تھوڑے نفع کی وجہ سے فروخت نہ کرے اور بعد میں بکے نہیں اور نقصان ہو جائے یا اس میں خرابی پیدا ہو جائے یا مارکیٹ ڈاون ہو جائے اور قیمت گر جائے تو نفع تو دور کی بات اصل سے ہاتھ بھی نہ دھونا پڑے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تھوڑا نفع زیادہ بکری یہ بہتر ہے، زیادہ نفع کم بکری سے، اس سے خریدار کم ہو جائیں گے اور نفع کا تناسب کم ہو جائے گا۔

مزید یہ کہ کم نفع لینے میں مخلوق کی خیر خواہی اور رعایت بھی ہے اور ثواب کا کام بھی ہے۔^(۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تھوڑے پرگاہک کو واپس مت کرو، ورنہ زیادہ سے محروم رہو گے۔^(۳)

(۱) المرابحة... (بيع ما ملكه)... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه كأجر قصار ونحوه ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (قوله: ثم باعه مرابحة) أي بزيادة ربح على تلك القيمة... (الدرع الرد: ۱۳۳/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۱۰۷/۶)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد.

بدائع الصنائع: (۲۲۲، ۲۲۱/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط الخ، ط: سعيد.

(۱) فهذا احسان في ان لا يربح على العشرة الا نصف او واحدا على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان. ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكررها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة. (احياء علوم الدين: ۸۰/۲) كتاب ادب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الاحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة.

(۲) عن علي رضي الله عنه... قال: لا تردوا قليل الربح لتحرموا كثيرة. (شرح احياء علوم الدين: ۵/۵)

(۳) كتاب ادب الكسب والمعاش، الباب الرابع: في الاحسان في المعاملة، ط: مؤسسة التاريخ العربي.

كنز العمال: (۲۸۲/۱۰) رقم الحديث: ۲۹۳۵۱، حرف العين، كتاب العلم من قسم الافعال، فصل في العلوم المذمومة والمباحة، ط: مؤسسة الرسالة.

نفع حلال طیب ہونے کے ضوابط

نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے ضوابط یہ ہیں:

- ① جائز اور حلال اشیاء کی تجارت ہو، چنانچہ حرام اشیاء مثلاً شراب، خنزیر، آلات لہو و لعب، ہیر و سُن وغیرہ کی تجارت سے حاصل ہونے والا نفع حرام ہے۔
- ② تجارتی معاملات سود سے پاک ہوں۔
- ③ تجارتی معاملات جھوٹ سے پاک ہوں۔
- ④ اشیاء ملاوٹ سے پاک ہوں۔
- ⑤ کسی کو دھوکہ نہ دیا جائے۔
- ⑥ تجارتی معاملات غرر اور جوئے سے پاک ہوں۔
- ⑦ زیادہ نفع ناجائز ذرائع وغیرہ کی بنا پر نہ ہو۔
- ⑧ زیادہ نفع لینے کے لئے خریدار کی غفلت اور ناتجربہ کاری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

⑨ سامان کے عیب کو نہ چھپایا جائے۔

⑩ کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع نہ لیا جائے۔^(۱)

(۱) ثم یبغی للمکسب أن یراعی فی معاملته العدل ویجتنب الظلم لأن المعاملة قد تجری علی وجه بحکم المفتی بصحتها وانعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العامل لسخط الله تعالیٰ اذ لیس کل نہی مقتضیاً لتفساد العقد، والمراد من الظلم ما یتضرر به الغير، فکل ما یتضرر به الغير فهو ظلم... أما التخصیل ففی عدد امور: الأول: ألا یشی علی السلعة فإنه إن وصفها بما لیس فیها فان لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو مع کونه کذباً لتلبیس وظلم... والثانی: أن لا یکتف من عیوبها وخفایا صفاتها شیئاً أصلاً... لأنه إن أخفی شیئاً منها یكون ظالماً غاشاتار کما للنصح والغش حرام... والثالث: أن لا یجوز فی المقدار وذلك بتعدیل المکیال والمیزان، والاحتیاط فیهما اذ قال الله تعالیٰ "وبل للمظلمین الذین إذا اکتالوا علی الناس یتوفون وإذا کالوهم أو وزنوهم یخسرون"... والرابع: أن یتصدق فی سعر الوقت اذ لا یجوز لأحد أن یلبس علی البائع أو المشتري سعر الوقت ویقتسم الفرصة ویبغی من البائع غلا السعر أو من المشتري انحطاطه... فیبغی له أن لا یبغ صاحبہ بما لا یتعابن به =

نفع دوبارہ تجارت میں لگانا

۳۶۰

اگر مضاربت اور شراکت میں شرکاء منافع کو تقسیم نہ کریں، اور منافع کو دوبارہ تجارت میں لگا دیں تو یہ جائز ہے، اور منافع کے ساتھ اصل سرمایہ کا حساب ہوگا، مثلاً حامد اور محمود نے ایک ایک لاکھ تجارت میں لگائے آدھے آدھے نفع کی شرط پر اور پچاس ہزار کا نفع ہوا چنانچہ انہوں نے تقسیم کرنے کے بجائے اس پچاس ہزار کو تجارت میں لگا دیا تو اب دونوں کا سرمایہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہو جائے گا۔^(۱)

نفع زیادہ نہ لینا

کاروبار اور تجارت کا بنیادی مقصد نفع حاصل کرنا ہے، لیکن حد سے زیادہ نفع حاصل کرنا درست نہیں ہے، دنیا کا کوئی مذہب بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا، اگرچہ نفع پر حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا، ہاں حد کے اندر رہتے ہوئے نفع حاصل کرنا درست ہے، کاروبار کا اہم ادب یہ ہے کہ خریدار سے زیادہ نفع نہ لیا جائے، اس

= فی العادة... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۵، ص: ۵۳۶، ص: ۵۳۸، ص: ۵۳۹، ص: ۵۵۰)، المجلس التاسع والستون: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال، وأی اطیب من المکاسب واقبح منها، ط: سہیل اکیلمی، لاہور)

انظر الحواشی المتقدمة علی الصفحة رقم: أيضاً۔

(۱) (ولو شری مضارب بالنصف بألف المضاربة بزوابعه) أي البز (بالتین واشتری بهما عبداً فضاء) أي الألفان (فی یدہ) أي المضارب (قبل نقدہما) أي التین (بفرم المضارب ربعہما) أي ربع الألفین وهو خمسمائة (و) بفرم (المالک الباقي) وهو ألف وخمسمائة؛ لأن المال لمصار التین ظهر الربح فی المال، وهو ألف فكان بينهما نصفین، فنصيب المضارب منه خمسمائة، فإذا اشتری بالآلفین عبداً صار مشترکاً بينهما لربعه للمضارب وثلاثة أرباعه للمالک۔ (مجمع الأنهر: (۳ / ۳۶۱)، کتاب المضاربة، فصل، ط: دار الکتب العلمیة)

شرح الوقایة: (۳ / ۳۶۶)، کتاب المضاربة، باب المضارب الذی یضارب، ط: إدارة الحرم۔

تبیین الحقائق: (۵ / ۷۲)، کتاب المضاربة، فصل: اعلم أن ما یفعله المضارب ثلاثة أنواع،

ط: امداد بہ ملتان۔

کے متعدد فوائد بھی ہیں اور وہ یہ ہیں:

⑤ اس میں خیر و برکت ہے۔

⑥ خریدار کے لئے خریدنے میں آسانی ہوتی ہے، اور مال زیادہ فروخت

ہوتا ہے۔

⑦ اس میں دکاندار کے اندر قناعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، مال میں اضافہ کا

بوس پیدا نہیں ہوتا۔

⑧ دکاندار میں احسان تعاون اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

⑨ جو دکاندار نفع کم کماتا ہے اس کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ جاتا ہے، اور

گا بکوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس میں مجموعی اعتبار سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے، ساتھ

ساتھ لوگوں کی دعائیں بھی ملتی ہیں۔

⑩ اس طرح بازار آباد ہوتے ہیں، برکت اور ہمدردی والی تجارتی سرگرمیاں

وجود میں آتی ہیں۔^(۱)

نفع کا بھی کچھ فیصد دینے کا معاہدہ کرنا ملازم کے ساتھ

”ملازم کو نفع کا کچھ بھی فیصد دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۶)

(۱) والاحسان سب الفوز و نيل السعادة وهو يجرى من التجارة مجرى الربح... و نعى بالاحسان لعل ما ينفع به المعامل وهو غير واجب عليه ولكنه تفضل منه، فان الواجب يدخل في باب العدل وترك الظلم وقد ذكرناه و تنال رتبة الاحسان بواحد من ستة امور۔ الاول: فى المغابنة، فينبغى أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به فى العادة فاما أصل المغابنة فمأدون فيه، لأن البيع للربح ولا يمكن ذلك الا بغبن فأولئك يراعى فيه الضرب، فان بذل المشتري زيادة على الربح المعتاد اما لشدة فى الحال اليه فينبغى ان يمتنع من قبوله فذلك من الاحسان... فهذا احسان فى ان لا يربح على العشرة الا نصفاً او واحداً على ما جرت به العادة فى مثل ذلك المتاع فى ذلك المكان ومن نفع بربح قليل كثر متعامله واستفاد من تكرارها ربحاً كثيراً وبه تظهر البركة، (احياء العلوم الدين: ۷۹/۲، ۸۰) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع فى الاحسان فى المعاملة، ط: دار المعرفة

نفع کم لینا صدقہ ہے

خرید و فروخت کے معاملہ میں نفع کم لینا بھی صدقہ ہے اور ثواب کا کام ہے مثلاً ایک چیز ایک ہزار سے بارہ سو تک بکتی ہے، اگر کوئی شخص بارہ سو پر فروخت کر کے سو روپے صدقہ کرتا ہے یہ ثواب اور صدقہ کا کام ہے اسی طرح شروع میں گیارہ سو میں فروخت کرے اور سو روپے گا ہک کو کم کر دے، یہ بھی صدقہ اور ثواب کا کام ہے۔^(۱)

نفع کم میں چیز فروخت کرنا

”بھلائی دوسروں کے ساتھ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۴/۲)

نفع کی تقسیم

کاروبار میں نفع ہونے کی صورت میں نفع کو شرکاء کے درمیان تقسیم کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا:

① نفع شرکاء کے درمیان طے شدہ نسبتوں کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ہر شریک کا حصہ فیصد یا نسبت کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا اور کسی بھی شریک کے لئے نفع میں سے کوئی رقم پہلے سے متعین نہیں کی جائے گی۔^(۲)

(۱) وعن جابر وحذیفة رضی اللہ عنہما، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل معروف صدقة۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۱۶۷) کتاب الزکاة، باب الصدقة، الفصل الاول، ط: قدیمی۔
صحیح بخاری: (۸۹۰/۲) کتاب الادب، باب کل معروف صدقة، ط: قدیمی۔

(کل معروف) ای ما عرف من جملة الخیرات من عطیة مال أو خلق حسن... (صدقہ) ای: ثوابہ
کتاب الصدقة۔ (مرقاة المفاتیح: (۳۴۳/۳) کتاب الزکاة، باب فصل الصدقة، ط: رشیدیہ)

(۲) علی ای وجه شرط تقسیم الربح فی الشركة الصحیحة برأعی ذلك الشرط علی کل حال اذا کان موافقا للشرع۔ (شرح المجله لرستم باز: (۵۷۲/۲) المادة: ۱۳۶۷، الباب العاشر فی انواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الاول، ط: مکتبہ فاروقہ)
(ولا تجوز الشركة اذا شرط لاحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف فی هذا لاحد من اهل العلم ووجه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط یوجب انقطاع الشركة لعماسه لا ینخرج =

● نفع کی تقسیم میں شرکاء کا سرمایہ، عملی محنت اور ذمہ داری کے پیش نظر نفع

کی نسبت متعین کی جائے گی، البتہ ان باتوں کو نظر انداز کر کے بھی نفع کو تقسیم کرنا جائز ہے۔^(۱)

● تمام شرکاء کی سرمایہ کاری برابر اور مساوی ہونے کے باوجود نفع کی نسبتیں

مختلف ہو سکتی ہیں۔^(۲)

● حسابات کرتے وقت پہلے اصل سرمایہ علیحدہ کیا جائے گا اس کے بعد

زائد رقم بچی ہے یا نہیں دیکھا جائے گا، اگر رقم بچی ہے تو وہ منافع ہے اور اگر اصل سرمایہ پورا نہیں ہوا تو وہ نقصان ہے۔^(۳)

= الا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لاحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لاحدهما يخرج العقد عن الشركة الى قرض أو بضاعة على ما تقدم۔ (فتح القدير: ۱۷۰/۶) كتاب الشركة، ط: رشيدية

● الدر المختار مع الرد: (۳۰۵/۳) كتاب الشركة ط: سعيد۔

(۲، ۱) اذا كان رأس مال الشركين في شركة عنان متساويا وكان مشروطا عمل كليهما فاذا شرط لاحدهما حصة زائدة في الربح جاز۔ لانه يجوز ان يكون احدهما اكثر مهارة من الاخر في البيع والشراء وعمله ازيد وانفع) حتى لو شرط اكثر الربح لأدناهما عملا صح على الصحيح (شرح المعجله لرستم باز: (۵۶۳/۲) المادة: ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في انواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبة فاروقية۔

● الدر المختار مع الرد: (۳۱۲/۳) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة وايتان، ط: سعيد۔

● الاختيار للتعليل المختار: (۱۵/۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) تنتهي الشركة بانتهاء مدتها، أو قبل ذلك باتفاق الشركاء... وإذا كانت التصفية بانتهاء المدة فإنه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي: (۷) دفع تكاليف التصفية، (ب) اداء الالتزامات المالية من اجمالي موجودات الشركة۔ (ج) تقسيم باقى الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم فى رأس المال، واذا لم تكف الموجودات لاسترداد رأس المال فإنها تقسم بينهم بالنسبة والتناسب (قسمة غرماء) (المعايير الشرعية (ص: ۱۶۶) المعيار الشرعى رقم (۱۲) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هنية المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

⑤ مسلسل جاری کاروبار میں نقصانات کا ازالہ آئندہ آنے والے منافع سے بھی کیا جاسکتا ہے۔^(۱)

⑥ کاروبار کے نفع کے حق دار اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ، سرمایہ کے مالکان کو واپس مل جائے، مالکان کا اپنے سرمایہ پر قبضہ عملاً بھی ہو سکتا ہے اور قانونی بھی۔^(۲)

نفع کی تقسیم میں ”وزن“

بینک والے کسی پروجیکٹ وغیرہ میں تاخیر سے شریک ہونے والے، یا مقررہ مدت سے پہلے شراکت ختم کرنے والے شریک کو ”وزن“ کی بنیاد پر نفع دیتے ہیں، یہ بھی حقیقی نفع کے بجائے تخمینی نفع کی صورت بنتی ہے، اور ”وزن“ دے کر دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے کا ایک راستہ ہے، اس لئے نفع کو وزن کی بنیاد پر تقسیم کرنے کا طریقہ شرعاً درست نہیں۔^(۳)

(۱، ۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۳، على الصفحة السابقة۔

(۳) يكون الاستحقاق للربح احيانا بالمال أو بالعمل و احيانا ايضاً بالضمان ... فلذلك يستحق في المضاربة رب المال للربح بماله و المضارب بعمله، و اذا وضع أحد من أرباب الصنائع تلميذاً عنده و أعمله فيما قبله و تعهده من العمل بنصف أجرته جاز، و الكسب أى الأجرة المأخوذة من اصحاب العمل كما يستحق التلميذ نصفها بعمله يستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل و تعهده إياه ... إذالم يوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذكر أى المال و العمل و الضمان فلا يستحق للربح، مثلاً إذا قال أحد لأخر اتجر انت بمالك على أن يكون الربح مشتركاً بيننا فلا يوجب الشركة، و فى هذه الصورة لا يأخذ حصة من الربح۔ (درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، الشركات، الباب السادس فى بيان شركة العقد، الفصل الرابع: فى بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: دار عالم الكتاب۔ / مكتبة سلطانية كونه)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۶۵)، المادة: ۱۳۳۸، ۱۳۳۷، ايضاً، ط: فاروقيه كونه۔

شرح المجلة للاتاسى: (۳/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ايضاً، ط: رشيديه۔

نفع کی حد

☆ تجارت میں نفع لینے کی حد شریعت میں مقرر نہیں ہے۔^(۱) البتہ عام (۳۶۵)

مارکیٹ کے رواج سے زیادہ لینا مروت اور اعتماد کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، اور یہ غبن فاحش ہے۔ اور غبن فاحش یہ ہے کہ سامان کی قیمت مقرر کرنے والوں کے اندازہ کے دائرے سے بھی زیادہ ہو۔^(۲)

☆ دکاندار خریدار سے اتنا منافع لینا پسند کرے جتنا دوسروں کو یہ دینا پسند کرتا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دکاندار کو اللہ تعالیٰ نے مال بیچنے والا بنایا اور دوسروں کو خریدار بنانا، اگر معاملہ اس کا برعکس ہوتا اور دکاندار خریدار ہوتا اور خریدار دکاندار ہوتا تو اس وقت دکاندار اس سے جتنا منافع لینا پسند کرتا یہ بھی کسٹمز سے اتنا ہی

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال غلا السعر علی عهد رسول اللہ فقالوا: یا رسول اللہ! قد غلا السعر فسعر لنا، فقال: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۵۹) أبوب التجارة، باب من ذکروه ان یسعر، ط: قدیمی)

☆ من اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه جاز... (الہندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولية، ط: رشیدیہ)

☆ بدائع الصنائع: (۳۹/۵)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

(۲) وعرف الفقهاء الحنفیة الغبن الفاحش بأنه ما لا یدخل تحت تقویم المقومین من أهل الخبرة، فلو قوم السلعة احدثهم بمائة درهم، وقومها الثانی بخمسة وتسعين، وقومها الثالث بتسعين مثلاً، فبیعها بما بین التسعين والمائة فی غبن یسیر، وبالتسعين فما دونها غبن فاحش بالباع، وبالمائة فما فوقها غبن فاحش بالمشتری۔

ثم حدد المتأخرون من الفقهاء الغبن الفاحش للتیسیر فی الفتوی والقضاء والتطبیق انه ما بلغ خمس التیمة فی العقار وعشرها فی الحیوان، ونصف العشر فی العروض وسائر المنقولات، وبهذا اخذت مجلة الاحکام العدلیة فی المادة: (۱۶۵) منها۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید: (۱۹۳/۳) البیوع، بیع المرابحة والتولية، خيار التفریر، ط: دار القلم)

☆ شرح المجله للإتاسی: (۲۶/۳) المادة: ۱۶۵۔ کتاب الاول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیہ۔
☆ درر الحکام إلى مجلة الأحکام: (۱/۱۳۱)، المادة: ۱۶۵، البیوع، المقدمة، ط: دار عالم الكتاب/سلطانیہ کوئٹہ۔

نفع کی حد مقرر نہیں

کاروبار میں شریعت کی رو سے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔^(۲) البتہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔^(۳) پھر اپنے حالات کے لحاظ سے جتنا نفع کوئی تاجر لینا چاہے لے سکتا ہے، اس میں شریعت کے نقطہ نظر سے کوئی پابندی نہیں ہے۔^(۴)

(۱) عن أنس عن النبي ﷺ قال: لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه۔ (صحیح البخاری: ۱۰/۱) رقم الحدیث: ۱۳، کتاب الأیمان، باب من الأیمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ط: الطاف اینڈ سنز

❏ مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۲۲) باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

❏ صحیح مسلم: (۵۰/۱)، کتاب الأیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخیر، ط: قدیمی۔

(۲، ۳) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: غللا السعر علی عهد رسول اللہ ﷺ فقالوا: یا رسول اللہ! قد غللا السعر، فسقر لنا، فقال: ان الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) باب من کره ان یسعر، ط: قدیمی)

❏ من اشترى شیئا وأغلی فی ثمنه جاز...۔ (الہندیہ: (۳/۱۶۱)، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة... ط: رشیدیہ)

❏ ولا ینبغی للسلطان أن یسعر علی الناس لقوله علیه السلام: لا تسعروا فإن اللہ هو المسعر القابض الباسط الرزاق، ولأن الثمن حق العاقد فالیہ تقدیره فلا ینبغی للإمام ان یتعرض لحقه الا اذا تعلق به دفع ضرر العامة۔ (الہدیة: (۳/۴۷۲) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رحمانیہ)

❏ بدائع الصنائع: (۵/۱۲۹)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

❏ الدر مع الرد: (۶/۳۹۹)، کتاب الحظر والإباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

(۳) عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ... قال: من غش فلیس منا۔ وقال الترمذی: حدیث أبی ہریرة حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش۔ وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/۲۳۵) باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید)

❏ مشکوٰۃ المصابیح: (۱/۲۳۸)، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الأول، ط: سعید۔

❏ المسلم أخو المسلم، لا یحل لمسلم باع من أخیه یعالیہ عیب الا بینہ له۔ (جمع الفوائد: (۲/۲۱۰) رقم الحدیث: ۳۶۶۷، کتاب البیوع، باب ما لا یجوز فعله فی البیع... ط: مکتبۃ ابن کثیر)

ہر شریعت میں منافع کی حد مقرر نہیں ہے لیکن بازار کی عام اور متعارف قیمت سے زیادہ وصول کرنا، اور لوگوں کی لاعلمی اور مجبوری سے غلط فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔^(۱)

نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار

شریعت نے زیادہ نفع کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی، البتہ تجارت میں نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے لئے کچھ شرعی و اخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں، ان پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے نفع لینا جائز ہے، چاہے اس کی مقدار کچھ بھی ہو۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصد نفع لینا بھی درست ہے یعنی سو

روپے میں کوئی چیز خرید کر دو سو روپے میں بھی بیچنا جائز ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال: غللا السعر علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقالوا: یا رسول اللہ سعر لنا، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق والی لأرجوان ألقى ربی ولس أحد منکم یطلبنی بمظلمة بدم ولا مال۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۱) کتاب البیوع، باب الحتکار، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز، وقال أبو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ: إذا زاد زیادة لا یتغابن الناس فیها فانی لأحب أن یبعه مرابحة حتی یبین... والاصل أن عرف التجار معتبر فی بیع المرابحة۔ (الفتاویٰ الہندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر: فی المرابحة التوالیة، ط: رشیدی)

أن عقد البیع مع الضرورة علی هذا الوجه جائز فی الحکم، ولا یفسخ إلا أن سبیلہ فی حق الدین والمعروءة أن لا یباع علی هذا الوجه، وأن لا یقتات علیہ بعالمہ۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۳) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: إدارة القرآن)

فہذا الاخبار فی المناہی والحکایات تدل علی أنه لیس له أن یغتم فرصة و ینتہز غفلة صاحب المناع ویغنی من البائع غلاء السعر أو من المشتري تراجع الأسعار فإن فعل ذلک کان ظالما تارکا للعدل والنصح للمسلمین۔ (احیاء علوم الدین: (۷۹/۲) کتاب آداب الکسب المعاش، الباب الثالث: فی بیان العدل فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

دیا تاکہ آپ ﷺ کے لئے ایک بکری خریدیں، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے لئے ایک دینار کے بدلے میں دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری ایک دینار کے بدلے میں فروخت کر دی اور ایک دینار اور ایک بکری لا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی، آپ ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ اس کے بعد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو نفع ہوتا۔^(۱)

اسی طرح صحابہ کرام کے بعض معاملات سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی ضوابط اور اخلاقی پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے سو فیصد سے زیادہ نفع لینا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ کے اطراف میں غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی، بعد میں اسی زمین کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سولہ لاکھ میں فروخت کر دیا۔^(۲)

واضح رہے کہ ان دونوں واقعات کو اگر جانور، زمین اور مکان کے ساتھ خاص رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی ضرورت کبھی کبھار ہی کسی کو پڑتی ہے باقی روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء مثلاً کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع لینا مناسب نہیں۔^(۳)

(۱) ... عن عروہ هو البارقی ان النبی ﷺ اعطاه دیناراً لیشتري له به شاة فاشتری له به شاتین فباع احداهما بدینار فجاءه بدینار وشاة فدعا له بالبرکة فی بیعه فکان لو اشتری التراب لربح فیہ... (صحیح البخاری: (۱/۹۸۷) رقم الحدیث: ۳۶۴۲، کتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشرکین... ط: الطاف اینڈ سنز)

سنن ابی داؤد: (۲/۱۲۳)، کتاب البیوع، باب فی المضارب ینخالف، ط: حقانیہ۔

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۷۳)، أبواب الصدقات، باب الحوالہ، ط: قدیمی۔

(۲) وكان الزبیر اشتری الغابة بسبعین ومائة ألف، فباعها عبد اللہ بألف ألف وست مائة ألف... (صحیح البخاری: (۱/۸۳۷)، رقم الحدیث: ۳۱۲۹، کتاب الجهاد، باب فرض الخمس، ط: الطاف اینڈ سنز)

(۳) واحب ان ابہ هنا علی ان دلالة الوقائع التي ذکرناها من العصر النبوی والعصر الراشدی، علی =

نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا

مثلاً ایک شخص کسی دکاندار سے کوئی چیز قرض پر خریدنا چاہتا ہے، لیکن وہ چیز (۳۶۶) دکاندار کے پاس نہیں ہے، اور دکاندار گاہک کو اس شرط پر رقم قرض دیتا ہے کہ آپ مجھے اس رقم پر اتنا نفع دیں گے، یہ ناجائز ہے، اس طرح گاہک کے لئے نفع دینا اور دکاندار کے لئے نفع لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔^(۱)

نفع کی کم سے کم مقدار

نفع کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ سالانہ زکوٰۃ اور مال دار کا خرچہ نکالنے کے بعد اصل مال کم نہ ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”الامن ولی یتیمالہ مال فلیتجر فیہ ولا یترکہ حتی تا کالہ الصدقۃ“^(۲)

ترجمہ: جو شخص کسی ایسے یتیم کا سرپرست ہے، جس کی ملکیت میں کوئی مال ہو

= جو از بلوغ الربح فی بعض الأحيان إلی ضعف رأس المال، أو أضعافه، لا تعنی أن کل صنفۃ یجوز فیہا الربح إلی هذا الحد، فإن الوقائع التی ذکرناھا من حدیث عروۃ، وحدیث حکیم بن حزام۔ إن صح وحدیث عبداللہ بن الزبیر، ہی فی الحقیقۃ وقائع أعیان أو أحوال لا عموم لہا، ولا یمكن أن یؤخذ منها حکم عام دائم مطرد، لكل تجار الأمة فی کل زمان ومکان، وفي کل الأحوال، وکل السلع۔ ولا سیما اللذین یتاجرون فی السلع الضروریۃ لجماہیر الناس۔ (مجلۃ مجمع الفہم الإسلامی: (۵/ ۲۲۶۴) موضوع: تحدید أرباح التجار)

(۱) قال رسول اللہ ﷺ: کل قرض جز منفعۃ فهو رباً۔ (نصب الرایۃ: (۶۰/۴) کتاب الحوالۃ، ط: مؤسسۃ الریان۔

(۲) القرض بالشرط حرام والشرط لغو۔ (الدر مع الرد: (۱۶۶/۵) باب المزایحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ط: سعید۔

(۳) البحر الرائق: (۱۸۷/۶) کتاب البیوع، باب المتطرفات، ط: سعید۔

(۴) سنن الترمذی: (۱۳۹/۱)، کتاب الزکاة، باب ماجاء فی زکاة مال الیتیم، ط: قدیمی۔

(۵) مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۱۵۷)، کتاب الزکاة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

تو اس سرپرست کو چاہیے کہ اس کے مال میں تجارت کرے، اور اس کو یونہی نہ چھوڑے رکھے کہ پڑے پڑے اس مال کو زکوٰۃ ختم کر ڈالے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی کے مال میں تجارت کے دوران اتنا نفع ہونا چاہیے کہ اس سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے اور مال کے مالک کا خرچہ بھی اس نفع سے نکل جائے۔

نفع کی کوئی تحدید نہیں

شریعت نے نفع کے بارے میں ایسی کوئی حد بندی نہیں کی جو ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر قسم کی اشیاء کو شامل ہو۔ اور اس پر اضافہ نہ ہو سکتا ہو، اگر جھوٹ خیانت اور دھوکہ نہ ہو تو بیچنے والا اور خریدنے والا جس حد تک نفع پر راضی ہو جائیں وہ جائز اور درست ہے۔^(۱)

نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ تاجروں سے فرمایا کرتے تھے: اے تاجروں! اپنا حق ہی لیا کرو اس میں سلامتی ہے، تھوڑا نفع مت لوٹاؤ، ہو سکتا ہے زیادہ نفع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو۔^(۲) اس سے معلوم ہوا کہ نفع تھوڑا بھی ہو سودا کر لینا چاہیے زیادہ سے

(۱) یا ایہا الذین امنوا اتاکوا الاموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم (سورۃ النساء آیت: ۲۹)

(۲) فالبیع ما شرع! لا لطلب الربح والفضل الذی یقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخی: ۱۱۱ / ۱۱۹) کتاب البیوع، ط: دار المعرفۃ

تاکو للبايع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن ولا یجب علیہ أن یبیعہ بسعر السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة فی تعیین الائمان وتقديرها... ولا یمنع الشرع من أن یبیع المرء سلعة بثمن فی حالة، وبثمن اخرى فی حالة اخرى... ما لم یکن فیہ غش أو خداع۔ (بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرة: (ص: ۸، ۹) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراچی)

(۲) یا معشر التجار! خذوا الحق تسلموا، لا تردوا قلیل الربح فتنحروا کثیرة۔ (احیاء العلوم: ۱۱۱)

زیادہ نفع کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔

۳۷۱

نفع کے ساتھ ادھار بیچنا نقد خرید کر

”نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۵/۶)

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا

ضروری ہے۔

☆ ”مال“ جیسا کہ عقد مضاربہ میں رب المال (سرمایہ دینے والا) صرف اپنے مال کی کمائی ہونے کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ اس نے خود کاروبار اور عمل نہیں کیا۔

”عمل“ جیسا کہ مضاربت میں مضارب اپنے عمل و کاروبار کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ مال اس کا نہیں ہوتا کسی اور کا ہوتا ہے۔

☆ ”ضمان“ جیسا کہ درزی نے کسی سے پانچ سو روپے کی اجرت پر ایک کپڑا سینے کے لئے لیا، لیکن اس نے وہ کپڑا خود نہیں سیا، بلکہ دوسرے درزی سے چار سو روپے کے بدلے سلوایا، تو پہلا درزی سو روپے کے نفع کا اس لئے حقدار بنا کہ وہ اس کپڑے کا ضامن ہے، کیونکہ یہاں اس کی طرف سے نہ کوئی مال ہے اور نہ کوئی عمل۔

نوٹ: اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو تو نفع کا مستحق نہیں

ہوتا۔ مروجہ مالیاتی نظام میں ان اصولوں کے خلاف ”یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع

= (۸۰/۲) کتاب اذاب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة

کنز العمال: (۲۸۲/۱۰) رقم الحدیث: ۲۹۳۵۱، حرف العین، کتاب العلم من قسم الأفعال،

لتفصیل فی العلوم المذمومة المباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

تقسیم کرنے کا رواج ہے“ یہ درست نہیں ہے۔^(۱)

نفع لینا قرض دے کر

۳۷۲

”قرض دے کر کمائی کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۵)

نفع لینے میں خیر خواہی کرنا

تجارت میں خریدار اور بیچنے والے کی رضا مندی سے نفع لینا جائز ہے، البتہ نفع لیتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی مکمل خیر خواہی اور بھلائی کا خیال رکھنا اعلیٰ درجہ کا احسان ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بازار میں کمائی کے لئے جائے اور اس کو اپنا مال دوسرے کے مال سے زیادہ محبوب ہو، یعنی اس کی چاہت ہو کہ دوسرے کا مال اس کا بن جائے تو اس نے خرید و فروخت میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔^(۲)

(۱) يكون الاستحقاق للربح احيانا بالمال أو بالعمل و احيانا ايضا بالضمان ... فلذلك يستحق في المضاربة رب المال للربح بماله والمضارب بعمله و اذا وضع أحد من أرباب الصنائع تلميذاً عنده وأعمله فيما قبله وتعهده من العمل بنصف أجرته جاز، والكسب أي الأجرة المأخوذة من اصحاب العمل كما يستحق التلميذ نصفها بعمله يستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل وتعهده إياه... إذا لم يوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذكور أي المال والعمل والضمان فلا يستحق للربح، مثلاً إذا قال أحد لأخر اتجر أنت بمالك على أن يكون الربح مشتركاً بيننا فلا يوجب الشركة، وفي هذه الصورة لا يأخذ حصة من الربح۔ (درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۳/۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الرابع: في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: دار عالم الكتاب۔ /مكتبة سلطانية كوتة)

شرح المجلة لروميه باز: (۵۶۵/۲)، المادة: ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوتة۔

شرح المجلة للاتامسي: (۲۷۱/۳، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، أيضاً، ط: رشديه۔
(۲) وقد قال بعض العلماء: إن العبد إذا دخل السوق للتكسب فكان درهمه أحب إليه من درهم غيره، لم ينهح للمسلمين في المبايعته۔ (قوت القلوب في معاملة المحبوب: (۲۸/۲)، الفصل الثاني والثلاثون شرح مقامات اليقين وأحوال الموقنين، ذكر التكسب والتصرف في المعاش، ط: دار الكتب العلمية)
أحياء علوم الدين: (۲۶۸/۳)، كتاب التوحيد والتوكل، الشطر الثاني من الكتاب في أحوال التوكل، بيان أعمال المتوكلين، ط: دار المعرفة۔

نفع متعین نہ ہو مضاربت میں

”مضاربت میں نفع متعین نہ ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۳/۶)

نفع نقصان مضاربت میں

”مضاربت میں نفع نقصان“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۳/۶)

نفع نقصان میں مضارب کو شریک ٹھہرانا

مضارب نفع میں حسب معاہدہ شریک ہوتا ہے لیکن مضارب کو نقصان میں شریک کرنا یا اس کی شرط رکھنا باطل ہے، اس لئے مضارب کسی بھی صورت میں نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔^(۱)

نفع نہیں لے گا

”خرید کے دام پر دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۳/۳)

نقد

☆ ہر وہ عقد نقد ہے، جس میں ایجاب و قبول کرتے وقت نقد کا لفظ بولا جائے، مثلاً یہ چیز تین ہزار روپے میں لی ہے۔

☆ یا لیتے وقت قیمت پیش کر دی جائے کہ یہ ہزار روپے لے لو اور کپڑے

کا یہ تھان دیدو۔

☆ یا مال کسی کے ہاتھ بھیجا جائے، اور اس سے کہا جائے کہ قیمت لے کر

واپس آنا۔

☆ کچھ تصریح نہ کرے، مثلاً یوں کہے کہ یہ گھڑی سو کی خریدی۔

(۱) تخریج کے لئے ”مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھہرانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

☆ جو مال، ریلوے، ٹرک، ڈاک، یا بائع کے نمائندہ کے ہاتھ منٹوایا

جائے۔

☆ مطلقاً عقد کر کے مال لے لیا، مثلاً ایک تھان کپڑا دو ہزار میں طے کر کے مال اٹھالیا اور چلا گیا بائع نے کچھ مزاحمت نہیں کی۔

پہلی تین صورتیں یقینی طور پر نقد ہیں، اور آخری تین صورتیں یقینی طور پر نقد تو نہیں لیکن نقد کے حکم میں ہیں، لہذا اگر اسی مجلس میں قیمت کا ذکر ہوا، کہ بائع نے پوچھا قیمت کب دیں گے؟ یا خریدار نے خود ہی کہا: مہینہ کے آخر میں دوں گا تو سودا ادھار ہو جائے گا ورنہ نقد ہی رہے گا،

☆ زید نے مال خریدا اور کہا کہ جب تم آدمی بھیجو گے یا حساب کر کے دو گے رقم بھیج دی جائے گی تو یہ نقد ہے۔^(۱)

☆ نقد اس کرنسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے لین دین ہوتا ہو، خواہ سونے کی بنی ہو یا چاندی کی یا ان کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بنی ہو۔

عمدہ اور ردی، صحیح اور فاسد کلام کے درمیان امتیاز کرنے کے فن کو بھی ”نقد“

(۱) البیع المطلق یعقد معجلاً أما إذا جرى العرف في محل علی أن يكون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطاً بأجل معلوم یصرف البیع المطلق إلى ذلك الأجل، مثلاً کو اشتری رجل من السوق شيئاً بدون أن یذكر تعجیل الثمن ولا تأجیله لزمه علیه أداء الثمن فی الحال، أما إذا جرى العرف والعادة فی ذلك المحل بإعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منه بعد اسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف فی ذلك۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۲)، المادة: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

شرح المجلة للاحاسی: (۲/۱۷۰)، المادة: ۲۵۱، ایضاً ط: رشیدیہ۔

درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۱/۲۳۲)، المادة: ۲۵۱، ایضاً ط: دار عالم الكتاب / سلطانیہ کوئٹہ۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیت الثمن: ۱۔ منجز الثمن، وهو ما لا یشرط فیہ تأجیل الثمن، وبمسی بیع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهیة (۹/۹) مادة: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا

مثلاً زید نے بکر سے کہا عمر جو مال بیچتا ہے میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس نقد رقم نہیں ہے اور عمر ادھار پر بیچتا نہیں ہے، لہذا آپ عمر سے مال نقد خرید کر مجھ پر نفع کے ساتھ ادھار میں فروخت کر دیں، اگر بکر عمر سے مال خرید کر قبضہ کر کے نفع کے ساتھ قیمت مقرر کر کے زید پر ادھار فروخت کر دے تو یہ معاملہ جائز ہے۔ (۲)

نقد رقم حاصل کرنے کا طریقہ

”نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۷۶/۶)

نقد رقم قرض دینے کی بجائے کوئی چیز مہنگی بیچ دینا

مثلاً ایک آدمی نے کسی سے پانچ ہزار روپے قرض لینا چاہا، اور اس نے قرض کی رقم دینے کے بجائے ایک کپڑا ساڑھے پانچ ہزار روپے میں اس کے ہاتھ ادھار فروخت کیا، حالانکہ بازار میں اس کپڑے کی قیمت پانچ ہزار ہے، ضرورت مند آدمی

(۱) النقد: (فی البيع) خلاف النسبة ويقال: درهم نقد: جيد لا ينف فيه (ج) نقد۔ والعملية من الذهب أو الفضة وغيرها مما يتعامل به وفن تميز جيد الكلام من ردينه، وصحيحة من فاسده۔ (المعجم الوسيط: (۹۳۳/۲) باب النون، ط: دار الدعوة)

(۲) ومن اشترى شيئاً وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز (الفتاوى الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر: في المرابحة والتولية۔ اخ، ط: رشيدية)

فالبائع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذي يقابله العوض حلال، (المبسوط للسرخي: (۱۱۹/۱۲) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

وللبائع أن يبيع سلعته بما شاء من ثمن... ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعة بثمان في حالته وثمان آخر في حالته آخر۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۸، ۹) أحكام البيع بالتسيط، ط: دار العلوم كراچی)

نے کپڑا لیکر بازار جا کر پانچ ہزار میں فروخت کر دیا، اس صورت میں کپڑے بیچنے والے کو پانچ سو روپے کا فائدہ ہوا، اور ضرورت مند کو پانچ ہزار روپے ملے، اور کپڑا لینے والا پانچ ہزار کے بجائے ساڑھے پانچ ہزار روپے ادا کرے گا، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس صورت میں قرض دے کر ضرورت مند کی خیر خواہی کے بجائے مفاد پرستی واضح طور پر نظر آتی ہے لیکن بیع کی جملہ شرائط موجود ہونے کی وجہ سے یہ بیع (خرید و فروخت) جائز ہے، اس سے مشتری کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور بائع (بیچنے والے کے لئے) کو ادھار پر فروخت کرنے کی وجہ سے نقد کی نسبت سے زیادہ قیمت مقرر کرنا بھی جائز ہے لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، یہ انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔^(۱)

نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا

عام طور پر نقد رقم کے لئے اس طرح منصوبہ بناتے ہیں، مثلاً زید کو کاروبار کے لئے نقد رقم کی ضرورت ہے، وہ بکر سے کہتا ہے کہ آپ کے پاس رقم ہے، آپ عمر کی دکان سے اتنا مال خرید لو، میں وہ مال آپ سے چھ مہینے کے ادھار پر دس فیصد

(۱) كان يحتاج المديون، فيأبى المسؤول أن يقرض بل أن يبيع مايساوي عشرة بخمسة عشر إلى أجل، فيشتره المديون، ويبيعه في السوق بعشرة حالة، ولا بأس في هذا، فإن الأجل قابله قسط من الثمن، والقرض غير واجب عليه دائماً بل هو مندوب، فإن تركه بمجرد رغبة منه إلى زيادة الدنيا فمكروه أو لعارض يعذر به فلا... وما لم ترجع إليه العين التي خرجت منه لا يسمى بيع العينة؛ لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقاً والافكل بيع العينة. (فتح القدير: ۱۹۹/۷) كتاب الكفالة، ط: رشيدية
فإن لم يعد كما إذا باعه المديون في السوق فلا كراهة فيه بل خلاف الأولى؛ فإن الأجل قابله قسط من الثمن والقرض غير واجب عليه دائماً بل هو مندوب، وما لم ترجع إليه العين التي خرجت منه لا يسمى بيع العينة؛ لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقاً والافكل بيع العينة واقره في البحر والنهر والشرنبلالي وهو ظاهر، وجعله السيد ابو السعود محمل قول أبي يوسف، وحمل قول محمد والحديث على صورة العود. (شامی: ۳۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب بيع العينة، ط: سعيد
البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب الكفالة - فصل: ولو اعطى المطلوب الكفيل، ط: سعيد.

اضافی منافع پر خرید لوں گا چنانچہ بکرنے وہ مال عمر سے خرید کر زید کو دے دیا، پھر زید نے وہی مال عمر کو اتنی رقم یا اس سے کم رقم میں فروخت کر دیا، اور اس سے رقم وصول کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

واضح رہے کہ زید، بکر اور عمر کے درمیان پہلے سے اس طرح معاملہ کرنے کی بات طے ہوتی ہے، اور ایسا کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آج کل ضرورت کے وقت کوئی بھی رقم ادھار دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اور نقد حاصل کرنے کے لئے لوگ اس طرح معاملہ کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پہلا عقد بکر اور عمر کے درمیان نقد قیمت پر مال کی خرید و فروخت کا ہے، ان دونوں نے جب آپس میں ایجاب اور قبول سے نقد قیمت پر مال بیچنے اور خریدنے کا معاملہ کیا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔^(۱)

دوسرا عقد بکر اور زید کے درمیان ہوا ہے، اگر بکر نے اسی خریدے ہوئے مال پر باضابطہ قبضہ کرنے کے بعد ادھار پر اضافی قیمت کے ساتھ فروخت کیا، اور زید نے اپنی خوشی سے اسی قیمت پر قبول کیا تو شرعاً یہ معاملہ بھی درست ہے،^(۲)

(۱) البیع یعتقد بایجاب و قبول۔ (شرح المجملۃ لرسولہم باز: (۱/۶۱)، رقم المادة: ۱۶۷، الكتاب الأول: فی البیوع، الباب الأول، الفصل الأول فیما يتعلق برکن البیع، ط: مکتبہ فاروقیہ۔
 الهدایۃ: (۳/۱۹)، کتاب البیوع، ط: رحمانیہ۔

(۲) حاشیہ الشبلی علی التبیین: (۳/۳) کتاب البیوع، ط: امدادیہ ملتان۔
 (۲) ومن اشتری شیئاً وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاویٰ الہندیۃ: (۳/۱۶۱) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیۃ، ط: رشیدیہ)

وإذا عقد العقد علی أنه الی أجل کذا و کذا و بالنقد بکذا، أو قال: الی شهر بکذا، أو الی شهرین بکذا، فهو فاسد، لأنه لم يعاطه علی ثمن معلوم، ونهی ﷺ عن شرطین فی بیع، وهذا هو تفسیر الشرطین فی البیع ومطلق النہی یوجب الفساد فی العقود الشرعیۃ۔ وهذا إذا اختلف علی هذا، فإن کان یتراضیان بینہما ولم یتفرقا حتی قاطعه علی ثمن معلوم و أتما العقد علیہ، فهو جائز، لأنہما ما اختلفا إلا بعد تمام شرط صحة العقد۔ (المبسوط للسرخسی: (۸/۱۳)، کتاب البیوع، باب البیوع الفاسد، ط: دار المعرفۃ) =

لیکن اگر پہلے عقد میں بائع عمر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال بیچنا ہو تو مجھے ہی بیچا جائے، اسی طرح دوسرے عقد میں اگر بائع بکر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال عمر ہی کو بیچا جائے تو چونکہ اس طرح کی شرط رکھنے سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے اگر ایسی شرط لگائی گئی ہو تو یہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔^(۱)

نقد کاروبار کی شرط رکھنا مضاربت میں

”مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

① سونے اور چاندی کی دھاتیں خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہوں یا ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں، فقہاء کرام کی عبارات میں ”النقدان“ کا لفظ سونے چاندی کے لئے کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

② سونے چاندی کے سکوں کے لئے نقد کا لفظ استعمال ہوتا ہے، چاہے وہ عمدہ ہوں یا عمدہ نہ ہوں، سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات سے بنے ہوئے سکوں کو ”فلوس“ کہتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے ”فلوس“ ”نقد“ میں شامل نہیں۔

③ ہر وہ چیز جو اشیاء اور خدمات کے عوض میں دی جائے، خواہ وہ سونا ہو یا

① = أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء المحدثين، فقد أجازوا البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشرط أن يثبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبشمن متفق عليه عند العقد۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۷) احكام البيع بالنسيئة، زيادة الثمن لأجل الأجل، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) (ولا بيع بشرط) ... (لا يقضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما)۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۸۳، ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

② البحر الرائق: (۶/ ۸۳، ۸۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

③ الهنديّة: (۳/ ۱۳۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر: في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيد بید۔

چاندی، چمڑا ہو یا پیتل اور کاغذ وغیرہ بشرطیکہ اس کو عام طور پر قبولیت حاصل ہو موجودہ دور میں ”زر“ اور ”نقد“ کا لفظ اس تیسرے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔^(۱)

نقد لین دین لکھنے کی ضرورت نہیں

نقد لین دین میں فریقین کے درمیان اختلاف اور جھگڑا کا اندیشہ کم ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید نے لکھنے کا حکم نہیں دیا، البتہ اگر فروخت کی گئی چیز بڑی مالیت کی ہو تو رسید کا اہتمام ضروری کرنا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقص سامنے آئے تو مشتری کے پاس خریداری کا ثبوت موجود ہو جو فروخت کرنے والے کے سامنے پیش کیا جاسکے جبکہ حضرت عداء بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا لونڈی خریدی اور آپ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر دی:

هذا ما اشترى العداء بن خالد بن هوذة من محمد رسول الله صلى الله

عليه وسلم اشترى منه عبداً أو أمة لا داء ولا غائلة ولا خبشة بيع المسلم

المسلم۔^(۲)

یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱) وانتقد فی الاصطلاح یا تى بمعان: الأول: انها المعدنى الذهب والفضة ومن هنا يكثر فى كلام الفقهاء

المتقدمين "النقدان" - بالثنية - إشارة إلى المعدنين - ويطلق الاسم عليها سواء أكانا مضروبين "أى

مسكوكين" أم غير مضروبين بأن كانا سبائك أو تبراً أو حلياً أو غير ذلك - فاما فى المسكوكين

فكثير - الثانى: انها اسم من الذهب والفضة خاصة، أطلق عليها الإسم لانها هى التى كانت تنقد فى الاثمان

عادة - سواء دفعت حالاً أو بعد أمد، جيدة أو غير جيدة، دون غيرهما مما يستعمل للتبادل - ومن عباراتهم

الدالة على ذلك قول السرخى فى المبسوط: "ان الفلوس تروح فى ثمن الخسيس من الأشياء دون

النفس بخلاف النقود" فباين بين الفلوس وبين النقود... الثالث: أنه اسم لكل ما يستعمل وسيطاً

للتبادل سواء كان من ذهب أو فضة أو نحاس أو جلود أو ورق أو غير ذلك إذا كان يلقى قبولاً عاماً...

وهذا الاصطلاح الثالث هو ما جرى عليه الاستعمال فى هذا العصر - (الموسوعة الفقهية: (۱۷۳/۳۱)

حرف النون، مادة: نقود، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(۲) جامع الترمذى: (۲۳۰/۱) ابواب البيوع، باب ما جاء فى كتابة الشروط، ط: سعيد -

وسلم سے کی ہے، اس نے آپ سے ایک ایسا غلام یا اونڈی خریدی ہے جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکہ دہی ہے یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے۔

۳۸۰

نقد معاملہ ہوگا

اگر بیع کرتے وقت ”نقد“ کا لفظ بول دیا یا قیمت ادا کر دی، یا بینک وغیرہ کے ذریعہ قیمت وصول ہوگئی، یا نقد و ادھار کی صراحت نہ کی، اور مال لے لیا، تو ان تمام صورتوں میں معاملہ نقد ہوگا، اور بائع (سیلر) کو ہر وقت قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔^(۱)

نقد میں اتنی اور ادھار میں اتنی قیمت ہے

”قیمت متعین ہونا ضروری ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۲/۵)

نقد میں قیمت کم ادھار میں زیادہ لینا

نقد میں قیمت کم اور ادھار میں زیادہ لینا جائز ہے، البتہ ادھار ہونے کی

(۱) البیع المطلق یعقد معجلاً ما إذا جرى العرف في محل على أن يكون البيع المطلق مؤجلاً أو مقسطاً بأجل معلوم ينصرف البيع المطلق إلى ذلك الأجل، مثلاً لو اشترى رجل من السوق شيئاً بدون أن يذكر تعجيل الثمن ولا تأجيله لزمه عليه أداء الثمن في الحال، أما إذا جرى العرف والعادة في ذلك المحل بإعطاء جميع الثمن أو بعض معين منه بعد أسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف في ذلك۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۲/۱)، المادة: ۲۵۱، البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

شرح المجلة للإناسی: (۱۰۲/۲)، المادة: ۲۵۱، أيضاً، ط: دار عالم الكتاب/مسلطانیہ کوئٹہ۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیت الثمن: ۱۔ منجز الثمن، وهو ما لا يشترط فيه تأجيل الثمن، ويمس ببيع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهية (۹/۹) مادة: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

صورت میں مجلس عقد میں ادھار کی کل قیمت، مدت اور قسط مقرر کرنا ضروری ہے۔ (۱)

۳۸۱

نقصان ایک چیز میں کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا
 ”ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۷۹/۱)

نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے

اگر چند افراد مل کر شراکت کے طور پر کام کر رہے ہیں اور اس میں نقصان ہو، تو تاوان تمام شرکاء پر رقم کے تناسب سے تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر ہے تو تاوان بھی تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر نہیں ہے تو نقصان تمام شرکاء میں برابر تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اصل رقم کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً پانچ افراد شریک ہیں اور ہر ایک نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو صرف ایک شریک کو ذمہ دار ٹھہرانا درست نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک شریک بیس ہزار کا ذمہ دار ہوگا۔

اور اگر ایک کاروبار میں پانچ افراد شریک ہیں اور ایک شریک نے رول لٹ جمع کئے اور دوسریوں نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور دوسرے دوسریوں نے پچاس پچاس ہزار جمع کئے، اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو دو لاکھ والے چالیس ہزار کا اور ایک ایک لاکھ والے بیس بیس ہزار کے اور پچاس پچاس ہزار والے دس دس ہزار کے ذمہ دار ہوں گے۔ (۲)

(۱) تخریج کے لئے ”ادھار میں قیمت زیادہ لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) مطلب اشراط الربح متفاوتا صحیح، بخلاف اشراط الخسران: ... فما كان من ربح فهو بينهما على قدر رؤوس أموالهما، وما كان من وضعية أو تبعة فكذلك، ولا خلاف ان اشراط الوضعية بخلاف قدر رؤوس المال باطل، و اشراط الربح متفاوتا عندنا صحیح۔ (شامی: ۳۰۵/۳)، کتاب الشركة ط: سعید =

نقصان کا سودا ہے

خریدار نے بائع (بیچنے والے) سے اقالہ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نقصان کا سودا ہے، تو بائع نے کہا اس کو بیچو! جو نقصان ہو گا وہ میں ادا کروں گا، خریدار نے فروخت کیا اور نقصان اٹھایا تو بائع پر کچھ دینا لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اقالہ نہیں ہوا اور خریدار اس چیز کا مالک رہا، اور نقصان بھی اسی کا ہوگا بائع کا نہیں، ہاں اگر اقالہ ہو جاتا تو اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار بائع ہوتا۔^(۱)

نقصان کا عوض مشتری سے لینا

اگر اقالہ میں بائع (سیلر) کے مالی نقصان ہونے کی صورت میں وہ مشتری سے اس کا عوض لینا چاہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ مشتری (خریدار) بیع (بیچی گئی چیز) واپس کرے گا اور بائع نے جو ٹمن لیا تھا وہ پورا پورا واپس کرے گا اس میں کانٹ چھانٹ کر کم کر کے واپس کرنا جائز نہیں، اور نقصان کی تلافی مشتری سے کرنا جائز نہیں ہے۔^(۲)

= شرح المجملۃ لرستم باز: (۵۷۲/۲)، المادة: ۲۳۶۹، ۱۳۷۰، أنواع الشركات، الباب السادس: فی بیان شركة العقد، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الأول... ط: فاروقیہ کوئٹہ۔
 شرح المجملۃ للاحماسی (۲۹۳/۳)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أيضاً، ط: رشیدیہ۔
 (۱) (مسئل): فی رجل باع ثمرة كرمه البارزة من زيد فقال زيد إنها تخسر فقال البائع: بعها فإن خسرت فعلى فباعها ويزعم أنه خسرو أنها تلزم البائع فهل لا تلزمه؟ (الجواب): نعم قال المشتري إنه يخسر فيه فقال البائع: بعها فإن خسرت فعلى فباع لا يلزمه شيء - بزازية من نوع الإقالة - (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۲۶۰/۱) كتاب البيوع، ط: امدادیه

قال المشتري أنه يخسر فقال البائع: بعها فإن خسرت فعلى فباع لا يلزمه شيء - (الفتاوى البزازية على هامش الهنديه: ۳۷۱/۳) كتاب البيوع، الثاني فيما يكون بيعاً... الخ، ط: رشیدیہ۔
 شامی: (۱۲۰/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعید۔

(۲) (فرع) باع صابوناً رطباً تقايلاً بعد ما جف فنقص وزنه لا يجب على المشتري شيء لأن كل المبيع باق - (فتح القدير: ۳۵۲/۶)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشیدیہ جدید) =

اور اگر بائع اقالہ کرنے کی صورت میں نقصان ہونے کی وجہ سے اقالہ پر راضی نہیں، اور مشتری نقصان کا ازالہ کر کے بھی اقالہ کرنا چاہتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ اس سودے سے جان چھڑانا چاہتا ہے تو اس طرح کرنا ممکن ہے کہ مثلاً پچاس ہزار کا نقصان بائع کو پہنچا ہے یعنی مارکیٹ میں قیمت گرنے کی وجہ سے اگر بیع (پہنچی گئی چیز) واپس لے کر فروخت کرے گا تو پچاس ہزار کم میں فروخت ہوگی، تو اس صورت میں اقالہ کرنے سے پہلے بائع مشتری سے پچاس ہزار روپے قرض لے، اور اس کے بعد مشتری اپنے اس قرض سے بائع کو بری کر دے (معاف کر دے)، پھر بائع بیع کا اقالہ ثمن اول (سودے کے وقت طے کی گئی رقم) پر کر کے بیعانہ کی رقم بھی مشتری کو واپس کر دے، اس طرح اقالہ بھی صحیح ہو جائے گا اور بائع کے نقصان کی بھی تلافی ہو جائے گی، اور مشتری کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔^(۱)

نقصان کا مطلب موجودہ دور میں

”وعدۃ بیع کے نقصانات کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۶)

نقصان کر کے تلافی کرنا

”ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۷۹/۱)

= البحر الرائق: (۱۷۵/۶)، کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: رشیدیہ۔

الفتاویٰ الہندیہ: (۱۳۶/۳)، کتاب البیوع، قبیل احادی عشر، ط: رشیدیہ۔

(۱) الساقط لا یعود۔ (الاشباہ والنظائر: (ص: ۳۱۱) الفن الثالث، بیان ان الساقط لا یعود، ط: قدیمی)

الساقط لا یعود کما ان المعدوم لا یعود... ویفزع علیہا مسائل... ومنها لو ابرأ الدائن مدبوہ من

الدین الذی علیہ سقط الدین، ولا تسمع الدعوی بہ۔ (شرح المجلۃ لسلم رستم باز: (۳۰/۱)

المادة: ۵۱، المقالة الثانية، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت)

شامی: (۶۲۳/۵) کتاب الاقرار، فصل فی مسائل شتی، ط: سعید۔

نقصان کی تلافی کی شرط لگانا خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت
”خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقصان کی ذمہ داری شراکت میں

جس طرح کاروبار میں نفع ہوتا ہے اسی طرح کاروبار میں نقصان کا احتمال
بھی ہوتا ہے۔ اور اصل سرمایہ ڈوب جانے کو نقصان کہتے ہیں۔ نقصان کی ذمہ داری
کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا۔

- ① نقصان ہمیشہ کاروبار میں لگے ہوئے سرمایہ کی نسبت سے تقسیم کیا جائے
گا۔ اور ہر شریک اپنے نسبتی حصہ کے نقصان کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتا۔^(۱)
- ② جس فریق نے کاروبار میں سرمایہ نہیں لگایا، اس کو نقصان برداشت کرنا
نہیں ہوگا جیسا کہ مضاربت میں مضارب کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا۔^(۲)

(۱) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تقصر تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤس الأموال...
لحديث: الربح على ما شرطوا والوضعية على قدر المالكين۔ (شرح مجلة لرستم باز: (۵۷۲/۲) المادة:
۱۳۶۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان،
المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقية)

② فتح القدير: (۱۶۵/۱) كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير، ط:
رشيدية جديد۔

③ حاشية الشلبي عا، تبين الحقائق: (۳۲۰/۳) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) يعود الضرر والخسارة في كل حال على رب المال وإذا شرط أن يكون مشتركا بينهما فلا يعتبر ذلك
الشرط۔ (شرط المجلة لرستم باز: (۵۹۳/۲) المادة: ۱۳۲۸، الكتاب العاشر في أنواع الشركات،
الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: مكتبة فاروقية)

④ يعود الضرر والخسارة في كل حال على رب المال إذا تجاوز الربح إذ يكون الضرر والخسارة في
هذا الحال جزاء، اهالك من المال فلذلك لا يشترط على غير رب المال ولا يلزم به آخر۔ (در الاحكام
شرح مجلة الاحكام: (۳۵۹/۳) شرح المادة: ۱۳۲۸، ايضاً، ط: دار الجيل)

⑤ مجمع الأنهر: (۳۵۸/۳) كتاب المضاربة، قبل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

مسئل ہونے والے نقصان کو آئندہ ہونے والے منافع سے آہستہ

آہستہ منہا کیا جاسکتا ہے، اور اس طریقے سے نقصان کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔^(۱)

۳۸۵

نقصان کی وصولی ملاوٹ کے بقدر

”ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۸/۶)

نقلی چیز اصلی ڈیزائن میں فروخت کرنا

بازار میں ایک چیز کمپنی کی اصلی ہوتی ہے، اور دوسری چیز اس کی نقل ہوتی ہے، اس طرح گاہک کو دھوکے سے نقلی چیز دے دیتے ہیں، چیز پہ ڈیزائن بالکل اصلی چیز کا ہوتا ہے اور پیکٹ بھی اسی طرح کا بنایا جاتا ہے، لیکن اگر گاہک پڑھا لکھا نہیں ہے تو اسکو دکاندار نقلی چیز دے دیتا ہے، اور وہ دکاندار پر اعتماد کر کے لے جاتا ہے، اور بعض دفعہ نام بھی ایک ہوتا ہے، تو اس طرح نقلی چیز کو اصلی کہہ کے فروخت کرنا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور ایسی آمدنی میں خبث اور بے برکتی ہوتی ہے، (یاد رہے کہ جو دھوکہ کرتا ہے اس کے ساتھ بھی ایک دن دھوکہ ہوتا ہے پھر سنبھلنا مشکل ہوتا ہے، اس وقت افسوس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا) اگر گاہک کو معلوم ہو جائے کہ یہ نقلی ہے تو خریدا ہوا مال دکاندار کو واپس کر سکتا ہے اور بیع (سودا) فسخ

(۱) وإن قسم الربح وبقیت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه تراد الربح لياخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما۔ (الدر المختار مع الرد: ۲۵۶/۵) كتاب المضاربة، قبيل فصل في المتفرقات، ط: سعيد
والأصل أن تقسيم الربح قبل قبض رب المال رأس مال موقوف إن قبض رأس المال صحت القسمة وإن لم يقبض بطلت۔ وذلك لو بقت المضاربة بعد تقسيم الربح وتلف مؤخر أكل رأس المال أو بعضه ليرد الربح المأخوذ ويعاد إلى رأس المال ويكمل رأس المال رب المال وإذا زاد شيء عن ذلك لياخذ رب المال والمضارب على الوجه المشروط۔ (در الحکام شرح مجلة الأحكام: ۳۵۸/۳) شرح المادة: ۱۳۲، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، ط: دار الجليل

مجمع الأنهر: (۳۵۹/۳) كتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

نکاح کافر

”کافر کا نکاح“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۷/۵)

نگران مقرر کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں

”تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے“

عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

نگرانی

دکان اور کارخانہ میں فروخت کرنے والی جماعت یا ملازمین کی نگرانی بھی ضروری ہے لیکن اسلام نے نگرانی کا طریقہ غیروں کی طرح کیمرہ وغیرہ نہیں سکھایا، بلکہ اسلام نے نگرانی کا طریقہ یہ سکھایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور خود احتسابی کا عمل جاری ہو، تو اس سے دھوکہ، فریب، جھوٹ اور خورد برد سب سے نجات مل

(۱) ”من غش فلیس منا“... (جامع الترمذی: (۱/۲۳۵)، ابواب البيوع، باب ماجاء فی كراهية الغش فی البيوع، ط: قديمی۔

☞ صحیح مسلم: (۱/۹۵)، کتاب الايمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانیہ۔
☞ قال ابن أبي أوفى: الناجش أكل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا يحل، قال النبي ﷺ: الخديعة في النار... (صحیح البخاری: (۱/۵۶۹)، رقم الحديث: ۲۱۳۲، کتاب البيوع، باب النجش... ط: الطاف اينڈسٹری۔

☞ قال العبد الضعيف: ... ”من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري، فان لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد۔ لما روى حكيم بن حزام عن النبي ﷺ أنه قال: ”البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما وان كذبا وكتمان حق بر كه بيعهما... قال الموفق۔ وانه متى علم بالمبيع عيباً لم يكن عالمأ به فله الخيار بين الامساك والفسخ... (اعلاء السنن: (۱۳/۵۸)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

☞ الدر مع الرد: (۵/۳۷)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

نگینہ والا زیور کا تبادلہ

”زیور جڑاؤ ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۴)

نماز اور کمائی

”حلال کمائی ایک فریضہ ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۳)

نماز کا اہتمام تجارت کے دوران

مسلمان پر متعین اوقات میں نماز ادا کرنا فرض ہے،^(۲) کاروبار کے دوران بھی نماز کا وقت آنے کی صورت میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا لازم ہے، کاروباری مصروفیات کی وجہ سے نماز چھوڑنا اور جماعت ترک کرنا درست نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔^(۳)

(۱) عن شداد بن اوس عن النبی ﷺ قال: الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله، هذا حدیث حسن۔ ومعنی قوله من دان نفسه یقول حاسب نفسه فی الدنيا قبل ان یحاسب یوم القامة۔ ویروی عمر بن الخطاب قال: حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وتزینوا؛ للعرض الاکبر وانما یخف الحساب یوم القيامة علی من حاسب نفسه فی الدنيا۔ ویروی عن میمون بن مهران قال: لا یكون العبد تقياً حتی یحاسب نفسه کما یحاسب شریکه من این مطعمه وملبسه۔ (جامع الترمذی: (۷۲/۲)، أبواب صفة القيامة، باب بلا عنوان، ط: قدیمی)

☞ محاسبة النفس لابن ابي الدنيا: (ص: ۲۲)، ط: دار الکتب العلمیة۔

☞ الفقه الاقتصادي لعمر بن الخطاب: (ص: ۵۲۳)، الباب الثالث: مراقبة الدولة للاقتصاد، الفصل الأول، المبحث الأول: الحسبة ومراقبة الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء۔

(۲) قال الله تعالی: ان الصلاة كانت علی المؤمنین کتاباً موقوفاً۔ (سورة النساء: ۱۰۳)

(۳) (و ناکہا عمداً مجاناً) أي تکاسلاً فاسق (یحس حتی یصلی) لأنه یحس لحق العبد فحق الحق أحق۔ ولیل یضرب حتی یسبل منه الدم۔ وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حداً وقیل کفروا (الدر المختار مع الرد: (۳۵۲/۱) کتاب الصلاة، ط: سعید)۔

قرآن مجید میں ہے کہ "رِبَّجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَتُهُمْ وَلَا بَيْعُهُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ"^(۱) (اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے غافل نہیں کرتی۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔۔۔ ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور کاروباری لین دین کی مشغولیت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی؟ چنانچہ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل فرما دیں گے، پھر سارے لوگ کھڑے ہوں گے ان کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا^(۲) اس لئے مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ پہلی جماعت میں شریک ہو کر تمام لوگ ایک ساتھ نماز ادا کریں۔

☞ (فتسن أو تجب) ثمرة تظہر فی الإثم بتر کھامرة۔

قولہ: بتر کھامرة بلا عذر۔ هذا عند العراقيين۔ وعند الخراسانيين إنما يثم إذا اعتاده (الدر المختار مع الرد: (۱/۵۵۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ط: سعيد۔

☞ حلیبی کبر: (ص: ۵۰۹) فصل فی الإمامة، وفيها مباحث، ط: سهیل اکیڈمی۔
(۱) سورة النور آیت: (۳۷)

(۲) عن اسماء بنت یزید قال: قال رسول الله صلى عليه وسلم "يجمع الله الناس يوم القيامة في صعيد واحد يسمعون الداعي وينفذهم البصر فيقوم منادى... فينادى أين الذين كانوا لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله؟ فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يقوم سائر الناس فيحاسبون۔ (تفسیر الدر المنثور (۲۰۸/۶) سورة النور آیت: ۳۷، ط: دار الفکر)

☞ كنز العمال: (۱۵/۸۵۳) رقم الحديث: ۳۳۳۹۲، الكتاب الخامس من حروف الميم في المواعظ والحكم من قسم الأحوال، الفصل الثالث من الثلاثيات، ط: مؤسسة الرسالة۔

☞ شعب الايمان للبيهقي: (۱/۴۵۳، ۴۵۴) رقم الحديث: ۶۹۳، العاشر من شعب الايمان: وهو باب في محبة الله عز وجل، فصل في ذكر آثار وأخبار وردت في ذكر الله عز وجل، ط: دار الكتب العلمية۔

نمائش میں سٹال لگانے کے لئے زیادہ آمد و رفت والی جگہ کا انتخاب

”زیادہ آمد و رفت والی جگہ کا انتخاب کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۴) ۳۸۹

نمبر اول کا مال چاہیے

”ایک نمبر کا مال چاہیے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

نمبر خریدنا

موجودہ دور میں پیسوں کے عوض نمبر خریدے جاتے ہیں، اور نمبروں کا ٹوکنا ملتا ہے اس کے بعد مقررہ وقت پر قرضہ اندازی کی جاتی ہے، اور جاری کئے گئے نمبروں میں سے ایک دو تین یا اس سے کچھ زیادہ خاص نمبر نکالے جاتے ہیں اور درجے کے حساب سے ان کو انعام دیا جاتا ہے اور باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملتا، اور پیسے بھی ڈوب جاتے ہیں، یہ سراسر جو ہے، شیطانی کام ہے، اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کاروبار بھی ناجائز اور آمدنی حرام ہے۔^(۱)

(۱) یا ایہا الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون (المائدہ: ۹۰)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی امتی الخمر و المیسر۔ (مسند احمد بن حنبل: (۱۲۳/۱۱) رقم الحدیث: ۶۵۶۳، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة)

القمار کلہ من المیسر... وهو السہام التي یجیلونها فمن خرج سهمہ استحق منه ما توجبه علامۃ السہم... وحقیقته تملیک المال علی المخاطرة، وهو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعة علی الأخطار۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۶۵/۲) المائدہ: ۹۰، ط: دار الکتب العربی)

وسمى القمار قماراً؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب مالہ إلى صاحبه ویجوز أن یتغید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۳۰۳/۶) کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید)

عن عباس قال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ إذا حرم شیئاً حرم ثمنہ۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۳) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام، ط: ادارة القرآن)

نمک لگائے ہوئے چمڑے کی خرید و فروخت

جس جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اس کے چمڑے کی خرید و فروخت دباغت سے پہلے اور دباغت کے بعد ہر حالت میں جائز ہے، البتہ مردار جانور کی کھال دباغت سے پہلے بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، اور چمڑے پر نمک لگانے سے دباغت ہو جاتی ہے اس لئے مردار جانور کی کھال پر نمک لگانے کے بعد بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔^(۱)

نمونوں کے ہدیے

مختلف ادارے اپنی مصنوعات کے لئے نمونے خریداروں کو ہدیے کے طور پر دیتے ہیں تاکہ خریدار لوگ ادارے کی مصنوعات کے فوائد، خصوصیات، اور ان مصنوعات کے استعمال کے طریقے پہچان لیں، اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

① ہدیے لینے والا اس چیز کا خود خریدار ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ خریدار چیز کو خریدنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لے، پھر اس سے مطمئن ہو کر اس کا سودا کر لے تو یہ ہبہ ہے، لینا اور دینا دونوں جائز ہے، البتہ ادارے کے لئے ضروری ہے کہ ساری

(۱) (و جلد مینة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعدہ) الدبغ (بیاع) إلا جلد انسان وخنزیر و حیة... (الدر مع الرد: (۷۳/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔
الہندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ وما لا یجوز الفصل الرابع فی بیع حیوانات، ط: رشیدیہ۔

استمتعوا بجلود الميتة اذھی دبغت ترابا کان او رمادا او ملحاً او ما کان بعد ان یزیل صلاحہ۔ (فتح القدیر: (۹۵/۱)، کتاب الطہارۃ، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء وما لا یجوز، قبیل فصل: فی البشر، ط: دار الفکر / رشیدیہ۔

② ثم الدبغ هو ما یمنع عود الفساد إلى الجلد عند حصول الماء فیہ، والدبغ علی ضربین حقیقی و حکمی، فالحقیقی: هو أن یدبغ بشیء له قیمہ کالشب والقرظ والعفص، وقشور الرمان، ولحی الشجر والملح وما شہ ذلک۔ (البحر الرائق: (۱۷۹/۱)، کتاب الطہارۃ، ط: رشیدیہ۔

مصنوعات ان نمونوں کے معیار کے مطابق ہوں، ایسا نہ ہو کہ نمونے اعلیٰ معیار کے ہوں اور باقی مصنوعات گھٹیا معیار کی ہوں، ورنہ دستو کہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

❁ ہدیہ لینے والا خود خریدار نہیں ہے، بلکہ وہ دوسرے کو خریدنے میں رہنمائی یا مدد کرنے والا ہو، جیسے ڈاکٹر مریضوں کو دواؤں کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے، اور ان کو ان کے مرض کے لحاظ سے دوائی لکھ کر دیتا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر یا معالج نمونہ جاتی ہدیہ لینے سے احسان مند ہو کر ہدیہ کرنے والے ازارے کی ہی دوائی مریضوں کے لئے تجویز کرے جبکہ اس ادارے کی دواؤں سے دوسرے

(۱) کان رسول اللہ ﷺ یقبل الهدیة ویثیب علیہا۔ (صحیح البخاری: (۳۵۲/۱)، کتاب الہبۃ، ...

باب المکافاة فی الہبۃ، ط: قدیمی۔

❁ اھدی الی رجل شیئاً أو اضافہ إن کان غالب مالہ من الحلال فلا بأس۔ (الھندیۃ: (۳۴۲/۵)، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر: فی الھدایا والاضافات، ط: رشیدیہ۔

❁ البزازیۃ علی هامش الھندیۃ: (۳۶۰/۶)، کتاب الکراھیۃ، الفصل الرابع: فی الھدیۃ والمیراث، ط: رشیدیہ۔

❁ ”من غش فلیس منا“ ... (جامع الترمذی: (۲۳۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

❁ صحیح مسلم: (۹۵/۱)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

❁ قال ابن اوفی: الناجش اکل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا یحل، قال النبی ﷺ: الخدیعة فی النار ... (صحیح البخاری: (۵۶۹/۱)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش ... ط: الطاف اینڈ سنز۔

❁ قال العبد الضعیف: ... ”من علم بسلعته عیباً لم یجز بیعها حتی ینبئہ للمشری، فان لم ینبئہ فهو اثم عاص، نص علیہ احمد۔ لماروی حکیم بن حزام عن النبی ﷺ انه قال: ”البیعان بالخیار ما لم ینتفرقا فان صدقا وینابورک لهما وان کذبا وکتما محق برکہ بیعہما ... قال الموفق۔ وانه متى علم بالمبیع عیباً لم یکن عالماً به فله الخیار بین الامساک والفسخ ... (اعلاء السنن: (۵۸/۱۳)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: ادارة القرآن۔

❁ الدر مع الرد: (۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

ادارے کی دوائیں زیادہ معیاری یا کم قیمت کی ہیں، اور ان کو نظر انداز کر کے ہدیہ دینے والے ادارے کی دوائی لکھ کر دیتا ہے تو اس قسم کا ہدیہ لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس سے مریضوں کا نقصان ہے اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

اور اگر ہدیہ دینے والے اداروں کی دوائی معیاری اور ضرورت ہونے کی بنا پر مریضوں کو لکھ کر دیتا ہے بلا ضرورت نہیں تو اس صورت میں نمونہ جاتی ہدیہ لینا جائز ہوگا۔^(۱)

نمونہ دکھانے کے بیچ کرنا مال کے بغیر

بعض کاروباری لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس مال موجود نہیں ہوتا، وہ اپنے پاس مال کا نمونہ (سیمپل) رکھتے ہیں، گاہک کو سیمپل دکھا کر سودا کر لیتے ہیں، اور معاملہ طے ہونے کے بعد دوسرے دکاندار یا مل والے سے مال خرید کر مہیا کرتے ہیں۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو مال اپنے پاس موجود نہ ہو صرف اس کا سیمپل دکھا کر سودا کرنا جائز نہیں ہے، شرعی بیع منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ایسی چیز کا بیچنا جو اپنی ملکیت میں نہ ہو شرعی جائز نہیں ہوتا، البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ دکاندار یا کاروباری حضرات گاہک سے نمونہ دکھا کر مال کا آرڈر لے لے، اور یہ بیع کا وعدہ

(۱) "ملعون من ضار مؤمناً أو مکرہ رواہ الترمذی: (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۳۲۸)، کتاب البیوع، باب ما ینہی عنہ من التہاجر... ط: قدیمی۔

والأظہر أن الضرر یشمل البدنی والمالی، والذینوی والأخری۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۸/۳۷۷)، تحت رقم الحدیث: ۵۰۳۳، باب ما ینہی عنہ من التہاجر، ط: رشیدیہ۔

وما کان سبباً لمحظور فهو محظور... وکل ما أذی إلى ما لا یجوز لا یجوز... (الدر مع الرد: (۶/۳۵۰، ۳۶۰)، کتاب الخطر والإباحة، وفصل: فی اللبس، ط: سعید۔

شرح المجملۃ للاخاوسی: (۱/۷۸، ۷۹)، المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیہ۔

ہوگا، بیع نہیں ہوگی، اور اس بیع پر احکام بھی جاری نہیں ہوں گے۔

مثلاً دکاندار گا بک سے یوں کہے کہ اس نمونہ کے مال کا آرڈر مجھے دے دو،

۳۹۳

میں اسے مہیا کر کے آپ کو دے دوں گا۔

اور اگر گا بک اس آرڈر پر مال کی قیمت کی رقم پہلے ادا کرے تو اس کے

بارے میں صراحت کر دیں کہ یہ امانت ہے یا قرض ہے، اور بیع (سودا) اس وقت

ہوگی جس وقت مال وصول ہوگا، یا جس وقت آرڈر لیا جائے اس وقت بالکل پیسے نہ

لیں، بلکہ مال دلانے کے بعد قیمت وصول کریں، ان دونوں صورتوں میں نمونہ دکھا

کر معاملہ کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

نمونہ دکھا کر خرید و فروخت کرنا

موجودہ دور میں کارخانوں میں جو اشیاء بنائی جاتی ہیں وہ کمپیوٹرائزڈ نظام کے

مطابق مشین سے بنائی جاتی ہیں، یا بنے ہوئے فریم یا ڈائی پر بنتی ہیں، اس لئے ان کی

مصنوعات کو فروخت کرتے ہوئے نمونہ دکھانے پر اکتفاء کر دیا جاتا ہے، اور خریدار

اسی کو دیکھ کر سامان کا آرڈر دیتا ہے، تو اگر تمام مال نمونہ کے مطابق ہے تو خریدار کے

لئے معاملہ ختم کر کے مال واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر سامان نمونہ کے مطابق

(۱) عن حکیم بن حزام قال: نہانی رسول اللہ ﷺ ان ابیع مالیس عندی رواہ الترمذی فی رواۃ له

ولابی داؤد والنسائی، قال: قلت یا رسول اللہ! یا تبینی الرجل فی رید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من

السوق، قال: لا تبع مالیس عندک۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۳۸)، کتاب البیوع، باب المنبئی

عنہما من البیوع، ط: قدیمی۔

ان البیع انما یعقد بصیغۃ تدل علی إنشاء العقد فی الحال، ولذلک لا ینعقد البیع بصیغۃ تتمحض

للاستقبال، مثل قولنا "سوف ابیعک کذا" أو سوف اشتری منک کذا" وانما تنبئی هذه الصیغۃ عن

الوعد بانجاز البیع فی المستقبل، ولیس بیعاً... (فقہ البیوع: (۱/۷۷)، المبحث الأزل، حکم الوعد

أو المواعدة فی البیع، ط: معارف القرآن۔

درر الحکام الی مجلۃ الاحکام: (۱/۱۳۰)، المادة: ۷۷۱، البیوع، الباب الأزل، الفصل الأزل:

لیما یعلق برکن البیع، ط: دار عالم الکتب / سلطانیہ کوئٹہ۔

نہیں بلکہ اس سے کمتر درجہ کا ہے تو عیب کی بنا پر واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔^(۱)

نمونہ سے گھٹیا نکلا

۳۹۳

نمونہ دیکھ کر چیز خریدنے کے بعد، اگر چیز نمونہ سے گھٹیا اور کم درجہ کی نکلی، تو خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا، چیز میں اس کے نمونہ سے کمی اگر تاجروں کے عرف کے مطابق عیب کے درجہ میں ہے، تو خریدار کو اختیار عیب حاصل ہوگا، اور خریدار کی وفات سے یہ اختیار ختم نہیں ہوگا، اور اگر وہ کمی عیب کے درجہ میں نہیں ہے تو صرف اختیار رویت حاصل ہوگا، اور خریدار کی وفات کی صورت میں یہ اختیار ختم ہو کر سودا پر چکا ہو جائے گا۔^(۲)

(۱) فان كان لاتنفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفى برؤية واحد منها الا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: ۳۹/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔

المحيط البرهاني: (۵۳۸/۶، ۵۳۹)، كتاب البيوع، الفصل الثالث عشر: في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية۔

مجلة الأحكام العدلية (۱/۶۵)، المادة: ۳۲۳، ۳۲۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس: في حق خيار الرؤية، ط: نور محمد كتيخانه كراچی۔

(۲) العيب هو ما ينقص ثمن المبيع عند التجار وأرباب الخبرة۔ ولو سيرا۔ (شرح المجلة للاتاسي: ۲/۲۹۳)، المادة: ۳۳۸، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

وهو أي خيار العيب يشترط بلا شرط... ويورث ويشترط في البيع... (شرح المجلة للاتاسي: ۲/۲۸۹)، أيضاً، ط: رشيديه۔

وخيار الرؤية لا ينتقل إلى الورث فإذا مات المشتري قبل أن يرى المبيع لزم البيع ولا خيار لو ارثه (شرح المجلة للاتاسي: ۲/۲۷۰)، المادة: ۳۲۱، البيوع، الباب السادس، الفصل الخامس: في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه۔

فان كان لاتنفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفى برؤية واحد منها الا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: ۳۹/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔

نمونہ کی دوا فروخت کرنا

دوا ساز کمپنی کی طرف سے جو دوا ڈاکٹروں کو نمونہ اور سیمپل کے طور پر ملتی ہے (۳۹۵) تاکہ مریضوں کو مفت دیں، اور فروخت نہ کریں، جیسا کہ ان دواؤں پر جملہ لکھا ہوتا ہے کہ ”فروخت کے لئے نہیں“ تو ڈاکٹروں کے لئے سیمپل یا دوائیں کمپنی سے لے کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، ساتھ ساتھ یہ دھوکہ اور خیانت بھی ہے، اس لئے ڈاکٹر حضرات ایسی دوائیں فروخت کرنے سے بچیں ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی اور وہاں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔^(۱)

نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا

اگر کسی شخص نے کسی کمپنی یا کاریگر کو مال بنانے کا آرڈر دیا، اور اس نے وہ مال نمونہ کے مطابق نہیں بنایا تو واپس کرنا درست ہے، ہاں اگر نمونہ کے مطابق بنایا تو

= المحیط البرہانی: (۶/۵۳۸، ۵۳۹)، کتاب البیع، الفصل الثالث عشر: فی خيار الرؤية، ط: دارالکتب العلمیہ۔

مجلة الأحكام العدلیة (۱/۶۵)، المادة: ۳۲۳، ۳۲۵، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل الخامس: فی حق خيار الرؤية، ط: نور محمد کتب خانہ کراچی۔

(۱) و شرط المعقود علیہ سۃ کونہ موجوداً مالاً متقوماً مملو کاً فی نفسہ و کون الملک للبائع فیما بیعہ لنفسہ... فلم یعتقد بیع المعدوم و مالہ خطر العدم... ولا بیع مالیس مملو کاً لہ۔ (شامی: ۳/۵۰۵)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید

هذا إذا أعطاه علی وجه القضاء لدينه وإن دفع إليه علی وجه الرسالة، لا یطیب له الربح بالإتفاق لأنه لا یملکہ، ویتعلق العقد بعینہ لتعینہ فتكون الحرمة فیہ حقیقة کالمغصوب المتعین إذا ربح فیہ۔ (تبیین الحقائق: ۳/۱۲۲)، کتاب الکفالة، فصل: ولو أعطی المطلوب الکفیل... ط: امدادیہ/المطبعة الکبریٰ الأميریہ مصر۔

فتح القدير: (۶/۳۳۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل: فی أحكامہ، ط: رشیدیہ۔

عناية علی هامش الفتح: (۶/۳۳۳، ۳۳۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحكامہ، ط: رشیدیہ۔

واپس کرنا درست نہیں ہے۔

۳۹۶

واضح رہے کہ آرڈر دے کر مال بنوانے کو شریعت کی اصطلاح میں استصناع کہا جاتا ہے اور عقد استصناع میں جب نمونہ کے مطابق مال نہ بنایا گیا، تو واپس کرنا درست ہوتا ہے، ہاں اگر نمونے کے مطابق بنایا، تو پھر واپس نہیں کر سکتا۔^(۱)

نمونہ لے کر آرڈر پر مال تیار کرنا

کسی کمپنی وغیرہ سے نمونہ لے کر کسی گا ہک کو وہ نمونہ دکھا کر مال تیار کر کے دینے کا جن چیزوں میں عام رواج ہے، انہیں کسی کارخانے والے سے نمونہ کے طور پر لے کر آرڈر لینا اور معینہ مدت میں مال تیار کر کے دینا جائز ہے، اس طرح خرید و فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ اس کی قیمت وغیرہ بھی عقد کے وقت طے ہو جائے۔^(۲)

(۱) اذا انعقد الاستصناع فليس لأحد العاقدین الرجوع ، وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيراً۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسی: (۳۰۶/۲) المادة: ۳۹۲، البيوع: الباب السابع في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيدية۔
قال: كان المستصنع مخيراً لفوات الوصف المرغوب فيه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۷۶) المادة: ۳۹۲، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: فاروقية كوئٹہ۔

وذهب أبو يوسف رضي الله عنه إلى أنه إن تم صنعه، وكان مطابقاً للأوصاف المتفق عليها، يكون عقداً لازماً، وأما إن كان غير مطابق لها فهو غير لازم عند الجميع لثبوت خيار فوات الوصف... (الموسوعة الفقهية: (۳/۲۲۹) حرف الالف، استصناع، الآثار العامة للاستصناع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية كويت۔

(۲) إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع اصنع لي الشيء الفلاني بكذا قرشاً وقبل الصانع ذلك، انعقد البيع استحساناً۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۰۰/۲) المادة: ۳۸۸، البيوع، الباب السابع: في البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيدية۔

كل شئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۷۵) المادة: ۳۸۸، أيضاً، ط: فاروقية كوئٹہ)

الدرمع الرد: (۵/۲۲۳)، كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا

کے ڈی اے (کراچی کی جائیداد فروخت کرنے کے سرکاری ادارہ) کو (۳۹۷) حکومت نے متعین شرائط پر عوام کو زمین دینے کے اختیارات دیئے ہیں، کے ڈی اے کا محکمہ اگرچہ زمینوں کا مالک نہیں ہے، لیکن چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے اختیارات دیئے گئے ہیں اس لئے اس سے زمین حاصل کرنا درست ہے۔

ننانوے سال کی لیز پر جو زمینیں دی جاتی ہیں یہ طریقہ کار خرید و فروخت کے اصولوں پر نہیں ہے، بلکہ اجارہ کی صورت ہے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ حکومت کے دیئے ہوئے اختیارات سے کے ڈی اے ننانوے سال کے لئے پلاٹ دیتا ہے، اور اچھی خاصی مقدار میں اس کے کرایہ کی رقم پیشگی لیتا ہے، اور کچھ فی گز مربع کے حساب سے سالانہ وصول کرتا ہے، اور ساتھ ہی یہ اختیارات بھی دیتا ہے کہ جس شخص نے پلاٹ حاصل کیا ہے وہ دوسرے شخص کو اپنی مرضی کے مطابق یہ پلاٹ وغیرہ دے سکتا ہے، اور ہدیہ اور وقف بھی کر سکتا ہے، لیکن وہ دوسرا خریدار بھی اسی ننانوے سال کی مدت پوری ہونے تک کرایہ دار رہے گا، اور جو شرائط سب سے پہلے پلاٹ حاصل کرنے والے پر عائد ہوتی تھیں، وہی شرطیں دوسرے اور تیسرے آدمی پر بھی عائد ہوں گی۔

بہر حال کے ڈی اے سے اس طرح زمین حاصل کرنا جائز ہے، اور حاصل کرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو زمین فروخت کرنا بھی درست ہے، خواہ اسی قدر رقم وصول کرے جو خود ادا کی تھی، یا اس سے کم و بیش کر کے لے لے، اپنی مرضی کے مطابق جتنے دام چاہے وصول کر سکتا ہے۔

اور پہلی مرتبہ زمین حاصل کرنے والے سے، زمین حاصل کرنے والا دوسرا شخص بھی لیز کی شرائط کے مطابق پورے پورے تصرف کا مالک ہوگا، اور اس زمین کو

جس طرح چاہے آگے فروخت کر سکے گا۔^(۱)

نوٹ

۳۹۸

”نوٹ“ محض ایک اصطلاحی ثمن ہے، جو قوت خرید کی نمائندگی کرتا ہے

اور بس۔^(۲)

نوٹ پرانا ہے

پھٹے پرانے نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے ہاں پھٹے پرانے نوٹ کو نوٹ کے علاوہ کسی اور چیز یا کسی اور کرنسی کے عوض جس طرح چاہے خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۳)

نوٹ پھٹا ہوا ہے

”نوٹ پرانا ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۶)

(۱) الإجارة عقد يرد على المنافع بعوض... ولا يصح حتى تكون المنافع معلومة والأجرة معلومة... والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة كاستئجار الدور للسكنى والارضين للذريعة، فيصح العقد على مدة معلومة أى مدة كانت... (الهداية: ۲۹۶/۳)، كتاب الاجارات، ط: رحمانية

☞ وإذا استأجر داراً وقبضها ثم أجرها فانه يجوز... (الهنديّة: ۴۲۵/۳)، كتاب الإجارة، الباب السابع في إجارة المستأجر، ط: رشيدية۔

☞ درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۶۷۱/۱)، المادة: ۵۸۲، كتاب الاجارة، الباب السابع، الفصل الثاني: في تصرف العاقدين في المأجور... ط: دار عالم الكتب/سلطانية

☞ (يجوز استئجار دار أو حانوت بدون بيان من يسكنها) ولا بيان ما يعمل فيها فللمستأجر أن يسكنها بنفسه أو يسكنها غيره بإجارة أو إعارة ونحوهما۔ (شرح المجلة لرستم باز: ۲۲۵/۱)، رقم المادة: ۵۲۲، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الأول في مسائل تتعلق بإجارة العقار، ط: مكتبة فاروقية۔

(۲) جدید فقہی مسائل: ۱۵/۳، نوٹ کی شرعی حیثیت، ط: زمزم پبلشرز۔

(۳) فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها، ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) ط: دار العلوم كراچی)

☞ مزید تجرّیح کے لئے ”ذاری کی بیج کی زیادتی کے ساتھ“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

نوٹ کب ایجاد ہوئے

۳۹۹

مشہور ہے کہ چین والوں نے ۶۵۰ء سے ۸۰۰ء کے درمیان کاغذ ڈرافٹ بنانے شروع کئے تھے انہی ڈرافٹ نے آگے چل کر کرنسی نوٹوں کی ایجاد کا تصور دیا، اور یہ بھی مشہور ہے کہ سب سے پہلی کرنسی نوٹ ۹۱۰ء میں چین میں ایجاد ہوئے۔^(۱)

مشہور مؤرخ ابن مقریزی رحمہ اللہ جب بغداد گئے تھے تو انہوں نے بھی وہاں چین کے نوٹوں کا مشاہدہ کیا تھا۔ (الموسوعة الفقیہة: (۱۷۶/۳۱)، (۱۷۸)، مادہ: نقود) چین کے بعد جاپان میں چودھویں صدی عیسویں میں کرنسی نوٹ جاری ہوئے۔ یورپ میں سب سے پہلے باقاعدہ نوٹ ۱۶۶۱ء کو سٹاک ہام میں بینک آف سوئڈن نے جاری کیا، انگلینڈ نے ۱۶۹۵ء میں کرنسی نوٹ جاری کئے۔ ہندوستان میں پہلا نوٹ ۵ جنوری ۱۸۲۵ء کو بینک آف کلکتہ نے جاری کیا جس کی مالیت دس روپے تھی، آزادی کے بعد پاکستان میں کرنسی نوٹ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جاری کئے گئے۔^(۱)

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ یا نوٹ کی بیع نوٹ کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے۔^(۲)

(۱) الاوراق النقدية في الاقتصاد الاسلامي قيمتها واحكامها (ص ۱۱۵)۔

(۲) ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والعتارفة؛ لآنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيع النفاصل

ليه، يفتح باب الربا، (الهداية)۔ (۱۱۰/۳) كتاب الصرف، ط: مكتبة شرکت علميه ملتان / رشيدية

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱۶۳/۱) احكام الاوراق النقدية، ط: مكتبة دار العلوم كراچی۔

بيع فلوس معينة بالنفاصل كبيع الفلاس الواحد بعينه بالفلسين الاخرين بعينهما، وفيه خلاف

مشهور، فقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: أنه لا يجوز أيضًا... والذى يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول

محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اولیٰ بالأخذ فی زماننا، فإنه قد نفذت اليوم دراهم أو دنایر مضرورة بالفضة =

نوٹ مستقل کرنسی ہے

نوٹ مستقل کرنسی ہے اور سونے چاندی کی طرح ان میں بھی سود کے احکام جاری ہونگے، ربا، سود اور تلف کرنے کی صورت میں، ضمان کے مسائل میں ان پر مکمل طور پر سونے چاندی کے احکام جاری ہوں گے۔^(۱)

۳۰۰

نوے فیصد عافیت تجارت میں ہیں

”عافیت کے نوے حصے تجارت میں ہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۸/۳)

= أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيء فلو أبيع التفاضل فيها ولو بتعينها، لانفتح باب الربا بمصرعيه لكل من هب ودب، فينبغي أن يختار قول محمدر حمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: ۱/ ۵۸۸) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچی

صحیح بیع الفلوس المعین بغلسین معینین عندهما، وقال محمد: لا يجوز؛ لأن الفلوس الرانجة اثمان وهو لا يتعين، ولذا لا تتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: ۱/ ۲۱۹) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه

صحیح فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۲۳) احكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) وباستعراضنا لآراء العلماء في النقود الورقية ووجهة نظر كل منها ومناقشتها، فقد ترجح قول القائل: بأن الأوراق النقدية هي عملة نقدية مستقلة ويجرى فيها الربا كما يجرى في النقدين وينطبق عليها حكمهما سواء بسواء في الربا، وفي وجوب الزكاة وفي ضمانها بالاتلاف۔ (الربا والمعاملات المصرفية في النظر الشرعية الاسلامية (ص: ۳۳۹) الباب الثالث: المعاملات المصرفية وراى الاسلام فيها، الفصل الثاني: النقود الورقية وهل يجرى عليها احكام الصرف، ط: دار العاصمة)

نئی مرچ میں پرانی مرچ ملا کر بیچنا

کریا نہ کے بعض دکاندار نئی پسی ہوئی مرچ میں پرانی پسی ہوئی مرچ ملا کر (۴۰۱) فروخت کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر دکاندار اپنے خریداروں کو بتادیں کہ یہ ملاوٹ والی مرچ ہے تو دکاندار کے لئے ایسی ملاوٹ والی مرچ فروخت کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر گاہکوں کو ملاوٹ کے بارے میں نہیں بتائے تو دھوکہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا، اور یہ سخت گناہ اور حرام بھی ہوگا۔ اس لئے دکاندار پر لازم ہے کہ ملاوٹ والی اشیاء فروخت کرنے سے پہلے گاہک کو بتادے کہ اس میں ملاوٹ ہے۔ اور اگر دکاندار اپنی پسوائی ہوئی خالص مرچ کو مارکیٹ والی پرانی مرچ میں ملا کر ملاوٹ والی مرچ کی نرخ پر فروخت کرنا چاہے، اور گاہک کے سامنے بات واضح ہو تو دھوکہ نہ ہونے کی وجہ سے بیع جائز ہوگی۔^(۱)

نئے نوٹ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا

ایک ملک کی کرنسی میں نئے نوٹ دے کر دوسرے فریق سے زیادہ قیمت کے پرانے نوٹ حاصل کرنا جائز نہیں سود ہے۔

البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ جس آدمی کو بینک سے پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لینے کے لئے بھیجا جائے اس کی محنت کی اجرت متعین کر لی جائے، جب وہ نئے نوٹ لے کر آئے تو متعین اجرت اس کو دے دی جائے، اور اگر پہلے سے اس کے پاس نئے

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ مر علی صبرۃ من طعام فأدخل یدہ فیہا فنالت أصابعہ بللاً فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟ قال أصابته السماء یا رسول اللہ! قال: أفلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس، ثم قال: من غش فلیس منا... (جامع الترمذی (۲۳۵/۱)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔)

صحیح مسلم: (۹۵/۱)، کتاب الأیمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔
مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۳۸) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، ط: قدیمی۔

نوٹ موجود ہیں تو اس صورت میں تبادلہ کی صورت میں کمی بیشی جائز نہیں ہوگی۔^(۱)

نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے

۳۰۲

نیا اور پرانا زیور دونوں ہی دس دس تولے کے ہوں، نگینے کے بغیر سادے ہوں، پرانے زیور میں خالص سونا نو تولے ہو، جبکہ نئے زیور میں خالص سونا آٹھ تولے ہو، چالیس ہزار فی تولہ کے حساب سے پرانا زیور تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے کا ہو، اور نیا زیور تین لاکھ بیس ہزار روپے کا ہو، اور نئے زیور کی مزدوری مثلاً سولہ ہزار روپے ہو تو نیا زیور کل تین لاکھ چھتیس ہزار روپے کا بنا، اور دکاندار اپنے دس تولے کا نیا زیور دے کر گاہک سے دس تولے کا پرانا زیور اور مزید سولہ ہزار روپے مزدوری کے لیتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ جب سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے

(۱) ولشایخنالم یفتوا بجواز ذلک فی العدالی والعضارفة؛ لآنها أعز الأموال فی دبارنا، فلو أبيع التفاضل فیہ، یفتح باب الربا، (الہدایۃ۔ ۱۱۰/۳) کتاب الصرف، ط: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان / رشیدیہ۔

❏ بحوث فی قضا یا فقہیۃ معاصرۃ (۱/۲۳) احکام الاوراق النقدیۃ، ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

❏ بیع فلوس معینۃ بالتفاضل کبیع الفلوس الواحد بعینہ بالفلسین الآخرین بعینہما، وفیہ خلاف مشہور، فقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: أنه لا یجوز أيضًا... والذی ینظر لهذا العبد الضعیف ان قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اولی بالأخذ فی زماننا، فإنه قد نفذت الیوم دراهم أو دنائیر مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها فی کل شیء فلو أبيع التفاضل فیہا ولو بعینہا، لا یفتح باب الربا بمصرعہ لکل من ہب ودب، فینبغی أن یختار قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (تکملة فتح الملہم: ۱/۵۸۸) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دارالعلوم کراچی۔

❏ وصح بیع الفلوس المعین بفلسین معینین عندهما، وقال محمد: لا یجوز؛ لأن الفلوس الراجحة ائمان وهو لا یتعین، ولذا لا یتعین الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسہا کالتقیدین۔ (البحر الرائق: ۱/۲۱۹) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیہ۔

❏ فالصحيح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدیۃ انما تجوز بشرط تماثلها ولا یجوز التفاضل فیہا۔ (بحوث فی قضا یا فقہیۃ معاصرۃ: ص: ۱۲۳) احکام الاوراق النقدیۃ، ط: دارالعلوم کراچی۔

❏ تجوز إجارة الأدمی للخدمة أو لاجراء صنعة بیان مدة أو بتعین العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرمستم باز: (۱/۲۳۹) رقم المادة: ۵۶۳، کتاب الثانی فی الإجارة، الباب السادس فی أنواع الماجور وأحكامه، الفصل الرابع فی إجارة الأدمی، ط: مکتبہ فاروقیہ۔)

تبادلہ کیا جائے تو مقدار میں برابری کرنا واجب ہے اگرچہ ایک طرف کا سونا چاندی خالص ہو اور دوسری طرف کے سونے چاندی میں کھوٹ ملا ہو، اس لئے دکاندار جو مزید سولہ ہزار روپے لے گا وہ سود بنے گا۔^(۱)

نیارا کی خرید و فروخت

زیورات بنانے والے لوگ جہاں زیورات بناتے ہیں وہاں سونا چاندی کے باریک ذرات مٹی میں گرتے ہیں ایسی مٹی کو اردوزبان میں نیارا اور عربی زبان میں تراب الصاغة (زیورات بنانے والے مٹی) کہا جاتا ہے، اس مٹی کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی ہے اس کے ذرات کو جمع کر کے سونا اور چاندی حاصل کی جاتی ہے، یہ مٹی خود قیمتی نہیں ہے البتہ سونے چاندی کے ذرات کی وجہ سے وہ قیمتی ہوتی ہے۔ ان مٹیوں کا پیسے کے عوض خرید و فروخت کرنا جائز ہے البتہ دونوں طرف سے قبضہ کرنا ضروری ہے اور نیارا کو نیارا کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔^(۲)

(۱) (ولا يجوز بيع الجيد بالردى) إذا قبل بجنسه مما فيه الربا (الامتساویاً) لقوله عليه الصلاة والسلام:

”جيدها وورد بها سواء“ (مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

❏ الاختيار لتعليل المختار: (۳۱/۲)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

❏ الدر مع الرد: (۱۷۹/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۲) والمراد بتراب الصاغة: التراب الذى فيه ذرات الذهب، فلا يجوز بيعه بجنسه لاحتمال الربا ولا ينصرف إلى خلاف الجنس تحريماً للجواز كما فى بيع درهم ودينارين بدینار ودرهمین، لان التراب ليس بمال مشوم، كذا فى المعراج، ولو اشترى تراب الصواغین بعرض إن وجد فى التراب ذهاباً أو فضة جاز بعه؛ لانه باع مالا متقوماً، وان لم يجد شيئاً من ذلك لا يجوز؛ لان التراب غير مقصود وإنما المقصود ما فيه من الذهب والفضة۔ (البحر الرائق: (۳۰۵/۵) كتاب البيوع، فصل يدخل البناء والمفاتيح فى بيع الدار، ط: سعيد)

❏ وأما تراب الصاغة فإن كان فيه فضة خالصة فحكمه حكم تراب معدن الفضة وإن كان فيه ذهب

خالص فحكمه حكم تراب معدن الذهب، وإن كان فيه ذهب وفضة، فإن اشتراه بذهب أو فضة لم يجز؛

لاحتمال أن يكون ما فيه من الذهب أو الفضة أكثر أو أقل أو مثله، فيتحقق الربا، ولو اشتراه بذهب وفضة

جاز لانه اشترى ذهاباً وفضة بذهب وفضة فيجوز، ويصرف الجنس إلى خلاف الجنس، ويراعى فيه =

نیا سامان لینا پرانا سامان دے کر

”پرانا سامان دے کر نیا سامان لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۱/۲)

نیا عیب ختم ہو گیا

”عیب جدید ختم ہو گیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۸/۳)

نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا

جب نیا کاروبار شروع کرے تو شروع میں چند ایام مندرجہ ذیل آیت کو ۱۴۱

بار پڑھے:

يَلٰهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (۱)

نیت

کاروبار شروع کرتے وقت لوگوں کی خدمت اور ان کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرنی چاہیے نیز اپنے آپ کو لوگوں سے سوال سے بچانے، اور اہل و عیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنے اور رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے کی نیت کرنی چاہیے۔ (۲)

= شرائط الصرف ولو اشتراه بعرض جاز لانعدام احتمال الربا، (بدائع الصنائع: (۱۹۶/۵) کتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المغموم إليه حل التفاضل والنساء وإذا وجد أحرم التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء (الهداية: (۸۳/۳) کتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانية)

(۱) (سورة لقمان آیت ۲۶)

(۲) (إن الله يحب أن يرى عبده تعبا)... أي عييا في (طلب) الكسب (الحلال) يعني أنه يرضى عنه فيضاف له الثواب أي إن قصد بعمله التقرب لنضمه فوائد كثيرة كما يصل النفع إلى الغير باجراء الأجرة، إن كان العمل نحو إجارة، وإيصال النفع إلى الناس بتهيئة أسبابهم... وكالتعفف عن ذل

نیت میں فتنہ آنے سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے

”صدقات“ نہ کرنے سے مال تباہ ہو جاتا ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۵)

نیت ہو حلال روزی کمانے کی

”حلال روزی کمانے کی نیت ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۰/۳)

نیٹ کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم

”برقی تحریر کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۲)

نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ

”نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ“ سوڈی اسکیم ہے، اس میں سرمایہ داری

کرنا خرید و فروخت کرنا اور منافع لینا ناجائز اور حرام ہے۔^(۱)

= السؤال و اظهار الحاجة... (فيض القدير للمناوي: (۲/۳۷۲)، رقم الحديث: ۱۸۸۲، حرف الألف، ط: دارالكتب العلمية)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله ﷺ أكل الربا وموكله وكتابه وشاهديه، وقال: هم سواء۔ (صحيح مسلم: (۲/۲۷۷)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي۔)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۳)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي۔

فتاوى عثمانى: (۳/۱۷۳)، كتاب البيوع، فصل فى احكام السندات المالية والصكوك والاوراق المالية، نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، ط: معارف القرآن۔

ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك فى العدالى والعتارة؛ لأنها أعز الأموال فى ديارنا، فلو أبيع التفاضل فيه، يفتح باب الربا، (الهداية۔ (۳/۱۱۰)، كتاب الصرف، ط: مكتبة شركت علميه ملتان / رشيديه)

بحوث فى قضايا فقهية معاصرة (۱/۱۶۳) احكام الاوراق النقدية، ط: مكتبة دار العلوم كراچي۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلوس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف

مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لا يجوز أيضاً... والذى يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول

محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ فى زماننا، فإنه قد نفذت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو

الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها فى كل شيء، فلو أبيع التفاضل فيها ولو بعينها، لا يفتح باب الربا

بعضراعية لكل من هب ودب، فينبغى أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: =

نیک تاجر کا چہرہ

”چاند کی مانند چہرہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۵/۳)

نیگوشیشن بینک

”ایل سی“ کے سلسلہ میں کارروائی کرتے ہوئے برآمد کرنے والے کے بینک کو ”نیگوشیشن بینک“ کہتے ہیں۔

نیلام

آج کل بہت سے سامان فروخت کرنے کے لئے بائع (سیلر) بہت سے خریداروں کو طلب کر کے سامان بولی پر بیچتا ہے، اور خریدار ایک دوسرے پر قیمتوں میں مسابقت کر کے لینے کی کوشش کرتے ہیں جو زیادہ قیمت لگائے سامان اسی کو دے دیتا ہے، عرف عام میں اس کو نیلام کہا جاتا ہے اور فقہائے کرام کی زبان میں اس کو ”بیع من یزید“ کہتے ہیں، شریعت کی رو سے اس طرح خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

(۱/۵۸۸) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دارالعلوم کراچی

وصح بیع الفلوس المعین بفلسین معینین عندهما، وقال محمد: لا يجوز؛ لأن الفلوس الراتجة ائمان وهو لا يتعين، ولذا لا تتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: ۲۱۹/۶)

فالصحيح الرجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا يجوز التضاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) احكام الأوراق النقدية، ط: دارالعلوم کراچی)

تجوز إجارة الأدمى للخدمة أو لاجراء صنعة بيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۳۹) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع الماجور واحكامه، الفصل الرابع في إجارة الأدمى، ط: مكتبة فاروقية۔)

(۱) ولا بأس ببيع من یزید وهو بیع الفقراء، وبيع من كسدت بضاعته، والاستیام على سوم الغير مكروه، والفرق بين المزایدة والاستیام على سوم الغير، أن صاحب المال إذا كان ینادی على سلعته، فطلبها انسان بشمن فكف عن النداء، وركن إلى ما طلب منه ذلك الرجل، فليس للغير ان یزید فی ذلك، =

نیلام کا مال خریدنا

اگر حکومت نے مدیون (مقروض) کے اموال کو نیلام کر کے فروخت کرنے (۳۰۷) کا حکم دیا ہے، تو ان اموال کو خریدنا جائز ہے، چاہے مدیون اس پر راضی ہو یا ناراض دونوں صورتوں میں جائز ہے اور یہ صاحبین کا مسلک ہے۔^(۱)

= وهذا استیام علی سوم الغیر، وإن لم یکف عن التداء فلا بأس بغیره أن یزید، ویكون هذا بیع المزایدة، ولا یكون استیاما علی سوم الغیر۔ وإن كان الدلال هو الذی ینادی علی السلعة وطلبها انسان بضمن فقال الدلال: حتی أسأل المالك، فلا بأس للغیر أن یزید بعد ذلك فی هذه الحالة، فإن أخبر الدلال المالك، فقال: بعه بذلك واقبض الثمن، فلیس لأحد أن یزید بعد ذلك، وهذا استیام علی سوم الغیر، كذا فی المحيط۔ (الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المكروهة... ط: رشیدیة)

☞ فقہ البیوع: (۱/۱۲۳، ۱۲۳)، احکام بیع المزایدة، ط: معارف القرآن۔

☞ الدر مع الرد: (۵/۱۰۲، ۱۰۳) كتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

(۱) (ولو له عقار یجسه) أى (لیبعه ویقضى الدین) الذی علیه (ولو بضمن قلیل) بزایة وسیجى تمامه۔ (قوله: وسیجى تمامه فی البحر) قال: المصنف رحمه الله والشارح رحمہم اللہ هناك والقاضی یجس الحر المدیون لیبع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه یعنی بلا أمره، وكذا لو كان دنانیر۔ وباع دنانیرہ بدراهم دينه وبالعكس استحسانا لاتحادهما فی الثمنیة لایبیع القاضی عرضه ولا عقاره للدين خلافا لهما، وبه أى بقولهما، بیعها للدين یفتی اختیار وصحة فی تصحیح القدوری، ویبیع كل مالا یحتاجه للحال ۵۱۔ وحاصله: أنه إذا امتنع عن البیع بیع علیه القاضی عرضه وعقاره وغیرهما۔ وفی البزایة وفرع علی صحة الحجر أنه یترك له دست من الثیاب، ویباع الباقى وتباع الحسنة ویشتري له الكفاية ویباع كانون الحديد ویشتري له من طین، ویباع فی الصیف ما یحتاجه للشتاء وعكسه۔ (الدر مع الرد: (۵/۳۸۷)، كتاب القضاء، فصل فی الجس، ط: سعید۔)

☞ ووقع فی الاختیار ولا یبیع یعنی القاضی العروض ولا العقار؛ لأنه حجر علیه، وهذا تجارة لا عن تراض وقالوا: بیع، وعلیه الفتوی، وقال أبو یوسف ومحمد رحمهما الله: إذا طلب غرماء المفلس الحجر علیه حجر القاضی علیه، ویبع ماله ان امتنع المدیون من بیعه، وقال القاضی (أى قاضی خان) ولا یبیع مال المدیون فی قول أبی حنیفة رحمہم اللہ، وفی قول صاحبه رحمهما الله یبیع منقولہ ولا یبیع عقاره عندهما وفی رواية یبیع كما یبیع المنقول، وهو الصحیح۔ (التصحیح والترجیح للعلامة قاسم بن قطلوبغا: (ص: ۲۳۳)، كتاب الحجر، ط: دار الکتب العلمیة۔)

☞ الاختیار لتعلیل المختار: (۲/۹۸) كتاب الحجر، ط: دار الکتب العلمیة۔

نیلام کے ذریعہ خرید و فروخت کرنا

موجودہ دور میں خرید و فروخت کا یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ کسی چیز کو منڈی اور مارکیٹ میں رکھ کر لوگوں میں خریدنے کا اعلان ہوتا ہے، خریدار اپنا اپنا نرخ لگا کر چیز کو خریدنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، اور جو خریدار سب سے زیادہ قیمت بتاتا ہے اس کے ساتھ سودا ہو جاتا ہے، اور چیز اس کو حوالہ کر دی جاتی ہے، یہ صورت جائز ہے، اس کو ”بیع من یزید“ کہا جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک شخص کے لئے چند اشیاء فروخت کرنے میں یہ طریقہ اپنایا تھا۔

واضح رہے کہ اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے معاہدہ ہو گیا ہے تو اس طرح نیلام کر کے چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے باقاعدہ معاہدہ نہیں ہو تو اس صورت میں اس طرح متعدد خریداروں کی رائے معلوم کر کے سب سے زیادہ قیمت دینے والے سے ایجاب و قبول کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

(۱) عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ باع حلسا وقدحا وقال: من يشتري لهذا الحلس والقدح، فقال رجل اخذتهما بدرهم، فقال النبي ﷺ من يزيد على درهم فاعطاه رجل درهمين فباعهما منه۔ (ترمذی: (۲۳۱/۱) ابواب البيوع، باب ما جاء في بيع من يزيد) ط: قدیمی۔

ولا بأس ببيع من يزيد... لأنه بيع الفقراء، والحاجة ماسة إليه۔ (الهداية: (۶۹، ۷۰/۳) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: رشیدیہ۔

الدرمع الرد: (۱۰۲، ۱۰۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب احكام نقصان المبيع فاسدا، ط: سعید۔

وروى عن رسول الله ﷺ لا يستام الرجل على سوم أخيه... والنهي لمعنى فى غير البيع وهو الإيذاء، فكان نفس البيع مشروعاً فيجوز شراؤه ولكنه يكره، وهذا إذا جنح البائع للبيع بالثمن الذى طلبه المشتري الأزل، فإن كان لم يجنح له فلا بأس للثانى أن يشتريه؛ لأن هذا ليس استيفاء على سوم أخيه، فلا يدخل تحت النهى - ولا نعدم معنى الإيذاء أيضاً، بل هو بيع من يزيد، وأنه ليس بمكروه؛ لما روى ان رسول الله ﷺ باع قدحا وحلسا لبييع من يزيد، وما كان رسول الله ﷺ يبيع ببيعاً مكروهاً۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۲/۵) كتاب البيوع، فصل فى صفة البيع الذى يحصل به التفريق، ط: سعید)

نیلام میں دھوکہ

نیلام کے ذریعہ خرید و فروخت کرنا جائز ہے، لیکن آج کل خریدار حضرات (۳۰۹) آپس میں قیمت کی ایک مقدار پر اتفاق کر لیتے ہیں، اور نیلام کے وقت کوئی بھی خریدار اس سے زائد قیمت کی بولی نہیں لگاتا، اور بائع مجبور اس قیمت پر چیز فروخت کر دیتا ہے، پھر اس کے بعد خریدار حضرات آپس میں دوبارہ نیلامی کی بولی لگاتے ہیں اور ان میں سے جو خریدار زیادہ قیمت کی بولی لگاتا ہے اس کو وہ چیز دے دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد قیمت میں جو فرق آتا ہے وہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، یہ طریقہ دھوکہ دہی کی وجہ سے ناجائز ہے۔

مثلاً تمام خریداروں نے آپس میں اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص نیلامی کے وقت اس چیز کی قیمت ایک ہزار سے زیادہ نہیں لگائے گا، حالانکہ اس چیز کی قیمت ڈیڑھ ہزار ہے۔ اب جب کسی بھی خریدار نے ایک ہزار سے زیادہ کی بولی نہیں لگائی تو بائع (بیچنے والے) نے آخر وہ چیز ایک ہزار میں دے دی، پھر یہ لوگ آپس میں اس چیز کی دوبارہ نیلامی کے لئے بولی لگاتے ہیں، اب اگر ان میں سے کسی نے ڈیڑھ ہزار کی بولی لگائی تو چیز اس کو دے دی جائے گی اور پانچ سو کا جو فرق آیا ہے وہ تمام شرکاء آپس میں تقسیم کر لیں گے، یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔^(۱)

(۱) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مکر به۔ (جامع

الترمذی: (۱۵/۲)، ابواب البر والصلوة، باب ما جاء فی الخیانة والغش، ط: قدیمی۔

قال ابن ابی اوفی: الناجش اکل الربوا، خانن، وهو خداع باطل لا یحل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الخدیعة

فی النار ومن عمل عملاً لیس علیہ امرنا فهو رد“ (صحیح البخاری: (۱/۵۶۹)، رقم الحدیث:

۲۱۳۲، کتاب البیوع، باب النجش، ومن قال: لا یجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔

صحیح مسلم: (۳/۲)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه وسومہ علی سومہ

وتحریم النجش وتحریم التصریة، ط: قدیمی۔ =

نیند فجر کے بعد

”فجر کے بعد سونا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۰/۵)

۳۱۰

= وقد جرى العمل في بعض البلاد أن المشاركون في المزايمة يتواطون فيما بينهم على أن لا يقدم أحد منهم عطاءً يزيد على مبلغ متفق عليه. وإن هذا التواطؤ يؤثر على ثمن السلعة أثر كبير بحيث لا يبلغ الثمن أكثر مما يريد المتواطون... أما فقهاء الشريعة الإسلامية، فلم يذكر واحكم هذا التواطؤ في المزايمة، ولكن يظهر من المبادئ العامة ومذاق المقاصد الشرعية أن مثل هذا التواطؤ لا تجوز به الشريعة الإسلامية إن كان فيه ضرر بالبائع أو بالمشاركين الآخرين، لأن المبدأ الذي أخذت به الشريعة الإسلامية أن تكون هناك منافسة حرة فيما بين البائعين والمشتريين ويقع تعيين الثمن على أساس هذه المنافسة الحرة، ولذلك منعت الشريعة الإسلامية الاحتكار، وتلقى الجلب، وبيع الحاضر للبادي... ثم إن هذا التواطؤ يقع في بعض المزيادات على أساس أنه إن فاز أحد أعضاء الحلقة بالصفقة، فإنه يعقد مزايمة أخرى فيما بين الأعضاء، ووفق الثمن فيما بين المزيادتين يقسم فيما بين أعضاء الحلقة. وفيه مفسدة أخرى زيادة على التواطؤ، وهي أن ما يوزع في الشركاء من فرق الثمنين هورشوة لهذا التواطؤ، فلا يجوز شرعاً. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۱۳۲، ۱۳۳) المبحث الأول، الباب الثاني في أحكام الإيجاب والقبول، أحكام المناقصة، تحت عنوان: ”تواطؤ المشاركون في المزايمة ط: مكتبة معارف القرآن)

واپس بیچنے کی شرط پر بیع کرنا

”بیع بالوفاء“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۹/۲)

واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا

واپس بیچنے کی شرط پر کسی چیز کو فروخت کرنا ناجائز ہے، اس قسم کی شرط رکھنے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، اگر اس طرح شرط رکھ کر سودا کیا ہے تو بائع (سیلر) سے قیمت واپس لے کر بیع (بیچی گئی چیز) بائع کو واپس کر دینا واجب ہے۔^(۱) پھر اس کے بعد چاہیں تو بلا شرط دوبارہ سودا کریں۔^(۲)

(۱) کل شرط اشترط فی البیع، لیس من البیع، فیہ منفعة للبائع أو للمشتري أو للمشتري له، فالبیع فیہ فاسد۔ (کتاب الآثار: (ص: ۱۶۲) باب التجارة والشرط فی البیع، ط: إدارة القرآن)
 ❏ لیس کل شرط یفسد البیع، بل لا بد أن لا یقتضیه العقد ولا یلائمه ولا یعارفه وکان فیہ منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود علیه۔ (النہر الفائق: (۳۳۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: إمدادیة ملتان)

❏ الدر مع الرد: (۸۵، ۸۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید
 (۲) (ویجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض) أي فسخ البیع الفاسد (أو بعده مادام المبیع بحال فی ید المشتري اعدائاً للفاسد؛ لأنه معصية فیجب رفعها۔ (شامی: (۹۰/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

❏ ولکل منهما فسخه یعنی علی کل واحد منهما فسخه؛ لأن رفع الفساد واجب علیهما۔ (تبین الحقائق: (۳۰۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)
 ❏ مجمع الانہر شرح ملتقى الابرار: (۹۶/۳) کتاب البیوع، فصل، ط: غفاریة کوئٹہ۔
 ❏ وبعد الفسخ لا یأخذہ بآخذه حتى یرد ثمنه المنقود۔ (الدر مع الرد: (۵۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

❏ ملتقى الابرار مع مجمع الانہر: (۹۶/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹہ۔

واپس دینے کا اختیار

☆ اگر کوئی چیز خریدنے کے بعد اس میں عیب نکلا، تو اس کو واپس کر دینے کا اختیار اس وقت ہوگا جب عیب دار چیز لینے پر رضامندی ثابت نہ ہو، اگر خریدار اسی عیب دار چیز کو لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس چیز کو واپس کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے واپس لینے پر راضی ہو جائے تو واپس کرنا جائز ہوگا، جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی، جب گھر آیا تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے، یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے، پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر! ہم نے عیب دار ہی لے لی، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی ظاہر ہو جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگا، اس صورت میں بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

☆ بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو واپس کر سکتا ہے۔
 ☆ موتیوں کا ہار یا کوئی اور زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا، یا جوتا خریدا اور پہن کر چلنے پھرنے لگا تو اب عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر اس وجہ سے پہنا کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پاؤں کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی، تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر پہننے سے واپس کرنے کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

☆ اگر کوئی چار پائی یا تخت خریدا، اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھا یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگا، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح باقی تمام چیزوں کا حکم ہے، اگر ان سے کام لینے لگے تو واپس کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، ہاں عیب کی وجہ سے جو اس کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اتنے دام واپس

مزید ”عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۳)

۳۱۳

واپس کرنا بچا ہو امال

”بچا ہو امال واپس کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۲)

واپس کرنا چاہے

اگر کوئی خریدار سامان خریدنے کے بعد کسی وجہ سے سامان کو واپس کرنا چاہے تو اسے خوشی سے واپس لینا چاہیے، دین اسلام نے واپس لینے کی بڑی فضیلت بتائی ہے اور ایک صحابی نے صرف اس فضیلت کو حاصل کرنے کی غرض سے دکان کھولی اور جب کسی نے سامان واپس کر دیا تو دکان بند کر دی۔ (۲)

واپس کرنے کا اختیار تین دن تک ہے

”تین دن تک واپس کرنے کا اختیار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۲)

(۱) الأصل أن المشتري متى تصرف في المشتري بعد العلم بالعيب تصرف الملاك بطل حقه في الرد، وإذا اشترى دابة فوجد بها جرحاً فداواها أو ركبها لحاجته فليس له أن يردّها... وإن كان المشتري داراً فبكتها بعد ما علم بالعيب أو رم منها شيئاً أو هدم يسقط خياره... ولو قال البائع أنا قبلها كذلك فله ذلك وإن خاطه ثم وجد به عيباً كان، فله أن يرجع بالعيب (الهندية: ۳/۷۵، ۷۶)، كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب، الفصل الثالث: فيما يمنع الرد بالعيب... ط: رشيدية۔

فتح القدير: (۳۵۸/۶)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رشيدية۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۸/۱، ۱۳۹)، المادة: ۳۳۳، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

(۲) ”من أقال مسلماً أقاله الله عشرته يوم القيامة۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب الاقالة، ط: قدیمی۔

سنن أبي داود: (۱۳۳/۲)، كتاب الاجارة، باب في فضل الإقالة، ط: قدیمی۔

مشکوٰۃ المصابيح: (ص: ۲۳۹)، كتاب البيوع، باب بعد باب المنهى عنها من البيوع الفصل

الأول، ط: قدیمی۔

واپس کرنے کی شرائط عیب کی وجہ سے

”عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۰/۴)

واپس کرنے کی شرط پر سودا کرنا

اگر سودا کرتے وقت بائع (سیلر) مشتری (خریدار) سے یوں کہے کہ اگر تم روپیہ واپس دو گے تو میں تمہاری چیزیں واپس کر دوں گا، یا بائع کہے کہ میں یہ چیز تمہارے ہاتھ فروخت کر دوں گا تو یہ بیع نہیں ہے بلکہ یہ رہن ہے، اور رہن میں لی ہوئی چیز سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔^(۱)

(۱) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاوى: هو أن يقول: بعث منك على أن تبعه منى منى جنت بالثمن، فهذا البيع باطل وهو رهن وحكمه حكم الرهن وهو الصحيح اه... قال السيد الإمام قلت للإمام الحسن الماتريدي: قد فشا هذا البيع بين الناس وفيه مفسدة عظيمة، وفتواك أنه رهن، وأنا أيضا على ذلك، فالصواب أن نجتمع الأئمة ونفق على هذا، ونظهره بين الناس فقال المعتبر اليوم فتوانا وقد ظهر ذلك بين الناس فمن خالفنا فليبرز نفسه، وليقم دليله اه... البيع الذي تعارفه اهل زماننا احتيالا للربا وسموه بيع الوفاء وهو رهن في الحقيقة لا يملكه ولا ينتفع به الا باذن مالكة الخ... (شامى: ۱۵/۲۷۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد

وفي فتاوى النسفى: ان البيع الذي تعارف (عليه) اهل سمرقند وسموه بيع الوفاء تحرز عن الربا في الحقيقة رهن، والمبيع في يد المشتري كالرهن في يد المرتهن لا يملكه ولا يحل له الانتفاع به إلا باذن الراهن وهو ضامن لما أكل من ثمرته، واستهلكه من عينه، والدين ساقط بهلاكه في يده، إذا كان فيه وفاء بالدين، وللبائع استرداده إذا قضى الدين؛ إذ لا فرق عندنا بينه وبين الرهن في حكم من الأحكام، وعليه فتوى السيد الإمام أبو شجاع السمرقندي وفتوى القاضي الإمام على السغدوى ببخارى، وكثير من الأئمة على هذا۔ (المحيط البرهاني: ۲۶۰/۸) كتاب البيع، الفصل الخامس والعشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ط: مكتبة غفرانية كوثه (۳۶۹/۱۰)، ط: إدارة القرآن۔

أقول: وفي جواهر الفتاوى في الباب الأول بيع الوفاء أن يقول: بعث منك على أن تبعه منى منى جنت بالثمن، قال رضى الله عنه: هذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، هكذا ذكر وهو الصحيح، وذكر الإمام محمد بن الفضل البخارى هكذا، وقيل: بيع فاسد... وذكره في جواهر الفتاوى في الباب الرابع وفيه انه لا فرق عندنا بين الرهن وبينه في حكم من الاحكام۔ (اللاكى الدرية في الفوائد الخيرية على هامش جامع الفصولين: ۲۳۳/۱) الفصل الثامن عشر في بيع الوفاء واحكامه وشرايطه واقسامه، ط: اسلامى كتب خاله كراچي

واپس نہیں لیتا

ایک شخص نے مثلاً ایک موٹر سائیکل خریدی اور اس پر قبضہ بھی کر لیا، خریدار پھر (۳۱۵) چند دن کے بعد آیا اور موٹر سائیکل بائع (سیلر) کو واپس کرنا چاہی، بائع نے قبول نہیں کی اور کہا ”مجھے واپسی قبول نہیں“ یا کہا کہ ”میں واپس نہیں لیتا“، خریدار موٹر سائیکل بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا، بائع نے کچھ دن موٹر سائیکل خود استعمال کی پھر چاہا کہ وہ خریدار کو موٹر سائیکل واپس کر دے اور پیسے واپس نہ کرے تو ایسا کر سکتا ہے، کیونکہ جب اس نے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ ”مجھے واپسی قبول نہیں ہے“ تو خریدار کی طرف سے اقالہ کا مطالبہ باطل ہو گیا اور بائع کا موٹر سائیکل استعمال کرنا اگرچہ اجازت کے بغیر جائز نہ تھا، لیکن اس سے منعقد بیع خود بخود ختم نہیں ہوگی۔^(۱)

واپس نہیں ہوگا

”خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۳)

واپسی ثابت نہیں ہوگی

”واپسی ثابت ہو جائے گی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۵/۶)

واپسی ثابت ہو جائے گی

☆ اگر خریدار نے عیب کی وجہ سے چیز بائع (سیلر) کو واپس کی اور بائع نے

زبان سے اس کو قبول کر لیا یا خریدار وہ چیز بائع کے پاس لے کر گیا اور عیب دکھایا، یا

(۱) للعاقدين ان يتقابلا البيع برضاهما بعد انعقادہ، فالر ضا شرط فی الإقالة كما فی سائر العقود، (شرح

المجلة لرستم باز: (۷۳/۱)، المادة: ۱۹۰، البيوع، الباب الأول: فی بيان المسائل المتعلقة بعقد

البيع، الفصل الخامس: فی إقالة البيع، ط: فاروقية كوتنه۔

الدرمع الرد: (۱۲۱/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

الهندية: (۱۵۷/۳)، كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: فی الإقالة، ط: رشيدية۔

بائع نے کچھ کہے بغیر چیز کو اپنے پاس رکھ لیا اور خریدار کو پیسے واپس کر دیئے، تو اس طرح کرنے سے واپسی ثابت ہو جائے گی، اور وہ چیز بائع کے ضمان (RISK) میں چلی جائے گی۔

☆ اور اگر بائع نے اس چیز کو زبان سے قبول نہیں کیا یا خریدار کے پیسے واپس نہیں کئے تو ان صورتوں میں بائع کے پاس چیز چھوڑنے سے واپسی ثابت نہیں ہوگی، بلکہ وہ چیز بائع کے پاس امانت کے طور پر رہے گی، اگر یہ چیز ضائع ہو جائے گی تو خریدار کی ضائع ہوگی۔^(۱)

واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں اختیار عیب میں

مشتری (خریدار) کو جب بیع میں عیب کا پتہ چل جائے تو اسے بیع واپس کر کے ثمن واپس لینے کا اختیار ہوتا ہے، اور عیب کے بارے میں علم ہونے کے بعد بیع کو فوراً واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس وقت تک تاخیر کر کے بھی واپس کر سکتا ہے جب تک واپس کرنے کے لئے کوئی مانع (رکاوٹ) موجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو بتایا کہ بیع میں عیب ہے اور میں واپس کرنا چاہتا ہوں، پھر واپسی میں کچھ تاخیر ہوگئی تو بھی واپس کر سکتا ہے کیوں کہ یہ اختیار ضرر اور نقصان کی وجہ سے دیا جاتا

(۱) اذا علم المشتري بالعيب قبل القبض فله ان يرد المبيع على البائع وينسخ العقد بقوله: رد دت، ولا يحتاج الى رضا البائع ولا الى قضاء القاضي، أما اذا علم به بعد القبض فلا يفسخ البيع إلا بقضاء الحاكم أو برضا البائع ولو فعلاً كتسلمه المبيع من المشتري حين طلبه الرد لأن الرضا يثبت تارة بالقول وتارة بالفعل، أما ما يقع كثير من أنه إذا اطلع على عيب يرد المبيع إلى منزل البائع ويقول: دونك ودايتك لا أرضاها فليس برد وتهلك على المشتري ولو تعهد بها البائع حيث لم يوجد بينهما فسخ قولاً أو فعلاً۔ (شرح المجمل لرسنم باز: (۱/۱۳۴)، شرح المادة: ۳۳۷، كتاب البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: سعيد۔

شامی: (۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/۳۸)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

ہے اس میں تاخیر ہو سکتی ہے جیسے قصاص لینے کا حق ہے۔^(۱)

۳۱۷

واپسی قبول نہیں

”واپس نہیں لیتا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۵/۶)

واپسی منع ہونے کی صورتیں

کبھی کبھار خریدار قدیم (پرانے) عیب پر مطلع ہونے سے پہلے خریدی ہوئی چیز میں ایسا کوئی کام کر لیتا ہے جس کی وجہ سے خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا منع ہوتا ہے، اس کے بعد قدیم عیب پر اطلاع ہوتی ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ خریدار قیمت کی اتنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، جو عیب کی وجہ سے کم ہوئی ہے۔

اور خریدی ہوئی چیز واپس کرنا منع ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

① قبضہ کے بعد خود خریدار کے پاس اس چیز میں کوئی عیب پیدا ہو گیا۔

(۱) (خيار العيب بعد رؤية العيب على التراخي على المعتمد... فلو خاصم ثم ترك ثم عاد وخاصم فله الرد) مالہ بوجد مطلقه كدليل الرضا، الدر المختار مع الرد: (۳۲/۵، ۳۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فيما يحلف المشتري أنه لم يفعل مسقطا لخيار العيب، ط: سعيد

بثبت خيار العيب متى ظهر العيب ولو بعد العقد بزمن طويل. أما فسخ العقد بعد العلم بالعيب فورا على التراخي ففيه رأيان للفقهاء: قال الحنفية والشافعية: خيار الرد بالعيب على التراخي، ولا يشترط أن يكون رد المبيع بعد العلم بالعيب على الفور فمتى علم العيب فأخّر الرد لم يبطل خياره حتى يوجد منه ما يدل على الرضا؛ لأن هذا الخيار شرع لدفع الضرر، فلا يبطل بالتأخير. (الفقه الاسلامي وادلته: ۳/۱۱۸) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار العيب، ط: رشيدية

قال الحنفية والحنابلة: خيار العيب على التراخي، ولا يشترط أن يكون رد المبيع بعد العلم بالعيب على الفور، فمتى علم العيب فأخّر الرد، لم يبطل خياره حتى يوجد منه ما يدل على الرضا، وإذا أعلن المشتري البائع بالعيب وخاصمه في رد المبيع، ثم ترك مخاصمته بعدئذ، ورجع إليها وطلب الرد، فإن له أن يرد مال المبيع، لأنه خيار لدفع ضرر متحقق، فكان على التراخي كالتقصاص، (الفقه الاسلامي وادلته: ۳/۵۶۷) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العيب، ط: رشيدية

۱۳ خریدے ہوئے کپڑے کو کاٹ دیا، یا خریدے ہوئے جانور کو ذبح کر دیا پھر قدیم عیب پر اطلاع ہوئی۔

۱۴ خریدہ ہوا کپڑا کاٹنے کے بعد فروخت کر دیا۔

۱۵ مثلاً ستو میں پانی یا گھی ملا دیا، یا خرید شدہ آٹا گوندھ دیا۔

۱۶ زمین خریدنے کے بعد اس میں درخت لگا دیا، یا اس پر عمارت بنالی یا

زمین پر مسجد بنا دی۔

۱۷ خام مال کو پگھلا دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مطلوبہ چیز اس سے بننے کے

قابل نہیں ہے۔

۱۸ کھانے کی چیز کو کھالیا، اس کے بعد عیب پر اطلاع ہوئی۔

ان تمام صورتوں میں چیز واپس نہیں کی جائے گی بلکہ اس قدیم عیب کی وجہ

سے قیمت میں جو کمی آئے گی وہ واپس لینے کا اختیار ہوگا۔^(۱)

واحد کا کلام

آج کل عام طور پر دکاندار کی یہ عادت بن گئی ہے، ستر اسی فیصد منافع رکھ کر

بلکہ بعض دفعہ دو گنا یا اس سے زیادہ منافع لگا کر قیمت بتاتے ہیں مثلاً ایک چیز کی

(۱) (حدث عیب آخر عند المشتري)... (رجع بنقصانه)... (وله الرد برضا البائع) إلا لمانع عیب أو

زیادة (كان اشتری ثوباً فقطعه فاطلع علی عیب رجوع به) أي بنقصانه، لتعذر الرد بالقطع... (ولو اشتری

بعیراً فنحر فوجد أمعاءه فاسداً لا يرجع لإفساد مالیه، كما لا يرجع (لو باع المشتري الثوب) كله أو

بعضه أو وبه (بعد القطع) لجواز رده مقطوعاً لا مخیطاً... أو كان المبیع طعاماً فأكله أو بعضه)... فإنه

یرجع بالنقصان استحساناً وعلیه الفتوی... (الدر مع الرد: (۵/۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲)،

کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

☞ البحر الرائق: (۶/۳۷، الی، ۵۳)، کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

☞ شرح المعجزة لرستم باز: (۱/۱۵۰، ۱۵۱)، المادة: ۳۳۵، البیوع، الباب السادس: فی بیان

الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

لاگت اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو دکاندار گاہک کو اس کی قیمت دو ہزار یا ڈھائی ہزار روپے بتائیں گے، پھر اس کے بعد سودے بازی اور بارگٹنگ کی نوبت آتی ہے تو گاہک کو دکاندار ایک ہزار آٹھ سو میں پھانس لے گا، جو جھگڑا کرنے والا ہوگا وہ دیکھ ہزار میں سودا کر لے گا، اور جو اس سے زیادہ بارگٹنگ کرے گا تو اسے وہی چیز تیرہ سو روپے میں دے دے گا، اور جو گاہک اس کی قیمت بارہ سو روپے لگائے گا تو اس کو دکاندار دینے سے انکار کر دے گا، اور جب گاہک مایوس ہو کر چلا جائے گا تو دکاندار پیچھے سے جانور کی طرح آواز دے کر بلائے گا اور بڑے وثوق اور خیر خواہی کے ساتھ کہے گا کہ اتنے میں یہ چیز مجھے بھی نہیں پڑتی کچھ تو زیادہ کرو، اللہ کی قسم یہ میری قیمت خرید بھی نہیں کچھ تو بڑھاؤ وغیرہ، گاہک ان تمام باتوں کو سننے کے باوجود اگر قیمت میں اضافہ نہیں کرتا تو دکاندار بارہ سو روپے میں ہی وہ مال دے دے گا۔

عام طور پر اکثر دکاندار شاپنگ کرنے والی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں، حالانکہ عورتوں کو قیمت کے بارے میں مردوں سے زیادہ علم ہوتا ہے، شریعت کی رو سے ایسا رویہ اختیار کرنا منع ہے۔

چنانچہ حضرت قبیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عمرہ کر رہے تھے اور وہ پہاڑی کے پاس تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں خرید و فروخت کیا کرتی ہوں، اور یوں کرتی ہوں کہ مجھے کوئی چیز خریدنا مقصود ہوتی ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں پھر قیمت بڑھاتے بڑھاتے اس قیمت پر آجاتی ہوں جو میرا مقصود ہوتا ہے، اسے طرح جب کوئی چیز فروخت کرتی ہوں تو جتنے میں فروخت کرنا مقصود ہوتا ہے اس سے زیادہ قیمت کہتی ہوں، پھر کم کرتے کرتے اپنے مقصود پر آجاتی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ یہ فعل اچھا نہیں ہے، جو چیز

حجتنے میں فروخت کرنا چاہتی ہو اتنی ہی قیمت کہ دو، لینے والے کی خوشی ہوگی تو لے لے گا، اور اگر خوشی نہیں ہوگی تو نہیں لے گا، اور جو چیز بیچو اس کی ایک قیمت بتا دو، خریدار چاہے تو لے لے ورنہ نہ لے۔^(۱)

مزید ”فکس پرائز شاپ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۵)

وارثوں میں سے ایک وارث ترکہ میں تصرف کر دے

”ترکہ میں ایک وارث کی تجارت کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۲)

وارثوں میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کر دیا

”ایک وارث نے دوسرے وارث کا حصہ فروخت کر دیا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۸۸/۱)

واقعہ دیانت داری کا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے کسی زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اسے زمین کے اس ٹکڑے میں سے ایک چھوٹا گھڑا ملا جس میں سونا تھا تو اس نے زمین بیچنے والے سے کہا کہ اپنا سونا لے لو، کیوں کہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی

(۱) عن قبيلة أم بنی أنمار، قالت: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض عمره عند المروة، فقلت: يا رسول الله إنني امرأة أبيع وأشتري، فإذا أردت أن أبتاع الشيء، سمت به أقل مما أريد، ثم زدته حتى أبلغ الذي أريد، ثم وضعت حتى أبلغ الذي أريد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تفعلين يا قبيلة إذا أردت أن تبتاع شيئا، فاستامي به الذي تريد، أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئا فاستامي به الذي تريد، أعطيت أو منعت۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب السوم، ط: قديمي)

مسند الجامع: (۳۹۸/۲۰) رقم الحديث: ۱۷۱۷، حرف العين، قبيلة أم أنمار، ط: دار الجبل۔

المعجم الكبير للطبراني: (۱۳/۲۵) باب القاف، قبيلة أم بنی أنمار، ط: مكتبة ابن تيمية۔

ہے، یہ سونا نہیں خریدا، زمین بیچنے والے نے کہا میں نے تو زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب تجھے فروخت کر دیا ہے، اب وہ اپنا مقدمہ ایک اور شخص کے پاس لے گئے، ثالث نے دونوں کی باتیں سننے کے بعد پوچھا کیا تمہاری کوئی اولاد ہے، ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، ثالث نے کہا اس لڑکے اور لڑکی کی شادی کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو، اور اس میں سے کچھ صدقہ بھی کر دو۔^(۱)

واؤچر کی خرید و فروخت

جب تاجر لوگ کسی کمپنی کو مال فروخت کرتے ہیں تو کمپنی والے مال خریدنے کے بعد نقد ادائیگی کی بجائے اس رقم کی رسید دیتے ہیں، اس کو ”واؤچر“ بھی کہتے ہیں، بعض دفعہ تاجر لوگ رقم کی ضرورت کے وقت اس ”واؤچر“ کو فروخت کر دیتے ہیں، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ ”واؤچر“ اپنی ذات کے اعتبار سے ایک کاغذ ہے، مگر چونکہ اس میں رقم کی مقدار لکھی جاتی ہے اس وجہ سے وہ قیمتی بن جاتا ہے، اس لئے اس کو فروخت کرنا جائز ہے، لیکن ”واؤچر“ کو اس قیمت کے عوض خرید و فروخت کرنا ضروری ہے، جو اس ”واؤچر“ میں درج ہے اس سے کم یا

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه: قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: اشترى رجل من رجل عقاراً له فوجد الرجل الذي اشترى العقار في عقاره جرة فيها ذهب: فقال له الذي اشترى العقار: خذ ذهبك مني إنما اشريت منك الأرض ولم ابتع منك الذهب.

وقال الذي له الأرض: إنما بعتك الأرض وما فيها - فنحاكما إلى الرجل: فقال الذي نحاكما إليه: ألكما ولد؟ قال أحدهما: لى غلام - وقال الآخر: لى جارية - قال أنكحوا الغلام والجارية وأنفقوا على أنفسهما منه وتصدقوا - (صحيح البخاري: (۳۹۳/۱) كتاب احاديث الانبياء، باب بلا عنوان، ط: قديمي)

صحيح المسلم: (۷۷/۲) كتاب الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين، ط: قديمي -

شعب الایمان: (۳۲۸/۳) الباب الخامس والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب في الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ط: دار الكتب العلمية.

زیادہ رقم کے عوض بیچنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔^(۱)

وراثت کی جائیداد میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ بھی

فروخت کر دیا

”ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کر دیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

وراثت کی زمین تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا

”زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۷/۴)

وزن

☆ موجودہ دور میں بینک وغیرہ مختلف شرکاء کے لئے نفع کی مختلف شرطیں

طے کرتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں ”وزن“ (WEIGHTAGE)

کہتے ہیں، مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، البتہ جس شریک نے کام نہ کرنیکی

شرط لگالی ہو اس کا نفع اس کے سرمائے کے تناسب سے زائد نہیں ہو سکتا۔

☆ نفع میں تو مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، لیکن نقصان میں اس

طرح کرنا جائز نہیں ہے، نقصان بہر حال سرمایہ کے بقدر ہوگا۔^(۲)

(۱) (الربا) قال فی البحر: فضل أحد المتجانسين نعم لهذا یناسب تعريف الكنز بقوله فضل مال بلا

عوض فی معاوضة مال بمال۔ (شامی: (۱۶۸/۵)، کتاب البیوع، باب الربوا، ط: سعید۔)

✓ فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال أى فضل أحد المتجانسين على الآخر بالمعيار الشرعی

أى الكيل والوزن۔ (البحر الرائق: (۱۲۳/۶) کتاب البیوع، باب الربوا، ط: سعید۔)

✓ فتح القدير: (۳/۶)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدی۔)

(۲) ولو شرط الربح للدافع أكثر من رأس ماله لا یصح الشرط، ویكون مال الدافع عند العامل

بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله، والوضعية بینهما على قدر رأس مالهما أبداً... وحاصل ذلك كله

أنه إذا تفاضلا فی الربح فان شرط العمل علیهما سوية جاز، ولو تبرع أحدهما بالعمل وكذا لو شرط

العمل على أحدهما وكان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أكثر، ولو كان الأكثر لغير العامل أو لأقلهما =

وزن کا خرچہ

خرید و فروخت کا معاملہ مکمل ہو جانے کے بعد بیع (بیچی گئی چیز) تو لے کر (۳۳۳) خرچہ، اور خریدار کی گاڑی پر چڑھانے (لوڈنگ) کا خرچہ بائع کے ذمہ ہے۔^(۱)

وزن کرتے وقت احتیاط کرنا لازم ہے

وزن کر کے چیز فروخت کرتے وقت پورا پورا دینا چاہیے کم دینا ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے گندم، آٹا، چاول، چینی وغیرہ ٹنوں اور منوں کے حساب سے فروخت کرتے وقت بھی بڑی احتیاط سے مال دینا چاہیے، بے احتیاطی بالکل نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح لوہا، سینٹ، سونا، چاندی وغیرہ کی خرید و فروخت میں کمی کرنا چوری اور خیانت ہے، اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔^(۲)

= عملاً لا یصح ولہ ربح مالہ فقط۔ (شامی: ۳/۱۲۲)، کتاب الشركة، مطلب: فی توقيت الشركة روايتان، ط: سعید۔

بحر الرائق: (۵/۱۴۳، ۱۴۵)، کتاب الشركة، ط: سعید۔

شرح المجلة لرمم باز: (۲/۵۴۲، ۵۴۳)، المادة: ۱۳۷۱، أنواع الشركات، الباب السادس، فی بیان شركة العقد، الفصل السادس فی شركة العنان، ط: فاروقہ کوئٹہ۔

(۱) (وأجرة كيل ووزن وعدو ذرع على بائع) لأنه من تعام التسليم... وفي الرد: وكذا صب الحنطة فی وعاء المشتري على البائع۔ (الدر مع الرد: ۵/۵۶۰)، كتاب البيوع، فصل فيما يدخل فی البيع تبعاً وما لا يدخل، ط: سعید۔

بحر الرائق: (۵/۳۰۶)، كتاب البيوع، ط: سعید۔

فتح القدير: (۶/۲۴۲)، كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها... ط: رشیدیہ۔

(۲) ويلحق بالسرقة التطفيف، قال الله تعالى: ويل للمطففين، والخيانة فينت البطانة وهي من علامات النفاق... (التفسير للمعظمي: ۱/۴۳۷)، سورة النساء، الآية: ۳۱، ط: رشیدیہ۔

تفسير ابن كثير: (۸/۳۳۶)، سورة المطففين، ط: دار طيبة۔

الجامع لأحكام القرآن: (۱۹/۲۱۸)، سورة المطففين، ط: رشیدیہ۔

وزن کر کے جانور فروخت کرنا

۳۲۳

سابقہ زمانے میں جانور عددی تھے وزنی نہیں تھے، اس لئے وزن کر کے جانور فروخت کرنے کے بارے میں ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا، کیونکہ سانس لینے کی وجہ سے وزن میں گھٹنے اور بڑھنے کے احتمال کی وجہ سے جھگڑا ہونے کا امکان تھا، اور اس زمانے میں موجودہ دور کی طرح اتنے بڑے بڑے ترازو بھی نہیں تھے اس لئے صحیح صحیح وزن کرنا بھی بہت ہی بڑا مشکل کام تھا۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل ترازو اور مختلف قسم کے کانٹے بنائے گئے ہیں جو صحیح وزن بتاتے ہیں، مزید یہ کہ اب لوگوں کی عادت بدل گئی ہے، تقریباً ہر چیز وزن کر کے لینے کی عادت بن گئی ہے، اور سانس کی وجہ سے جو معمولی کمی زیادتی ہوتی ہے اس کی کوئی وقعت نہیں ہے، اس وجہ سے اب کوئی جھگڑا نہیں ہوتا بلکہ وزن کرنے کی صورت میں دھوکہ بھی کم ہوتا ہے، اس لئے زندہ جانوروں کو مرغی سے لے کر اونٹ تک وزن کر کے خرید و فروخت کرنا اور قربانی عقیقہ کرنا جائز ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔^(۱)

(۱) لأن الحيوان لا يوزن عادة ، ولا يمكن معرفة ثقله بالوزن لأنه يخفف نفسه مزة و يشغل أحزى - (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيدية۔)

وإنما قلنا أن الحيوان ليس بموزون لأنه لا يوزن عادة فليس فيه أحد المقدرين الشرعيين الوزن أو الكيل۔ (فتح القدير: (۲۶/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيدية۔)

العناية على هامش فتح القدير: (۲۶/۷) باب الربا، ط: رشيدية۔

وكل شيء نص رسول الله ﷺ على تحريم النفاضل فيه كيلاً فهو مكيل أبداً... (مالم ينص عليه فهو محمول على عادات الناس) في الاسواق (لأنها) أى العادة (دلالة) على الجواز فيما وقعت عليه لقوله عليه الصلاة والسلام "مراة المسلمون حسناً" (فتح القدير: (۱۵، ۱۳/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيدية۔)

قلت: ان الناس يعاملون في أشياء تكون جائزة فيما بينهم على طريق المروءة والاغماض، =

☆ موجودہ دور میں حیوانات بھی موزونی ہو گئے ہیں، مرغی وغیرہ کی بیج وزن سے ہوتی ہے، اور وزن کا اصل مقصد مجہول (نامعلوم) چیز کی بیج نہ ہونا ہے، تاکہ بیج کے وقت بیج (بیجی گئی چیز) مجہول نہ ہو، اور وزن اس میں معاون ہے۔

وزن کر کے کپڑا بیچنا

وزن کر کے کپڑا بیچنا اور خریدنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کی قیمت بھی وزن کے اعتبار سے طے ہو، یعنی بیچنے والا یہ کہہ کر بیچے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں فروخت کر رہا ہوں، اور خریدنے والا یہ کہے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں خرید رہا ہوں، لیکن اگر کلو کے حساب سے وزن کرنے کے بعد میٹر یا گز کا اندازہ لگا کر میٹر اور گزوں کے حساب سے قیمت ادا کر دی جائے تو اس صورت میں میٹر یا گز مجہول ہونے کی وجہ سے بیج درست نہیں ہوگی۔^(۱)

= فإذا رفعت إلى القضاء يحكم عليها بعدم الجواز... وذلك لأن العقود على نحوين: نحو يكون معصية في نفسه، وذا لا يجوز مطلقاً، ونحو آخر لا يكون معصية وإنما يحكم عليه بعدم الجواز لإفضاءه إلى المنازعة، فإذا لم تقع فيه منازعة جاز - (فيض الباری: (۲۸۹/۳) کتاب الوکالة، باب وکالة الشاهد، ط: اشرفیہ کوئٹہ)

(۱) (اشتری مکیلاً بشرط الکیل حرم بیعہ و آکلہ حتی یکیلہ، ومثلہ الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعدلا احتمال الزیادة۔ (الدر: (۱۳۹/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض، ط: سعید۔)

☞ یكون الصلح عن دعوى الشفعة على ثلاثة أوجه... الوجه الثاني الصلح عن مقدار معين من المشفوع بحصته من ثمن المبيع فهذا الصلح باطل... ولعل سبب البطلان هو جهالة الثمن، لأنه في تلك الحال لا يعلم ثمن ذلك المقدار إلا بالحرز۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱۳/۳)، شرح المادة: ۱۵۳۳، کتاب الثاني عشر فی حق الصلح والإبراء، ط: دار الکتب العلمیة۔)

☞ ويجوز بيع الطعام والحبوب كلها مكاييل ومجازفة یعنی إذا باعها بخلاف جنسها، أما بجنسها مجازفة للأنجوز لما فيه من احتمال الربا۔ (الجوهرة النيرة: (۲۲۷/۱)، کتاب البیوع، ط: حقانیة کوئٹہ)

☞ الدر مع الرد: (۵۳۸/۳)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

☞ ومنها أن يكون المبيع معلوماً و ثمنه معلوماً علماً يمنع عن المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً =

وزن کی بنیاد پر نفع تقسیم کرنا

”نفع کی تقسیم میں وزن“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۴/۶)

وزن میں غلط بیانی کرنا

”اصل وزن سے کم سود ایک کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۱)

وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی

بیع (بیچی گئی چیز) میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے، وصف کے مقابلے میں نہیں ہوتی، مثلاً کسی نے بناری دوپٹہ یا پلنگ پوش یا چادر وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا، اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے، پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو ایسی صورت میں جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہیں ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے تھے وہ پورے دینے پڑیں گے، ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے، اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی خریدار کا ہوگا اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہیں پڑیں گے، تو یہاں گز وصف ہے اس کے مقابلہ میں قیمت کی کمی زیادتی نہیں ہوئی البتہ کم ہونے کی صورت میں خریدار کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔^(۱)

= جہالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع... (بدائع الصنائع: (۵/۱۵۶)، کتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔)

(۱) ومن اشترى ثوباً على أنه عشرة أذرع بعشرة دراهم أو أرضاً على أنها مائة ذراع بعائة درهم فوجدها أقل فالمشترى بالخيار إن شاء أخدها بجملة الثمن وإن شاء ترك، لأن الذراع وصف في الثوب... والوصف لا يقابله شيء من الثمن كأطراف الحيوان۔ (الهداية: (۳/۲۸)، کتاب البيوع، ط: رشیدیہ)
الجوهرة النيرة: (۱/۲۲۹)، کتاب البيوع، ط: حقانید۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۶۰)، کتاب البيوع، فصل: فی شرائط الصحة فی البيوع، ط: سعید۔

وصیت بھلائی کی

”بھلائی کی وصیت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۲)

۳۲۷

وضعیہ

”وضعیہ“ کا معنی ہے کسی ضرورت سے قیمت خرید سے کم پر فروخت کرنا۔^(۱)

وعدۃ بیع

ایک شخص دوسرے سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ فلاں چیز، فلاں قیمت پر آپ کو دوں گا اور دوسرا اس کو قبول کر لیتا ہے، جبکہ ابھی تک چیز اس کے قبضہ میں نہیں ہے، تو یہ بیع نہیں بلکہ ”وعدۃ بیع“ ہے، اور وعدۃ بیع کے بارے میں اصل مذہب یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا عدالتی اعتبار سے ضروری نہیں ہے، لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بنا پر بعض صورتوں میں وعدہ پورا کرنا قضاء (عدالتی اعتبار سے) بھی ضروری قرار دیا ہے، اس لئے آج کل کے معاملات میں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے، تاکہ بائع (سیلر) کو نقصان نہ ہو۔^(۲)

(۱) والمبیعات أصنان مختلفة وأجناس متفاوتة... أما باعتبار الثمن، لأن الثمن الأول إن لم يعتبر يسمى مساومة أو اعتبار مع زيادة فهو المرابحة أو بدونها فهو التولية أو مع النقص فهو الرضعية۔ (مجمع الأنهر: (۲/۲)، كتاب البيوع، ط: دار احیاء التراث العربی۔
 المحیط البرہانی: (۲۳۱/۷)، كتاب الصرف، الفصل التاسع عشر: فی بیع الصرف مرابحة، ط: دار الكتب العلمیة۔

الدرع الرد: (۵۰۱/۳) كتاب البيوع، ط: سعید

(۲) عن زید بن ارقم عن النبی ﷺ قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفى له فلم يف ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۳۱۶)، باب الوعد، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔
 الخلف فی الوعد حرام... وعدہ أن یأتیہ فلم یأتیہ لا یثم، ولا یلزم الوعد إلا إذا كان معلقاً... (قوله: الخلف فی الوعد حرام) قال السبکی: ظاهر الآیات والسنة تقتضی وجوب الوفاء... إنما یوصف بما ذکره أن یخلف الوعد نفاق إذا قارن الوعد العزم علی الخلف... وأما من عزم علی الوفاء ثم بدأه =

وعدہ بیع اور بیع

”بیع اور وعدہ بیع“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۷/۲)

۳۲۸

= فلم یف فلا، فهذا لم یوجد منه صورة نفاق... وقيل عليه: فيه بحث فإن أمر ”أوفوا بالعقود“ مطلق فيحمل عدم الأثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء... أقول: في الدرر والغرر من كتاب العارية ما يفيد أن خلف الوعد مكروه۔ (شرح الاشياء للحموي: (۲/۳۶۳، ۳۶۵)، الفن الثاني: الفوائد، كتاب الخطر والإباحة، ط: ادارة القرآن۔

☞ أن البيع انما يتعقد بصيغة تدل على انشاء العقد في الحال، ولذلك لا يتعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال مثل قولنا ”سوف ابيعك كذا“ أو ”سوف اشترى منك كذا“ وانما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانجاز البيع في المستقبل وليس بيعاً۔ فمن وعد آخر بانشاء بيع في المستقبل هل يجب عليه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب وهو من مكارم الاخلاق، ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء... المذهب الثاني: أن الوفاء بالوعد واجب مطلقاً، وهو واجب في الديانة والقضاء جميعاً... فالذي يتلخص من القرآن والسنة أن الوعد إذا كان جازماً يجب الوفاء به ديانة ويأثم الإنسان بالإخلاف فيه إلا إذا كان لعذر مقبول، أما لزوم الوفاء قضاءً، فالأصل فيه أن مجرد الوعد لا يحكم به في القضاء لان المواعيد متنوعة... ولكن قد تظهر هناك حالات يمكن أن تجعل المواعيد فيها لازمة في القضاء لأن الإخلاف فيها يؤدي إلى ضرر يتبين للموعد دلل۔ فإن أمثال هذه الحالات هي التي قال فيها الفقهاء الحنفية ”وقد تجعل المواعيد لازمة لحاجة الناس“ كما اسلفنا عن رذالمحتار وغيره۔ (فقه البيوع: (۱/۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰)، المبحث الأول، حكم الوعد أو المواعيد في البيع، ط: معارف القرآن۔

☞ ومفهومه أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعلية الإثم وفي به أو لم يفي فانه من أخلاق المنافقين... (مرقاة المفاتيح: (۹/۱۰۳)، تحت رقم الحديث: ۳۸۸۱، كتاب الآداب باب الوعد، الفصل الثاني، ط:؟؟؟)

☞ وأيضاً فيه: قال النووي: أجمعوا على أن من وعد انساناً شيئاً ليس بمعنى عنه فينبغي أن يفي بوعد، وهل ذلك واجب أو مستحب، فيه خلاف الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب، فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم بمعنى من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى، قال: وذهب جماعة إلى أنه واجب... وبعضهم إلى التفصيل... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلا بد من الوفاء إلا أن يتعلم۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/۱۱۳) تحت رقم الحديث: ۳۸۹۲، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيدية۔

وعدہ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا

اگر بیع (خرید و فروخت) کا وعدہ کرتے وقت دل میں وعدہ پورا کرنے کا (۳۲۹) ارادہ تھا، لیکن بعد میں کسی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کر سکا اور وعدہ خلافی ہو گئی، ایسے وعدہ کا حکم یہ ہے کہ اس وعدہ کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب اور مکارم اخلاق میں سے ہے، یعنی اس صورت میں وعدہ خلافی کی وجہ سے اس کو منافق کہنا، طعنہ دینا اور ذلیل کرنا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

وعدہ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں

اگر ”امپورٹر“ اور ”ایکسپورٹر“ کے درمیان ”ایگریمنٹ ٹوسیل“ (وعدہ بیع) ہوا ہے اور ابھی حقیقی بیع نہیں ہوئی، اس صورت میں اگر ”ایکسپورٹر“ اس وعدہ بیع کو پورا نہ کرے، اور اس وعدہ کو پورا کرنے سے انکار کر دے، تو اس صورت میں ”امپورٹر“ کسی قسم کی چارہ جوئی کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا ”ایکسپورٹر“ تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے لیکن ”امپورٹر“ اس سامان کو لینے سے انکار کر دے، اور اس وعدے کی خلاف ورزی کرے، تو اس صورت میں ”ایکسپورٹر“ کیا چارہ جوئی کر سکتا ہے؟

موجودہ قانون میں یہ ہے کہ ”ایگریمنٹ ٹوسیل“ (وعدہ بیع) کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی بھی دوسرے فریق کو پہنچنے والے حقیقی نقصان کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ نقصان کی تلافی نہ کرے تو اس کے خلاف مقدمہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن شریعت میں اگر ”ایگریمنٹ ٹوسیل“ میں کوئی ایک فریق وعدہ پورا نہ کرے تو وہ شخص گناہ گار ہوگا لیکن دنیا کے اندر اس سے کسی قسم کے نقصان وغیرہ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ اس پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے، اس کی مثال ”مٹلنی“ ہے کہ یہ نکاح نہیں ہے،

(۱) النظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة رقم: ۳۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نکاح کا ایک وعدہ ہے، نکاح میں مطالبہ ہو سکتا ہے، منگنی میں مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (۱)

وعدہ بیع کی مثال

۳۳۰

”فروخت کر دوں گا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۵)

وعدہ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے

وعدہ پورا کرنے کی نیت سے بیع (خرید و فروخت) کا وعدہ کرنے کے بعد کسی وجہ سے اب مال کی خریداری کو نقصان سمجھتا ہے، اور وہ چیز لینا نہیں چاہتا، تو وعدہ خلافی کی وجہ سے گناہگار ہوگا البتہ دکاندار کے لئے وعدہ بیع کی بنیاد پر گاہک کو خریدنے پر مجبور کرنا یا اس سے کسی قسم کا تاوان لینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، یہ نقصان دکاندار کا ہے۔ (۲)

وعدہ بیع کے نقصانات کا حکم

شریعت میں وعدہ بیع کے بعد انکار کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے، اس نقصان کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ شریعت میں دو چیزوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے، ایک چیز ہے ”نفع کا نہ ہونا“ دوسری چیز ہے ”نقصان ہونا“ ان دونوں میں فرق ہے۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة رقم: ۳۲۶۔ (عن زيد بن ارقم)

(۲) امداد الفتاوى: (۳۰/۳)، کتاب البيوع، عنوان: ”بيع وشراء كعدہ حکم میں بیع و شراء کے نہیں“۔ ط: دارالعلوم کراچی۔

والذى يظهر أن التراضى لا بد منه لغة أيضاً، فإنه لا يفهم من باعه وباع زيد عبده إلا أنه استبدل به بالتراضى، وأن الأخذ غضباً، وإعطاء شيء آخر من غير تراض لا يقول فيه أهل اللغة باعه، (فتح القدير: ۲۲۹/۶)، كتاب البيوع، ط: رشيدية۔

(فلو أكره بقتل أو ضرب شديد) متلف... (أو حبس)... (حتى باعه أو اشترى أو أقر أو أجر، فسوخ) ما عقد، ولا يبطل حق الفسخ بموت أحدهما ولا بموت المشتري، (الدر مع الرد: ۱۲۹/۶)، (۱۳۰)، كتاب الاكراه، ط: سعيد۔

گزشتہ حواشی ملاحظہ ہوں۔ ایضاً۔

نقصان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ خریدار یا بیچنے والے کی کچھ رقم خرچ ہوگئی۔ اور ”نفع نہ ہونے“ کا مطلب یہ ہے کہ تاجر نے اپنے ذہن میں یہ تصور کر لیا تھا کہ اس معاملہ میں اتنا نفع ہوگا، لیکن اتنا نفع نہیں ہوا، آج کل کے تاجروں کی اصطلاح میں اس نفع نہ ہونے کو بھی ”نقصان“ سے تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی رو سے اس کو نقصان کہنا درست نہیں۔

مثلاً زید نے ایک چیز سو روپے کی خریدی، اور زید نے اپنے ذہن میں تصور کر لیا کہ میں اس کو ڈیڑھ سو روپے کی فروخت کر کے پچاس روپے نفع کمالوں گا اب ایک خریدار آیا، اور اس نے وہ چیز ڈیڑھ سو روپے کے بجائے ایک سو تیس روپے میں خرید لی تو زید کی نظر میں اور تاجر کی نظر میں اس کو نقصان سمجھا جائے گا کہ بیس روپے کا نقصان ہو گیا، لیکن شریعت میں اس کو نقصان نہیں کہا جائے گا بلکہ شریعت میں نقصان اس وقت کہا جائے گا جب زید اس چیز کو سو روپے سے کم مثلاً نوے روپے میں فروخت کر دے۔

غرض کہ آج کل ”اپر چونیٹی کاسٹ“ (متوقع نفع) کی بنیاد پر حساب کتاب کر کے نقصان کا جو تعین کر لیا جاتا ہے، شریعت میں ایسے نقصان کا کوئی اعتبار نہیں۔^(۱)

وعدہ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کر سکا

اگر وعدہ بیع کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو دوسرے فریق کو اطلاع کر دے کہ فلاں مجبوری کی وجہ سے وعدہ بیع کو پورا نہیں کر سکتا، لہذا یہ وعدہ بیع ختم کر

(۱) لأن الخسران هو عبارة عن تلف مال من رأس المال... (درر الحکام إلى مجلة الأحكام: ۳/۳)

(۳۳۶)، تحت المادة: ۱۳۱۱، کتاب الشركة، الباب السابع فی حق المضاربة، الفصل الثانی: فی بیان شروط المضاربة، ط: دار عالم الکتب/سلطانیہ کونٹہ۔

الموسوعة الفقهية: (۶۱/۲۶)، حرف الشين، الشركة، استحقاق الربح، ط: دار الصفاة۔

امداد الفتاوی: (۳۰/۳)، کتاب البيوع، ط: دار العلوم کراچی۔

دیا جائے، اس صورت میں پہلا فریق گناہ گار نہیں ہوگا۔^(۱)

وعدہ بیع میں بدعتی

۳۳۲

گاہک نے دکاندار سے کہا کہ اگر فلاں قسم کا مال آپ منگوادیں، تو میں اتنی قیمت پر خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں یا خریدوں گا، اور اس کے دل میں وعدہ کرتے وقت یہ ارادہ تھا کہ وہ اس وعدہ کو پورا نہیں کرے گا اور دکاندار سے یہ مال نہیں خریدے گا تو یہ نفاق یا نفاق کی علامت ہے، اور دستو کہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔^(۲)

وعدہ کی شرعی حیثیت

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامیوں کے نزدیک اجارہ میں کلائنٹ سے وعدہ لینے کا مقصد صرف بینک کو یہ یقین دلانا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ضرور اجارہ کا معاملہ کرے گا تا کہ بینک پورے اطمینان کے ساتھ مطلوبہ چیز کی خریداری کر سکے، اس سے اجارہ منعقد نہیں ہوتا بلکہ اجارہ کا باضابطہ معاہدہ مطلوبہ چیز حاصل کرنے کے بعد طے پاتا ہے۔

لیکن معمولی غور و فکر سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ موقف درست نہیں ہے کیوں کہ باضابطہ معاہدے کی حیثیت علامتی کارروائی کے سوا کچھ نہیں، وجہ یہ ہے کہ قانونی لحاظ سے کلائنٹ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ بینک کی خریدی ہوئی چیز بہر حال ”ماسٹرفائننسنگ ایگریمنٹ“ میں طے شدہ شرائط کے مطابق اجارہ پر لے، اور اگر لینا نہ چاہے تو بینک قانونی چارہ جوئی کے لئے عدالت سے بھی رجوع کر سکتا ہے، اور عدالت کلائنٹ کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ بینک کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کرے۔ مزید یہ کہ اجارہ کے وعدے کے موقع پر بینک ”سیکورٹی ڈپازٹمنٹ“ کے

(۱، ۲) النظر الی الحاشیة السابفة رقم: ۲، علی الصفحة رقم: ۳۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نام پر ایک معقول رقم بھی وصول کرتا ہے، تاکہ اگر بینک کی خریداری کے بعد کلائنٹ چیز نہ لے، یا رقم کی ادائیگی نہ کرے یا دیوالیہ ہو جائے تو بینک کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی اس رقم سے کی جاسکے، اس سے واضح ہوا کہ اجارہ کا یہ معاملہ خالص وعدہ کی حد تک نہیں رہتا بلکہ دو طرفہ معاہدے کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے، البتہ یہ مستقبل کی تاریخ میں نافذ ہوتا ہے جب یہ وعدہ نہیں معاہدہ ہے، تو گویا بینک نے اجارہ پر دینے والی چیز کو خرید کر ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کر لیا اور ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کرنا شریعت کے خلاف ہے، جیسا کہ ”المصارف الاسلامیہ“ میں ہے۔

جب وعدہ لازمی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب وعدہ لازمی ہو تو یہ کاروائی غیر ملکیتی چیز کی بیع یا قبضہ سے قبل بلکہ خریداری سے قبل بیع کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے۔^(۱)

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامی حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا خرابی تب لازم آتی ہے جب دونوں جانب سے وعدہ لازم ہو جبکہ اسلامی بینکوں میں یہ وعدہ یکطرفہ صرف کلائنٹ کی طرف سے ہوتا ہے، بینک کو اختیار ہوتا ہے کہ کلائنٹ کے ساتھ معاملہ کرے یا نہ کرے، اس کے علاوہ بینک کرایہ بھی اس تاریخ سے لینا شروع کرتا ہے جب مطلوبہ چیز کلائنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ وعدہ وعدہ ہے معاہدہ نہیں ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) فاذا لم یکن الوعد ملزماً فیہذا لا بأس فیہ، اما اذا کان ملزماً فان العملية تدخل فی نطاق بیع مالا بملک، أو البیع قبل القبض، بل قبل الشراء، وهذا غیر جائز شرعاً۔ (المصارف الاسلامیة للدکتور رفیق یونس المصری: (ص: ۳۶)

ووجب أن یقتصر الوعد الملزم علی طرف واحد، أما الطرف الآخر فیکون مخیراً تجنباً للمواعدة الملزمة للطرفین الممنوعة، لأنها حیثاً فی حکم العقد۔ (المعايير الشرعیة: (ص: ۱۵۲) المعیار الشرعی رقم: ۹، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامیة)

① کہنے کی حد تک تو یہ یکطرفہ کلائنٹ کی طرف سے وعدہ ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دو طرفہ معاہدہ ہوتا ہے، کیوں کہ اجارہ کے وعدے کے بعد کلائنٹ کو سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ بینک اسے ضرور مطلوبہ چیز مہیا کرے گا، مروجہ اسلامی بینکاری کی تاریخ میں مشکل سے اکا دکا ہی ایسے واقعات ملیں گے جن میں بینک نے اجارہ کے وعدے پر دستخط کے بعد کلائنٹ کو مطلوبہ چیز کی فراہمی سے انکار کیا ہو کیوں کہ اس سے بینک کی ساکھ خراب ہو سکتی ہے، اور لوگوں کا اعتماد ختم ہو سکتا ہے، جب بینک کی طرف سے مطلوبہ چیز کی فراہمی یقینی ہے تو ”المعروف کالمشروط“ (جو بات معروف ہو وہ مشروط جیسی ہے) کے تحت عملی طور پر بینک کی طرف سے بھی لازمی وعدہ ہوا اور یہ بات اسلامی بینکاری کے حامی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دو طرفہ لازمی وعدہ معاہدے کے حکم میں ہے۔^(۱)

② بینک کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دینا اور کلائنٹ کو ہر صورت میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے کا پابند بنانا امتیازی سلوک ہے جو نام نہاد اسلامی بینکوں کے غیر منصفانہ مزاج کی عکاسی کرتا ہے، انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ فریقین کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا حق مساوی اور برابر ہو، ورنہ ایک کو اختیار دینا اور دوسرے کو اختیار نہ دینا سب سے زوری ہے۔^(۲)

(۱)

(۲) یا ایہا الذین آمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منکم۔ (النساء: ۲۹)
والذی ینظر أن التراضی لا بد منه لغة ایضا فإنه لا یفہم من باعه و باع زید عبده إلا انه استبدل به بالتراضی وإن الأخذ غصبا و اعطاء شیء آخر من غیر تراض لا یقول فیہ أهل اللغة: باعه۔ (فتح القدیر: ۴۵۵/۵) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ

إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۳) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: إدارة القرآن۔

باقی رہی یہ بات کہ بینک کلائنٹ کو قبضہ دینے کی تاریخ سے کرایہ لینا شروع کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس سے پہلے اجارہ کا معاہدہ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ مطلوبہ چیز پر کلائنٹ کے قبضہ کی تاریخ سے موثر ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلوبہ چیز کی خریداری سے قبل بینک کا کلائنٹ سے اجارہ کا عدالتی طور پر لازمی وعدہ لینا حقیقت میں اجارہ کا معاہدہ ہے جو شریعت کے منافی اور اجارہ کے قوانین کے مخالف ہے۔

اسی طرح اجارہ کے باضابطہ معاہدے کے موقع پر کلائنٹ سے یہ وعدہ لینا بھی شریعت کے خلاف ہے کہ وہ مختلف شقتوں کی خلاف ورزی کے باعث بینک کی طرف سے اجارہ ختم کرنے کی صورت میں طے شدہ قیمت پر گاڑی خریدنے کا پابند ہوگا۔^(۱)

مزید یہ کہ اس معاہدہ میں اجارہ اور بیع دونوں جمع ہیں اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔^(۲)

وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا

اگر بائع (سیلر) وقت پر پیسے ادا کرنے والے خریداروں کو اپنی مرضی سے چھوٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً دکاندار نے

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في صفقة واحدة، رواه في شرح السنة. (مشكاة المصابيح (ص: ۲۳۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

وكذلك لو باع عبداً على أن يستخدمه البائع شهر أو داراً على أن يسكنها... لأنه شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين... ولأنه لو كان الخدمة والسكنى يقابلهما شيء من الثمن يكون اجارة في بيع ولو كان لا يقابلهما يكون اعادة في بيع. وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة. (الهداية (۶۲/۳) كتاب البيوع، باب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانية.

تبيين الحقائق (۱۲/۳) كتاب البيوع، فصل يدخل في بيع الدار، ط: امداديه ملتان.

خریداروں سے کہا کہ اگر آپ لوگ وقت پر پیسے ادا کریں گے تو اتنی چھوٹ دوں گا، مثلاً کسی نے دس ہزار کا مال لیا اور اس نے مقررہ وقت پر پیسہ ادا کر دیا تو اس کو پانچ سو روپے کا چھوٹ دیا، تو یہ صورت جائز ہے۔^(۱)

وقت پر حوالہ کرنا

آرڈر لینے والے کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے پروڈکٹ کو حوالہ کرنے کا جو وقت آرڈر دینے والے کو دیا تھا، وہ اسی وقت پر مصنوع (پروڈکٹ) حوالہ کر دے، اگر اس نے وہ چیز وقت پر حوالہ نہ کی اور اس کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ گنہگار ہوگا۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک اگر چیز مقررہ وقت پر نہ دینے کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری صانع (بنانے والے/ آرڈر لینے والے) پر آئے گی۔

وقت مجہول ہو

”میعاد مجہول ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

وقت معین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا

”بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۲)

وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو پیشگی رقم ادا کر دی، اور کچھ سامان خریدا

(۱) وبعوزان يحط عن الثمن۔ (الهدایة) (۸۰/۳) کتاب البیوع، باب المراجعة والتولية، ط: رحمانیہ

صح حط البائع بعض الثمن۔ (مجمع الأنهر) (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، باب المراجعة والتولية،

ط: دارالکتب العلمیة

الدر المختار مع الرد: (۱۵۳/۵) کتاب البیوع، باب المراجعة والتولية، مطلب فی تعریف الکفر،

ط: سعید۔

اور یہ معاہدہ کیا کہ اگر فلاں وقت تک یہ سامان نہ پہنچا تو وعدہ خلافی کی وجہ سے فی من یا فی کارٹن سو روپے منافع وصول کروں گا، ایسی شرط لگانا جائز ہے اور یہ معاملہ باطل ہے، اور مقررہ وقت پر مال نہ پہنچنے کی صورت میں فی من یا فی کارٹن کے حساب سے منافع لینا حرام ہے۔^(۱)

وقتی طور پر بیعانہ کو ضبط کرنا

”بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۲)

وقف زمین کی خرید و فروخت

زمین کو جس مقصد کے لئے وقف کیا گیا ہے اگر وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے اور آئندہ بھی حاصل ہونے کا امکان نہیں ہے تو اس کو تبدیل کرنا یا اس کو فروخت کر کے اس کی رقم سے ایسی جگہ پر زمین لینا جائز ہوگا جہاں واقف کا مقصد حاصل ہو۔ اور اگر وقف کی زمین سے وقف کا مقصد حاصل ہو رہا ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہوگا اور وہ بدستور وقف رہے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ وقف کی زمین کے فوائد جب بالکل ختم ہو جائیں تو بیچنا یا

(۱) وأفاد فی البزازیة: أن معنى التعزیر بأخذ المال علی القول به إمساك شیء من ماله عنه مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم إلیه، لأن يأخذہ الحاکم لنفسه أو لبيت المال كما یتوهمه الظلمة، إذ لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغير سبب شرعی... والحاصل أن المذهب عدم التعزیر بأخذ المال۔ (شامی: ۶۱/۳، ۶۲) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید۔
البحر الرائق: (۳۱/۵) کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔
الفتاویٰ الہندیہ: (۱۶۷/۲) کتاب الحدود، الباب السادس فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیہ۔

عن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

تبدیل کرنا جائز ہے تاکہ وقف سے فائدہ اٹھانا ممکن رہے، لیکن اگر اس کے فوائد ختم نہ ہوں تو پھر یہ اسی حالت پر باقی رہے گی جس پر وہ ہے۔^(۱)

وقف شدہ زمین فروخت کرنا

اپنی مملوکہ زمین مسجد یا مدرسہ یا قبرستان وغیرہ کے لئے وقف کر کے حوالہ کرنے کے بعد وہ زمین واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے، اور واقف اس میں کسی قسم کے ذاتی یا مالکانہ تصرفات کا حق نہیں رکھتا، اور ایسی زمین کو کسی کے لئے بھی خریدنا، بیچنا گفٹ کرنا اور تبادلہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس میں وراثت بھی جاری نہیں ہوتی ہے۔^(۲)

وقف کی چیز فروخت کرنا

”اوقاف کو فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۱)

وکالت

وکالت ایجنسی کو کہتے ہیں۔^(۳)

(۱) اعلم أن الاستبدال على ثلاثة وجوه: الأول: أن يشترطه الواقف... فالاستبدال فيه جائز على الصحيح... والثاني: أن لا يشترطه... لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بأن لا يحصل منه شيء أصلاً، أو لا يفى بمؤنه فهو أيضاً جائز على الأصح۔ (الشامی: ۳۸۳/۳) كتاب الوقف۔ مطلب في استبدال الوقف، ط: سعيد

□ الوقف إذا صار بحيث لا ينتفع المساكين به فللقاضي أن يبيعه ويشترى بضمنه غير هـ۔ (البحر الرائق: ۲۰۷/۵) كتاب الوقف، ط: سعيد

□ الفتاوى الهندية: (۳۰۱/۲) كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط، ط: رشيدية

(۲) فإذا تم أي الوقف فلا يملك ولا يعار ولا يرهن۔ (تنوير الابصار۔ شامی: ۳۵۲/۳) كتاب الوقف، ط: سعيد۔

□ بدائع الصنائع: (۲۲۱/۶) كتاب الوقف والصدقة، فصل وأما حكم الوقف الجائز، ط: سعيد۔

□ وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تملكه۔ (الهداية: ۶۱۶/۲) كتاب الوقف، ط: رشيدية۔

(۳) الوكالة: بالفتح والكسر اسم من التوكيل، وهي شرعاً: تفويض أحد أمره لآخر وإقامته مقامه... (المجموعه للقواعد الفقهية: ص: ۳۱۸)، التعريفات الفقهية، الواو، ط: بشرى

وکالت پر اجرت

اگر وکالت پر اجرت کی شرط رکھی ہے، اور وکیل نے وکالت پوری کر دی، تو (۳۳۹) وہ اجرت کا مستحق بن جائے گا، اور اگر اجرت کی شرط نہیں تھی اور وکیل بھی اجرت کا کام کرنے والا نہیں ہے، تو وہ احسان اور ثواب کا کام کرنے والا ہوگا اور اس کو اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔^(۱)

وکالت کا پیشہ

عدالت میں اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یا مدعی کے غلط دعویٰ کا جواب دینے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنا یا کسی کا وکیل مقرر ہونا جائز ہے، موکل مرد ہو یا عورت، نیز اس پر فریق مخالف راضی ہو یا ناراض، بہر حال جائز کام کے لئے وکالت کرنا جائز ہے۔

البتہ کسی جھوٹے مدعی کی حمایت کرنا یا کسی ظالم کی طرف سے مدافعت کرنا، اس کی خاطر، یا مقدمہ میں جتوانے کے لئے جھوٹ بولنا، التماسیہ جرم ثابت کرنا، اور مدعی کو ناحق دوسروں سے عدالت کے ذریعہ مال لوٹ کر دینا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے، وکالت کا ایسا پیشہ جس میں ظالم کی حمایت ہو اور مظلوم پر مزید ظلم ڈھایا جائے، اور قاتلوں کی مدد کی جائے یہ ناجائز اور حرام ہے، اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کی چرب زبانی، لفاظی،

(۱) إذا شرطت الاجرة لى الوكالة أو فاها الوكيل استحق الاجرة... وإن لم تشرط ولم يكن الوكيل ممن يخدم بالاجرة كان متبرعاً، فليس له أن يطالب بالاجرة... (شرح المجلة لرستم باز: ۶۱۷/۲)، المادة: ۱۳۶۷، الوكالة، الباب الثالث: فى بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول: فى بيان أحكام الوكالة العمومية، ط: فاروقية كونته۔

شرح المجلة للاماسى: (۳۳۵/۳) المادة: ۱۳۶۷، أيضاً، ط: رشيدية۔

تذکرہ الاحکام الى مجلة الاحکام: (۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵) المادة: ۱۳۶۷، أيضاً، ط: دار عالم الكتب۔

چالاکی کب تک ان کے کام آئے گی اور جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی ہوگی، تو ان وکیلوں کی طرف سے کون وکیل بنے گا، اور خلاصی کیسے ہوگی، اس لئے ظالم اور ظلم کی حمایت ہرگز نہ کریں ورنہ آخرت کی عدالت انتظار میں ہے۔^(۱)

وکالت میں دھوکہ دینا

مثلاً زید نے بکر کو ایک فریزر خریدنے کے لئے وکیل بنایا اور نقد چالیس ہزار کی رقم دی اور بکر نے ۳۸ ہزار میں فریزر خرید کر زید کے پاس بھیج دیا اور دو ہزار اپنے پاس رکھ لئے تو یہ جائز نہیں ہے۔

وکیل کو چاہیے کہ اپنے موکل کا کام ایمانداری سے کرے اور جو رقم وغیرہ بیچ جائے وہ اپنے موکل کو واپس کر دے۔

(۱) قوله تعالى {فأنتم هؤلاء جادلتم عنهم في الحياة الدنيا فمن يجادل الله عنهم يوم القيامة أتمن يكون عليهم وكيلاً} (سورة النساء: ۱۰۹)

عن أم سلمة عن النبي ﷺ قال: "إنما أنا بشر وأنكم تختصمون إلي، ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض واقضى له على نحو ما أسمع، فمن قضيت له من حق أخيه شيئاً فلا يأخذه، فإنما أقطع له قطعة من النار۔ (صحيح البخاري: (۱۰۳۰/۲)، رقم الحديث: ۶۹۶۷، كتاب الحيل، باب إذا غضب جارية فزعم أنها ماتت... ط: قديمي) و (۱۰۶۵/۲) كتاب الأحكام، باب من قضى له بحق أخيه فلا يأخذه، فإن قضاء الحاكم لا يحل حراماً ولا يحرم حلالاً، ط: قديمي)

باب القضاء في قليل المال وكثيره سواء۔ ط: قديمي

الصحيح المسلم (۷۳/۲) كتاب الاقضية، باب بيان ان حكم الحاكم لا يغير الباطن، ط: قديمي

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۷)، أبواب الأحكام، باب قضية الحاكم لا تحل حراماً ولا تحرم حلالاً، ط: قديمي۔

سمع رسول الله ﷺ ذات يوم، ارتفاع أصوات متخاصمين جاثا يتحاكمان عنده في أرض وقد ارتفعت أصواتهما امام إحدى حجرات بيوت أزواج النبي ﷺ، فخرج النبي عليه الصلاة والسلام، وقد اجتمع بعض الناس حولهما، فقال ﷺ: أيها الناس إنما أنا بشر، وأنكم تختصمون إلي أن تنحاكموا عندى ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض أى أقوى في الحجة من الآخر، فاقضى له على نحو ما أسمع، فمن قضيت له من أخيه شيئاً فلا يأخذه، فإنما هي قطعة من النار اقطعها له، فمن شاء فليأخذ ومن شاء فليدع۔ (البخاري في المظالم: (۶۸/۲) مسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن جعد البارقی کو ایک دینار دیا اور فرمایا ”اشتر لنا به شاة“ ہمارے لئے اس سے ایک بکری خرید لاؤ عروہ کہتے ہیں کہ میں منڈی آیا میں نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، جب میں واپس آ رہا تھا تو مجھے راستے میں ایک آدمی ملا، اس نے مجھ سے سودا کیا میں نے اسے ایک دینار کے عوض ایک بکری فروخت کر دی اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کا دینار اور یہ آپ کی بکری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ”وصنعت کیف؟“ تم نے یہ کیسے کیا ہے؟

میں نے ساری بات بیان کر دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
”اللہم بارک لہ فی صفقة یمینہ“^(۱)

اے اللہ! اس کے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرما۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری خریدنے کے بعد جو رقم بچی وہ واپس کر دی اپنے پاس نہیں رکھی اگر بچی ہوئی رقم وکیل یعنی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا حق ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عن عروہ بن أبی الجعد قال: عرض للنبی صلی اللہ علیہ وسلم جلب، فأعطانی دینارا، فقال: ”ای عروہ انت الجلب فاشتر لنا شاة“ قال فأتیت الجلب، فساومت صاحبه، فاشتریت منه شاتین بدینار، فجئت أسوقهما، أو قال أقودهما، فلقینی رجل فساومنی، فأبیعه شاة بدینار، وجئت بالشاة فقلت: یا رسول اللہ، هذا دینار کم، وهذا شاتکم، قال: ”وصنعت کیف؟“ فحدثته الحدیث، فقال: اللہم بارک لہ فی صفقة یمینہ“... الحدیث۔ (مسند أحمد: ۱۰۷/۳۲) رقم الحدیث ۱۹۳۶۷، مسند الکوفین، حدیث عروہ بن أبی الجعد البارقی، ط: مؤسسة الرسالہ۔

کتاب السنن الکبری: (۱۱۲/۶) کتاب القراض، باب المضارب یمخالف بما فیہ زیادة لصاحبه... الخ ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

صحیح بخاری: (۵۱۳/۱) کتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشرکین أن یربہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیة، فاراهم الشقاق القمر، ط: قدیمی۔

یقیناً وہ رقم حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیتے۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کے پیکر تھے، وہ دوسرے کا حق اپنے پاس رکھ لیں اور واپس نہ دیں، یہ ہو نہیں سکتا۔ (۳۳۲)

باقی اگر موکل بچی ہوئی رقم وکیل کو خاموشی سے دے دے یا لینے کی اجازت دیدے تو وکیل کے لئے لینا جائز ہوگا ورنہ نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان بندے کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر لینا حلال نہیں ہے۔^(۱)
مزید ”وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا“ عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

وکیل

ایک آدمی خریدار یا بائع (سیلر) کی طرف سے ایک ہی چیز کے لئے خرید یا فروخت کا وکیل بن سکتا ہے لیکن ایک ہی شخص خریدار اور بائع بیک وقت دونوں کی طرف سے ایک ہی چیز کی خرید و فروخت کا وکیل نہیں بن سکتا۔^(۲)

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

☐ شعب الايمان: (۳۸۷/۳) رقم الحديث: ۵۳۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الايمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ السنن الكبرى: (۱۰۰/۶) كتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله في سفينة أو بنى عليه جداراً، ط: ادارة تاليفات اشرفيه۔

(۲) أن الواحد يتولى طرفي العقد في العتق كالنكاح ولا يتولى الطرفين في البيع۔ (البحر الرائق: ۷/۲۸۱)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ لشرائط العاقد: العقل... والعهد في العاقد فلا يتعقد بالوكيل من الجانبين،... (البحر الرائق: ۵/۵۳۲)، كتاب البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الدر مع الرد: (۵۰۳/۳)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☐ بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵، ۱۳۶)، كتاب البيوع، أما شرائط الإنعقاد، ط: سعيد۔

وکیل امین ہے

وکیل امین ہوتا ہے، اور وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہوتی ہے۔ اس (۳۳۳) لئے وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں ہے اگر ایسا کیا تو وکیل ضامن ہوگا۔^(۱)

وکیل اور دلال کا فرق

وکیل اور دلال کے درمیان فرق یہ ہے کہ دلال دوسرے شخص کا سپرد کیا ہوا کام اجرت پر کرتا ہے اور وکیل اجرت اور بلا اجرت دونوں طرح کرتا ہے۔^(۲)

(۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یدہ فیذا تلف بلا تعد ولا تقصیر لایلزم الضمان... (شرح المجملہ لرستم باز: (۶۱۳/۲)، المادة: ۱۳۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان احکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

درر الاحکام الی مجملہ الاحکام: (۵۶۱/۳) المادة: ۱۳۶۳، ایضاً، ط: دار عالم الکتب۔
 إذا هلکت الودیعة أو نقصت قیمتھا بتعدی المسودع أو بتقصیرہ لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المسودع نقود الودیعة فی امور نفسه أو استهلکھا ضمنھا، (مجملہ الاحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی احکام الودیعة و ضمانھا، ط: نور محمد کتب خانہ کراچی)

مزید وکیل نے موکل کے پیسے موکل کے لئے سامان خریداً عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) السمسار: من یعمل للغير بالأجر بیعاً أو شراءً، ويقال له فی العرف الدلال۔ (دستور العلماء: (۲/۱۳۲) حرف السین، السمسار، ط: دار الکتب العلمیة۔)

والوکالة... وفی الشرع: تفویض التصرف فی امر شرعی الی غیره ائی إقامة الغير مقام نفسه فی التصرف ممن یملک التصرف، والوکیل: هو الذی فوض الیہ التصرف بإقامة المفوض ائی المؤکل ایاہ مقام نفسه فی التصرفات۔ (دستور العلماء: (۳۲۱/۳)، حرف الواو، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الدلال: هو السمسار ائی الذی یدخل بین البائع والمشتري متوسطاً لامضاء البیع۔ (المجموعة للقواعد الفقہیة، التعریفات الفقہیة: (ص: ۱۸۱)، ط: بشری۔)

والوکالة: وهی شرعاً تفویض أحد أمره لآخر، وإقامته مقامه، ويقال: لذلك الشخص مؤکل ولمن أقامه وکیل، والأمر مؤکل به۔ (المجموعة للقواعد الفقہیة، (ص: ۳۱۸) (التعریفات الفقہیة، ط: مكتبة البشری)

وکیل بالبیع غیر مسلم کو بنانا

”غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل بالبیع کمپنی کے

”کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۰/۱۵)

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا

کمپنی بعض ملازمین کو اس مقصد کے لئے رکھتی ہے کہ وہ بازار سے سامان خرید کر لایا کریں اب کبھی یہ ملازم کم قیمت میں سامان خرید کر دکاندار سے زیادہ قیمت کا مل بنواتے ہیں اور کمپنی سے زائد رقم وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح مکان وغیرہ تعمیر کرنے کے ٹھیکیدار لوہا وغیرہ کم قیمت پر خرید کر مکان کے مالک سے حساب میں زیادہ رقم ظاہر کر کے وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح رنگ کرنے والے رنگ کی زیادہ قیمت ظاہر کر کے مکان کے مالک سے زائد رقم وصول کرتے ہیں، شرعاً یہ ناجائز اور حرام ہے، زائد رقم مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں واپس کرنا پڑے گا اور وہاں واپس کرنا سوئی کے نا کے سے ہاتھی گزارنے کی مانند ہوگا۔

واضح رہے کہ ملازم اور ٹھیکیدار ایسے وکیل ہیں جن کو اجرت اور تنخواہ ملتی ہے ان پر مالک کے ساتھ امانت داری کا معاملہ کرنا لازم ہے، صرف اصل قیمت مالک سے وصول کریں، ان کے لئے اس طرح اضافی رقم لینا جھوٹ، دھوکہ اور ناحق وصولی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔

☆ اگر ٹھیکیدار یا ملازم مذکورہ بالا صورت میں یہ حیلہ اختیار کریں کہ یہ اشیاء پہلے اپنے لئے خریدیں پھر مہنگی کر کے کمپنی کو فروخت کریں تو بھی شریعت میں اس کی

منجائش نہیں ہوگی کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے، اس کا اپنے لئے خریدنا جائز نہیں۔^(۱)

۴۴۵

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنے کا حیلہ کرنا

”ملازم کا حیلہ کرنا عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۶)

وکیل بالشراء کا ظلم

حکومت یا پرائیویٹ ادارہ کے لئے سامان خریدنے والے ملازم یا وکیل یہ ظلم بھی کرتے ہیں کہ دکاندار یا کمپنی سے کہتے ہیں مثلاً اس سامان کی قیمت سو روپے ہے تو آپ کمپنی یا حکومت پر بیشک دو سو کی فروخت کریں، مگر جب فروخت کریں تو مجھے پچاس فیصد کمیشن دینا، ایسا کمیشن حرام ہے ملازم اپنے ادارہ اور کمپنی کے ساتھ دھوکہ، خیانت اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے سخت گناہ گار بھی ہے۔^(۲) اور اس کی تنخواہ بھی حرام

(۱) لیس لمن وکل باشرء شیء معین ان یشرى ذلک الشئ لنفسه حتى لا یكون له وان قال: عندا اشتراہ اشتريت هذا النفسى بل یكون للموکل، لأنه یؤدی الی تغیر الامر من حیث إنه اعتمد علیہ ولأن فیہ عزل نفسه ولا یملکہ الا بمحض من الموکل (شرح المجملہ لمرستم باز: (۲۳۳/۲)، المادة: ۱۳۸۵، الوکالة الباب الثالث: فی بیان احکام الوکالة الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیہ کوئٹہ) إذا قیدت الوکالة بقید فلیس للوکیل مخالفتہ، فإن خالف لا یكون شراءه نافذا فی حق الموکل ویبقى المال الذی اشتراه له، ولكن إذا خالف بصورة فائدتها أزید فی حق الموکل فلا تعد مخالفة معنی... أما اشتراها بانقص یكون قد اشتراها للموکل، (درر الاحکام الی مجملہ الاحکام: (۵۸۵/۳)، المادة: ۱۳۷۹، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان احکام الوکالة الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: دار عالم الکتب/سلطانیہ کوئٹہ)

شرح المجملہ للاتاسی: (۳۵۷/۳)، المادة: ۱۳۷۹، ایضاً، ط: رشیدیہ

الدرمع الرد: (۵۱۷، ۵۱۸/۵)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید

أنظر الحاشیة الآتیة ایضاً

(۲) قال الله تعالی: لعنة الله علی الکاذبین (العمران: ۶۱)

وعن أبی هريرة رضی الله عنه: ”آیة المنافق ثلاث“ زاد مسلم: ”وإن صام وصلی وزعم أنه مسلم“ ثم اتفقا: ”إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أؤتمن خان۔ متفق علیہ۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۱۷)

(۱) کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قدیمی

ہے کیوں کہ وہ حکومت یا کمپنی کے لئے کام نہیں کر رہا بلکہ وہ کمیشن حاصل کرنے کے لئے اپنا کام کر رہا ہے، اور اپنا کام کر کے حکومت سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔^(۱)

۳۳۶

وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے

اگر کسی نے زید کو وکیل بنایا کہ میرے لئے بازار سے موبائل خرید کے لاؤ، اور اس کو دس ہزار دیئے، موبائل خریدنے کے بعد بائع (سیلر) نے وکیل کے ساتھ تعلقات کی بنا پر ثمن (طے شدہ قیمت) واپس کر دیا یا مفت میں دے دیا، تو وکیل کے لئے ہدیہ ہوگا، موبائل کو واپس کرنا لازم نہیں ہوگا، اور وکیل کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا۔^(۲)

☞ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع فی النار... ورواہ أبو داؤد فی مراسیلہ عن الحسن مرسلًا مختصرًا قال: المکر والخدیعة، والخیانة فی النار۔ (الترغیب والترہیب: (۲/۳۵۰) رقم الحدیث: ۲۷۳۳، الترہیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة)

☞ کنز العمال: (۳/۵۳۵) رقم الحدیث: ۷۸۲۰، ۷۸۲۳، الكتاب الثالث: فی الأخلاق، الباب الثانی، الفصل الثانی فی الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۱) الأجير يستحق الأجرة إذا كان فی مدة الإجارة حاضر للعمل... لكن لیس له أن یمتنع عن العمل فإذا امتنع لا یمتنع فی الأجرة۔ (شرح الجلة لرستم باز (۱/۱۹۰) رقم المادة: ۳۲۵، الكتاب الثانی فی الاجارة، الباب الأول فی الضوابط العمومیة، ط: مكتبة فاروقیہ۔

☞ درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۱/۳۵۸) المادة: ۳۲۵، ایضاً، ط: دار الجیل۔

☞ المبسوط للسرخی: (۱۵/۱۶۲) کتاب الإجازات، باب إجارة الراعی، ط: دار المعرفۃ۔

(۲) رجل أمر رجلاً یشترى له جاریة بألف درهم، فاشترها، ثم ان البائع وهب للوكيل الفاء، فللوكيل ان یرجع علی البائع بالف؛ لأنه لا یمکن ان یمکن هذا حطاً عن الثمن؛ لأنه یفسد العقد فجعل هبة فیرجع۔ (الفتاویٰ الوالوجیة: (۳/۳۵۳) کتاب الوکالة، الفصل الثالث: فیما یرجع الوکیل إلى الموکل، ط: دار الکتب العلمیة)

☞ وفی الواقعات الحسامیة: ولو أمر رجلاً أن یشترى له جاریة بألف فاشترها، ثم ان البائع وهب الألف من الوکیل فللوکیل أن یرجع علی الأمر، ولو وهب منه خمس مائة لم یمکن له أن یرجع علی الأمر إلا بخمس مائة... (البحر الرائق: (۷/۱۵۵)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید) =

وکیل بنانا غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے

”غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا“ عنوان کے تحت (۴۴۷)

دیکھیں۔ (۲۳/۵)

وکیل بنانا

دوسرے کی طرف سے خرید یا فروخت کے لئے وکیل (Agent) بنا صحیح ہے، اگر کسی نے وکیل بنے بغیر مثلاً زید کی طرف سے کوئی معاملہ کیا تو زید کی اجازت پر موقوف ہوگا۔^(۱)

وکیل کو صرف موکل کا مال فروخت کرنے کا پابند بنانا

جس آدمی کو مال فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا جاتا ہے وہ اجیر مشترک کے حکم میں ہوتا ہے، ہاں اگر موکل نے وکیل کو وکیل بناتے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ آپ صرف میرا مال فروخت کریں گے، کسی اور کا مال فروخت نہیں کریں گے، تو یہ اجیر خاص کی طرح ہو جائے گا اور اس کے لئے اجارہ کے اوقات میں موکل کے مال کے علاوہ کسی اور کا مال فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر وکیل نے اس شرط کو قبول

= ولو و به كل الثمن رجع كله، ولو بعضه رجع بالباقي؛ لأنه حط۔ (قوله كل الثمن) أى جملة واحده۔ قال فى البحر: ولو و به خمس مائة ثم الخمس مائة الباقية لم يرجع الوكيل على الأمر الا بالأخذى لأن الأولى حط والثانى هبة۔ (الدرع مع الرد: (۵۱۶/۵) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

(۱) من باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه إن بقى العاقدان والمعقود عليه وبه لو عرضاً... والأصل فيه أن كل تصرف صدر من الفضولى وله مجيز حال وقوعه انعقد موقفاً على الإجازة عندنا،

(تبيين الحقائق: (۳/۴۸۳)، كتاب البيوع، باب بيع الفضولى، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۳/۱۳۳)، كتاب البيوع، فصل فى بيع الفضولى، ط: غفارية كوئثه۔

الدرع مع الرد: (۵/۱۰۶، ۱۰۷)، كتاب البيوع، فصل فى بيع الفضولى، ط: سعيد۔

نہیں کیا تھا، یا قبول کیا لیکن جو وقت مقرر ہے اس کے علاوہ اوقات میں دوسروں کا مال بیچتا ہے تو پھر بیچنا جائز ہوگا۔^(۱)

وکیل کا خود اپنے لئے خریدنا

اگر زید نے عمر کو اپنی چیز فروخت کرنے کا وکیل بنایا، تو عمر وہ چیز خود اپنے لئے خرید سکتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ ناجائز ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ موکل کی اجازت سے جائز ہے، لہذا اگر موکل نے اجازت دی ہے تو وکیل خود اپنے لئے خرید سکتا ہے ورنہ نہیں۔^(۲)

(۱) الأجير المشترك من يعمل لغير واحد... والأجير الخاص يستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وان لم يعمل... وسمى الأجير خاصاً ووحده؛ لأنه يختص بالواحد، وليس له أن يعمل لغيره، ولأن منفعه صارت مستحقة للغير، والأجر مقابل بها فيستحقه مالم يمنع مانع من العمل كالمرض والمطر... وإنما يكون أجيئاً خاصاً إذا شرط عليه أن لا يرعى لغيره. (البحر الرائق: ۲۶/۸، ۲۹، ۳۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد

الاجراء على ضربين: مشترك و خاص، فالأول من يعمل لواحد كالخياط ونحوه أو يعمل له عملاً غير موقت... أو موقتاً بتخصيص... والثاني: وهو الأجير الخاص ويسمى أجيئاً وحده: وهو من يعمل لواحد عملاً موقتاً بالتخصيص، ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل كمن استوجر شهراً للخدمة أو شهراً لرعى الغنم المسمى باجر بخلاف مالهو أجر المدة بان استاجر لرعى شهراً حيث يكون مشتركاً الا اذا شرط ان لا يخدم غيره، ولا يرعى لغيره فيكون خاصاً. الدر المختار. وفي الشامية: اعلم ان الاجير للخدمة أو لرعى الغنم أما يكون أجيئاً خاصاً إذا شرط عليه أن لا يخدم غيره أو لا يرعى لغيره. (قوله: وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا يصلح النافلة، قال في التاتارخانية: وفي فتاوى الفضلى وإذا استأجر رجلاً يوماً يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة. (الدر مع الرد: ۶۳/۶، ۶۹، ۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد

فتح القدير: (۱۳۰، ۱۲۲/۹)، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: رشيدية.

(۲) الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه؛ لأن الواحد لا يكون مشترياً و بانعاً فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه... وإن أمره الوكيل أن يبيعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لا يقبل له شهادته فباع منهم جاز. (الفتاوى البرازيلية على هامش الهندية: ۳۷۵/۵) كتاب الوكالة، الرابع في البيع، ط: رشيدية

ليس لمن وكل باشتراء شيء معين أن يشتري ذلك الشيء لنفسه حتى لا يكون له وإن قال: عند اشتراؤه اشتريت هذا لنفسى بل يكون للموكل... (شرح المجلة لرستم باز: ۶۲۳/۲)، المادة: =

وکیل کا دکاندار سے کمیشن وصول کرنا

بعض دکاندار کمپنی کے ملازم سے معاہدہ کرتے ہیں اگر آپ کمپنی کا سامان (۳۳۹)

ہم سے خریدیں گے تو ہم آپ کو اتنے فیصد رعایت دیں گے، تو ملازم کے لئے یہ کمیشن رکھنا جائز نہیں بلکہ کمپنی میں جمع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ کمیشن کے نام سے سامان کی قیمت میں رعایت ہے، جو کمپنی کا حق ہے ملازم کا حق نہیں، کیونکہ یہ ملازم اگر کمپنی کے لئے سامان نہ خریدتا تو اتنے کی اس کو نہ ملتی تو معلوم ہوا کہ یہ اس شخص کا کمیشن نہیں بلکہ زیادہ سامان خریدنے کی وجہ سے سامان پر رعایت ہے، لہذا ملازم پر لازم ہے کہ اصل قیمت کمپنی سے وصول کرے اور رعایت کی رقم کمپنی کو واپس کر دے، ورنہ آخرت میں واپس کرنا پڑے گی اور وہ بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔^(۱)

۱۳۸۵، الوکالة: الباب الثالث: فی بیان احکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیہ کوئٹہ

شرح المجلة للاتامی: (۳/۶۲۳)، المادة: ۱۳۸۵، ایضاً ط: رشیدیہ۔

آئندہ آنے والا حاشیہ نمبر ۱ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

(۱) لیس لمن وکل باسراء شیء معین أن بشری ذلک الشئ لنفسه حتی لا یكون له وان قال: عند اشترائه اشتریت هذا لنفسی بل یكون للموکل، لأنه یؤدی إلى تغیر الأمر من حیث إنه اعتمد علیه ولأن فیہ عزل نفسه ولا یملکة الا بمحض من الموکل (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۶۲۳)، المادة: ۱۳۸۵، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان احکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

إذا قیدت الوکالة بقید فلیس للوکیل مخالفتہ، فإن خالف لا یكون شراء نافذا فی حق الموکل یرقی المال الذی اشتراه له، ولكن إذا خالف بصورة فائدتها أزید فی حق الموکل فلاتعد مخالفة معنی۔ أما اشتراه بانقص یكون قد اشتراه للموکل، (درر الاحکام: (۳/۵۸۵)، المادة: ۱۳۷۹، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان احکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: دار عالم الکتب/سلطانیہ کوئٹہ)

شرح المجلة للاتامی: (۳/۳۵۷)، المادة: ۱۳۷۹، ایضاً ط: رشیدیہ۔

الدرع الرد: (۵/۵۱۷، ۵۱۸)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید۔

وکیل کا دیکھ لینا

اگر چیز خریدنے کے وکیل، یا چیز قبضہ کرنے کے وکیل نے چیز کو دیکھ کر اور جانچ کر لیا ہے تو موکل کو اختیار رویت حاصل نہیں ہوگا۔^(۱)

۳۵۰

وکیل کا موکل سے زیادہ قیمت وصول کرنا

”وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۴/۶)

وکیل کا موکل کی رقم اپنے خرچ میں لانا

وکیل کے لئے موکل کی رقم اس کی اجازت کے بغیر اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہے، اور امانت میں اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اگر وکیل نے ایسا تصرف کیا تو وہ رقم کا ضامن ہوگا، اسی طرح مسجد، مدرسہ اور فقہی اداروں کی رقم کو کمیٹی یا انتظامیہ کا اپنے ذاتی تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وکیل کو موکل کی طرف سے اپنی ضرورت پر رقم استعمال کرنے کی اجازت ہو تو پھر وکیل کے لئے اپنی ضرورت پر اس رقم کو استعمال کرنے کی اجازت ہوگی اور بعد میں اتنی رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔^(۲)

(۱) الوکیل بشرأء شیء والوکیل بقبضه تكون رؤیتها لذلك الشئ کرؤیة الأصل،... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۲۸۳)، المادة: ۳۳۳، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل الخامس: فی بیان خیار الرؤیة، ط: رشیدیہ)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۳۱)، المادة: ۳۳۳، ایضاً ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۱/ ۳۳۰)، المادة: ۳۳۳، ایضاً ط: دار عالم الکتب۔

(۲) رجل جمع مالاً من الناس لینفقہ فی بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم فی حاجة نفسه، ثم رد بدلها فی نفقة المسجد لا یسعه ان یفعل ذلك، وإذا فعل ان كان یعرف صاحب المال رد الضمان علیه أو یسأله لیأذن له بانفاق الضمان فی المسجد، وإن لم یعرف صاحب المال یرفع الأمر الی القاضی حتی یأمره بانفاق ذلك فی المسجد، فإن لم یقدر علی أن یرفع الأمر الی القاضی، قالوا: نرجوا له فی الاستحسان أن ینفق مثل ذلك من ماله فی المسجد فیجوز ویخرج عن الوبال فیما بینہ وبين الله تعالیٰ، =

وکیل کا مؤکل کے مال سے کچھ لینا

۳۵۱

ایک آدمی دوسرے آدمی کو مال دیتا ہے تاکہ وہ اپنی جان پہچان کی وجہ سے اسے فروخت کر دے اب یہ آدمی قیمت زیادہ بتا کر فروخت کر دیتا ہے اور زائد رقم خود رکھ لیتا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ سامان بیچنے والا سامان کے مالک کا وکیل ہے اور اس پر مال اور اس کی قیمت کے متعلق اعتماد کیا جاتا ہے اگر وہ مالک کے علم میں لائے بغیر اس کی قیمت سے کچھ لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے واپس کر دینا ضروری ہے۔^(۱)

= وفي القضاء يكون ضامناً فيكون ذلك ديناً عليه لصاحب المال، وهو نظير ما ذكر في الأصل الوكيل بقضاء الدين إذا صرف مال المؤكل في حاجة نفسه ثم قضى بمال نفسه دين المؤكل يكون متبرغاً في قضاء دين المؤكل - (فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ: (۲۹۹/۳)، کتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً، ط: رشیدیہ)

والوكيل به انفق الدراهم على نفسه ثم اشترى ما امر به من عنده، فالمشترى للوكيل لا للأمر في المختار - وفي الأصل اشترى بدناتير من عنده ثم نقد دناتير المؤكل فالشراء للوكيل ويضمن مال المؤكل للتعدى، ولو اشترى ما أمره وسلمه إلى المؤكل ثم انفق دراهم الوكالة ونقد للبائع غيرها جاز... وفي التوازل: اعطاه ديناراً للقضاء دينه أو الإنفاق على عياله فأمسكها وصرف ديناراً نفسه جاز استحساناً، وفي العيون امره بصدقة الف وأعطاه فانفقها وتصدق بالف من عنده لا يجوز ويضمن وإن باقية عنده وتصدق بالف من عنده جاز استحساناً - (الفتاویٰ البزازیة علی ہامش الہندیہ: (۳۸۳/۵)، کتاب الوكالة، الفصل الخامس فی الوكالة بالشراء، ط: رشیدیہ)

الہندیہ: (۶۳۳/۳) کتاب الوكالة، الباب العاشر، فی المتفرقات، ط: رشیدیہ۔

التاتارخانیہ: (۸۵۶/۵) کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون، فی المساجد، ط: إدارة القرآن۔

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال - وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضاً لصاحب المال... لأن هذا الفضل يدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبديل يلزم أن يكون كذلك - (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۶۲۲/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني:

فی الاجارة، الباب السادس، الفصل الرابع، فی اجارة الآدمی، ط: دار الجبل۔

شرح المجلة لروستم باز: (۲۳۳/۱) ايضاً، ط: فاروقیہ۔

بدائع الصنائع: (۲۷۶/۶) کتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد۔

وکیل کو ثمن کا ضامن بنانا

اگر کسی آدمی کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا ہے، تو اس کو ثمن کا ضامن بنانا درست نہیں، مثلاً ایک شخص نے زید کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا، اور اس سے یہ کہا کہ آپ سامان کو اتنی قیمت میں فروخت کریں، اور یہ بھی شرط لگائی کہ آپ مجھے اس کی قیمت ادا کریں گے چاہے آپ مشتری (خریدار) سے وصول کریں یا نہ کریں تو اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اور یہ ضمانت باطل ہو جائے گی۔^(۱)

وکیل کو فروخت کے لئے دیا ہوا سامان چوری ہو جائے

اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری نہیں ہوئی تو نقصان کا بار موکل پر ہوگا اور اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری ہوئی تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا، کیونکہ وہ فروخت کرنے کا وکیل ہے، اور وکیل کا قبضہ امانت والا قبضہ ہوتا ہے، اگر

(۱) (قوله: ومن باع لرجل ثوباً) ... أى باع ثوباً هو لرجل بطريق الوكالة عنه فى بيعه (وضمن) الوكيل له) أى للرجل المالك (الضمن أو مضارب ضمن ثمن متاع لرب المال فالضمان باطل لأن الكفالة) وهى الضمان (التزم المطالبة والمطالبة إليهما) أى إلى الوكيل والمضارب (فيصير كل منهما ضامناً لنفسه) فيصير مطالباً مطالباً وهذا لأن حقوق العقد ترجع إليه - (فتح القدير: (۲۱۸/۷)، كتاب الكفالة، فصل: فى الضمان، ط: دار الفكر) و: (۲۰۳/۷)، ط: رشيدية)

ولا تصح كفالة الوكيل بالثمن للموكل فيما لو وكل بيعه؛ لأن حق القبض له بالإصالة فيصير ضامناً لنفسه - (قوله: ولا تصح كفالة الوكيل بالثمن) وكذا عكسه ... (وقوله: فيما لو وكله ببيعته) الأولى أن يقول أى ثمن ما وكل ببيعته قيد به؛ لأن الوكيل بقبض الثمن لو كفل به يصح كما فى البحر - (الدر مع الرد: (۳۱۲/۵)، كتاب الكفالة، ط: سعيد -)

يجب أن يعلم أن الحقوق نوعان: حق يكون للوكيل، وحق يكون على الوكيل فالأول كقبض المبيع ومطالبة ثمن المشتري والمخاصمة فى العيب والرجوع بضمن مستحق، ففى هذا النوع للوكيل ولاية هذه الأمور لكن لا تجب عليه، فإن امتنع لا يجبره الموكل على هذه الأفعال؛ لأنه متبرع فى العمل بل يوكل الموكل بهذه الأفعال - (فتح القدير: (۱۶/۸) كتاب الوكالة، ط: دار الفكر) و: (۱۹/۸)، ط:

رشيدية

امانت بے احتیاطی کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو ضمان آتا ہے۔^(۱)

وکیل کو بیعِ مفت ملے

”وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۶/۶)

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے، لہذا اگر موکل کا مال وکیل کے پاس کسی قسم کی تعدی یا سستی اور غفلت کے بغیر ہلاک ہو جائے تو وکیل اس کا ضامن نہیں ہوگا اور وکیل پر اس کا تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر وکیل کی تعدی یا غفلت اور سستی کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو ضامن ہوگا اور تاوان ادا کرنا لازم ہوگا۔^(۲)

وکیل کے لئے موکل کا مال خریدنا

”دوسروں کے لئے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لئے

ایک آدمی کسی آدمی کو کوئی چیز خریدنے کے لئے وکیل مقرر کرتا ہے کہ فلاں چیز میرے لئے بازار سے خرید کر دے دیں، دونوں کے درمیان کوئی نفع لینے دینے کا طے نہیں ہوا، وکیل متعینہ چیز ایک مقررہ قیمت پر خرید کر اپنے موکل کے حوالے کرے

(۲، ۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یدہ فیذا تلف بلا تعد ولا تقصیر لایلزم الضمان... (شرح المجملہ لوستم باز: (۶۱۳/۴)، المادة: ۱۳۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان احکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیہ کونئد۔)

درر الحکام الی مجملۃ الاحکام: (۵۶۱/۳) المادة: ۱۳۶۳، ایضاً ط: دار عالم الکتب۔

إذا هلك الودیعة أو نقصت قیمتها بتعدی المسودع أو بتقصیرہ لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المسودع نفود الودیعة فی أمور نفسه أو استهلكها ضمنها، (مجملۃ الاحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی احکام الودیعة وضمنها، ط: نور محمد

کتب خانہ کراچی)

اور اسے قیمت خرید سے زائد قیمت بتائے، مثلاً سو روپے اس چیز کی قیمت خرید تھی، لیکن وکیل نے اس کی قیمت ایک سو دس روپے بتا کر قیمت موکل سے وصول کی، تو قیمت خرید سے زائد قیمت وکیل کے لئے حلال نہیں ہوگی۔^(۱)

وکیل نے متعینہ قیمت سے زائد پر فروخت کی

اگر کسی نے اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا، اور فروخت کرنے کی قیمت بتادی، لیکن وکیل نے سامان متعینہ قیمت سے زائد قیمت پر فروخت کر دیا تو زائد قیمت بھی موکل کی ہے، وکیل کے لئے زائد قیمت موکل کو نہ دینا اور اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وکیل وہ سامان مالک سے متعینہ قیمت پر خود خرید لے اور مالک (باع/سیلر) کو بتادے کہ میں نے خود خریدا ہے، تو خریدنے کے بعد وکیل اس سامان کا مالک بن جائے گا، اس کے بعد اس سامان کو زائد قیمت پر کسی اور کو فروخت کر دے تو پیسے وکیل (مشری/خریدار) کے لئے حلال ہوں گے۔^(۲)

(۱) المال الذی قبضہ الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یدہ... (شرح المجلة لرسم باز: (۲/۶۱۳)، المادة: ۱۳۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان احکام الوکالة، الفصل الاول، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۳/۵۶۱)، المادة: ۱۳۶۳، ایضاً، ط: دار عالم الكتاب/سلطانیہ کوئٹہ۔

شرح المجلة للاتاسی: (۳/۴۳۲)، المادة: ۱۳۶۳، ایضاً، ط: رشیدیہ۔

عن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ ألا تظلموا الا لا یحل مال امری الا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۲) الوکیل بالبیع لا یملک الشراء لنفسه؛ لأن الواحد لا یكون مشتریاو بانعاق فیبیعه من غیره ثم یشریه منه... وإن امره الموکل أن یبیعه من نفسه أو اولاده الصغار أو ممن لا یقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاویٰ البزازیة علی هامش الہندیة: (۵/۴۷۵) کتاب البیوع، الرابع فی البیع، ط: رشیدیہ۔)

لا یعتقد وکیل البیع والشراء... (مع من ترد شهادته له) للثبوت وجوازہ بمثل القیمة (الامن عبده و مکاتبه الا إذا اطلق له الموکل) ک "بع" ممن شئت (فیجوز بیعه لهم بمثل القیمة) اتفاقاً... =

وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا

☆ اگر کسی نے ایک آدمی کو کوئی چیز خریدنے کو کہا اور پیسے بھی اپنے پاس (۳۵۵)

سے دیئے تو یہ شخص وکیل بن گیا، اور پیسے اس کے پاس امانت ہیں، ان پیسوں سے موکل کے لئے وہ چیز خریدا ضروری ہے، وہ چیز خریدنے کے بعد موکل کو ہی دے دینا ضروری ہے، موکل کی اجازت کے بغیر اس چیز میں تصرف کرنا، یا وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

= وفى السراج: لو صرح بهم جاز إجماعاً الا من نفسه و طفله و عبده غير المديون۔

(قوله: الا من نفسه)، وفى السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز إجماعاً الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعاً وإن صرح به الموكل... الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه... بزازية كذا فى البحر، ولا يخفى ما بينهما من المخالفة وذكر مثل ما فى السراج فى النهاية عن المبسوط، ومثل ما فى البزازية فى الذخيرة عن الطحاوى، وكأن فى المسئلة قولين، خلافاً لمن يدعى أنه لا مخالفة بينهما۔ (الدرع الرد: ۵۲۱/۵، ۵۲۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لا يعقد وكيل البيع والشراء... ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۶/۷، ۱۶۷)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: ط: سعيد۔
قوله: الا من نفسه أى وقد أمره بالبيع ممن لا تقبل شهادته له قال فى السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه لا يجوز إجماعاً الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعاً وإن صرح به الموكل، وهذا لا ينافى ما فى البزازية أنه يجوز لنفسه فإن محله إذا صرح له بالعقد من نفسه۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: ۲۷۶/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لا يعقد وكيل البيع والشراء، ط: رشيدية۔

لا يجوز للوكيل أن يبيع سلعة الموكل لنفسه... أما إذا أذن الموكل بأن يبيع لنفسه أو لابنه الصغير، ففيه رأيان: أحدهما: أنه لا يجوز؛ لأن العاقد فى هذه الحالة يكون واحداً، ثانيهما: أنه يجوز ويظهر أن الذى يقول بعدم الجواز لعله كون العاقد واحداً لا يمنع أن يبيع الوكيل السلعة لاجنبى ثم يشتريها منه ثانياً لأنه فى هذه الحالة يكون البائع غير المشتري۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱۳۵/۳) مباحث الوكالة، مبحث الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الفكر)

(۱) (من باع ملك غيره، فللمالك أن يفسخه، ويجيزه ان بقى العاقدان والمعقود عليه وله، وبه لو عرضا)... والأصل فيه ان كل تصرف صدر من الفضولى، وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفاً على الإجازة عندنا۔ (تبيين الحقائق: ۳۸۳/۳) كتاب البيوع، باب بيع الفضولى، ط: دار الكتب العلمية بيروت =

☆ اور وکیل کے لئے سامان خریدنے سے پہلے موکل کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وِگ

سر کے بال جھڑنے یا کم ہونے کی وجہ سے خوبصورتی کے لئے اصلی بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو جوڑنا جائز نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

☞ مجمع الانهر: (۱۳۳/۳)، کتاب البيوع، فصل في بيع الفضولي، ط: غفارية كونث۔
 ☞ الدر مع الرد: (۱۰۶/۵، ۱۰۷)، کتاب البيوع، فصل في بيع الفضولي، ط: سعيد۔
 ☞ المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء... في حكم الوديعة في يده... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۱۳/۲)، المادة: ۱۳۶۳، الوكالة، الباب الثالث في بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول، ط: فاروقيه كونث۔)

☞ درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۵۶۱/۳)، المادة: ۱۳۶۳، أيضاً، ط: دارعالم الكتاب/سلطانيه كونث۔

☞ شرح المجلة للاتاسي: (۳۳۲/۳)، المادة: ۱۳۶۳، أيضاً، ط: رشيديه۔

☞ عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ ألا تظلموا إلا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۱) اما الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه والمال الذي قبضه الوكيل بقبض العين بحسب وكالته، هو في حكم الوديعة بيد الوكيل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۷۸۳) رقم المادة: ۱۳۶۳، الوكالة، الباب الثالث في بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول، ط: فاروقيه كونث) و: (۶۱۳/۲)، ط: مكتبة حنفية كونث/مكتبة فاروقيه كونث۔

☞ درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۵۶۱/۳)، ط: دارعالم الكتب۔

☞ شرح المجلة للاتاسي: (۳۳۲/۳)، ط: رشيديه۔

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعن اللہ الواصلة والواصلة والمستوصمة۔ متفق علیہ۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۱) كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط: قديمي)

☞ قوله: لعن اللہ الواصلة أي التي توصل شعرها بشعر آخر زورا... قال النووي: الأحاديث صريح في تحريم الوصول مطلقاً وهو الظاهر المختار وقد فصله أصحابنا فقالوا: ان وصلت بشعر آدمي فهو حرام =

انسانی بالوں کی وگ کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے اور پیسے بھی

حرام ہیں۔^(۱)

۳۵۷

ووٹ بیچنا

”ووٹ کی خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۸/۶)

ووٹ خریدنا

کسی بھی امیدوار کے لئے پیسے دے کر ووٹ خریدنا جائز نہیں کیوں کہ یہ رشوت ہے اور رشوت دینا اور لینا حرام ہے۔^(۲)

مزید ”ووٹ کی خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

= بلا خلاف لانه يحرم الانتفاع بشعره وسائر أجزائه لكرامته۔ (مراجعة المفاتيح: (۲۸۰/۸) كتاب اللباس، باب الترجل، ط: رشيدية)

ووصل الشعر بشعر الأدمى حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۲۶) ۳۷۳، ۳۷۴) كتاب الخطر والاباحة، فصل فى النظر والمس، ط: سعيد

(۱) بطل بيع صبى لا يعقل ومجنون... وشعر الانسان لكرامة الأدمى ولو كافرا۔ (الدر المختار مع

الرد: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى الأدمى مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد

ولا يجوز بيع شعور الانسان ولا الانتفاع به) لأن الأدمى مكرم لا مبتدل، فلا يجوز أن يكون شئ من

أجزائه مهانا مبتدلا۔ (الهداية: (۵۷/۳) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: رحمانية)

عن ابن عباس قال: إن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (إعلاء السنن:

(۱۱۳/۱۳) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، ط: إدارة القرآن۔

سنن الدار قطنى: (۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) وعن عبد الله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشى والمرشى رواه ابو داود وابن

ماجة (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاية وهداياهم، الفصل

الثانى، ط: قديمى)

عن أبى أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعته فأهدى له هدية عليها قبلها

فقد أتى بابا عظيما من ابواب الربا رواه ابو داود۔ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة

والقضاء، باب رزق الولاية وهداياهم، الفصل الثالث، ط: قديمى)=

ووٹر خریدنا

کسی بھی امیدوار کا ووٹر کو اپنے حق میں ووٹ دینے کے لئے مال دینا رشوت کی ایک قسم ہے اور یہ حرام ہے۔^(۱)

۳۵۸

ووٹ کی خرید و فروخت

”ووٹ“ جس کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے وہ اس کے حق میں ملک و ملت کی خیر خواہی کی شہادت ہے یا پھر ”ووٹ“ ایک قسم کی سفارش ہے کہ امیدوار کے لئے متعلقہ عہدے کی سفارش کر رہا ہے یا ”ووٹ“ ایک قسم کا مشورہ ہے کہ یہی امیدوار اس عہدے کا مستحق ہے۔

بہر صورت ان تین حیثیتوں میں سے کوئی بھی حیثیت ہو اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ووٹ مال متقوم نہیں (یعنی مادی قیمتی چیز نہیں ہے) بلکہ ایک غیر مادی حق ہے، ایسی چیز کی خرید و فروخت کرنا اور اس کے عوض میں رقم لینا جائز نہیں ہے لہذا بعض علاقے میں انتخابات کے وقت عام ووٹر امیدواروں سے بھاری رقم لے کر اپنا ووٹ اس کے حق میں جو استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اور یہ رقم حلال نہیں ہے۔^(۲)

☞ وفي الفتح: ثم الرشوة أربعة أقسام منها ما هو حرام على الأخذ والمعطى وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة۔ (شامی: ۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔ (۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) اتفق الفقهاء على صحة البيع إذا كان المعقود عليه مالا متقوماً محرزاً موجوداً مقدوراً على تسليمه معلوماً للعاقدين لم يتعلق به حق الغير۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: ۳۳۹۶/۵) كتاب البيوع، المطلب الثاني أنواع البيع الفاسد، الثالث البيوع الممنوعة بسبب المعقود عليه، ط: رشيدية۔

☞ ومنها أن يكون المبيع معلوماً للبائع حال البيع... وأن يكون مقدوراً على تسليمه فلا ينعقد بيع المفسوب... ومنها أن يكون المبيع معلوماً والتمن معلوماً علماً يمنع من المنازعة لبيع المجهورل جهالة تفضي إلى المنازعة غير صحيح۔ (كتاب الفقه على مذاهب الأربعة: ۱۶۳/۲) كتاب البيوع، الركن الثالث، المعقود عليه، ط: دار الفكر

☞ البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا

۳۵۹

آج کل تو لوگوں میں اس بات کا رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے کہ محنت کے بغیر گھر بیٹھ کر کمائی کا طریقہ آجائے، اس کے لئے مختلف طریقے لوگوں میں رائج ہیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ ویب سائٹ میں لوگوں کے مختلف اشتہارات دیئے جاتے ہیں جنہیں کلک کر کے دیکھا جاسکتا ہے دیکھنے والوں کو ہر اشتہار دیکھنے پر رقم دی جاتی ہے اس کام کے لئے ویب سائٹس بن چکی ہیں، ان میں سے ایک ویب سائٹ "PAYWAO" کے نام سے ہے۔ اس سائٹ کے صفحہ پر

<https://www.paywao.com/u.php?work>

تمام ہدایات درج ہیں، اس پر کام کر کے پیسہ کمانے کا جو طریقہ لکھا ہے اس

کا خلاصہ یہ ہے کہ:

نیا آدمی اس میں دو ڈالر جمع کر کے اپنا اکاؤنٹ بنائے گا، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو مختلف ایڈز اور ویڈیو دیکھنے کے لئے بتائی جائیں گی، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو ہر ایڈ دیکھنے کا کچھ معاوضہ دیا جائے گا (ان ایڈز کو دیکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ ایڈ لگائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی ایڈ کو اتنے ہزار افراد دیکھ چکے ہیں اور یہ ویب سائٹ والے ایڈ دینے والوں سے پیسے لیتے ہیں پھر ان میں سے کچھ رقم ایڈ دیکھنے والوں کو بھی دیتے ہیں) یہ ایڈ مختلف چیزوں کے ہوتے ہیں جن میں خواتین کی تصاویر کو بھی دیکھنا پڑتا ہے، اس کمائی کے دائرہ کو آگے بڑھانے کے لئے یہ شخص اس سائٹ کی "ملٹی لیول مارکیٹنگ" کے ذریعے پبلسٹی کرتا ہے اور نئے نئے لوگوں کا اکاؤنٹ بنواتا ہے، ہر نئے آدمی کے اکاؤنٹ بنانے پر اس کو اس میں کمیشن دیا جاتا ہے، اور یہ نئے لوگ جن نئے لوگوں کو اس کا تعارف کرا کر اکاؤنٹ بنوائیں گے، اس میں پہلے اکاؤنٹ والے آدمی کو کمیشن

کی صورت میں حصہ دیا جائے گا، البتہ یہ آدمی اپنا کمایا ہوا یہ پیسہ نکلوائے گا تو اس میں دس فیصد "سائٹ" والوں کو دینی ہوگی۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پیسے کمانے کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں مختلف مفاسد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

① اس میں ایسے لوگ بھی اشتہارات کو دیکھتے ہیں جن کا یہ چیزیں لینے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہوتا، ویب سائٹ والوں کی جانب سے بائع کو ایسے دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ دکھانا جو کہ کسی طرح بھی خریدار نہیں، یہ بیچنے والے کے ساتھ ایک قسم کا دھوکہ ہے۔^(۱)

② جاندار کی تصویر کسی بھی طرح کی ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں، لہذا اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ جائز نہیں ہے۔^(۲)

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعام، وقد حسنه صاحبہ، فادخل يده فيه، فاذا طعام ردي: فقال: بع هذا على جدّة، وهذا على حدة، فمن غشنا فليس منا۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۳۵۰) كتاب البيوع، الترهيب من الغش، ط: دار الكتب العلمية)
مسند أحمد بن حنبل: (۲/۵۰۱) رقم الحديث: ۵۱۱۳، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ط: مؤسسة قرطبة

② مجمع الزوائد: (۳/۷۸) رقم الحديث: ۲۲۸، كتاب البيوع، باب الغش، ط: مكتبة القدس۔
(۲) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصویب صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو الكبائر وسواء صنعه لما يمتن أو لغيره فحرام لكل حال؛ لأن فيه من العاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ليس فيه صورة حيوان كشجرة ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل ومالا ظل له وبمعناه قال جماعة من العلماء مالک والثوري وأبو حنيفة وغيرهم (عمدة القاری: (۲/۱۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب الصورین يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية۔
شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۱۴۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمی۔

شامی: (۱/۶۳۷) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد۔
ولو استأجر مصورا فلا أجر له؛ لأن عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۱/۲۵۰) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد)

ان اشتہارات میں تکنیکی وغیرہ کی تصاویر بھی ہوتی ہیں جن کا دیکھنا بد

نظری کی وجہ سے بھی مستقل گناہ ہے۔ (۱)

۳۶۱

اس میں جس طریقہ سے سائٹ کی پبلسٹی کی گئی ہے وہ بھی درست نہیں

یعنی پہلے اکاونٹ بنانے والے کو ہرنئے اکاونٹ بنانے پر کیٹیشن ملتا رہتا ہے جب کہ اس نے اس نئے آدمی کے اکاونٹ بنوانے میں کوئی محنت اور کام نہیں کیا، محنت اور کام کے بغیر کیٹیشن لینے کا معاہدہ کرنا اور اس پر مفت اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

شریعت نے محنت کر کے کمائی حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو افضل کمائی قرار دیا ہے، محنت کے بغیر کمائی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ (۳)

لہذا حلال کمائی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے حرام کمائی سے بچنا چاہیے۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

(۱) وعن الحسن مرسل قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۷۰) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثالث، ط: قديمي)

شعب الايمان: (۱۶۲/۶) رقم الحديث: ۷۷۸۸، الرابع والخمسون من شعب الايمان: وهو باب الحياء، فصل في الحمام، ط: دار الكتب العلمية۔

والحاصل أنه يحرم تصوير حيوان عاقل اذا كان كامل الاعضاء اذا كان يدوم اجماعا وكذا ان لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيح ويحرم النظر اليه اذا نظر الى المحرم حرام۔ (الشرح الكبير مع حاشية الدموقى: (۳۸۸/۲) باب في النكاح، فصل: الوليمة، ط: دار الفکر۔

(۲) وفي القدوري: الأجير المشترك من لا يستحق الأجر حتى يعمل۔ (مجمع الأنهر: (۵۳۳/۳) كتاب الإجارة، فصل ط: دار الكتب العلمية)

ولا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي۔ (شرح المجلة لمرستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

شامى: (۶۱/۳) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأكل المال، ط: سعيد۔

(۳) عن جميع بن عمير عن خاله قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أفضل الكسب؟ فقال: =

ویب سائٹس کی تیاری

موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے غیر شرعی اور فحش مواد پر مشتمل ویب سائٹ بنا کر دینا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے کیوں کہ یہ گناہ اور معصیت کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ نے گناہ معصیت اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔^(۱)

اور اگر موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے اور فحش مواد کے علاوہ جائز چیزوں پر مشتمل ویب سائٹس ہوں تو وہ بنا کر دینا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔^(۲)

= بیع مبرور و عمل الرجل بیدہ (مسند أحمد: (۳۶۶/۳) رقم الحدیث: ۵۸۷۳، مسند المکین، حدیث ابی بردہ بن دینار، ط: مؤسسة قرطبی)

☞ مجمع الزوائد: (۶۰/۳) رقم الحدیث: ۶۲۱۱، کتاب البیوع، باب أى الکسب أطیب، ط: مكتبة القدس۔

☞ الترغیب والترہیب: (۳۳۳/۲) کتاب البیوع، الترغیب فی الاکتساب بالبیع، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الایم والعدوان۔ (المائدہ: ۲)

☞ أى ولا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۱۸/۳) ط: دار الفکر)

☞ (ولا يجوز علی الغناء والنوح والملاهی) لأن المعصیة لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا یجب علیہ الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا یحل له۔ (تبین الحقائق: (۱۲۵/۵) کتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیہ)

(۲) تجوز إجارة الأدمی للخدمة أو لاجراء صنعة ما كالخیاطة والنجارة أو تعلیم القرآن أو علم الصرف والنحو والفقہ وما أشبه ذلك۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۵۵۲/۱) المادة: ۵۶۲، کتاب الثانی: فی الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: فی اجارة الأدمی، ط: دار الکتب العلمیة۔)

☞ شرح مجلة لستم باز: (۲۳۹/۱) المادة: ۵۶۲، ایضا: فاروقیہ۔

☞ إن الأجير يستحق الأجرة بقیامه بالعمل، (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۵۵۲/۱) شرح المادة: ۵۶۲، ایضا: دار الکتب العلمیة)

ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا

”برقی تجارت کے ذریعے بیع صرف کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۵/۲) (۳۶۳)

ویب سائٹوں کے ذریعے ایجاب و قبول کرنا

ویب سائٹوں کے ذریعے معاملہ کرنے میں مجلس عقد کا حکم ویب سائٹ پر درج شدہ فروخت ہونے والے سامان کی قیمت درج کرنا اسی طرح دیگر پیش کشوں کو ایجاب تصور کیا جائے، پھر عقد کرنے والا خریدار ان تفصیلات پر مطلع ہونے کے بعد انہیں قبول کر لے تو عقد ہو جائے گا، تو یہاں ایجاب پہنچنے کے محل کو ہی مجلس عقد شمار کیا جائے گا۔^(۱)

وی پی (V.P) کے ذریعے مال منگوانا

وی پی (V.P) (Value Payable) یعنی وہ مال جو قیمت دے کر ڈاک خانہ سے منگوا یا جاتا ہے شریعت میں جائز ہے۔ ہاں اگر مال میں کوئی عیب ہو، یا بتائے گئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اسے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔^(۲)

(۱) كما يكون الأيجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضاً... وكما أنه يجوز الأيجاب والقبول مكاتبة من الطرفين كذلك يجوز بكتاب من طرف واحد، ثالثاً: برسالة من الطرفين... كما أنه يجب أن يقبل الإيجاب من المخاطب في المجلس الذي يصل فيه إليه الكتاب يعني يعتبر المجلس في هذه المسألة بلوغ الكتاب واداء الرسالة. (درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۱/۱۴۱)، المادة: ۱۷۳، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار عالم الكتب/سلطانية كوتنه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۳)، المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوتنه۔

شرح المجلة للاتاسي: (۲/۳۳) المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۲) ما بيع مطلقاً إذا بيع وفيه عيب قديم يكون المشتري مخيراً إن شاء رده وإن شاء قبله بشمته المسمى۔

(شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۴۳) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في

بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه) =

ویڈیو بنانا

۳۶۳

ویڈیو بنانا بنوانے والے پر منحصر ہے کہ وہ کس چیز کی ویڈیو بنوانا چاہتا ہے، اگر جاندار کی ویڈیو بنواتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام اور اگر غیر جاندار کی ویڈیو بناتا ہے تو یہ جائز ہے۔

آج کل جو لوگ شادی کے دنوں میں نکاح کی محفل وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کی مووی بنواتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے، یہ بہت بڑی غلطی اور عظیم جرم ہوگا، شیطان کا مکر، اور کافروں کا دھوکہ ہے ایسے لوگوں کو قیامت کے دن دردناک عذاب ہوگا، نیز بعد میں اس فلم کو محرم نامحرم سب لوگ دیکھیں گے اس میں بے پردہ بے حجاب، میک اپ سے آراستہ خواتین بھی ہوں گی، اور خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بے محابا گفتگو اور ہنسی مذاق بھی کرتی ہوں گی تو یہ مردوں کے لئے گناہ اور فتنے کا سبب بنے گا اس لئے یہ ناجائز اور حرام ہے، کسی بھی جاندار کی ویڈیو بنانے سے پرہیز کیا جائے۔^(۱)

جاندار کی ویڈیو بنا کر جو اجرت لی جاتی ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔ اس کو

= إذا باع مالا بوصف مرغوب فظہر المبیع خالیاً عن ذلك الوصف كان المشتري مخیراً إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذه بجمع الثمن المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول: فی البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل الثانی: فی بیان خیاری الوصف، ط: فاروقیہ) در الاحکام شرح مجلة الأحكام: (۳۰۵/۱) المادة: ۳۱۰، ایضاً، ط: دار الجیل۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: أشد الناس عذاباً عند الله المصورون، متفق علیه۔ (مشكاة المصابیح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزینة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قدیمی) وبالجملة أن هذه التصاوير الملعونة جماع الائم والفواحش، لو لم یکن فیها نص من الشارع علیه الصلاة والسلام لكانت المفسدة التي تنشأ منها كالمية بلا ریب ونكران (التعليق الصبیح: (۶/۵)

كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: رشیدیہ)

فقراء میں صدقہ کر دینا لازم ہے۔ (۱)

ویڈیو کیسٹ

۳۶۵

☆ اگر ویڈیو کیسٹ میں جائز چیز بھری ہوئی ہے، مثلاً بے جان اشیاء، قدرت کے بے جان مناظر کی تصویر، یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں، تو اس ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیز دونوں کی خرید و فروخت جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔

☆ اور اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا گیا ہے مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصاویر وغیرہ، تو ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

☆ اگر ویڈیو کیسٹ خالی ہے تو اس کی تجارت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال

ہے۔ (۲)

(۱) ولو استأجر مصورا فلا أجر له؛ لأن عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: ۱/۱۶۵۰) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ما يكره فيها ط: سعيد

حاشية الطحطاوى على المرافى: (ص: ۳۶۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة فصل فى المكروهات ط: قديمى۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهى؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاتها بالعقد فلا يجب عليه الأجرة... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبين الحقائق: ۱/۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة ط: امداديه ملتان

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئا... ويردون على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصديق إذا تعذر الرد على صاحبه (شامى: ۳۸۵/۶) كتاب الخطر والاباحة فصل فى البيع ط: سعيد

(۲) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله: (سورة لقمان: ۶)
ودلت المسألة أن الملاهى كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنيهم، لأنكار المنكر۔ قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللهب والغناء يثبت النفاق فى القلب كما يثبت الماء النبات۔ قلت: وفى البزازية: استماع صوت الملاهى كضرب قصب ونحوه حرام... فالواجب كل الواجب أن يحتجب كى =

ویڈیو گیم کے کاروبار

۳۶۶

ویڈیو گیم کے کاروبار درست نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں، اس سے بچنا ضروری ہے، یا تو اس میں جو ہے جو ناجائز اور حرام ہے اور اگر جو نہیں تو اس میں اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ فرائض اور دوسرے واجب حقوق کی ادائیگی میں سستی ہونے لگتی ہے جیسا کہ آج کل مشاہدہ ہے، اور اپنی اولاد کے مستقبل کو تباہ اور برباد کرنا ہے اور یہ تمام چیزیں ناجائز ہیں۔^(۱)

= لا یسمع۔ وفي الرد: ذکر شیخ الإسلام أن كل ذلك مکروه عند علمائنا، واحتج بقوله تعالى: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث" الآية۔ جاء في التفسیر: أن المراد الغناء... سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء۔ (الدر المختار مع الرد: ۶/۳۳۹)، کتاب الخنطر والإباحة، ط: سعید

عن سعید بن الحسن قال كنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہما إذ جاءه رجل فقال يا ابن عباس رضی اللہ عنہما إني رجل معيشي من صنعة يدي وإني أصنع هذه التصاویر فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما لا أحدثك إلا ما سمعت من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سمعته يقول: من صور صورة فإِنَّ اللهَ معذبه حتى ينفخ فيه الروح وليس بنافع فيها أبداً، فرى الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك إن ابنت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شيء ليس في روح، رواه البخاري: (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۸۶) باب التصاویر، الفصل الثالث، ط: قديمي)

قال اصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث... وأما تصوير صورة الشجر ورحال الإبل وغير ذلك مما ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام، هذا حكم نفس التصوير... (شرح النووي على الصحيح لمسلم: ۲/۱۹۹)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان،... ط: قديمي۔

الدر مع الرد: (۱/۶۳۷)، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، ط: سعید۔
(۱) وكره كل لهو، لقوله عليه السلام "كل لهو المسلم حرام" إلا ثلاثة... (شامي: ۶/۳۹۵)، كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعید۔

وكره تحريماً للعب بالنرد وكذا الشطرنج... وإنما كرهه لأن من اشتغل به ذهب عنه ه الدينوى وجاءه العناء الأخرى فهو حرام وكبيرة عندنا... (شامي: ۶/۳۹۳)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعید۔

فالشاطط في هذا الباب... ان اللهو المجرى الذي لا طائل تحته، وليس له غرض صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد، حرام أو مكروه تحريماً... وأما ما لم يرد فيه النهي عن الشارع وفيه فائدة =

ویزا کی خرید و فروخت

موجودہ دور میں بیشتر ملک والے دوسرے ملک والوں کو ویزے کے بغیر (۳۶۷) داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اس کو قانونی جرم قرار دیتے ہیں، حالانکہ ویزا خود کوئی مادی چیز نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے ملک میں داخل ہونے اور وہاں ایک متعین وقت تک رہنے کا تحریری اجازت نامہ ہے، جس کی رو سے حامل ویزا کو مناسب سہولیات بھی حاصل ہوتی ہیں اور ویزے کے بغیر داخل ہونا منع ہوتا ہے، چونکہ کسی ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لئے کافی وقت اور پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور حامل ویزا کو وہاں داخل ہونے اور رہنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

لہذا اگر یہ ویزا قانونی طور پر فروخت کرنے کی اجازت ہے تو اپنے حق اور وظیفہ سے دستبردار ہو کر ویزا کسی دوسرے کے نام پر فروخت کرنا جائز ہوگا اور حاصل ہونے والی رقم حلال ہوگی۔^(۱)

= ومصلحة للناس فهو... علی نوعین: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه ومفاسده أغلب علی منافعہ وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلاة والمساجد التحق ذلك بالمنهي عنه لا شراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً والثاني ما ليس لذلك فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلبي والتلاعب فهو مكروه... (تكملة فتح الملهم: (۳/۳۳۵)، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، حكم الألعاب في الشريعة، ط: دار العلوم كراچی و: (۲۵۷/۵، ۲۵۸)، ط: دار القلم.)

کتاب کفایت المفتی: (۹/۲۶۹)، کتاب الحظر والإباحة، کیسواں باب، متفرقات، عنوان "فت ہال اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا حکم، ط: دار الاشاعت۔

(۱) لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلی هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالاقواف، وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن افشى كثير باعتبارہ، وعلیه فيغنى بجواز النزول عن الوظائف بمال - (الدر مع الرد: (۳/۵۱۹) كتاب البيوع، مطلب: في الاعتياض عن الوظائف والنزول عنها، ط: سعید.)

أقول: وعلی ما ذكره من جواز الاعتياض عن الحقوق المجردة بمال ينبغي ان يجوز الاعتياض عن العلوی وعن حق الشرب وعن حق المسيل بمال... كما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لا سيما

وی سی آر

”ٹی وی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۳)

۳۶۸

= إذا كان صاحب حق العلو فقيرًا قد عجز عن إعادة علوه، فلو لم يجز ذلك له على الوجه الذي ذكرناه
 يتصور فليتأمل وليحرر۔ (شرح المجلة: (۱۲۱/۲) تحت المادة: ۲۱۶، البيوع، الباب السابع، في
 بيان البيع وأحكامه، الفصل الثاني في بيع ما يجوز وما لا يجوز، ط: رشيدية۔

ہاتھ سے بنائے ہوئے کپڑے میں خیار تعین
 ”کپڑا ہاتھ کا بنایا ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۷/۵)

ہاتھ کی کمائی

حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کبھی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور اچھا کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔^(۱)

ہاتھ لگا کر سودا کرنا

”لامرہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۵/۶)

ہارمونیم کی تجارت

ہارمونیم گانے بجانے کا آلہ ہے، اس کی تجارت مکروہ ہے۔^(۲)

(۱) عن مقدم رضی اللہ عنہ: عن رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال: ما اکل احد طعاما قط، خیر امن ان یاکل من عمل یدہ، وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ۔ (صحیح البخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ یدہ، ط: قدیمی)

التربیح والتربیح: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۲۶۱۳، کتاب البیوع وغیرھا الترغیب فی الاکتساب بالبیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیہ۔

المعتمد الجامع: (۳۳۷/۱۵) رقم الحدیث: ۱۱۸۰۶، حرف المیم، المقدم بن معدیکرب، ط: دار الجیل۔

(۲) ویکرہ بیع السلاح من اهل الفتنہ و فی عسا کرہم؛ لآتہ إعانۃ علی المعصیۃ... وإنما یکرہ بیع نفس السلاح لا بیع ما لا یقاتل بہ الا بصنعۃ، الا ترى أنه یکرہ بیع المعازف ولا یکرہ بیع الخشب۔ (الهدایۃ: (۶۱۱/۲) کتاب السیر، باب البغاف، ط: امدادیہ ملتان) =

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے جائیداد خریدنا
 ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن (H.B.F.C) سے جائیداد خریدنا جائز
 نہیں ہے، کیونکہ ان کے کام کا طریقہ شریعت کے مطابق نہیں ہے۔^(۱)

ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا قرضہ لیکر مکان خریدنا
 ”بیچ پر بیچ کرنا“ عنوان کے تحت نمبر ۴ دیکھیں۔ (۱۸۳/۲)

ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں

آج کل ”ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں فروخت کرنے کا رواج ہے اس
 بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زمین موجود ہے، اور نقشہ میں اس کی پلاننگ ہوگئی، بلاک
 اور پلاٹ کا نمبر لگ گیا اور ہر خریدار کو بلاک اور پلاٹ کا نمبر الاٹ کیا جا رہا ہے تو ایسی
 فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے،^(۲) اور اگر نقشہ میں پلاننگ نہیں تو اس کی
 فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے البتہ جتنی رقم ادا کر کے فائل حاصل کی،

= فتح القدیر: (۱۰۸/۶) کتاب السیر، باب البغاة، ط: المصطفیٰ البابی الحلبي مصر۔ و: (۶/۱۰۱)، ط: رشیدیہ۔

مزید تجزیہ ”آلات لبو کی بیچ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) فتاویٰ عثمانی: (۲۶۳/۳) کتاب البیوع و (۳۱۱/۳) کتاب الربا والقمار والتأمين، ط: دار
 العلوم کراچی۔

(۲) ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد: لا يجوز رجوعا إلى اطلاق
 الحديث واعتبار بالمنقول... ولهما أن ركن البيع صدر من أهله في محله ولا غرر فيه لأن الهلاك في
 العقار نادر بخلاف المنقول - (الهداية: (۷۹/۳) كتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط:
 رحمانیہ)

مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البیوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر المختار مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في
 المبيع والنمن، ط: سعید۔

اپنی رقم کسی سے لے کر فائل حوالہ کر سکتا ہے۔^(۱)

ہاؤسنگ اسکیمیں

۳۷۱

بعض ہاؤسنگ اسکیمیں اپنی ملکیتی زمین سے زیادہ تعداد میں پلاٹس کی فائلیں فروخت کر دیتی ہیں، مثلاً ابھی تک اسکیم کے پاس صرف ایک ہزار پلاٹس کی زمین موجود ہے لیکن فائلیں دو ہزار پلاٹس کی بیچ دی جاتی ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ بقیہ زمین بعد میں خرید لی جائے گی، اس طرح اسکیم مالکان کو کچھ دن کے لئے لوگوں کے پیسے سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے، اور یہی ان کا اصل مقصد ہوتا ہے، اور یہ طریقہ شریعت میں ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ اسکیم نے ایک ہزار پلاٹس کی جو زائد فائلیں فروخت کی ہیں ان کی زمین ابھی ان کی ملکیت میں نہیں آئی، لہذا اسکیم مالکان کو ان کی فروخت کا حق نہیں پہنچتا، باقی جو ایک ہزار پلاٹس اسکیم والوں کی

(۱) يجوز تداول الصكوك واستردادها اذا كانت تمثل حصة شائعة في ملكية موجودات من أعيان أو منافع أو خدمات، بعد قفل باب الاكتاب وتخصيص الصكوك وبدء النشاط، أما قبل بدء النشاط فتراعى الضوابط الشرعية لعقد الصرف۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۳۳) المعيار الشرعي، رقم: ۱، صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

ولكن المشكلة انما تحدث من جهة أن الكمبيالة قد أصبحت اليوم آلة قابلة للتداول وان حامل الكمبيالة، وهو الدائن الأصيل، ربما يبيعها الى طرف ثالث بأقل من المبلغ المكتوب عليها طمعاً في استعمال الحصول على المبلغ قبل حلول الأجل، وان هذا البيع يسمى خصم الكمبيالة، فكلما أراد حامل الكمبيالة أن يتعجل في قبض مبلغها، ذهب الى شخص ثالث وهو البنك في عموم الأحوال، وعرض عليها الكمبيالة، والبنك يقبلها بعد التظهير من الحامل، ويعطى مبلغ الكمبيالة نقداً بخصم نسبة مئوية منها، وان خصم الكمبيالة بهذا المشكل غير جائز شرعاً، اما لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين أو لأنه من قبيل بيع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمة منصوصة في أحاديث ربا الفضل۔

(بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۲۰) أحكام البيع بالتقسيط، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

(فان وجد) أي القدر والجنس (حرم الفضل والنساء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۲/۱۸۶)

(۱۸۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار احیاء التراث العربی۔

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في البراء عن الربا، ط: سعيد۔

ملکیت ہیں ان کو بیچنا درست ہے۔^(۱)

ہبہ بیس ملی ہوئی زمین فروخت کرنا

”موہوبہ زمین کی خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۸/۲)

۳۷۲

ہدایات برائے تاجر

”تاجر کے لئے ہدایات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۷/۲)

ہدیہ دینا خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے

”خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے ہدیہ دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہدیہ دینے کا مروجہ طریقہ

☆ خریدار کو سامان خریدنے سے پہلے ہدیہ دینے کا عام طور پر دو شکلوں

میں وعدہ کیا جاتا ہے

① تاجر اور دوکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً یہ چیز خریدے گا اس

کو ہدیہ میں فلاں چیز دی جائے گی۔

② تاجر اور دوکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً معین سامان کی ایک

خاص مقدار خریدے گا اس کو فلاں چیز ہدیہ میں دی جائے گی۔

یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

(۱) وبيع ماليس في ملكه لبطلان بيع المعدوم۔

قولہ: لبطلان بيع المعدوم) اذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجوداً ملاً متقوماً في نفسه وأن يكون

ملك البائع فيما يبيعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: ۵/۵۸، ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد،

مطلب: الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

شامی: (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيوع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

☆ خریدار کو خریدی ہوئی چیز کے سائز ہدیہ دیا جاسکتا ہے، اور ہدیہ دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کا تعلق تاجر اور دوکاندار سے مضبوط ہو، اور خریدار، ان کے گرویدہ ہو کر انہیں تجارت سے خدمت کرنے کا موقع دیں، یہ صورت بھی جائز ہے، کیونکہ اگر ہدیہ بیع کی جنس سے ہو تو بیع میں اضافہ ہے جو جائز ہے، اور اگر کوئی دوسری چیز ہو تو ہبہ ہے اور یہ جائز ہے۔^(۱)

ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو

بعض دفعہ تاجر یا دکاندار ہدیہ کا حقدار ہونے کے لئے بعض ایسی خاص متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں جو مخصوص سامان میں رکھی جاتی ہیں جیسے بعض ادارے کسی چیز مثلاً کار، فریج، وغیرہ کے اجزاء کو اپنی مصنوعات اور سامان میں چھپا دیتے ہیں، اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو اس چیز کی تصویر کو مکمل کرے گا، اس کو وہ چیز مفت دی جائے گی چنانچہ بعض لوگ اس چیز کی لالچ میں اس ادارے کی مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ خریدتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس میں خریداروں کو حاجت سے زیادہ خریداری کرنے پر ابھارا جاتا ہے اور اسراف کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں درست نہیں۔

بعض گھروں میں مشروبات کی بوتلیں صرف اس لئے خرید کر لائی جاتی ہیں کہ ان کے ڈھکن کو جمع کرتے ہیں تاکہ ان کو شاید موٹر سائیکل انعام میں مل جائے

(۱) الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه. (الفتاوى الهندية: ۱۷۱ / ۳)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيدية۔

☆ اهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس به۔ (الفتاوى الهندية: ۵ / ۳۳۲)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيدية۔

☆ اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر المختار مع الرد: ۶ / ۳۶۲)، كتاب الصيد، ط: سعيد۔

وغیرہ، اور اکثر اوقات انعام میں رکھی گئی وہ چیز نہیں ملتی تو اس صورت میں مال ضائع ہو جاتا ہے، نیز یہ کہ اس میں مال کو ایسی چیز حاصل کرنے کے لئے لگانا ہے جس کا ملنا اور نہ ملنا یقینی نہیں، اس میں جوئے کا بھی شبہ ہے۔

۳۷۳

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح ہدیوں کی پیش کش درست نہیں اور خریدار کے لئے اس قسم کا ہدیہ حاصل کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ خریداری کرنا بھی درست نہیں۔^(۱)

(۱) وإن مثل هذه الجوائز التي تمنع على أساس عمل عمله أحد لا تخرج عن كونها تبرعاً وهدية، لأنها ليس لها مقابل، وأن العمل الذي عمله الموهوب له، لم يكن على أساس الجائزة أو الجمالة، حتى يقال: إن الجائزة أجرة لعمله وإنما كان على أساس الهبة للتشجيع، وجاء في الموسوعة الفقهية الكويتية: "الأصل إباحة الجائزة على عمل مشروع، سواء كان دينياً أو دنيوياً، لأنه من باب الحث على فعل الخير والاعانة عليه بالمال، وهو من قبيل الهبة" وبما أن حقيقة الجائزة أنها هبة بدون مقابل، فإنها ليست من عقود معاوضة وإنما هي من قبيل التبرعات، فمن شروط جوازها أن تكون تبرعاً من المجيز بدون أن يلتزم المجاز بدفع عوض مالي مقابل الجائزة، وعلى هذا الجائزة على قسمين:

۱... الجائزة التي تمنح بدون التزام أو وعد سابق... وهذا تبرع وهدية بدون أي شك ولا شبهة في حلتها، ۲... الجائزة التي تمنح على أساس التزام أو وعد سابق فيلتزم المجيز بأنه سيمتدح المجاز جائزة عند وقوع واقع معين لا يدري أحدهم يقع أو لا؟ ومن شروط جوازها أن يكون تبرعاً محضاً من قبل المجيز وأن لا يشترط على المجاز أن يدفع عوضاً عن الدخول في المخاطرة... فتبين بهذا أن الجوائز المشروعة يشترط فيها أن تكون تبرعاً بدون مقابل مالي، وإلا فإنها تدخل في القمار أو في عقود الغرر الأخرى، وكذلك يجب أن تكون هذه الجوائز موعودة على القروض وأنها تدخل في الربا... وإن النوع الأول من هذه الجوائز ما تمنح على أساس القرعة ونحوها لمشتري بضاعة مخصوصة أو منتج مخصوص فإن كثيراً من التجار يعلنون جوائز ويوزعونها على جملة منتخبة من المشتريين يشترطون بضاعتهم... وإن حكم مثل هذه الجوائز أنها تجوز بشروط الشرط الأول: أن يقع شراء البضاعة بثمن مثله ولا يزداد في ثمن البضاعة من أجل احتمال الحصول على الجوائز... الشرط الثاني: أن لا يتخذ هذه الجوائز ذريعة لترويج البضاعات المغشوشة... والشرط الثالث: أن يكون المشتري يقصد شراء المنتج للانتفاع به ولا يشترط له لمجرد ما يتوقع من الحصول على الجائزة؛ لأنه إن لم يكف يقصد شراء المنتج فإن ما يبدله من الثمن إنما يبدله من أجل الجائزة فكان فيه شبهة المخاطرة، فلا يخلو من شبهة القمار... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۲/ ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸) أحكام الجوائز... الجوائز على شراء المنتجات، ط: دار العلوم كراچی)

ہدیہ کوئی خدمت ہو

☆ بعض دفعہ تاجر لوگ خریداروں کے ساتھ خاص خدمت کا وعدہ کرتے ہیں۔ (۳۷۵)

جیسے بعض گاڑیاں فروخت کرنے والے ادارے یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو ان سے گاڑی خریدے گا اس کے لئے ایک سال تک گاڑی کا موبل آئل مفت تبدیل کیا جائے گا اس طرح کی خدمت لینا اور دینا جائز ہے کیونکہ یہ خدمت کا ایک طرفہ وعدہ ہے۔

☆ بعض دفعہ خریدار کو سابقہ کسی وعدہ کے بغیر خدمت مہیا کی جاتی ہے، جیسے

پٹرول پمپ والے پٹرول ڈلوانے والی گاڑی کے شیشے صاف کر دیتے ہیں، یہ صورت بھی جائز ہے۔^(۱)

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کر کے پھر اقالہ کرنا

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کی، پھر اقالہ کیا، تو اب ہدیہ کرنے والا یہ واپس

نہیں لے سکتا کیونکہ اب یہ چیز ہدیہ ملنے والے کے حق میں ایسی ہے کہ گویا اس نے اپنے خریدار سے اس کو خریدا ہے۔^(۲)

= فقہ البیوع علی المذاهب الأربعة: (۲/۸۱۰، ۸۱۱)، المبحث الثامن، الباب الأول فی أحكام البیع الصحیح بدون خيار، التطوعات من البائع، ط: معارف القرآن۔

(۱) الزیادة فی الثمن والمشمون جائزة حال قیامهما سواء، كانت الزیادة من جنس الثمن أو غیر جنسه۔ (الفتاویٰ الہندیة: (۳/۱۷۱)، کتاب البیوع، الباب السادس عشر فی الزیادة فی الثمن والمشمون والحط... الخ، ط: رشیدیہ۔)

☞ اهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس به۔ (الفتاویٰ الہندیة: (۵/۳۳۲)، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات، ط: رشیدیہ۔)

☞ اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل کبیع وھبة وخلافہ۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۶۲)، کتاب الصید، ط: سعید۔)

☞ الدر مع الرد: (۵/۱۲۳)، کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: سعید۔)

(۲) (ولیس للواهب الرجوع إذا باع الموهوب له الموهوب من آخر فتقايلا) یعنی إذا كان المبيع موهوباً لباعه الموهوب له ثم تقايلا لیس للواهب أن يرجع فی ھبته، لأن الموهوب له فی حق الواهب =

ہدیہ یا دہانی کے لئے

”یاد دہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۶)

ہڈی کی تجارت

انسان اور خنزیر کے سوا باقی تمام حیوانات کی ہڈی کی تجارت درست ہے خواہ مردار جانور کی ہڈی ہو یا ذبح شدہ جانور کی ہڈی دونوں کا ایک حکم ہے۔^(۱)

= كالمشترى من المشترى منه۔ (درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۸۰/۴) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار احیاء الکتب العربی)

☞ شامی: (۱۲۸/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحریر مهم فی إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعید۔
☞ شرح المجلة لرستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۱، الكتاب السابع فی الهبة، الفصل الأول فی

حق الرجوع عن الهبة، ط: مكتبة فاروقیه

(۱) وشعر الميتة وعظمها وصوفها وقرنها لا بأس بالانفعا بها، وبيع ذلك كله جائز؛ لأنه لا حياة فی هذه الاشياء، فلا يحلها الموت فلا يتجسس۔ (المحيط البرهانی: (۳۳۴/۹) كتاب البيع، الفصل

السادس: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر فی بيع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

☞ وبيع عظمها، وينتفع به، وكذا عصبها وقرنها وصوفها وشعرها وبرها وكذا عظم الفيل۔ (ملقى الابحر مع مجمع الانهر: (۸۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئته)

☞ تبیین الحقائق: (۳۷۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔
(وشعر الميتة وعظمها۔)

... قوله عليه السلام فی شاة ميمونة: إنما حرم أكلها، وفي رواية: لحمها، فدل على ان ما عدا اللحم لا يحرم، فدخلت الاجزاء المذكورة۔ (شامی: (۲۰۶/۱) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی

أحكام الدباغة، ط: سعید

☞ لا بأس ببيع عظام الفيل وغيره من الميتات، الاعظم الآدمی والخنزیر۔ (الهنديّة: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس فی بيع المحرمات، ط:

رشيدیه)

☞ تبیین الحقائق: (۳۷۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

☞ شامی: (۷۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید۔

ہڈی کی خرید و فروخت

ہڈی گیلی ہو یا سوکھی اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۱) اس کی آمدنی حلال (۳۷۷) ہے، البتہ خنزیر کی ہڈی کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔^(۲)

ہڈیوں کی تجارت

انسان اور خنزیر کی ہڈی کی تجارت جائز نہیں ہے انسان کی عزت اور احترام کی وجہ سے تجارت جائز نہیں ہے اور خنزیر کی ہڈی کی ناپاک اور حرام ہونے کی وجہ سے تجارت کرنا جائز نہیں، ان دونوں کے علاوہ ہر قسم کے جانور کی ہڈی کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ ہڈی اور بال جانور کی موت سے ناپاک نہیں ہوتے البتہ مردار کی ایسی ہڈی جس پر چکناہٹ اور تری ہو اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں

(۱) وشعر الميتة وعظمها و صوفها و قرنھا لا بأس بالانتفاع بها، وبيع ذلك كله جائز؛ لأنه لا حياة في هذه الأشياء، فلا يحلها الموت فلا يتنجس۔ (المحيط البرهاني: (۳۳۴ / ۹) كتاب البيع، الفصل السادس: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

❏ وبيع عظمها، وينتفع به، وكذا عصبها و قرنھا و صوفها و شعرها و وبرها وكذا عظم الفيل۔ (ملفتي الأبحر مع مجمع الأنهر: (۸۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئته)

❏ تبين الحقائق: (۳۷۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

❏ (وشعر الميتة وعظمها)

... قوله عليه السلام في شاة ميمونة: إنما حرم أكلها، وفي رواية: لحمها، فدل على أن ما عدا اللحم لا يحرم، بدخلت الأجزاء المذكورة۔ (شامی: (۲۰۶/۱) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ط: سعيد

(۲) لا بأس ببيع عظام الفيل وغيره من الميتات، الا عظم الأدمى والخنزير۔ (الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرمات، ط: رشیدیہ)

❏ تبين الحقائق: (۳۷۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

❏ شامی: (۱۱۵/۳)

ہراج

”نیلام کے ذریعہ خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۸/۶)

ہرجانہ لینا آرڈر کینسل کرنے پر

”آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۸/۱)

ہر ہردانہ الگ ہوتا ہے

اگر خریدار نے ایسی چیزیں خریدیں جن کا ہر ہردانہ الگ الگ ہوتا ہے، جیسے اخروٹ، انڈے یا پھل وغیرہ، اور ان میں سے اتنے فیصد دانے خراب نکلے جو عام عرف میں زیادہ نہیں سمجھے جاتے مثلاً پانچ چھ فیصد، تو یہ معاف ہے اور اگر اس سے زائد دانے خراب نکلے، اور ایسے خراب نکلے کہ وہ کسی بھی کام میں نہیں آسکتے تو یہ سودا فاسد ہو جائے گا اور خریدار مال واپس کر کے اپنی رقم واپس لے سکے گا۔^(۲)

(۱) وفي العيون: لا بأس ببيع عظام الفيل وغيره من الميتة؛ لأن الموت لا يحل العظام، ولا دم فيه، فلا ينجس، فيجوز بيعه إلا عظم آدمي والخنزير، فإن بيعها لا يجوز۔ وهذا إذا لم يكن على عظم الفيل، وأشباهه دسومة، فأما إذا كان، فهو نجس، ولا يجوز بيعه۔ (المحيط البرهاني: (۲۳۳/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

فتاوى التاترخانية: (۳۴۰/۸) كتاب البيوع، الفصل السابع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: فاروقيه۔

العناية مع فتح القدير: (۳۹۳، ۳۹۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيدية جديد۔

(۲) البيض والجوز وماشا كلهما إذا ظهر بعضها فاسداً فملا يستكثر في العادة والعرف كالثنين والثلاثة في المائة يكون معفو أو إن كان الفاسد كثيراً كالعشرة في المائة كان للمشتري رد جميعه للبائع واسترداد ثمنه منه كاملاً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۳۳۱ / ۲)، المادة: ۳۵۳، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيدية۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، المادة: ۳۵۳، أيضاً، ط: فاروقيه كونته۔

دور الاحكام إلى مجلة الاحكام: (۳۶۵/۱)، المادة: ۳۵۳، ط: دار عالم الكتب / سلطانية كونته۔

اور اگر وہ بالکل خراب نہیں ہے بلکہ جانوروں کے یا جلانے کے یا کسی اور کام آ سکتا ہے، ایسی صورت میں اگر مال اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اور خریدار کو اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو گیا تو خریدار کو مال واپس کرنے کا اختیار ہے، لیکن اگر وہ مال اپنی حالت میں موجود نہیں ہے اور کاٹنے یا چھیلنے کے بعد اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو تو اب خریدار صرف عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کر سکتا ہے، مال واپس نہیں کر سکتا۔^(۱)

ہڑتال

موجودہ دور میں اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے احتجاج کیا جاتا ہے جلوس نکالے جاتے ہیں، پتلے اور ٹائر جلائے جاتے ہیں، اور ہڑتال کی جاتی ہے، اگر عوام یا ملازمین کے پاس جائز مطالبات تسلیم کرانے کے لئے ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ اور لوگوں کی املاک اور حکومت کی اشیاء کو نقصان پہنچائے بغیر ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کی گنجائش ہوگی۔^(۲) اور اگر اس سے حکومت کی املاک، لوگوں کی اشیاء کو نقصان پہنچایا جاتا ہو،

(۱) واحترز بقولہ: "غیر منتفع بہ أصلاً" عما إذا كان ينفع به ولو علفاً للدواب أو لاستخراج دهنه أو كان يأكله بعض الناس، فإن بيعه يكون صحيحاً وللمشتري ردّه بخيار العيب، مالہ یکسرہ عالمأ بالعيب لأن کسرہ بعد العلم به دلیل الرضى، أما إذ کسرہ ثم علم بالعيب، فلا يردّه لأن الكسر عيب حادث بل يرجع بالنقصان۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۵/۲)، تحت المادة: ۳۵۵، البيوع، الباب السادس:

فی بیان الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العيب، ط: رشیدیہ)

تذکرہ الاحکام الی مجلۃ الاحکام: (۳۶۶/۱)، ایضاً ط: دار عالم الکتب/سلطانیہ کوئٹہ۔

تذکرہ المجلہ لستم باز: (۱۵۷/۱)، ایضاً ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

(۲) قال الله تعالى: لا يحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم۔ (النساء: ۱۳۸)

تذکرہ المظلوم ماذا يفعل؟ فیہ وجوه الأول: قال قتادة وابن عباس: لا يحب الله رفع الصوت بما يسوء غيره

إلا المظلوم، فإن له أن يرفع صوته بالدعاء على من ظلمه۔ الثاني: قال مجاهد: إلا أن يخبر بظلم ظالمه له۔

الثالث: لا يجوز إظهار الأحوال المستورة المكتومة... لكن من ظلم فيجوز إظهار ظلمه بأن يذكر =

جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کیا جاتا ہو اور عوام کا راستہ بند کیا جاتا ہو، آنے جانے سے روکا جاتا ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا

اگر حکومت کے ملازمین نے حکومت کے سامنے کچھ جائز مطالبات پیش کئے لیکن حکومت نے ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا یا بار بار یاد دہانی کے باوجود حکومت نہیں مانی، تو ملازمین نے مجبور ہو کر ہڑتال کر دی اور کام کرنا چھوڑ دیا، لیکن پابندی سے حاضری دیتے رہے تو ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا جائز ہوگا کیونکہ جمہوری حکومت میں ملازمین کو ہڑتال کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔^(۲)

= أنه سرق أو غضب، وهذا قول الأصم۔ الرابع: قال الحسن: إلا أن يتصر من ظالمه۔ (التفسير الكبير: ۲۹/۱۱) سورة النساء: ۱۳۸، ط: دار الفكر

وعن ابی جحيفة قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو جاره، قال "اطرح متاعك على الطريق" فطرحه، فجعل الناس يمرون عليه ويلعنونه، فجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله: ما لقيت من الناس؟ قال: "وما لقيت منهم؟" قال: يلعنوني۔ قال "لعنك الله قبل الناس" فقال إني لا أعود۔ فجاء الذي شكاه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ارفع متاعك فقد كفيت" رواه الطبرانی والبراز بنحوه إلا أنه قال: "ضع متاعك على الطريق أي على ظهر الطريق"۔ فوضعه، فكان كل من مر قال: ما شأنك؟ قال: جاري يؤذيني، فيدعو عليه، فجاء جاره فقال: رد متاعك فلا أؤذيك أبدا۔ (مجمع الزوائد: ۱۷۰/۸) رقم الحديث: ۱۳۵۶۸، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في أذى الجار، ط: مكتبة القدس

(۱) مالک عن عمر بن يحيى المازنی عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطأ الامام مالک: ص: ۶۳۳) كتاب الأفضية، القضاء في المرافق، ط: قديمی۔

السنن الكبرى: (۱۵۷/۶) كتاب احياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: اداره تالیفات اشرفیہ۔

كنز العمال: (۵۹/۳) رقم الحديث: ۹۳۹۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث، في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) العادة محكمة۔ یعنی أن العادة عامة أو خاصة تجعل حكماً لإثبات حكم شرعی۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۶، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية) =

ہلدی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

”آلوز زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۱)

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا یا مال کی دو تہیں ہوں تو صرف عمدہ تہہ دکھانا اور مال کی بے جا تعریف کرنا سب دھوکہ دہی میں داخل ہیں اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔^(۱)

= لو استؤجر استاذ لتعليم علم أو صنعة وسميت الأجرة بأن ذكرت مدة انعقدت الإجارة صحيحة على المدة حتى أن الاستاذ يستحق الأجرة بكونه حاضرًا ومهيئًا للتعليم تعلم التلميذ أو لم يتعلم... (شرح المجلة للاتاسي: (۲/۶۶۸)، المادة: ۵۶۸، كتاب الاجارة، الباب السادس: في بيان أنواع الماجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيدية.)

درر الحکام إلى مجلة الاحکام: (۱/۲۵۳، ۲۵۴)، المادة: ۵۶۸، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۳۱)، المادة: ۵۶۸، ط: فاروقيه كونته۔

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟" قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام (جامع ترمذی: (۲۳۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار۔ (مجمع الزوائد: ۳/۱۳۹) رقم الحديث: ۶۳۳۱، كتاب البيوع، باب الغش، ط: دار الفكر، بيروت)

فيض القدير للمناوي: (۱۱/۵۹۲۶) رقم الحديث: ۸۸۸۱، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز

رياض۔

من غشنا أي خاتنا وترك النصيحة لنا كأن ستر العيب في السلعة فليس منا (مرواة المفاتيح: (۴/۷۵)

كتاب الدييات، باب ما لا يضمن من الجنایات، الفصل الأول، ط: رشيدية)

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۳۷) كتاب

البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا

موزونی اشیاء کو تولے بغیر اپنی جنس کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے مثلاً پیاز کو پیاز کے عوض اور لہسن کو لہسن کے عوض، دال کو دال کے عوض تولے بغیر اندازہ سے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں سود کا شبہ ہے، اور سود کا شبہ ہونا حقیقی سود کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

اور اگر جنس مختلف ہو تو پھر اندازہ سے فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

ہمدردی تاجروں کے ساتھ

”ترقی کاراز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۲)

ہندوؤں کا تیار کردہ کھانا

”کافروں کا تیار کردہ کھانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۷/۵)

ہنڈی

ہنڈی یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے، اور کسی شہر میں جہاں جانا ہے، یا رقم کی ضرورت ہے وہاں قرض وصول کر لے تاکہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہ سکے اور پر امن طور پر اس کو یہ رقم مل جائے، اس کے لئے کبھی یہ صورت بھی اختیار کی

(۱) (وباع الطعام کیلا و جزاها) لحديث البخاری فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شتمم ولا یرد علیہ بیع الجنس بالجنس من الربا مع جازفة لما سیأتی فی الربوا من أنه غیر جائز الا اذا كان قلبلاً۔ (البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔)

❏ (الفصح القدیر: (۲۳۳/۶، ۲۳۵)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔)

❏ (ویجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة و مع جازفة)، و هذا اذا باعه بخلاف جنسه لقوله عليه السلام إذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شتمم بعد ان یکون یداً بید بخلاف ما اذا باعه بجنسه مع جازفة لما فیہ من احتمال الربوا... (الهدایة: (۲۷/۳)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔)

جاتی ہے کہ ایک آدمی ایک شہر میں کسی سے ایسی رقم لے لیتا ہے اور دوسرے شہر میں جہاں اس کا کاروباری دوست موجود ہوتا ہے وہاں وہ یہ رقم ادا کر دیتا ہے، بعض فقہاء کرام اس کو ناجائز اور بعض نے مکروہ قرار دیا ہے،^(۱) البتہ حضرت عبداللہ بن عباس

(۱) (وکرہ السفاتج) وهو قرض استفادہ المقرض أمن خطر الطريق وصورتہ أن یقرض مالہ إذا خاف علیہ القوات لیرد علیہ فی موضع الأمن... وإنما کرہ لما روی أنه علیہ الصلاة والسلام نہی عن قرض جر نفعاً وقیل إذا لم تکن المنفعة مشروطة فلا بأس بہ۔ (تبيين الحقائق: (۳/ ۱۷۵)، کتاب الحوالہ، ط: مطبعة كبرى اميريه، مصر۔)

الدر مع الرد: (۵/ ۳۵۰)، کتاب الحوالہ، ط: سعید۔

الفقه الاسلامی وادلتہ: (۵/ ۱۷۸)، الفصل الحادى عشر: الحوالہ، المبحث الخامس،... السفاتج، ط: دار الفکر۔

قولہ: ”ویکرہ السفتجة“ لأنه قرض وفيه نفع للمقرض لسقوط خطر الطريق وروی أنه علیہ السلام قال كل قرض جر نفعاً فهو ربا، ذکر سندہ العینی فیکون علی هذا الکراهة تحریمیة، وقال العینی، هذا إذا كان النفع مشروطاً فی القرض۔ وكذلك إذا كان متعارفاً فی حرم والا فلا، ويجب أن يعلم أن التی فی زماننا المسماة فی لساننا (بہندی: منی آرڈر) لیس من هذا، ولا له حکم السفاتج لان السفاتج كانت لسقوط خطر الطريق وذا للوصول، فإن قلت علة الکراهة هی النفع سواء كان لسقوط الخطر أو للوصول، قلت بلی، ولكن الخطر مما لا يجوز الکفالة به ولا الأجر علیہ، لأنه لیس فی وسع الانسان،... وأما الايضال تحل الأجرة علیہ... لا سيما فی هذا الزمان ان نجزم بمنعہ تعطلت الأمور وکسدت التجارات وانقلبت الأحوال من اليسر إلى العسر فلا یضاق علی الناس... وبعد هذا فاعلم ان الہندی الذی حصل لنا علمها إلى الآن علی خمسة اقسام، الأولى منی آرڈر... والثانية هو ما یعاملون به الصیافة... والخامسة: أن یکتب رجل حواله علی الآخر ویدفعه إلى رجل فیطلب هو من المکتوب إلیه وإذا قبض منه یعطیه وأخذ أجرته فلا بأس بکلها إلا ما صرحنا بکراهته لکن الاحتیاط فی مثل ذلك المعاملات من الربا واجب... (تکمله عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة: (۳/ ۱۱۹)، کتاب الحوالہ، ط: میر محمد کتب خانہ۔)

وقال الموفق فی المغنی: وکل قرض شرط فیہ الزیادة فهو حرام بلا خلاف، قال ابن المنذر: أجمعوا علی أن المسلف إذا شرط علی المسلف زیادة أو هدیة، فأسلف علی ذلك، أن أخذ الزیادة علی ذلك ربا۔ (إعلاء السنن: (۱۳/ ۵۱۳)، کتاب الحوالہ، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبی ﷺ: أن اشتراط الزیادة فی السلف ربا۔ (عمدة القاری: (۱۲/ ۱۹۰)، کتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دارالکتب العلمیة)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے نقد قرض لے لیا کرتے تھے، اور کوفہ اور بصرہ میں اونگنی کا تحریری وثیقہ لکھ دیتے تھے، اس سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔^(۱)

ہنڈی رسید کی خرید و فروخت

ہنڈی رسید کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، البتہ اس رسید میں لکھی ہوئی رقم کی مساوی رقم کے ساتھ اس کا تبادلہ کرنا جائز ہے، کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ قرض ہے۔ یعنی ہنڈی رسید والا دوسرے آدمی سے قرض لے کر اسے قرض کی وصولی کی دستاویز دیتا ہے۔^(۲)

(۱) عن عطاء بن ابی رباح: أن عبد اللہ بن الزبیر کان یاخذ من قوم بمكة دراهم ثم یكتب بها إلى مصعب بن الزبیر بالعراق فیأخذونها منه، فسئل ابن عباس رضی اللہ عنہما ذلك؟ فلم یره بأساً فقبیل له: إن أخذوا فقتلوا من دراهمهم! قال: لا بأس إذا أخذوا بوزن دراهمهم. (السنن الکبریٰ: ۵/۳۵۳) کتاب البیوع جماع أبواب الخراج بالضممان والرّد بالعیوب، باب ما جاء فی المفتاح، ط: إدارة التالیفات اشرقیہ ۱۳/۵۱۲، کتاب الحوالة، باب كراهة المفتاح بشرط وجوزها بلا شرط ط: إدارة القرآن۔

(۲) عن عطاء قال: أن ابن الزبیر یستسلف من التجار أموالهم ثم یكتب لهم إلى العمال۔ فذکرت ذلك لابن عباس رضی اللہ عنہما فقال: لا بأس به۔ (المحلی لابن حزم: ۸/۷۸)، کتاب القرض وهو الدین، ط: إدارة الطباعة المنبریة

(۳) مصنف عبدالرزاق: (۸/۱۳۰)، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۲، کتاب البیوع، باب المفتاح ط: المكتبة الإسلامی۔

(۴) الديون نقضی بامثالها۔ (شامی: ۳/۸۳۸) کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلك، مطلب: الديون نقضی بامثالها، ط: سعید

(۵) الاشباه والنظائر: (ص: ۲۵۶) الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی۔

(۶) هو عقد مخصوص یرد علی دفع منلی لیرد مثله۔ (الدر المختار مع الرّد: ۵/۱۶۱) کتاب البیوع، باب المرابحة التوالیة، فصل فی القرض، ط: سعید۔

(۷) لا یجوز أن یرد المقرض إلى المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله، تبعاً للقاعدة الفقہیة القائلة: كل قرض جر نفعا فهو ربا۔ (فقه السنة: ۳/۱۳۸) القرض، ط: دار الکتب العربی

ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں

۴۸۵ ہنڈی کا معاملہ اگر اندرون ملک میں ہے تو ہنڈی کی رقم ایک شہر میں وصول کر کے ہنڈی کا کاروبار کرنے والا دوسرے شہر میں ہنڈی کے عوض اس کی مساوی رقم ہی وصول کر سکتا ہے، ادا شدہ رقم سے کم یا زیادہ رقم وصول کرنے کی شرط کے ساتھ یہ جائز نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص کراچی سے ہنڈی کے ذریعے پنجاب پیسے بھیجنا چاہتا ہے، تو وہ اگر ہنڈی کے ایک ہزار روپے کراچی میں ادا کر رہا ہے، تو اس کو پنجاب میں ایک ہزار روپے ہی ملیں گے، اس سے کمی یا زیادتی کے ساتھ ہنڈی کرنا ایک ہی ملک میں جائز نہیں کیونکہ ہنڈی میں وصول شدہ رقم ایک طرح کا قرض ہے، اور قرض کی رقم میں کمی یا زیادتی کی شرط ناجائز اور حرام ہے۔^(۱)

ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے

۴۸۶ اگر ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے ہے، تو اس میں اہم اور ضروری بات جس کا خیال کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہنڈی کے طور پر رقم دینے والا رقم لینے والے سے بیرون ملک کے اتنے سگے وصول کرے جتنی مارکیٹ میں ان کی قیمت ہے، مثلاً

(۱) القروض يجب في الشريعة الاسلامية أن تقضى بأمتالها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۷۴)، مسألة تغير قيمة العملة... ط: دار العلوم کراچی۔)

الدرع مع الرد: (۳/ ۸۳۸)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الدينون تقضى بأمتالها، ط: سعيد۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثاني، كتاب المدائبات، ط: قدیمی۔)

الدرع مع الرد: (۵/ ۱۶۶)، كتاب البيوع، فصل: في القرض، ط: سعيد۔)

شرح الحموی علی الأشباه: (۲/ ۳۳۹)، الفن الثاني، في الفوائد، كتاب المدائبات، ط: علمية

ایک شخص سعودی عرب میں ریال لینے کے واسطے پاکستانی روپے ہنڈی کرتا ہے اور پاکستانی دس ہزار روپے ہنڈی کے واسطے پاکستان میں موجود ایسے شخص کو ادا کرتا ہے جس کا آدمی یا کاروبار سعودی عرب میں ہے، تو اس شخص کو دس ہزار پاکستانی روپے ہنڈی کے بدلے میں اس کے مساوی سعودی ریال سعودیہ عربیہ میں ملیں گے، پاکستانی روپیوں کی جو قیمت صرفہ بازار میں سعودی ریالوں سے بنے گی وہی قیمت ریالوں کی شکل میں ملے گی، اور سعودی صرفہ بازار کی قیمت کے اعتبار سے ریال ملیں گے اس سے زیادتی یا کمی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں ہوگا سود ہوگا۔^(۱)

☆ اور اگر سعودی صرفہ بازار میں پاکستانی روپیوں کے مختلف دام اور مختلف قیمتیں ہیں تو اس مارکیٹ میں چالو قیمتوں میں سے کسی ایک قیمت پر اتفاق کر لینا فریقین کے لئے جائز ہے، البتہ تنازع کی صورت میں کسی درمیانی قیمت کا ادا کرنا ضروری اور لازم ہوگا۔

(۱) ولو استقرض الفلوس أو العدالی فکسدت قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ مثلها کاسدة ولا یغرم قیمتھا وقال ابو یوسف رضی اللہ عنہ قیمتھا یوم القبض وقال محمد رضی اللہ عنہ قیمتھا فی آخر یوم کانت رانجۃ وعلیہ الفتوی: (الہندیۃ: ۲۰۳/۳)، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر: فی القرض والاستقراض والاستصناع، ط: رشیدیہ

☞ هو فی الشرع عبارة عن فضل ما لا یقابله عوض فی معاوضة مال بمال۔ (الہندیۃ: ۱۱۷/۳)، کتاب البیوع، الباب التاسع، الفصل السادس فی تفسیر الربا... ط: رشیدیہ۔

☞ الدر مع الرد: (۱۶۸/۵)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید۔

☞ القروض یجب فی الشریعة الاسلامیة أن تقضى بأمثالها۔ (بحوث فی قضایا فقہیة معاصرة: ۱/۱۷۳)، مسئلۃ تغیر قیمتہ العملة... ط: دارالعلوم کراچی۔

☞ الدر مع الرد: (۸۳۸/۳)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلك، مطلب: الدیون تقضى بأمثالها، ط: سعید۔

☞ الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی۔

☞ کل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: ۱۶۶/۵)، کتاب البیوع، فصل: فی القرض، ط: سعید۔

☞ شرح الحموی علی الأشباہ: (۲/۳۳۹)، الفن الثانی، فی الفوائد، کتاب المداینات، ط: علمیۃ کوئٹہ۔

☆ مذکورہ اصول کے مطابق فریقین کا پاکستانی روپے کی ایسی قیمت کا تعین

کر لینا جس کا رواج سعودی صرافہ بازار میں نہیں ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ واضح طور پر ہاتھ در ہاتھ خرید و فروخت میں نہیں آتا بلکہ قرض میں آتا ہے، اور یہ قرض کا معاملہ ہے اور قرض کا حکم یہ ہے کہ عین چیز کے بدلے میں مثل چیز یا قیمت مثل ادا کی جاتی ہے، اس واسطے قرض میں کسی زیادتی یا کمی کی شرط ناجائز ہے۔

☆ مثلاً سعودی عرب میں پاکستانی روپیوں کا بھاؤ سو روپے کے پانچ ریال ہیں تو اس قیمت پر ہنڈی کرنا جائز ہے۔

☆ لیکن فریقین کا اس طرح طے کر لینا کہ پاکستانی سو روپے کے بدلے میں سعودی پانچ ریال سے کم یعنی تین یا دو ریال ادا کرے گا، یا پانچ ریال سے زیادہ چھ ریال یا سات ریال وصول کرے گا جس کا رواج سعودی صرافہ مارکیٹ میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے۔ سود اور حرام ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ حقیقت میں قرض کا معاملہ ہے، اور قرض میں ادا کردہ رقم کی مثل یا اس کی مساوی قیمت ملتی ہے، کم یا زیادہ نہیں ملتا، لہذا زیادہ لینے یا دینے کی شرط ناجائز اور سود ہے۔^(۱)

ہاں اگر ہاتھ در ہاتھ سعودی ریال اور پاکستانی روپیوں کی خرید و فروخت ہو تو

(۱) وقال الموفق فی المغنی: وکل قرض فیہ الزیادۃ، فہو حرام بلا خلاف، قال ابن المنذر: أجمعوا علی أن المسلف إذا شرط علی المسلف زیادۃ أو ہدیۃ، فأسلف علی ذلک، أن أخذ الزیادۃ ربا۔ (اعلاء السنن: (۵۱۳/۱۴))، کتاب الحوالۃ، باب کل قرض جر منفعۃ فہو ربا، ط: (إدارة القرآن)۔

وقد أجمع المسلمون نقلًا عن النبی ﷺ: أن اشترط الزیادۃ فی السلف ربا۔ (عمدة القاری: (۱۹۰/۱۴))، کتاب الوکالۃ، باب وکالۃ الشاہد والغائب جائزۃ، ط: (دار الکتب العلمیۃ)۔

وفی نتیجۃ الفتاوی مانصہ: والمقبوض علی وجه القرض مضمون بمثلہ۔ وفيہا نقلًا عن جامع الفصولین: واجب فی القرض رد المثل۔ (الفتاوی الکاملیۃ: (ص: ۹۲))، باب القرض، مطلب: الواجب فی القرض رد المثل، ط: (مکتبۃ حقانیہ)۔

لأن الدیون تقضی بأمثالہا۔ (الدر المختار مع الرد: (۸۳۰/۳))، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل، ط: (سعید)۔

پھر ان کے مختلف جنس اور مختلف سٹکے ہونے کے اعتبار سے کمی و زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہوگی، پھر یہ معاملہ بیع میں شمار ہوگا قرض کا معاملہ نہیں رہے گا جبکہ ہنڈی کا معاملہ قرض اور ادھار کا معاملہ ہوتا ہے، جس میں کمی زیادتی جائز نہیں ہے، نہ ہی ایسی شرط کے ساتھ ہنڈی درست ہے، خواہ نقد اور اس کی جنس مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ بعض پاکستانی لوگ سعودی عرب میں بعض احباب سے سعودی ریال قرض لیتے ہیں ایسے لوگوں کے ذمہ میں سعودی ریال کے بدلے میں پاکستانی روپیوں سے اسی قیمت کا ادا کرنا فرض ہے جو سعودی عرب میں یا پاکستان میں سعودی ریال کا دام ہے، اس سے کمی و زیادتی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں۔

☆ ہنڈی کا معاملہ اگر ایسے دو ممالک کے درمیان ہو جن میں سے کسی ایک کا سکہ دوسرے ملک میں عام طور پر نہ چلتا ہو تو اس کے لئے دونوں ملکوں میں زیادہ استعمال ہونے والے کسی تیسرے ملک کے سکہ کو معیار بنایا جاسکتا ہے، مثلاً ہندوستان میں اگر کوئی ہندوستانی شخص اپنے ملک کے سکہ کو پاکستانی روپیوں کے بدلے میں ہنڈی کرنا چاہتا ہے تو ڈالر یا پاؤنڈ کو معیار مقرر کر کے ہنڈی کر سکتے ہیں، لہذا ہنڈی کرنے والا جتنے ڈالروں کے ہندوستانی سکہ ادا کرے گا پاکستان میں اتنے ڈالروں کے پاکستانی روپے ملیں گے۔ اس سے کم اور زیادہ کی شرط ناجائز ہوگی، مثلاً ہندوستان سے اگر سو ڈالر کے ہندوستانی سکہ کسی نے ہنڈی کئے تو پاکستان میں اسے سو ڈالر کے پاکستانی سکہ ملیں گے اس سے زیادہ یا کم مثلاً سو ڈالر کے بدلے میں پاکستانی سکہ جتنے بنیں گے اس سے پچاس یا سو روپے زائد یا کم کی شرط پر ہندوستانی روپیوں کا ہنڈی کرنا درست نہیں ہوگا۔

نیز ہنڈی کے واسطے کسی تیسرے ملک کے سکہ کو معیار بنانے کی جگہ یہ بھی جائز ہے کہ سونے یا چاندی کو ہنڈی کا معیار بنایا جائے، مثلاً ہندوستان سے سو تولہ چاندی کے عوض ہندوستانی سکہ کے بدلے میں پاکستان میں سو تولہ چاندی کے برابر پاکستانی سکہ حاصل

کئے جائیں اسی طرح سونے کو بھی معیار بنا کر ہنڈی کرنا جائز ہے۔^(۱)
واضح رہے کہ ”حوالہ“ کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱)... وأما العملة الأجنبية من الأوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتهما بالتفاضل، فيجوز بيع ثلاث ربات باكستانية بريال واحد سعودي۔ (تكملة فتح الملہم: (۱ / ۵۹۰)، كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: مكتبة دار العلوم كراچی۔)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶)، ط: دار العلوم كراچی۔

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المفهوم إليهما، حل التفاضل والنسأ لعدم العلة المحرمة والأصل فيه الإباحة، وإذا وجد، حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر، حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية: (۳ / ۸۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانیہ۔)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت أبيع الإبل بالبيع، فأبيع بالدنانير وأخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وأخذ الدنانير، أخذ هذه من هذه، وأعطى هذه من هذه، فأتيت رسول الله ﷺ وهو في بيت حفصة، فقلت: يا رسول الله! رويدك، إني أبيع الإبل بالبيع، فأبيع بالدنانير وأخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وأخذ الدنانير، أخذ هذه من هذه، وأعطى هذه من هذه، فقال رسول الله ﷺ: "لا بأس أن تأخذها بسعر يومها ما لم تفترقا، وبينكما شيء۔ (سنن أبي داود: (۲ / ۱۲۱)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: رحمانیہ)

سنن نسائي: (۲ / ۲۴۳) كتاب البيوع، أخذ الورق من الذهب والذهب من الورق، ط: قديمی۔

بسعريو منها ما لم يفترقا وبينكما شيء) غير مقبوض أي بشرط التقابض في المجلس۔ قال الخطابي: واشترط أن لا يفترقا وبينهما صرف لأن اقتضاء الدراهم من الدنانير صرف وعقد الصرف لا يصح إلا بالتقابض۔ (بذل المجهود: (۱۵ / ۱۲)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: دار الكتب العلمية۔)

والفتي المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: يعني جامكيتك التي قدرها كذا بكذا انقص من حقه في الجامكية، فيقول له: بعتك، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد۔ أجاب إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لا يصح۔ (شامی: (۳ / ۵۱۷) مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد)

(قوله: ببطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضًا۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳ / ۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہندوی کا معنی

ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک رقم بھیجنے کو عرف عام میں ”ہندوی“ کہتے ہیں۔^(۱)

۳۹۰

ہندوی کو بٹالگانا

ہندوی (بل آف ایکسچینج) زراعتباری کی ایک قسم ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی تاجر سے سامان ادھار خریدتا ہے۔ وہ تاجر اس کو بل بنا کر دیتا ہے جس میں رقم کی تفصیل اور ادا کرنے کا وقت درج ہوتا ہے۔ خریدار اس پر اپنے دستخط کر دیتا ہے، اور اس پر ٹکٹ لگائی جاتی ہے۔ اس کی حیثیت قانونی ہو جاتی ہے، یہ بیچنے والا تاجر اس بل کو کرنسی کے طور پر استعمال کر سکتا ہے، اگر اس کو پیسوں کی فورا ضرورت پیش آجائے تو وہ یہ بل بینک میں پیش کر کے رقم حاصل کر سکتا ہے، بینک اس میں سے کچھ کٹوتی کر لیتا ہے، اس عمل کو ”ہندوی کو بٹالگانا“ کہا جاتا ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ یہ واضح سود ہے اور سود لینا دینا ناجائز اور حرام ہے۔^(۲)

مزید ”بل آف ایکسچینج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۶/۲)

ہندوی کی بیع

پچاس ہزار روپے کی ایک ہندوی (کھاتہ) ہے، اور اس کی میعاد تین ماہ ہے

(۱) فیروز اللغات جدید: (ص: ۷۷۰)، حرف: ۰، ۰، ۰، ۰، ۰، ۰، ط: فیروز سنز۔

(۲) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا و موكله و كاتبه و شاهده، و قال: ہم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۷۲/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۳) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

وعن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: درهم ربا یا کله الرجل و هو یعلم أشد من ستة وثلاثین زنیمة، رواه أحمد والدارقطنی۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۵،

اس ہنڈی (کھاتہ) لینے والے کو میعاد سے پہلے پیسے کی ضرورت پڑے تو وہ پچاس ہزار کے عوض تبادلہ تو کر سکتا ہے لیکن پچاس ہزار سے کم میں اس ہنڈی کو فروخت نہیں کر سکتا، کیونکہ بیع وہ ہنڈی کا کاغذ نہیں بلکہ وہ رقم ہے جو ہنڈی کے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، اس لئے کمی زیادتی کی صورت میں سود ہوگا۔^(۱)

ہوا بند کرنے کے عوض پڑوسی سے معاوضہ لینا

”کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۷۴/۵)

(۱) فقد ذکر الفقهاء المتأخرون نوعاً منها تسمى الجامكية، وهي عبارة عن ورقة كانت تصدر من بيت المال أو من ناظر الوقف لصالح رجل له حق مالي على بيت المال أو الوقف... وقد ائتمنى الفقهاء من الحنفية والحنابلة بأن بيع الجامكية لا يجوز، لكونه بيع الدين من غير من عليه... (فقه البيوع، ص: ۱/۳۵۲) الجامكية، ط: معارف القرآن

❑ الدر مع الرد: (۵۱۷/۳)، كتاب البيوع، مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد۔

❑ ثم إن الذين منعوا بيع الدين من غير المدين إنما منعه عن طريق البيع أما إذا وقع نقل الدين بطريق الحوالة فإنه جائز عند الجميع... (بحوث قضایا فقهية معاصرة: (۲/۱۰۵)، بيع الدين والأوراق المالية... ط: دار العلوم کراچی۔)

❑ وافئ المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: يعني جامكيتك التي قدرها كذا بكذا انقص من حقه في الجامكية، فيقول له: بعتك، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد۔ أجب إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لا يصح۔ (شامی: (۵۱۷/۳) مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد)

❑ (قوله: ببطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضاً۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۹/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہوا گوشت میں بھر کے بیچنا

”گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۹/۵)

ہوٹلوں میں ملازمت کرنا

☆ عام ہوٹل جس میں جائز کام ہوتا ہے ملازمت کرنا جائز ہے۔ بعض مسلمان طلبہ جو تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر مسلم ممالک کا سفر کرتے ہیں اور وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو کبھی ان کے معاشی اخراجات کے لئے وہ رقوم ناکافی ہوتی ہیں جو ان کے والدین وغیرہ کی طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں، چنانچہ وہ طلبہ معاشی اور تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ملازمت بھی اختیار کر لیتے ہیں اور بعض اوقات ان طلبہ کو وہاں ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملتی ہے جن میں شراب اور خنزیر کی خرید و فروخت ہوتی ہے تو ان طلبہ کے لئے ایسے غیر مسلم ہوٹلوں میں ملازمت اختیار کرنا جائز ہے البتہ شراب پلانے یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں، اس لئے ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملنے کی صورت میں یہ ناجائز کام نہ کریں بلکہ جائز کام کرنے پر اکتفا کریں کیونکہ شراب پینا، پلانا یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو دوسروں کے سامنے بھی پیش کرنا حرام ہے اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہ نے شراب پر، اس کے پینے والے، اس کے پلانے والے، اس کے بیچنے والے، اس کے خریدنے والے، اس کو نچوڑنے والے، اور جس کے لئے وہ نچوڑی جائے، اور اس کو اٹھانے والے، اور جس کے لئے اٹھا کر لے جانی جائے، ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔ (۱)

(۱) لعن اللہ الخمر، وشاربها، وساقیها، وبتاعها وبتاعها و عاصرها و معتصرها و حاملها و المحمولة إلیہ۔ (ابو داؤد: ۱۶۲/۲) کتاب الأشربة، باب العنب بعصر للخمر، ط: رحمانیہ =

ہول سیلر

”تھوک فروش“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۶/۲)

ہیر کلر

آج کل ”ہیر کلر“ کے نام سے جو مہندی وغیرہ کارنگ آرہا ہے، اگر وہ بالوں کو خالص سیاہ کر دے تو اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ اور یہ لعنت کا باعث اور جنت سے محرومی کا سبب بھی ہے، البتہ جو ہیر کلر بالوں کو سیاہ نہیں کرتے بلکہ سیاہی مائل سرخ یا بھورا کر دیتے ہیں ان کا استعمال اور خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے۔^(۱)
مزید ”سیاہ خضاب فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

☐ لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة عاصرها و معصرها و شاربها و حاملها و المحمولة إلیه و ساقیها و بايعها و اكل ثمنها و المشتري لها و المشتراة له۔ (ترمذی: (۳۷۳/۱)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر عاصرها و معصرها و المعصورة له و حاملها و المحمولة له و بايعها و المبیوع له و ساقیها و المستقاة له، ط: رحمانیہ۔)

☐ ابن ماجہ: (۲۴۲) کتاب الأشربة، باب لعنة الخمر علی عشرة أوجه، ط: میزان
☐ ما حرم أخذه حرم اعطاءه، و كما حرم الأخذ و الاعطاء فعلا حرم الأمر بالأخذ إذا حرام لا يجوز فعله و لا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: (۷۸، ۷۷/۱)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشیدیہ۔)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۷)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔
☐ مجموعہ قواعد الفقہ الحنفیہ: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقہیہ، ط: میر محمد کتب خانہ۔)

(۱) فقال رسول اللہ ﷺ: غیر و اهدا الشئ و اجتنوا السواد: (الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲)، کتاب اللباس و الزینة، باب استحباب خضاب الشیب بصفرة و حمرة و تحريمه بالسواد، ط: قدیمی)
☐ قال النووي رحمته اللہ علیہ: و مذهبنا استحباب خضاب الشیب للرجل و المرأة بصفرة أو حمرة و تحريم خضابه بالسواد علی الأصح... (حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۳۶۳/۳)، کتاب الخنثی، مسائل خنثی، ط: رشیدیہ)

☐ مرآة المفاتیح: (۲۱۳، ۲۱۳/۸)، تحت رقم الحدیث: ۳۴۲۳، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط: رشیدیہ۔ =

١٧٧ ما حرم أخذه حرم إعطاءه، وكما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ. إذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (١/ ٤٤، ٤٨)، المادة: ٣٥، ٣٣، القواعد، ط: رشيدية)

١٧٨ شرح المجلة لرستم باز: (١/ ٢٤)، المادة: ٣٥، ٣٣، ط: فاروقيه كوئته.

١٧٩ مجموعة قواعد الفقه الحنفية: (ص ١١٥)، قاعدة رقم: ٢٩١، ٢٩٢، القواعد الفقهية، ط: مير محمد كتب خانة.

یاد دہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا

تاجروں کے لئے خریداروں کو یاد دہانی اور ذہن نشین کرانے کی غرض سے ہدیہ دینا جائز ہے، اس قسم کے ہدیوں میں عام طور پر کیلنڈر، چابی کے چھلے، مخصوص قسم کی کاپیاں، قلم وغیرہ دئیے جاتے ہیں۔^(۱)

یتیم نابالغوں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم
”نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

یک طرفہ بیع

یک طرفہ بیع مالک کی رضا مندی پر موقوف ہے، اگر مالک رضا مندی کا اظہار کرے تو بیع صحیح ہوگی، ورنہ صحیح نہیں ہوگی، بلکہ مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا حق ہے۔^(۲)

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: تهادوا فإن الهدیة تذهب الضغائن۔ رواہ الترمذی: (مشکوٰۃ

المصابیح: (ص: ۲۶۱)، کتاب البیوع، باب الرجوع فی الهبۃ، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

إعلاء السنن: (۱۶/۱۶)، کتاب الهبۃ، ط: إدارة القرآن۔

لاباس بقبول ہدیۃ المستقرض لانہا غیر مشروطۃ فی القرض فمن جرت عادته بالمہاداة قبل القرض فالأفضل القبول، لأن قبولہا من حقوق المسلم علی المسلم، وكذا إذا كان المہدی معروفا بالجدودۃ والسخاوة أو كان بینہما مؤذۃ۔ (البرزازیۃ علی الہندیۃ: (۶/۳۲۶)، الفصل الرابع فی الہدیۃ والمیراث، ط: رشیدیہ۔)

(۲) عن أبی حرة الرقاشی عن عمہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا تظلموا، الا لا یحل مال امرئ الا بطیب

نفس منہ۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعاریۃ، ط: قدیمی۔)

شرح المجملۃ للاتاسی: (۱/۲۶۲)، المادة: ۹۶، ط: رشیدیہ۔

إذ لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغير سبب شرعی۔ (شامی: (۳/۶۱)، کتاب

الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید) =

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا نظام درست نہیں ہے، البتہ مال، عمل اور نمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا طریقہ درست ہے۔^(۱)

یونس بن عبیلہ کا واقعہ

”قیمت زیادہ لے لی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

☐ = من يتصرف في حق غيره بغير إذن شرعي، كل تصرف صدر منه تمليكا كان كبيع وتزويج أو إسقاطا كطلاق واعتاق، وله مجيز... انعقد موقوفاً۔ (الدر مع الرد: (۱۰۶/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعید۔)

☐ = البيع الذي يتعلق به حق آخر كبيع الفضولي وبيع المرهون بغير موقوف على إجازة ذلك الآخر۔ (درر الحکام، مجلة الاحکام: (۱/۳۹۱)، المادة: ۳۶۸، البيوع، الباب السابع في بيان انواع البيع، واحكامه، الفصل الاول: في بيان انواع البيع، ط: دار عالم الكتب۔)

☐ = إذا باع الرجل مال الغير عندنا يتوقف البيع على إجازة المالك۔ (الهندية: (۱۵۲/۳)، كتاب البيوع، الباب الثاني عشر: في أحكام البيع الموقوف، وبيع أحد الشريكين، ط: رشيدية) (۱) وهذا لأن الربح لا يستحق إلا بالمال أو العمل أو بالضمان، فرب المال يستحقه بالمال، والمضارب يستحقه بالعمل، والأستاذ الذي يلقي العمل على التلميذ بالنصف بالضمان، ولا يستحق بما سواه۔ (الهداية: (۲/۶۱۳)، كتاب الشركة، ط: رحمانية۔)

☐ = بدائع الصانع: (۶/۶۲)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع، ط: سعید۔

☐ = المحررات: (۵/۳۰۶)، كتاب الشركة، قبل فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشيدية۔

علامہ یونس بن عبیلہ کے علوم کا پاسان

دینی علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

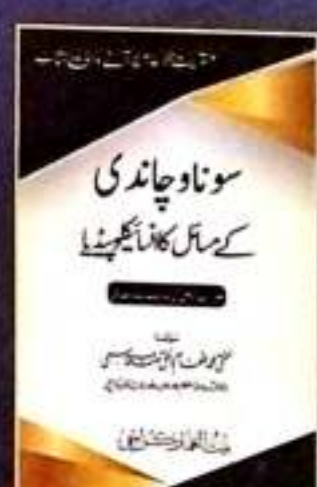
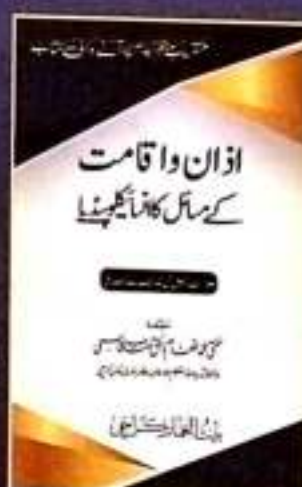
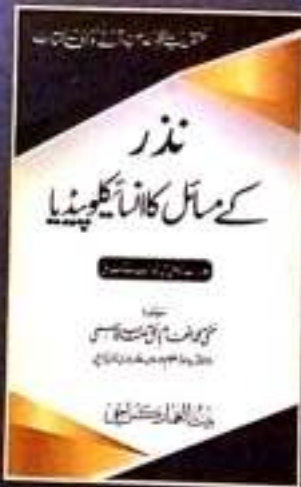
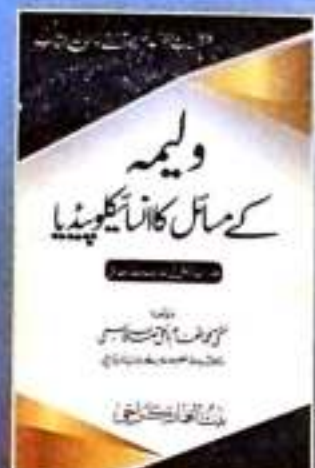
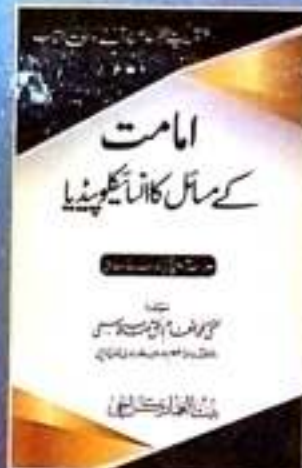
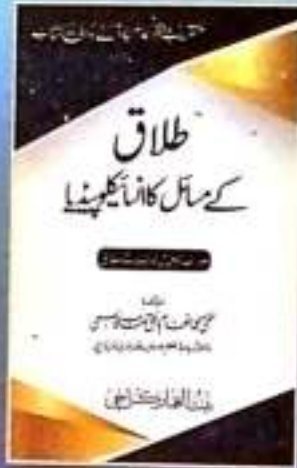
ٹیلیگرام چینل

تجارت کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا



6828

RS:4000



بیت العمارت کراچی

+92 333 3136872 +92 302 3305466

+92 333 3845224